بسم اللہ الرحمن الرحیم

اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ (القرآن الحکیم)

رضا خانی مذہب

جس میں بریلویوں کے گمراہ کن عقائد کی نقاب کشائی کی گئی ہے

جلد سوم

تالیف

ترجمانِ اہلِ سُنّت علامہ سعید احمد قادری حنفی دیوبندی سابقہ بریلوی

ناشر

الحسنین اکیڈمی کراچی

جملہ حقوق بحق الحسنین اکیڈمی کراچی محفوظ ہیں

نام کتاب :رضاخانی مذہب

نام مصنف :علامہ سعید احمد قادری حنفی دیوبندی (سابقہ بریلوی)

ناشر : الحسنین اکیڈمی کراچی

اشاعت : اول

قیمت

کتاب حاصل کرنے کیلئے درج ذیل اداروں سے رابطہ کریں۔

1. احسنی کُتب خانہ مدرسہ احسن العلوم گلشن اقبال کراچی۔
2. مکتبہ علی ومعاویہ سعید آباد کراچی
3. اسلامی کُتب خانہ بنوری ٹاؤن کراچی نمبر ۵
4. بیت الکتب گلشن اقبال نمبر ۲ کراچی
5. قاری عبدالحلیم تاجران اسلامی کُتب مدینہ مسجد فیڈرل بی ایریا نمبر ۱۰ کراچی
6. مکتبہ عمر فاروق مقابل جامعہ فاروقیہ شاہ فیصل کالونی کراچی
7. کُتب خانہ مجیدیہ بیرون بوہڑ گیٹ ملتان
8. کُتب خانہ رشیدیہ راجہ بازار راولپنڈی

انتساب

بندہ اپنی اس تالیف کو سیدی و سندی و مرشدی امام اہل سنت، منبع العلوم و مخزن الفہوم محی السنۃ الغرا ماحی البدعۃ الظلماء سند العلماء، شیخ الاتقیاء، بقیۃ السلف، حجۃ الخلف، عروۃ الجبل المتین، رئیس الشیوخ الکرام قطب فلک العلوم و العرفان، شمس فلک الشریعۃ البیضاء و بدر سماء الطریقۃ الغراء، فخر الاماثل، جامع الفضائل، رازی وقت، غزالی دوراں، جامع المعقولات و المنقولات و امام فن السماء الرجال و رئیس المحققین، اسوۃ الاصفیاء، ذروۃ سنام الدین، قدوۃ العارفین، مخزن محاسن الاخلاق، ناشر عقیدۃ الاکابر ربیع ریاض الاسلام، شیخ طریقت، رہبر شریعت، بحر العلوم، امام المحدثین، مقدام المفسرین، نخوات بحر حقیقت و عمدۃ الفقہاء حضرت العلام ابو زاہد محمد سرفراز خان صفدر دامت برکاتہم و فیوضہم شیخ الحدیث مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ کی طرف منسوب کرتا ہوں کہ جن کی تعلیم و تربیت اور دعاؤں نے بندۂ ناچیز کو اس قابل بنایا۔

خاکپائے اکابر اہل سنت و جماعت علمائے دیوبند

ناچیز سعید احمد قادری عفی عنہ

فہرست

عنوانات	صفحہ
مقدمہ	۱۱
پیش لفظ	۱۵
پیر کو سجدہ جائز ؟	۱۳۱
کیا شیخ جیلانی رح نے فرمایا ؟	۱۳۴
امتی نے کندھا دیا ؟	۱۳۷
امتی نے لگام پکڑ لی ؟	۱۳۹
مزید سُنئے	۱۴۴
جوڑا مبارک چاندی کا تھا ؟	۱۴۵
حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رح	،،
قبر سے نکلے ؟	،،
ولی عورت پر عاشق ہو گیا ؟	۱۴۶
ولی کے سر پہ پاخانے کا ٹوکرا ؟	۱۵۲
ابدال کو منصب سے معزول کرنے کے بعد معاف کر دیا ؟	۱۵۳
پیرانِ پیر رح کی زندگی کے وقت نصرت ؟	۱۵۴

عنوانات	صفحہ
شیخ عبدالقادر جیلانی رح نے اونٹ تلاش کر دیئے ؟	۱۵۵
ولی کو چھنی ہوئی ولایت دوبارہ مل گئی ؟	۱۵۶
ایک عجیب انکشاف	۱۵۸
امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم پیرانِ پیر کی مجلسِ وعظ میں تشریف لاتے ؟	۱۶۰
فوت شدہ لڑکے زندہ ہو گئے ؟	۱۶۱
ایک باطل خیال	۱۶۴
غوث نے مرید کو منکر نکیر کے عذاب سے چھوڑا لیا ؟	۱۶۵
پیرانِ پیر کا نام خدا نے رکھا ؟	۱۷۲
گیارہ سو لڑکے ہوئے ؟	۱۷۳
کندھے پر تھا ؟	۱۷۵
بغیر وضو ہلاک ؟	۱۷۶

عنوانات	صفحہ
شرمندہ کیوں کیا؟	۱۷۷
ارواح چھین لیں؟	۱۸۶
جنس تبدیل کر دی؟	۱۹۲
مصیبت کے وقت کس کو پکارو؟	۱۹۶
ولی نے موت کو منسوخ کر دیا؟	۱۹۹
کم نہیں؟	۲۰۲
کرنا جائز؟	۲۰۳
ہندو غوثِ اعظم کا بیٹا تھا؟	״
غوث کا قائل ہندو؟	۲۰۸
مردود کو مقبول بنالیا؟	۲۰۹
چور کو قطب بنا دیا؟	۲۱۳
فاسق کو بخش دیا؟	۲۱۵
خدا کو پھر تو کیا سمجھا؟	۲۱۹
سو برس۔ سال۔ ہفتہ پیرانِ پیر کو سلام کرتا ہے؟	۲۲۰
	״
تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام شیخ جیلانیؒ کی مجلس میں؟	۲۲۳
شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کی لمبی کتاب؟	۲۲۴
شیخ عبدالقادرؒ کا منکر نکیر سے وعدہ؟	۲۲۸
پیرانِ پیرؒ نے فرمایا تھا؟	۲۳۰

عنوانات	صفحہ
صلوٰۃِ حاجت یا مشرکانہ عمل؟	۲۳۲
ملک الموت خدا کی طرف سے خط لایا تھا؟	۲۳۳
شیخ جیلانیؒ جبیل کے پیچھے؟	۲۳۴
ایک سو چالیس ولی بنا دیئے؟	۲۳۵
ولی نے موت کی خبر دے دی؟	۲۳۶
حضرت عبدالقادر جیلانیؒ نے چیل کو ہلاک کر دیا؟	۲۳۷
شیخ عبدالقادر جیلانیؒ نے چڑیا کو ہلاک کر دیا؟	۲۳۸
شیخ عبدالقادر جیلانیؒ نے جہاز کو ڈوبنے سے بچایا؟	״
شیخ عبدالقادرؒ نے چوہے کو ہلاک کر دیا؟	۲۴۲
کبوتری اور قمری نے انڈے دیئے؟	۲۴۳
شیخ عبدالقادر جیلانیؒ نے ولایت سلب کر لی؟	۲۴۴
شیخ عبدالقادر جیلانیؒ رحمانیہ سے ہمکلام ہوتے؟	۲۴۶
نائبانہ امداد کی؟	۲۴۷

عنوانات	صفحہ
ولی کے جسم پر مکھی نہیں بیٹھتی تھی؟	۲۴۹
خضر علیہ السلام نے پیرانِ پیرؒ کا کلام سُنا؟	۲۵۰
دین آدمی کی شکل میں؟	۲۵۱
ولی نے جنس تبدیل کر دی؟	۲۵۳
سربند غائب؟	۲۵۵
سارا بغداد شعلوں کی لپیٹ میں؟	۲۵۷
گدھے فوراً رُک گئے؟	۲۵۸
بیت اللہ منتقل ہو گیا؟	۲۶۱
آفتاب رو بقبلہ ہو گیا۔	۲۶۳
مستقبل کا پتہ بتا دیا؟	۲۶۴
فلسفہ کو قرآن میں بدل دیا؟	۲۶۵
طویل عمر کی بشارت دی؟	۲۶۷
چھت گرنے کی اطلاع دی؟	۲۶۹
بارش موقوف ہو گئی؟	۲۷۱
عصائے مبارک روشن ہو گیا؟	۲۷۳
جن بھاگ گیا؟	۲۷۴
لاغر اونٹنی برق رفتار بن گئی؟	۲۷۵
پیرانِ پیرؒ کا پانی پر چلنا؟	۲۷۶
عذابِ قبر سے نجات؟	۲۷۹

عنوانات	صفحہ
کُتے کو شیر پر غالب کر دیا؟	۲۸۲
بابرکت قمیض؟	۲۸۴
حملہ آور فوج کو پسپا کر دیا؟	۲۸۵
خیانت پر غائبانہ تنبیہ فرما دی؟	۲۸۶
مخفی حالات سے باخبری؟	۲۸۸
مافی الضمیر ظاہر کر دیا؟	۲۹۱
آلہ حضرت کا کرامتی اُلو؟	۲۹۳
ناجائز ادّعا کا ثمرہ؟	۲۹۵
دل کی خواہش کا علم ہو گیا؟	۲۹۶
علمِ کلام سینے سے محو کر دیا؟	۲۹۷
زندگی کے حالات بتا دیئے؟	۲۹۹
حال سلب ہو جائے گا؟	۳۰۵
پیر نے مرید سے معافی مانگی؟	۳۰۷
ایک صریح جھوٹ کا سہارا؟	۳۰۹
شیخ عبد القادر جیلانیؒ کی زوجہ کے ساتھ؟	۳۱۲
خیال میں ملاقات کرا دی؟	۳۱۳
دلوں پر کس کا قبضہ ہے؟	۳۱۵
اکابر اولیاء کی حاضری؟	۳۱۶
بزرگوں کو زناکاری کا علم ہوتا ہے؟	۳۱۸

عنوانات	صفحہ
شیخ عبد القادر جیلانیؒ ابدالوں کو مقرر کیا کرتے ہیں؟	۳۲۰
چھت گرنے کی اطلاع دی؟	۳۲۲
مشرکانہ عمل کرو؟	۳۲۳
ولی مدد کرتا ہے؟	۳۲۵
کیا شیخ عبد القادر جیلانیؒ نے فرمایا تھا؟	۳۲۸
بزرگ نجس عقیدے کی تعلیم دیا کرتے ہیں؟	۳۲۹
ایک قدم سے بیت المقدس سے بغداد تک؟	۳۳۰
ولی نے جنگل میں امداد کی؟	۳۳۱
ولی نے بھنی ہوئی مرغی زندہ کر دی؟	۳۳۶
ولی کا پانی پر قبضہ؟	۳۳۷
ولی غیب کی بات جانتا ہے؟	۳۴۰
ولی کا بارش پر قبضہ؟	۳۴۲
شیخ جیلانیؒ کی نسبت سے معاف کر دیا؟	۳۴۴
بزرگ دل کی بات جانتے ہیں؟	۳۴۸
شیخ عبد القادر جیلانیؒ نے خدا کے ساتھ مقابلہ کیا؟	۳۵۱
ولی نے موت کو خواب سے بدل دیا؟	۳۵۳
ولی نے ہاتھ بڑھا کر مرید کا سر ڈھانک دیا؟	۳۵۶
شیخ عبد القادر جیلانیؒ کھڑا کر دیگا؟	۳۵۷
ولی نے موت کو منسوخ کر دیا؟	۳۵۹
مختارِ کل اللہ ہی ہے۔	۳۶۲
حسن کا شیدائی؟	۳۶۳
عشق کا انجام کیا ہوتا ہے؟	۳۶۴
ایک عجیب انکشاف۔	۳۶۶
پیر کی پالکی۔	〃
بزرگ کی وصیت۔	۳۶۷
شہوت پرستی کی انتہا۔	۳۶۸
پیرانِ پیر نے منکر نکیر سے گرز چھین لئے۔؟	۳۷۱
پیر صاحب کے بارے عوام کا غلط خیال اور انکشافِ حقیقت۔	۳۸۲
خود مختار ہیں؟	۳۸۴

عنوانات	صفحہ
بریلی فتوے۔	۲۸۷
بریلویوں کا عقیدہ ہے قائد اعظم دوزخیوں کا کتا ہے۔	۲۸۸
بریلویوں کا عقیدہ کہ قائد اعظم کفریات بکا کرتے تھے۔	//
کھلے مرتد؟	//
بریلویوں کا عقیدہ کہ قائد اعظم کافر و مرتد تھے۔	۲۸۹
بریلویوں کا عقیدہ کہ جو قائد اعظم کی تعریف کرے اس کا نکاح ٹوٹ جاتا ہے۔	۲۹۱
بریلوی مذہب میں مسلم لیگ کو چندہ دینا اور اس کی حمایت کرنا اسلام دشمنی ہے	۲۹۱
بریلوی مذہب میں ڈاکٹر محمد اقبال صاحب ملحد و دہریے تھے۔	۲۹۲
بریلویوں کے نزدیک ڈاکٹر محمد اقبال نے دوسرا اسلام گھڑ لیا ہے۔	۲۹۳
بریلویوں کے نزدیک ڈاکٹر محمد اقبال دہریے و بے دین ہے۔	//
زندیق ہو گیا ہے؟	۲۹۴
گھڑ لیا ہے؟	۲۹۵

عنوانات	صفحہ
بریلویوں کے نزدیک ڈاکٹر محمد اقبال کی زبان پر شیطان بولتا تھا۔	۲۹۵
بریلوی مذہب میں سرسید احمد خاں خبیث اور مرتد ہیں۔	۲۹۷
بریلویوں کے نزدیک سرسید احمد خاں جہنم کے کتے ہیں۔	۲۹۷
بریلویوں کے نزدیک سرسید احمد خاں کافر و مرتد ہیں۔	۲۹۸
سرسید احمد خان کے نورتن کی تکفیر۔	۴۰۰
حضرت علامہ شبلی نعمانیؒ کی تکفیر۔	۴۰۱
فرقہ صلحکلیہ اور اس کے لیڈر کافر ہیں	۴۰۲
دوسری وجہ تکفیر۔	//
شمس العلماء مولانا الطاف حسین حالیؔ کی تکفیر۔	۴۰۴
پہلی وجہ تکفیر۔	//
بریلویوں کے نزدیک خواجہ حسن نظامی کافر و مرتد ہے۔ جو اسے کافر نہ سمجھے وہ بھی کافر ہے۔	۴۰۶
سب دنیا کافر مگر بریلوی نہیں؟	۴۰۸
اعلیٰحضرت بریلوی کا فتویٰ کہ ہندوستان	

عنوانات	صفحہ
دار السلام ہے۔	۴۰۹
انگریز کی حکومت رحمت خداوندی ہے۔	۴۱۰
اعلیٰحضرت کا فتویٰ انگریزی حکومت دار السلام ہے۔	״
حضرت مولانا شاہ محمد اسماعیل شہیدؒ ملت کی تکفیر۔	۴۱۲
حضرت شاہ سید احمد شہیدؒ کی تکفیر۔	۴۱۵
اکابر علمائے دیوبند کی تکفیر یعنی حجت الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ۔ شمس الاسلام قطب الاقطاب امام المحدثین حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ۔ محدث اعظم حضرت مولانا خلیل احمد مہاجر مدنیؒ۔ حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کی تکفیر۔	۴۱۷
دونوں کافر و مرتد۔؟	۴۲۰
محدث دہلوی کافر۔	۴۲۱
مجلس احرار اسلام کے ارکان اور امام الہند حضرت مولانا ابو الکلام آزادؒ۔ شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سید حسن احمد مدنیؒ۔ مفتی اعظم ہند مولانا کفایت اللہ دہلویؒ، سرحدی گاندھی۔ عبد الغفار خاں پشاوری۔ امام اہل سنت حضرت مولانا عبد الشکور لکھنویؒ۔ حضرت مولانا احمد سعید دہلویؒ کی پُر زور تکفیر۔	۴۲۲
بریلویوں کا فتویٰ ؟	۴۲۳
اہل بدعت کے علاوہ سب کافر؟	۴۲۴
کفر اور بے دینی ؟	۴۲۵
محال ہے ؟	״
بکیں اور بکوائیں ؟	۴۲۶
کفریہ ہیں ؟	״
خدام الحرمین بھی کافر ؟	۴۲۷
حرمین شریفین قرن شیطان ؟	״
یہی وطیرہ رہا ؟	۴۲۸
کسی پر حج فرض نہیں ؟	۴۳۰
حج پر جانے والے پاگل، اندھے، بے وقوف ہیں ؟	۴۳۲
رضاخانی ملاں کی خبیث حرکت۔	״
یہ بازاری زبان ؟	۴۳۳

عنوانات	صفحہ
تمام تعلقات اور رشتے توڑ ڈالے؟	۴۳۴
مولانا سید نذیر حسین دہلوی اور مولانا ثناء اللہ امرتسری بلکہ تمام غیر مقلدین کی تکفیر؟	۴۳۵
حضرت مولانا سید محمد علی مونگیری کی تکفیر؟	۴۳۸
دوسری وجہ؟	۴۴۰
دار العلوم ندوۃ العلماء (لکھنؤ) کے ارکان و ممبران کی تکفیر؟	//
سیرت کمیٹی (پٹی ضلع لاہور) کے ارکان و متعلقین کی تکفیر؟	۴۴۱
کرکٹ میچ دیکھنے والے مسلمان کافر ہیں؟	۴۴۴

Www.Ahlehaq.Com

مقدمہ

(از: فقیہ بصیر۔ فاضل نوجوان۔ فصیح اللسان۔ عمدۃ البیان۔ فاضل جلیل۔ فاضل بے نظیر۔ عالم اجل۔ فاضل بے بدل۔ ناشر عقیدۃ الاکابر۔ حامیٔ توحید و سنت۔ قاطع شرک و بدعت حضرت مولانا مفتی عبدالشکور صاحب دامت برکاتہم مدرس و نائب مفتی مدرسہ نصرۃ العلوم۔ گوجرانوالہ)

الحمد للہ وکفیٰ الصلوٰۃ والسلام علیٰ من لانبی بعدہ۔ اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ؕ

حضرت مولانا علامہ سعید احمد قادری صاحب دامت برکاتہم بڑے مستعد اور فاضل نوجوان عالم دین ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اہل بدعت کی تردید کے لئے چُن لیا ہے۔ اہل بدعت نے پاک و ہند میں مسلمانوں کے اتحاد و اتفاق کو پارہ پارہ کرنے کی قسم اٹھا رکھی ہے۔ ہندوستان میں جب انگریز نے غاصبانہ قبضہ کیا تو علمائے حق نے ہندوستان کے دارالحرب ہونے کا فتویٰ صادر فرمایا۔ اس کے مقابلہ میں ان کے اکابر نے ہندوستان کو دارالاسلام کا نہ صرف فتویٰ دیا بلکہ انگریز کی پوری وکالت کی۔ بیت المقدس پر گولی چلانے والے غداروں کو سپاسنامے پیش کئے۔ تحریک پاکستان کی آزادی میں مسلم لیگ کے زعماء میں مفکرِ اسلام علامہ اقبال مرحوم اور قائد اعظم محمد علی جناح پر کفر کے فتوے لگائے۔

علمائے دیوبند نے جو برصغیر میں دینِ اسلام کے محافظ ہیں ۱۸۵۷ء کی جنگ

دی کے بعد دار العلوم دیوبند کی بنیاد رکھ کر دین اسلام کی روح کی حفاظت کا بندوبست
یہ مناظرہ کے میدان میں نہ صرف ہندوستان بلکہ عرب ممالک میں جاکر عیسائیت کے
خلاف کام کیا اور بڑے بڑے پادریوں کو شکست فاش دی۔ کالج، یونیورسٹی اور
دینی مدارس کے طلباء کو ایک محاذ پر جمع کرنے کی کوششیں فرمارہے تھے۔ بعینہٖ
ان ہی دنوں میں مولوی احمد رضا خان بریلوی علمائے دیوبند کے خلاف کفر کے فتووں
کی مشین کھولے ہوئے تھے۔ قرآن وحدیث کی واضح تصریحات میں تحریف کرکے
سادہ لوح مسلمانوں کے عقیدوں کو خراب کیا۔ پیٹ کے لالچ میں غیر اللہ کے نام پر
دی ہوئی نذر ونیاز کو عین حلال قرار دے کر نصوص کی خلاف ورزی کی گئی۔

مقلد ہونے کے دعویٰ کے ساتھ فقہ حنفی کے مسلمہ اصول اور تصریحات کے خلاف
بدعت کی، ہندوؤں کی مذہبی رسموں کو عبادت کا حصہ قرار دیا۔

صوفیاء کی طرف منسوب، غیر مستند اور غیر معتبر کتب کے شاذ اور من گھڑت واقعات
اور حکایات کے ذریعہ ان مشائخ اور صوفیائے کرام رحمہم اللہ تعالیٰ عنہم کو اپنا ہمنوا
بنا کر مسلمانوں کے عقائد خراب کرنا ان کے مذہب کا پیشہ ہے۔ حالانکہ ان صوفیاء اور
مشائخ کی زندگیاں شرک وبدعت کی تردید میں گزری ہیں۔ (علمائے دیوبند، جو صوفیاء
اور مشائخ کی بزرگی اور کشف وکرامات کے نہ صرف قائل بلکہ بیعت کے بغیر ایک
مسلمان کو نامکمل سمجھتے ہیں) عوام کے ذہنوں میں یہ بات نقش کراتے ہیں کہ
دیکھو جی علمائے دیوبند پیروں کے مخالف ہیں۔ حاشا وکلا علمائے دیوبند برصغیر میں
اسلام کی بقاء کو صوفیاء کی منت قرار دیتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ برصغیر کے عوام
صوفیاء سے نہایت زیادہ عقیدت رکھتے ہیں۔ اس لئے اہل بدعت لوگوں کو علمائے
دیوبند اہل سنت والجماعت سے متنفر کرنے کی کوشش کرتے رہتے ہیں۔ چنانچہ
رضاخانی غلام مہر علی بریلوی نے دیوبندی مذہب کے نام سے ایک بدنام کتاب لکھی۔

علامہ سعید احمد قادری صاحب نے رضاخانی مذہب کے نام سے کتاب لکھ کر ان کا علمی تعاقب کیا جس کی پہلی دو جلدیں کئی دفعہ شائع ہو کر علمی اور عوامی حلقوں میں شہرت پا چکی ہیں۔ زیرِ نظر کتاب "رضاخانی مذہب" کی تیسری جلد ہے جس میں بریلوی علماء کی تحریف شدہ اور غیر معتبر و غیر مستند کتب میں جعلی اور من گھڑت واقعات اور حکایات کے ذریعہ جو عقائد بگاڑنے کی کوششیں کیں علامہ صاحب نے ماشاء اللہ بڑے احسن انداز میں جواب دے کر فرض کفایہ ادا کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ علامہ صاحب کی اس خدمت کو شرفِ قبولیت بخشیں اور ذریعہ نجات بنائیں۔

فقط

عبدالشکور کشمیری

خادم دارالافتاء۔ مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ

۲۱ محرم الحرام ۱۴۰۹ھ

۴ ستمبر ۱۹۸۸ء

امام المفتیین مولوی احمد رضا خاں بریلوی

کی ذرّیت خبیثہ کو

عام چیلنج

ہر اس شخص کو مبلغ بیس ہزار روپیہ نقد انعام

دیا جائے گا جو اس کتاب میں مذکور حوالہ جات

کو غلط ثابت کرے

خاکپائے اہلسنت وجماعت علماء دیوبند

سعید احمد قادری عفی عنہ

قارئین کرام سے التماس

اگر کتاب میں کسی قسم کی کوئی غلطی رہ گئی ہو تو بندہ ناچیز کو بذریعہ

خط وکتابت مطلع فرمائیں تاکہ آئندہ اشاعت میں اسکی تصحیح ہو سکے

بندہ ناچیز: سعید احمد قادری عفی عنہ

پیش لفظ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

امّا بعد - دینِ اسلام ہی وہ واحد دین ہے جو اللہ تعالیٰ کو پسند ہے۔ اور جو اللہ تعالیٰ نے انسانوں کے لئے مقرر فرمایا ہے اور اس کے سوا کوئی دین و مذہب اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں، اسی کی پیروی میں دنیا کی فلاح اور آخرت کی نجات منحصر ہے۔ اگر کوئی شخص دینِ اسلام کے علاوہ کسی دوسرے دین کو اپنی زندگی کا دستور بنالے تو وہ اللہ کے یہاں مردود اور غیر مقبول ہے اور آخرت میں اسے فوز و فلاح نصیب نہیں ہوگی۔

خالقِ کائنات کا واضح اعلان ہے:-

۱- اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَامُ۔ (پ۳۔ آلِ عمران۔ آیت ۱۹)

ترجمہ:- "اللہ تعالیٰ کے یہاں (پسندیدہ اور قابلِ قبول) دین صرف اسلام ہے"۔

۲ نیز کھلے لفظوں میں متنبہ فرمایا:-

۲- وَمَنْ یَّبْتَغِ غَیْرَ الْاِسْلَامِ دِیْنًا فَلَنْ یُّقْبَلَ مِنْہُ وَ

هُوَ فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ۔ (پ۳۔ آل عمران۔ آیت ۸۰)

ترجمہ:۔ جو شخص اسلام کے علاوہ کسی دوسرے دین کو اپنی زندگی کا نصب العین بنائے وہ قابلِ قبول نہیں اور وہ شخص آخرت میں نقصان اٹھانے والوں میں ہوگا۔"

دینِ اسلام جس کی پیروی اور جس کے احکام کی پابندی کے بغیر نجات ممکن نہیں اس کی اصل اساس "توحید" ہے۔ اسلام کے تمام اعمال و افعال اور شریعتِ اسلامیہ کے تمام احکام و معاملات کے اندر روحِ توحید رواں دواں ہے۔ عقیدہ توحید کے بغیر کوئی عمل بارگاہِ رب العزت میں بار نہیں پا سکتا، نہ اس کے بغیر نجات ہی ممکن ہے۔ عقیدۂ توحید کے ساتھ معمولی سا عمل پہاڑ کی حیثیت رکھتا ہے اور اس کے بغیر پہاڑ کے برابر عمل کی وقعت رائی کے برابر بھی نہیں۔ اعمالِ خیر میں شرک کی ملاوٹ اعمال کو بے اثر کر دیتی ہے اور بلا توبہ موت کی صورت میں انسان کو ہمیشہ کے لئے برزخ کا ایندھن بنا دیتی ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زبان سے اللہ تعالیٰ نے اس حقیقت کو اس طرح بیان فرمایا اور اللہ تعالیٰ کا فیصلہ یہی ہے حق تعالیٰ کا ارشاد ہے:۔

۲۔ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ ۚ وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًۢا بَعِيْدًا ۔ (پ۵۔ سورۃ النساء)

ترجمہ:۔ "بیشک اللہ اس کو نہیں بخشتا جو کسی کو اس کا شریک بنائے اور اس کے سوا جسے چاہے بخش دے اور جس نے اللہ کا شریک ٹھہرایا وہ بڑی دور کی گمراہی میں جا پڑا۔"

۴۔ اِنَّهٗ مَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ

الْجَنَّةَ وَمَاْوٰهُ النَّارُ ط وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ ۝

(پ ۶ ۔ سورۂ مائدہ آیت ۷۲)

ترجمہ:۔ "بے شک جو شخص اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرائے گا اس پر اللہ تعالیٰ جنت کو حرام کر دے گا اور اس کا ٹھکانا دوزخ ہے، اور ایسے ظالموں کا کوئی مددگار نہ ہوگا۔"

اللہ تعالیٰ کے آخری پیغمبر حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی یوں تعبیر فرمائی:۔

۵۔ مَنْ مَّاتَ لَا يُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا دَخَلَ الْجَنَّةَ ۔

ترجمہ:۔ جو اس حال میں مرا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں مانتا وہ جنت میں جائے گا۔"

۶۔ وَمَنْ مَّاتَ يُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا دَخَلَ النَّارَ ۔

(صحیح مسلم جلد ۱ صفحہ ۶۶)

ترجمہ:۔ "اور جو اس حال میں مرا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک مانتا تھا وہ دوزخ میں جائے گا۔"

اس سے عقیدۂ توحید کی اہمیت اور اساسی حیثیت بالکل واضح اور عیاں ہے۔ جو مسئلہ جس قدر اہم اور ضروری ہو اسی قدر اس کے بیان اور اس کی تفصیل کو اہمیت دی جاتی ہے۔ عقیدۂ توحید اسلام میں جس قدر ضروری اور اہم ہے اور جس انداز سے وہ اساسی حیثیت کا حامل ہے اسی انداز سے اللہ تعالیٰ نے اسی کی تشریح و تفہیم سے اقتناء فرمایا ہے۔

یہ سلسلۂ کائنات اور یہ کارخانۂ موجودات مسئلہ توحید ہی کے اظہار و افہام کے لئے برپا فرمایا۔ دنیائے آب و گل سے لے کر عالم شمس و قمر تک اور فرش کی گہرائیوں

سے لے کر عرش کی پہنائیوں تک کائنات کا ایک ایک ذرّہ خالقِ کائنات اور ربِ ارض و سماوات کی قدرت اور وحدت پر دلیل واضح اور برہانِ قاطع ہے عقیدۂ توحید جس قدر ہمہ گیر اور نجات کے لئے لابدی تھا اسی قدر اس کو سمجھنے کا سامان عام کر دیا۔ انسان جہاں بھی ہو دلائلِ آفاق و انفس کے دفتروں کے دفتر اس کی آنکھوں کے سامنے کھلے ہیں۔

پھر اسی پر اکتفا نہیں فرمایا، بلکہ اپنی ساری مخلوق کے خلاصہ اور لبِ لباب انسانوں میں سے اپنے برگزیدہ اور منتخب بندوں کو رسالت و نبوت سے سرفراز فرما کر انسانوں کی طرف بھیجا تاکہ وہ ان کو کائناتی دلائل سے مسئلہ توحید کو سمجھنے کا طریقہ اور سلیقہ سکھائیں اور ہر ممکن انداز سے مسئلہ توحید کی حقیقت ان کے ذہن نشین کرائیں اور اس کے تمام پہلوؤں کو واضح کر کے ان کو سمجھائیں۔ تمام انبیاء علیہم السلام نے اپنے اپنے زمانے میں تبلیغ توحید کا فریضہ احسن طریق سے سرانجام دیا۔ تبلیغ توحید کے سلسلے میں مشرکین کی طرف سے بے پناہ مصائب و مظالم کا نشانہ بنے اور انتہائی المناک اذیتیں برداشت کیں۔ ان مقبولانِ بارگاہِ ایزدی کو راہِ توحید میں ایسی ایسی دردناک سزائیں اور ایذائیں دی گئیں جن کی مثال مظالم کی دنیا میں نہیں مل سکتی۔

؎ آن بلاہا کہ شدہ با انبیاء
ہیچ کس نہ دہد نشان در کربلا

سب سے آخر میں خاتم النبیین، سید المرسلین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا اور ان کے ذریعے دینِ اسلام کو تمام ادیان باطلہ پر غالب کر دیا اور مسئلہ توحید کی ہر پہلو سے تکمیل فرما دی۔ آپ پر اپنا آخری کلام قرآنِ حکیم نازل فرمایا جو پوری انسانیت کے لئے کامل و مکمل ضابطۂ حیات اور دائمی و ابدی دستورِ زندگی ہے۔ قرآنِ عزیز ان تمام علوم و معارف کا حامل ہے۔ ان تمام اسرار و رموز کا

خزینہ ہے اور ان تمام ہدایات و ارشادات کا مخزن ہے جن کی تمام بنی آدم کو دنیا اور آخرت میں ضرورت اور حاجت ہے۔

قرآن مجید میں مسئلہ توحید کو ہر ممکن انداز سے اور ہر قابلِ ذکر اسلوب سے اس قدر واضح اور روشن فرمادیا کہ ہر ذہن، ہر عقل اور ہر نظر و فکر کا آدمی اپنے نہج پر اسے آسانی سے سمجھ سکے۔ موجوداتِ عالم کی گوناگوں اقسام و اصناف سے متعلق بے شمار علوم و فنون مدون ہو چکے ہیں اور ان کے بارے میں تحقیق اور ریسرچ کی نئی نئی راہیں اور ثریا کو چھو رہی ہیں۔ حقائقِ اشیاء کی گہرائیوں اور نظامِ کائنات کی نوقلمونیوں کی طرف اہلِ نظر و فکر کو متوجہ فرمایا اور انہیں ان میں غور و تدبر کی دعوت دی تاکہ انہیں معلوم ہو جائے کہ کائنات کا ہر ذرہ اس کی قدرت اور وحدت کی واضح دلیل ہے۔ عام آدمی بھی کارخانۂ قدرت میں اجمالی اور سرسری نگاہ سے اس نتیجے پر پہنچ سکتا ہے کہ یہ زمین و آسمان، سورج، چاند، ستارے، یہ ندیاں، دریا اور پہاڑ سب اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمائے ہیں۔ آسمان سے بارش برسا کر مردہ زمین کو زندہ کر کے اس سے انواع و اصناف کا اناج، سبزہ، پھل، پھول اور میوے پیدا کئے۔ یہ سب کام اس نے بلا شرکت غیرے اور بلا مدد واحدے سرانجام فرمائے۔ اس لئے ہر قسم کا تصرف و اختیار اسی کو ہے، وہی سب کا داتا اور حاجت روا ہے ہر قسم کی عبادت اسی کا حق ہے اور وہی پکارے جانے کے لائق ہے۔ اسی اندازِ فکر کو ہم عقلی استدلال کا نام دیں گے۔

علاوہ ازیں قرآن مجید میں انبیاء سابقین علیہم السلام، ملائکہ کرام، گزشتہ امتوں کے مومنین، گذشتہ پیغمبروں کی کتابوں اور صحیفوں کے حوالے سے بھی مسئلہ توحید کو بیان کیا گیا ہے تاکہ معلوم ہو جائے کہ عقیدۂ توحید تمام پیغمبروں کا دین تھا اور اس قدر اہم اور ضروری تھا کہ تمام انبیاء علیہم السلام اس کی تبلیغ پر

تعلیم پر مامور ہوئے۔ گویا اس مسئلہ میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم منفرد اور تنہا نہیں ہیں بلکہ اس پر تمام پیغمبروں کا اجماع ہے بلکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں کائنات کی ہر چیز (جاندار ہو یا بے جان، نبات ہو یا جماد) کے بارے میں یہ حقیقت واضح فرمائی کہ وہ ہر وقت اللہ تعالیٰ تسبیح و تقدیس میں مصروف رہتی ہیں۔

۷۔ وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِہٖ۔

(پ ۱۵۔ سورۂ بنی اسرائیل۔ آیت ۴۴)

ترجمہ:۔ "اور ہر چیز اللہ تعالیٰ کی تسبیح و تمجید میں معروف ہے"۔

ہر چیز زبانِ حال یا زبانِ قال سے اعلان کر رہی ہے کہ اللہ تعالیٰ وحدہٗ لاشریک لہٗ ہے اور تمام صفاتِ کمال کا مالک ہے۔

یہ دلیل نقلی ہے۔ یعنی کسی کے حوالے سے بیان کرنا۔

پھر قرآن مجید میں حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بھی حکم دیا گیا ہے کہ آپ واضح فرمادیں کہ عقیدۂ توحید میرا خود ساختہ مسئلہ نہیں اور نہ اس کے بیان میں میری کوئی ذاتی غرض ہے۔ میں تو محض اللہ کے حکم سے اور اس کی وحی سے یہ کام کر رہا ہوں۔

ہمارے شیخ المشائخ، ولی کامل، استاذ المحدثین، مقدام المفسرین حضرت مولانا حسین علی رحمۃ اللہ علیہ اس کو دلیل وحی کے نام سے موسوم فرماتے تھے۔ یہ تینوں دلیلیں باہم مرتبط ہیں اور انسان کی طبعی افتاد اور اس کے فطری رجحان کے لئے سکون و اطمینان بہم پہنچاتی ہیں۔

عقیدۂ توحید کی صداقت و حقانیت پر عقلی دلیلیں اس لئے ذکر کی گئیں تاکہ معلوم ہو جائے کہ یہ عقیدہ عقل کے عین مطابق ہے اور یہ کوئی ایسی چیز نہیں جو عقل کے خلاف اور انسانی فہم سے بالاتر ہو، اس لئے اس کے انکار کی کوئی معقول وجہ

نہیں ہو سکتی۔

دلائل نقلیہ اس لئے ذکر کئے جاتے ہیں کہ واضح ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں جو سب سے زیادہ بلند مرتبہ اور سب سے بڑھ کر حق گو اور سچ کہنے والے ہیں، یعنی انبیاء علیہم السلام، ملائکہ کرام اور اولیاء عظام وہ سب کے سب عقیدۂ توحید کی سچائی پر متفق ہیں۔ اس بیان سے ہر منصف مزاج انسان فطری طور پر توحید کی صداقت پر مطمئن ہو جاتا ہے اور اس بارے میں اس کا دل تمام شکوک و شبہات سے پاک ہو جاتا ہے۔

چنانچہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔

میں مسئلہ توحید کی تبلیغ و اشاعت پر اس لئے زور دے رہا ہوں اور

میں یہ تمام جدوجہد صرف اس لئے کر رہا ہوں کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے رسالت و نبوت کا اعزاز عطا فرمایا ہے۔ مجھے وحی سے نوازا ہے اور مسئلہ توحید کو پوری صفائی اور وضاحت سے بیان کرنے پر مامور کیا ہے۔

مسئلہ کے افہام و تفہیم کے لئے یہ دلائل کافی و وافی ہیں مگر اللہ تعالیٰ نے اتمام حجت کی خاطر اسی پر اکتفا نہیں فرمایا بلکہ سمجھانے کا ایک اور طریقہ بھی اختیار کیا اور وہ ہے "تمثیل"۔

"تمثیل" ایک ایسا طریق بیان ہے جو انسانی فطرت سے ہم آہنگ ہے۔ انسان محسوسات کے ذریعے معقولات کو سمجھنے کا عادی ہے۔ معقولات کے مقابلے میں محسوسات کو فوراً تسلیم کر لیتا ہے اور پھر محسوسات کی راہ سے معقولات تک رسائی پا لیتا ہے۔ تمثیل کو مشکل سے مشکل مسائل کو آسانی سے سمجھانے میں بڑا دخل ہے۔ تمام علمی ضابطے اور عقلی فارمولے مثالوں کی مدد سے عام فہم اور

سہل الحصول ہو جاتے ہیں۔

اگر کوئی واعظ یا ناصح کہہ رہا ہو کہ ہر عمل کا نتیجہ اس کے مطابق ہوتا ہے نیک کام کا نتیجہ نیک اور بُرے کام کا نتیجہ بُرا ہوتا ہے۔ اس نے ایک عالم گیر ضابطہ اور انسانی زندگی کے لئے ایک فارمولا بیان کر دیا، مگر اس کی بات کسی کے ذہن میں اتر گئی، کسی نے اس کو قبول نہ کیا۔ اب اس ناصح دانش مند نے ایک تمثیل کی مدد سے اس مسئلے کو اس طرح آسان اور عام فہم کر دیا کہ ہر ذہن نے اسے قبول کر لیا۔

اس نے فرمایا کہ اس کی مثال یوں سمجھو کہ ایک آدمی نے اپنی زمین میں خربوزے کاشت کئے جبکہ دوسرے نے اپنی زمین میں اندرائن (کوڑتمہ) کی کاشت کی۔ اب ظاہر ہے کہ خربوزے کے بیج سے خربوزے کی بیلیں پیدا ہوں گی تو ان پر خربوزے لگیں گے جبکہ اندرائن کے بیج سے اندرائن کی بیلیں نمودار ہوں گی اور ان پر اندرائن کا پھل آئے گا۔ خربوزے کی بیل سے اندرائن پیدا نہیں ہو سکتے اور اندرائن سے خربوزے حاصل نہیں ہو سکتے۔ اس سے بات سمجھ میں آگئی کہ ہر عمل کا نتیجہ اس کے مطابق ہوگا۔ نیک کاموں کا نتیجہ جنت اور بُرے کاموں کا جہنم۔

ے از مکافاتِ عمل غافل مشو
گندم از گندم بروید جو ز جو

مسئلہ توحید کو سمجھانے اور ذہنوں میں اتارنے کے لئے قرآن مجید میں کئی ایک مثالیں ذکر کی گئی ہیں۔ توحید کے علاوہ دوسرے کئی مسائل کے لئے بھی مثالیں ذکر کی گئی ہیں۔ مثالیں بیان کرنے کی حکمت اس طرح بیان فرمائی ہے۔

۸۔ وَتِلْكَ الْأَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُونَ ۝

(پ ۲۸۔ سورۃ الحشر۔ آیت ۲۱)

ترجمہ:۔ "اور یہ مثالیں ہم لوگوں کے سامنے اس لئے بیان کرتے ہیں تاکہ وہ ان میں غور و تدبر سے کام لیں اور اصل مسئلہ کی حقیقت تک رسائی حاصل کر سکیں۔"

دوسری جگہ ارشاد فرمایا:۔

وَتِلْكَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ ج وَمَا يَعْقِلُهَا اِلَّا الْعٰلِمُوْنَ ۝ (پ۲۰۔ سورۃ العنکبوت۔ آیت ۴۳)

ترجمہ:۔ "اور ہم یہ مثالیں لوگوں کے لئے بیان کرتے ہیں، مگر ان کو سمجھتے وہی ہیں جو علم و فہم رکھتے ہوں۔"

اس تمہید کے بعد اب ہم اصل تمثیل کی طرف آتے ہیں۔ یہ تمہید اگرچہ ذرا لمبی ہو گئی ہے مگر یہ ایک تمثیل کی نہیں بلکہ ان تمام تمثیلوں کی تمہید ہے جو قرآن حکیم میں عقیدۂ توحید کی توضیح و تفہیم کے لئے ذکر کی گئی ہیں۔

۱۰۔ لَهٗ دَعْوَةُ الْحَقِّ ط وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ لَا يَسْتَجِيْبُوْنَ لَهُمْ بِشَيْءٍ اِلَّا كَبَاسِطِ كَفَّيْهِ اِلَى الْمَآءِ لِيَبْلُغَ فَاهُ وَمَا هُوَ بِبَالِغِهٖ ط وَمَا دُعَآءُ الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ ۝

(پ۱۳۔ سورۃ الرعد۔ آیت ۱۴)

ترجمہ:۔ "اسی کو پکارنا برحق ہے اور اس کے سوا یہ لوگ جن کو پکارتے ہیں وہ ان کی درخواست اس سے زیادہ قبول نہیں کر سکتے جتنا پانی اس آدمی کی درخواست قبول کرتا ہے جو اپنے دونوں ہاتھ کی طرف پھیلائے ہوئے ہو تاکہ وہ اس کے منہ تک آجائے اور وہ اس کے منہ تک آنے والا نہیں اور کافروں کی دعا محض صدا بصحرا ہے۔"

سورت کی ابتدا سے لے کر اس آیت تک اللہ تعالیٰ نے کائناتی دلائل اور عقلی شواہد ذکر کر کے یہ حقیقت باور کرائی ہے کہ عالم الغیب صرف اسی کی ذات ہے کائنات کا ذرہ ذرہ اس کے سامنے ہے اور کوئی چیز اس سے پوشیدہ اور اوجھل نہیں۔ نیز یہ کہ سارا نظام عالم اسی کے اختیار و تصرف میں ہے۔ ہر چیز پر زور اور اقتدار صرف اسی کا ہے۔

اب اس آیت میں فرمایا کہ جب اس کا علم ساری کائنات کو محیط ہے اور اس کی قدرت ہر چیز پر حاوی ہے، اور ان صفتوں میں کوئی اس کا شریک و سہیم نہیں ہے تو پھر مصائب و حاجات میں صرف اسی کو پکارنا برحق اور قرین عقل ہے، اور اس کے سوا اوروں کو پکارنا سراسر باطل اور عقل و خرد کے فیصلے کے صریح خلاف ہے۔ حاجات و مشکلات میں اس کو پکارنے اور مصائب و بلیات میں اس سے مدد مانگنے میں فائدہ ہے۔ کیوں وہ عالم الغیب ہے، اختیار و اقتدار کا مالک ہے اور ہر چیز اس کے علم و قدرت کے تحت داخل ہے۔ اس لئے وہ ہر ایک کی دعا پکار اور فریاد و فغاں سنتا ہے اور ہر ایک کی حاجت روائی اور مقصد براری کی قدرت رکھتا ہے اور اس کے خزانوں میں کسی چیز کی کمی نہیں۔

حضرت علامہ ابو البرکات نسفی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:۔

(لَهٗ دَعْوَةُ الْحَقِّ) المعنى ان الله سبحانه يدعى فيستجيب الدعوة ويعطى الداعى سؤله فكانت دعوة ملابسة للحق لكونه حقيقا بان يوجه اليه الدعاء لما فى دعوته من الجدوى والنفع بخلاف ما لا ينفع ولا يجدى دعاؤه

(مدارک جلد ۲ صفحہ ۲۴۵، کذا فی الکشاف جلد ۲ صفحہ ۵۲۰)

ترجمہ :۔ "آیت کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو پکارا جاتا ہے تو دعا قبول فرماتا ہے اور پکارنے والے کا سوال پورا کر دیتا ہے۔ اس لئے اس کی پکار برحق ہے کیونکہ وہ اس کا مستحق ہے کہ دعا پکار اسی کی بارگاہ میں پیش کی جائے، اس کو پکارنے میں فائدہ اور نفع ہے اور غیر خدا جن کے پکارنے میں کوئی فائدہ نہیں۔ ان کو پکارنا سراسر ناحق اور باطل ہے۔"

اور قاضی ثناء اللہ پانی پتی رقمطراز ہیں :۔

۱۲۔ المعنی له الدعاء الحق فانه الذی یحق ان یعبد ویدعی الی عبادته ویسئل منه الحوائج دون غیره ۔ (تفسیر مظہری جلد ۵ صفحہ ۲۲۵)

ترجمہ :۔ "مطلب یہ ہے کہ اسی کو پکارنا برحق ہے۔ کیونکہ وہی اس لائق ہے کہ اس کی عبادت کی جائے اور اس کی عبادت کی طرف دعوت دی جائے اور اس سے حاجتیں طلب کی جائیں۔ اس کے سوا کوئی دوسرا اس لائق نہیں۔"

باقی رہے مشرکین کے خود ساختہ اور مزعومہ معبود جن سے وہ آس لگائے ہوئے ہیں اور جن سے امیدیں باندھے ہوئے ہیں۔ ان کو حاجات و مصائب میں پکارنا اور ان سے مدد مانگنا ناحق اور باطل ہے اور وہ اس لائق نہیں ہیں کہ ان کو پکارا جائے۔ کیونکہ وہ نہ پکارنے والوں کے احوال سے باخبر ہیں۔ نہ ان کی دعا پکار سن سکتے ہیں اور نہ ان میں حاجت روائی اور مشکل کشائی کی قدرت و استطاعت ہی ہے۔

اس کے بعد خود ساختہ معبودوں کی بے بسی، بیچارگی اور ان کے عجز کو ایک محسوس مثال سے واضح فرمایا۔ جو لوگ اللہ تعالیٰ کے سوا اوروں کو حاجات و مشکلات اور شدائد و بلیات میں پکارتے ہیں۔ ان کی مثال اس پیاسے کی سی

یدعو الماء الی فیہ من بعید یریدہ تناولہ و لا یقدر علیہ بلسانہ و یشیر الیہ بیدہ فلا یأتیہ ابدا۔ لان الماء لا یستجیب وما الماء ببالغ الیہ۔ (تفسیر قرطبی۔ جلد ۹ صفحہ ۳۰۰)

ترجمہ:۔ "جو شخص اللہ تعالیٰ کے سوا کسی دوسرے الٰہ کو پکارتا ہے اس کی مثال اس پیاسے کی سی ہے جو دور سے پانی کو اپنے منہ کی طرف آنے کیلئے زبان سے پکارتا ہے۔ وہ اسے لینا چاہتا ہے مگر اس کی قدرت نہیں رکھتا اور ہاتھ سے اس کی طرف اشارہ کرتا ہے، لیکن پانی کبھی اس کے پاس نہیں آئے گا۔ کیونکہ پانی اس کی التجا قبول نہیں کر سکتا اور نہ پانی اس تک پہنچ ہی سکتا ہے۔"

حضرت علامہ ابن کثیرؒ مثال کی وضاحت اس طرح کرتے ہیں:۔

۱۵۔ ومعنی الکلام ان الذی یبسط یدہ الی الماء کما انہ لا ینتفع بالماء الذی لم یصل الی فیہ الذی جعلہ محلا للشرب کذلک ھؤلاء المشرکون الذین یعبدون مع اللہ الٰھا غیرہ لا ینتفعون بھم ابدا لا فی الدنیا ولا فی الاٰخرۃ۔ (تفسیر ابن کثیر جلد ۲ صفحہ ۵۰۷)

ترجمہ:۔ "اس کلام کا مطلب یہ ہے کہ جو شخص پانی کی طرف ہاتھ پھیلاتا ہے (تاکہ وہ اس کے منہ میں آجائے) جس طرح وہ اس پانی سے فائدہ نہیں اٹھا سکتا جو اس کے منہ میں نہیں پہنچا جو پینے کا محل ہے۔ بالکل اسی طرح یہ مشرکین جو اللہ کی عبادت اور پکار کے ساتھ ساتھ دوسرے معبودوں

کی بھی عبادت کرتے اور ان کو حاجات میں پکارتے ہیں وہ کبھی ان سے نفع نہیں پا سکتے۔ نہ دنیا میں اور نہ آخرت میں"۔

دنیا میں اس طرح کام نہیں آئیں گے کہ وہ ان کی حاجت برآری اور مشکل کشائی نہیں کر سکتے اور موجودہ یا آنے والی مصیبتوں، آفتوں، بیماریوں اور تمام پریشانیوں سے نہیں بچا سکتے اور آخرت میں اس طرح کہ وہ پکارنے والوں کو اللہ تعالیٰ کے عذاب سے نہیں بچا سکیں گے۔

حضرت علامہ زمخشریؒ فرماتے ہیں:۔

۱۶- الماء جماد لا یشعر ببسط کفیہ ولا بعطشۃ وحاجتہ الیہ ولا یقدر ان یجیب دعاءہ ویبلغ فاہ وکذالک مایدعونہ جماد لا یحس بدعائھم ولا یستطیع اجابتھم ولا یقدر علی نفعھم۔

(الکشاف جلد ۲ صفحہ ۵۲۱)

ترجمہ:۔ "پانی بے جان ہے اسے اس کے ہاتھ پھیلانے کا شعور ہے نہ اس کی پیاس کا، نہ اسے احساس ہے کہ اسے اس کی ضرورت ہے نہ اس میں قدرت ہے کہ وہ اس کی دعا و پکار کو قبول کر کے اس کے منہ میں آجائے، اسی طرح جن کو مشرک لوگ پکارتے ہیں وہ بھی بے جان ہیں، ان کو نہ تو ان کی پکار کا احساس و شعور ہے نہ وہ ان کی دعا قبول کرنے کی استطاعت رکھتے ہیں اور نہ ان کو نفع پہنچانے کی قدرت"۔

لفظ جماد (بے جان) سے کوئی یہ نہ سمجھ بیٹھے کہ یہ مثال پتھر اور لکڑ کے

بتوں سے متعلق ہے اور جو لوگ انبیاء علیہم السلام، ملائکہ اور اولیاء اللہ کو پکارتے ہیں وہ اس سے مراد نہیں ہیں۔ یہ محض ایک وسوسۂ شیطانی ہے جس کی کوئی حقیقت ہی نہیں۔

۱۷۔ وَمَا دُعَاءُ الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ

ترجمہ:۔ "اور کافروں کی دعا پکار محض بے سود اور رائیگاں ہے۔"

مشرک لوگ چونکہ اپنے مزعومہ معبودوں اور الاہوں کو پکارتے ہیں جو نہ ان کی پکار سنتے ہیں اور نہ ان کی حاجت روائی کی قدرت رکھتے ہیں، کیونکہ وہ نہ عالم الغیب ہیں اور نہ کائنات میں متصرف و مختار اور نہ ہر چیز کے خزانے ان کے قبضہ و تصرف میں ہیں۔ اُن کا ان خود ساختہ خداؤں اور داتاؤں کو پکارنا سراسر بے سود اور نری صدا بصحرا ہے۔ جس طرح پانی کو پکارنے والے کا واویلا محض بے اثر اور ایک فضول حرکت ہے۔ قرآن میں اس کی تصریح موجود ہے کہ جب مشرکین اپنے خود ساختہ معبودوں سے مایوس ہو جاتے ہیں تو اللہ کو پکارتے ہیں تو اللہ ان کی پکار سنتا اور ان سے مصیبتیں دور فرما دیتا ہے۔

جن دو صفتوں کی بنا پر پکارنا مفید اور نافع ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مشرکین کے مزعومہ معبودوں سے ان کی پوری شدت سے نفی فرمادی ہے۔

۱۸۔ وَالَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ مَا يَمْلِكُوْنَ مِنْ قِطْمِيْرٍ ۭ اِنْ تَدْعُوْهُمْ لَا يَسْمَعُوْا دُعَاۗءَكُمْ ۚ (پ۲۲، سورۃ الفاطر آیت ۱۳-۱۴)

ترجمہ:۔ "اور تم اللہ تعالیٰ کے سوا جن کو پکارتے ہو وہ تو کھجور کی گٹھلی کے اوپر والے چھلکے کے برابر بھی اختیار نہیں رکھتے۔ اگر تم ان کو پکارو تو تمہاری پکار بھی نہیں سنتے۔"

تمثیل کا حاصل یہ نکلا کہ حاجات و مشکلات میں غیر خدا کو پکارنا محض بے سود اور بیکار ہے جس طرح پانی کو پکارنا بے فائدہ اور رائیگاں ہے۔ اس لئے کہ نہ وہ پکارنے والوں کے احوال سے واقف ہیں، نہ ان کی پکار سن سکتے ہیں اور نہ ان کی منہ مانگی مرادیں پوری کرنے کی قدرت ہی رکھتے ہیں۔ اس لئے ان کو پکارنا باطل اور ناحق ہے۔ ناجائز اور ناروا ہے اور اللہ تعالیٰ جو عالم الغیب علیم و قدیر، سمیع و بصیر ہے۔ ساری کائنات پر جس کا اختیار و اقتدار حاوی ہے، ہر چیز جس کے تصرف میں ہے اور جس کا زور ہر ایک پر اور ہر چیز پر چلتا ہے، تمام نعمتوں، برکتوں، راحتوں، حاجتوں، مرادوں، آرزوؤں اور تمناؤں کے خزانے جس کے قبضے میں ہیں۔

اسی کو پکارنا، اسی سے مانگنا، اسی سے فریاد کرنا، اسی کی پناہ طلب کرنا اور اسی سے مدد و نصرت کی درخواست کرنا ہی برحق، درست، صحیح اور جائز ہے۔

وہ کیا ہے جو نہیں ملتا خدا سے
جسے تم مانگتے ہو اولیاء سے

میرے سُنی حنفی بھائیو! جیسا کہ مندرجہ بالا روشن دلائل اور براہین قاطعہ اور دلائل ساطعہ و دلائل قاہرہ سے ثابت ہو گیا ہے کہ خواہ نبی ہو یا ولی غائبانہ حاجات میں مافوق الاسباب متصرف فی الامور ہیں ان کو پکارنا، فریاد رس سمجھنا، مشکل کشا و حاجت روا کا عقیدہ رکھنا ہی نری جہالت اور شریعتِ اسلامیہ کے خلاف ناپاک جسارت ہے اور شریعتِ محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کو پسِ پشت ڈالنا ہے جو کہ فی النار ہونے کا بیّن ثبوت ہے۔ غائبانہ حاجات میں مافوق الاسباب متصرف فی الامور حق تعالیٰ ہی کو سمجھا جائے اور اسی کو مصائب

اور شدائد و بلیات میں پکارا جائے کیونکہ قرآن و حدیث کی پاکیزہ تعلیمات کی روشنی میں یہ بات واضح ہے کہ متصرف فی الامور اللہ تعالیٰ ہی ہے غائبانہ حاجات میں متصرف فی الامور اور غیب دان حق تعالیٰ ہی ہے۔ وہ ہی اپنی مخلوقات کے مشکل کشا و حاجت روا ہیں۔ مخلوقات کو متصرف مافوق الاسباب فی الامور میں مشکل کشا و حاجت روا و غیدان سمجھنا وغیرہ۔ یہ مشرکین مکہ کا عقیدہ ہے۔

حضرات گرامی! رضاخانی مشرک شرک کرنے میں مشرکین مکہ سے بڑھے ہوئے ہیں مصائب و شدائد و بلیات کے وقت مخلوق کو پکارتے ہیں اور مخلوق کو ہی مشکل کشا و حاجت روا و فریادرس سمجھتے ہوئے برملا اپنے کافرانہ و مشرکانہ عقیدے کا اظہار کرتے ہیں:۔

۱۔ بگرد لب بلا افتاد کشتی
مدد کن معین الدین چشتی (العیاذ باللہ)

۲۔ اور کوئی قالی مشرک یہ کہتا ہے:۔
بہاؤ الحق ۔ بیڑا دھک (العیاذ باللہ)

۳۔ کوئی قالی یہ کہتا ہے:۔
اے باباشاہ جمال ۔ پُتر دے رتا لال (العیاذ باللہ)

۴۔ کوئی ملعون یہ کہتا ہے:۔
اے باباشاہ جمال ۔ پُتر دیویں رتا لال (العیاذ باللہ)

۵۔ امداد کُن امداد کُن ۔ ہر رنج و غم آزاد کُن
در دین و دنیا شاد کُن ۔ یا غوث اعظم دستگیر (العیاذ باللہ)

۶۔ کوئی مخبوط الحواس فاطر العقل اور رجسٹرڈ شدہ مشرک اور چلتا پھرتا شیطان یہ کہتا ہے:۔

بیشک رب قادر ہے لیکن بتا کرے ادھار
چل چلئے عبد القادر کول جیہڑا کدے نہ کرے انکار (العیاذ باللہ)

۷۔ کوئی نصاریٰ کی طرح عقیدت میں اندھا ہو کر حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں اپنے کافرانہ طرزِ عمل کا یوں اظہار کرتا ہے۔

ساڈا عبد القادر ہے سانوں ہور قادر دی لوڑ نہیں (العیاذ باللہ)

۸۔ کوئی خدا کا منکر یہ کہتا ہے۔

اللہ کے پلے میں وحدت کے سوا کیا ہے
جو کچھ ہمیں لینا ہے بس لیں گے محمدؐ سے (العیاذ باللہ)

۹۔ کسی غالی و جہنمی کا غلیظ عقیدہ ملاحظہ ہو۔

اپنا اللہ میاں نے ہند میں نام
رکھ لیا خواجہ غریب نواز (العیاذ باللہ)

حقیقت میں دیکھو تو خواجہ خدا ہے
ہمیں در پہ خواجہ کے سجدہ روا ہے (العیاذ باللہ)

۱۰۔ کسی غالی کا کفریہ عقیدہ ملاحظہ ہو۔

وہی جو مستوی عرش تھا خدا ہو کر
اتر پڑا ہے مدینہ میں مصطفےٰ ہو کر (العیاذ باللہ)

۱۱۔ رضاخانی مشرک کا عقیدہ ہے کہ شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ اور اللہ تعالیٰ حقیقت میں ایک ذات کا نام ہے۔

شعر ملاحظہ ہو:۔

حق اور غوث ایک کہوں تو روا نہیں
کس طرح دو کہوں کہ یہ دونوں جدا نہیں (العیاذ باللہ)

۱۲۔ رضاخانی مشرک کا صریح کفر ملاحظہ ہو:۔ ؎

ہمارے سرورِ عالمؐ کا رتبہ کوئی کیا جانے
خدا سے ملنا چاہے تو محمدؐ کو خدا جانے (العیاذ باللہ)

اٹھا کر میم کا گھونگھٹ جو جھانکا نیر یکتائی نے کہہ
تو دیکھا ذاتِ احمدؐ میں اَحد روپوش رہتا ہے (العیاذ باللہ)

شریعت کا ڈر ہے نہیں تو صاف کہہ دوں
خدا خود رسولِ خدا بن کے آیا (العیاذ باللہ)

۱۳۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں کسی مشرک کا مشرکانہ عقیدہ ملاحظہ فرمائیں:۔ ؎

علیؓ جو چاہیں تو مقعد کو سریر آرا کریں
گدا نوں چاہیں تو اِک پل میں بادشاہ کریں (العیاذ باللہ)

۱۴۔ ایک غالی شرک کی نجاست کا کیڑا یوں کہتا ہے:۔ ؎

شرک کہا کریں کہنے والے کام نہیں مجھ کو اُن سے
جب مشکل پڑی میں نے پکارا بابا شرف الدین پیرؒ (العیاذ باللہ)

۱۵۔ ایک رسوائے زمانہ ظاہر اور باطن کا اندھا اپنے مشرکانہ عقیدے کا یوں اظہار کرتا ہے:۔ ؎

جو کچھ بھی مانگا آپ سے اللہ سے وہ مل گیا
بابِ اجابت آپ ہیں حضرت اُجالا شاہ ولیؒ (العیاذ باللہ)

محروم اس در سے کوئی زائر کبھی جاتا نہیں
کانِ سخاوت آپ ہیں حضرت اُجالا شاہ ولیؒ (العیاذ باللہ)

۱۶۔ ایک رضاخانی مشرک نصاریٰ کے عقیدے کی پیروی میں یوں کہتا ہے:۔

نورِ رب شکلِ انسان رسولِ عربیؐ
کبھی بندہ کبھی سلطان رسولِ عربیؐ

مولوی محمد یار بریلوی (گڑھی والے) لکھتے ہیں

محمد مصطفےٰ المختار میں ظاہر ہو کے نکلیں گے
اٹھا کر میم کا پردہ ہویدا احمد ہو کے نکلیں گے
حقیقت جن کی شکل تھی تماشہ بن کے نکلیں گے
جسے کہتے ہیں بندہ قل ھو اللہ بن کے نکلیں گے
بجاتے تھے جو انی عبدہٗ کی بنسری ہر دم
خدا کے عرش پر انی انا اللہ بن کے نکلیں گے

(دیوانِ محمدی ص ۱۱۹)

برادرانِ اسلام! ایسی تمام باتوں اور خلافِ شرع اشعار پر اعتقاد رکھنا ایمان سے ہاتھ دھو بیٹھنا اور اپنے کو جہنم کا ایندھن بنانا ہے۔ اور جس کسی نے غائبانہ حاجات میں مخلوق کو پکارا یا اس سے ڈر کر یا اس سے امید باندھ کر اس کے سامنے سجدہ کیا اور اس کے نام نذر و نیاز دی گئی یا اس پیر کی قبر کا طواف کیا یا ولی پیر کی قبر کے سامنے جھکا گیا یا اس کے سامنے ہاتھ باندھے گئے۔ یہ تمام کچھ اس پیر کی عبادت ہوگی اور قرآن و حدیث کا فیصلہ ہے کہ مخلوق کی عبادت حرام و کفر ہے۔ رضا غانی اہلِ

بدعت یہ بات بخوبی سمجھ لیں کہ یوم النشور کو ان کے سروں پر شرک و بدعت کی گندگی ہوگی اور یہ فرقہ مارا مارا پھرے گا لیکن ان کا کوئی پرسانِ حال نہ ہوگا۔

کیونکہ انہوں نے تمام زندگی شرک و بدعت اور افعالِ غیر شرعیہ میں گزار دی اور تمام زندگی غیر اللہ کی عبادت کرنے کو دین سمجھتے رہے اور مخلوق کو مافوق الاسباب امور میں متصرف اور مختارِ کل سمجھتے رہے اور مقابرِ اولیاء پر جاکر اپنی حاجات پیش کرنا اور ان کے آگے ہاتھ باندھ کر کھڑے ہونا، ان سے اولاد مانگنا، رزق مانگنا، شفاء طلب کرنا اور مقابرِ اولیاء پر چادر چڑھانا، قبروں کو چومنا اور چاٹنا اور قبروں کے اوپر رکھے ہوئے پتھروں کو شفاء کے لئے جسم پر پھیرنا اور قبروں کو چھونا اور ان کی نذر و نیاز دینا اور قبروں کو سجدہ کرنا اور اپنی معروضات پیش کرنا وغیرہ۔ یہ تمام افعال قبیحہ و شنیعہ اور غیر اسلامی ہیں۔ کیونکہ یہ تمام افعال عبادت میں شمار ہوتے ہیں اور عبادت کہلاتے ہیں اور سوائے خدا کے مخلوق کی عبادت ناجائز، حرام بلکہ کفر ہے۔

اب لفظ عبادت کا مفہوم مفسرین کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کی زبان میں سمجھیں کہ مفسرین کرام رحمہم اللہ تعالیٰ لفظ عبادت کا کیا مفہوم لیتے ہیں۔ اب لفظ عبادت کی تشریح و تفسیر و مفہوم مفسرین کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کی زبانی ملاحظہ فرمائیں۔

مفسرینِ عظام رحمہم اللہ تعالیٰ نے لفظ عبادت کی تشریح یوں کی ہے:۔

مفسرین نے عبادت کا معنیٰ غایۃ الخضوع والخشوع کیا ہے اور بعض نے غایۃ التعظیم کیا ہے۔ اگرچہ یہ معنیٰ صحیح ہے مگر تشریح کا محتاج ہے۔ کیونکہ یہ دیکھنا پڑتا ہے کہ کونسا درجہ ہے جس میں غایۃ الخشوع پایا جاتا ہے۔ والدین اور استاد کے لئے بھی عاجزی کرنی پڑتی ہے۔

شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتابوں میں لفظ عبادت پر بحث کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ عبادت بندگی کا نام ہے۔ یعنی بندہ ہونا یہ اسی ذات کے لئے ہو سکتا ہے۔ جس کی طرف بندہ ہر وقت ہر چیز میں محتاج ہو اور اس کے سامنے

ذلیل ہو۔ عبادت کا بہترین معنی علامہ ابن قیم نے مدارج السالکین صفحہ ۴۰ جلد اول سطر ۲۵ میں لکھا ہے:۔

العبادة عبارة عن الاعتقاد والشعور بان للمعبود سلطة غيبية (اى فى العلم والتصرف) فوق الاسباب يقدر بها على النفع والضر فكل دعاء وندآء وثناء وتعظيم ينشأ من هذا الاعتقاد فهى عبادة۔

ترجمہ:۔ اگر یہ اعتقاد خدا تعالیٰ کے حق میں ہو کہ ہمارے حالات جاننے اور ان میں متصرف ہونے میں اللہ جل شانہٗ کا مافوق الاسباب غیبی قبضہ ہے اور اسی اعتقاد کے ماتحت اللہ کریم کو پکارا جائے یا کوئی صفت وثنا کی جائے، کوئی نذر ونیاز دی جائے یا کسی اور فعل سے تعظیم کی جائے تو یہ سب اللہ کی عبادت اور موجب ثواب ہوگی۔

لہٰذا اس اعتقاد کے ماتحت مسجد کو آنا، وضو کرنا، دوزانو بیٹھنا وغیرہ سب افعال اللہ تعالیٰ کی عبادت میں داخل ہوں گے اور اگر معاذ اللہ یہ اعتقاد کسی پیر و پیغمبر کے متعلق ہو اور اسی اعتقاد کے ماتحت اس پیر و فقیر و پیغمبر کی طرف کی جائے۔ وہاں جاکر دوزانو بیٹھے، اس پر کپڑا ڈالے، وہاں کچھ شیرینی تقسیم کرے، اس کی قبر کو بوسہ دے، یا گھر ہی میں بیٹھ کر اس کے نام پر صدقہ وخیرات دے

تو یہ سب افعال اس پیر

کی عبادت ہوں گے اور اللہ کے نزدیک موجب لعنت ہوں گے اور اسی اعتقاد کے ماتحت قرآن مجید یا درود شریف پڑھے یا اور اعمال صالحہ نماز روزہ وغیرہ کرے تو ان کا کچھ بھی ثواب نہ ملے گا۔ بلکہ وہ قرآن کریم اور نماز اس پر لعنت کریں گے۔

کما فی الحدیث :۔

رُبَّ تَالِی الْقُرْاٰنِ وَالْقُرْاٰنُ یَلْعَنُہٗ وَرُبَّ مُصَلٍّ وَ الصَّلٰوۃُ تَلْعَنُہٗ رُبَّ صَائِمٍ وَالصِّیَامُ تَلْعَنُہٗ۔

ترجمہ :۔ "بہت سے قرآن پڑھنے والے ہیں جن پر قرآن لعنت کرتا ہے بہت سے نمازی ہیں جن پر نماز انہیں لعنت کرتی ہے۔ بہت سے روزہ دار ہیں کہ روزہ انہیں لعنت کرتا ہے"۔

اَجَعَلْتُمْ سِقَایَۃَ الْحَآجِّ وَعِمَارَۃَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ کَمَنْ اٰمَنَ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَجٰھَدَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ ؕ لَا یَسْتَوٗنَ عِنْدَ اللّٰہِ ؕ وَاللّٰہُ لَا یَھْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ ۝ (پ۱۰ سورۃ توبہ : رکوع ۳)

ترجمہ :۔ "کیا تم نے حاجیوں کو پانی پلانے اور مسجد حرام کی تعمیر کو اس جیسا سمجھ رکھا ہے جو اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان لایا اور اللہ کی راہ میں جہاد کیا۔ وہ اللہ کے ہاں ہرگز برابر نہیں اور اللہ ظالم قوم کو ہدایت نہیں کرتا"۔

قُلْ ھَلْ نُنَبِّئُکُمْ بِالْاَخْسَرِیْنَ اَعْمَالًا ؕ اَلَّذِیْنَ ضَلَّ سَعْیُھُمْ فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَھُمْ یَحْسَبُوْنَ اَنَّھُمْ یُحْسِنُوْنَ صُنْعًا ۝ (پ۱۶ سورۃ کہف : ع ۱۲)

ترجمہ :۔ "فرما دیجئے کہ کیا ہم بتائیں تم کو وہ لوگ جن کا کیا ہوا اکارت گیا۔ وہ ہیں کہ جن کی دنیوی زندگی میں کوشش (اعمالِ صالحہ) بیکار ہوئی اور وہ خیال کرتے ہیں کہ اچھا کام کر رہے ہیں"۔

مَا کَانَ لِلْمُشْرِکِیْنَ اَنْ یَّعْمُرُوْا مَسٰجِدَ اللّٰہِ شٰھِدِیْنَ

عَلٰی اَنْفُسِهِمْ بِالْكُفْرِ ۚ اُولٰٓئِكَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ ۚ
وَفِی النَّارِ هُمْ خٰلِدُوْنَ ۝ (پ۱۰ سورۂ توبہ: ع ۳)

ترجمہ:۔ "مشرکوں کو حق نہیں کہ اللہ کی مسجدیں آباد کریں۔ کیونکہ وہ تو ظاہر باہر کفر کے کام کرتے ہیں۔ ان کے نیک اعمال ضائع ہو گئے اور وہ ہمیشہ آگ میں رہیں گے"

وَقَدِمْنَآ اِلٰی مَا عَمِلُوْا مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنٰهُ هَبَآءً
مَّنْثُوْرًا ۝ (پ۱۹ سورۂ فرقان: ع ۳)

ترجمہ:۔ "ہم ان کے کئے ہوئے کام پر پہنچے تو ہم نے انہیں اڑائی ہوئی خاک کر ڈالا"

مَثَلُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ اَعْمَالُهُمْ كَرَمَادِ نِ
اشْتَدَّتْ بِهِ الرِّیْحُ فِیْ یَوْمٍ عَاصِفٍ ۚ لَا یَقْدِرُوْنَ
مِمَّا كَسَبُوْا عَلٰی شَیْءٍ ۚ ذٰلِكَ هُوَ الضَّلٰلُ الْبَعِیْدُ ۚ

ترجمہ:۔ "اپنے رب کے منکروں کا حال یہ ہے کہ ان کے کام راکھ جیسے ہیں کہ اس پر آندھی کے دن سخت ہو چلے اور اپنی کمائی سے کسی چیز پر قادر نہ ہوں گے۔ یہی ہے دور کی گمراہی"

(پ۱۳ سورۂ ابراہیم: ع ۳)

اگر اسی عقیدۂ مشرکانہ کے ساتھ کوئی مر گیا، اس کے لئے صدقہ خیرات کئے جائیں، دعائیں مانگی جائیں تو کچھ بھی فائدہ نہ ہوگا، بلکہ ان کے لئے نہ دعا مانگنی چاہیئے، نہ خیرات و صدقات دینا چاہیئے اور نہ ان کی نمازِ جنازہ پڑھنی چاہیئے۔

مَا كَانَ لِلنَّبِیِّ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ یَّسْتَغْفِرُوْا لِلْمُشْرِكِیْنَ
وَلَوْ كَانُوْٓا اُولِیْ قُرْبٰی مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَیَّنَ لَهُمْ اَنَّهُمْ

اَصْحٰبُ الْجَحِیْمِ ۝ (پ۱۱ سورۃ توبہ ع ۱۴)

ترجمہ:۔ "نبیؐ اور ایمانداروں کو جائز نہیں کہ وہ مشرکوں کے لئے دعائے مغفرت کریں۔ اگرچہ وہ قرابت دار ہی کیوں نہ ہوں۔ جب انہیں معلوم ہو چکا کہ وہ دوزخی ہیں۔"

حضرت نبی علیہ السلام کے چچا کے مرنے پر آپ نے اس کی بخشش کے لئے دعا مانگی تو آیت مذکورہ اتری تھی۔

وَلَا تُصَلِّ عَلٰٓی اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا وَّلَا تَقُمْ عَلٰی قَبْرِهٖ ۭ اِنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَمَاتُوْا وَهُمْ فٰسِقُوْنَ ۝ (پ۱۱ سورۃ توبہ: ع ۱۱)

ترجمہ:۔ اور ان میں سے کسی میت پر نماز جنازہ نہ پڑھئے اور اس کی قبر پر بھی ہرگز نہ کھڑے ہوں۔ وہ اللہ اور اس کے رسولؐ کے منکر ہوئے اور نافرمان مرے۔"

جب مشرک اپنے شرک میں پختہ ہو جاتا ہے تو اس کو اپنے اعمالِ مشرکانہ اچھے معلوم ہوتے ہیں اور اس کو ان اعمالِ مشرکانہ میں سرور و لذت محسوس ہوتی ہے۔ چنانچہ فرمایا:۔

اَفَمَنْ زُيِّنَ لَهٗ سُوْٓءُ عَمَلِهٖ فَرَاٰهُ حَسَنًا ۭ فَاِنَّ اللّٰهَ يُضِلُّ مَنْ يَّشَاۗءُ وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ

(پ۲۲ سورۃ فاطر: ع ۲)

ترجمہ:۔ "بھلا ایک شخص جسے اپنے کام کی برائی اچھائی نظر آئے۔ اللہ جسے چاہتا ہے بھٹکاتا ہے اور جسے چاہتا ہے راہ دکھاتا ہے۔"

وَمَنْ يَّعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمٰنِ نُقَيِّضْ لَهٗ شَيْطٰنًا

فَهُوَ لَهٗ قَرِيْنٌ ۝ وَ اِنَّهُمْ لَيَصُدُّوْنَهُمْ عَنِ السَّبِيْلِ وَيَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ۝

(پ۲۵ سورہ زخرف : ع ۴)

ترجمہ:۔ "اور جو خدا کی توحید سے آنکھیں چرائے تو ہم اس کے لئے ایک شیطان مقرر کر دیتے ہیں۔ پس وہ اس کا ساتھی بن جاتا ہے، اور وہ انہیں درست راہ سے روکتا رہتا ہے اور وہ خیال کرتے ہیں کہ صحیح راہ پر ہیں۔"

وَقَيَّضْنَا لَهُمْ قُرَنَآءَ فَزَيَّنُوْا لَهُمْ مَّا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَحَقَّ عَلَيْهِمُ الْقَوْلُ فِيْٓ اُمَمٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ ۚ اِنَّهُمْ كَانُوْا خٰسِرِيْنَ ۝ (پ۲۴ سورہ حم السجدہ)

ترجمہ:۔ "اور ہم نے ان کے ساتھ رہنے والے مقرر کر دیئے۔ پس انہوں نے ان کے سامنے مزین کر دیا ان اعمال کو جو آگے تھے اور جو ان کے پیچھے تھے اور ان پر عذاب کی بات ٹھیک پڑ چکی ہے جو ان سے پہلے جن اور انسان گذر چکے ہیں۔ بیشک وہ زیاں کار تھے۔"

اِنَّهُمُ اتَّخَذُوا الشَّيٰطِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَيَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ۝ (سورہ الاعراف۔ پ۹۔ ع۳)

ترجمہ:۔ "انہوں نے اللہ تعالیٰ کے سوا شیطانوں کو دوست بنا لیا اور خیال کرتے ہیں کہ وہ سیدھی راہ پر ہیں۔"

اللہ تعالیٰ کا دستور ہے کہ جب مشرک لوگ توحید کو قبول نہیں کرتے تو ان کو مصائب میں ڈال دیتا ہے۔ پھر بھی اگر وہ مسئلہ توحید تسلیم نہ کریں اور شک کو نہ

چھوڑیں تو ان پر استدراج کے طور پر دنیوی رزق اور عیش و عشرت کے دروازے کھول دیتا ہے اور مشرکین یہ خیال کرتے ہیں کہ ان پر خدا کا بڑا فضل و کرم ہے اور ہم اس کے بڑے مقرب بن چکے ہیں۔

وَلَقَدْ أَرْسَلْنَآ إِلَىٰٓ أُمَمٍ مِّن قَبْلِكَ فَأَخَذْنَٰهُم بِٱلْبَأْسَآءِ وَٱلضَّرَّآءِ لَعَلَّهُمْ يَتَضَرَّعُونَ ۝ فَلَوْلَآ إِذْ جَآءَهُم بَأْسُنَا تَضَرَّعُوا۟ وَلَٰكِن قَسَتْ قُلُوبُهُمْ وَزَيَّنَ لَهُمُ ٱلشَّيْطَٰنُ مَا كَانُوا۟ يَعْمَلُونَ ۝ فَلَمَّا نَسُوا۟ مَا ذُكِّرُوا۟ بِهِۦ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ أَبْوَٰبَ كُلِّ شَىْءٍ حَتَّىٰٓ إِذَا فَرِحُوا۟ بِمَآ أُوتُوٓا۟ أَخَذْنَٰهُم بَغْتَةً فَإِذَا هُم مُّبْلِسُونَ ۝

(پ۷ سورۃ الانعام : ع ۵)

ترجمہ:- "آپ سے پہلے بھی امتوں کی طرف رسول بھیجے۔ پس ہم نے انہیں سختی اور تکلیف میں پکڑ لیا تاکہ وہ عاجزی کریں۔ جب ان پر ہمارا عذاب آیا تو انہوں نے زاری کیوں نہ کی۔ ان کے دل سخت ہو گئے اور ان کے اعمال مشرکانہ شیطان نے انہیں خوبصورت کر دکھائے۔ پھر جب کی ہوئی نصیحت کو وہ بھول گئے تو ہم نے ان پر ہر چیز کے دروازے کھول دیئے۔ حتیٰ کہ جب دی ہوئی چیز سے وہ خوش ہو گئے تو ہم نے انہیں اچانک پکڑ لیا۔ پس وہ ناامید رہ گئے۔"

اگر کوئی فعل تعظیم اس مشرکانہ عقیدے سے پیدا نہ ہو۔ مثلاً استاد، پیر اور والدین کے سامنے دوزانو بیٹھنا، ان کی خدمت میں تحائف لے جانا سب جائز ہے۔ ان کے مرنے کے بعد دعا و صدقات و خیرات کرنا سب افعالِ مسنونہ ہیں۔ لیکن چند

افعال امتِ محمدیہ میں بالکل حرام ہیں، خواہ وہ اس عقیدۂ شرکیہ سے پیدا ہوں یا نہ۔ جیسا کہ حلف بغیر اللہ۔ سجدہ بغیر اللہ۔ کسی ذی روح چیز کی صورت بنانا اس قسم کی اور چیزیں بھی حرام ہیں۔

شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے فتاویٰ عزیزیہ میں لکھا ہے کہ سجدہ تعظیمیہ اور سجدہ عبادت میں فارق صرف نیت ہے۔ یعنی اگر عقیدۂ مشرکانہ کے ماتحت غیر اللہ کو سجدہ کر رہا ہے تو وہ سجدۂ عبادت ہوگا اگرچہ وہ اسے سجدۂ تعظیمی کہے اور اگر وہ اس عقیدۂ مشرکانہ کے ماتحت نہیں کر رہا تو غیر اللہ کے لئے وہ سجدۂ تعظیمی ہوگا۔ مگر شریعتِ محمدیہ میں اس کو بھی حرام کر دیا گیا۔

علامہ ابن قیم کی عبارت کی تشریح سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ ریڈیو، تار برقی، وائرلیس وغیرہ سے خبروں کا جان لینا شرک نہیں۔ کیونکہ یہ سب اسباب کے ماتحت ہیں، مافوق الاسباب نہیں۔ قرآن مجید میں جس قدر علمِ غیب، تصرف فی الامور اور پکار پر بحث کی گئی ہے وہ مافوق الاسباب پر مبنی ہے جو غیر اللہ کے لئے تسلیم کرنا شرک ہے۔ نیز تعریف سے یہ بھی ثابت ہوا کہ جو پکار غیر اللہ کے لئے شرک ہے وہ غائبانہ حاجات میں ہے۔ مطلقاً پکار شرک نہیں اور مطلقاً غیر اللہ سے امداد طلب کرنا بھی شرک نہیں۔ مثلاً اس کو پکارا جائے جو سن رہا ہو تو اس کو بلانا اور پکارنا شرک نہیں۔ جیسا کہ :-

وَ لَوْ سُوْلٌ يَدْعُوْكُمْ فِيْ اُخْرٰىكُمْ۔ (آل عمران)

ترجمہ:- "اور رسول تمہیں پیچھے سے پکار رہا تھا"۔

اسی طرح غیر اللہ اگر زندہ موجود ہو تو اس سے امدادِ مافوق الاسباب مانگنا جائز ہے جیسا کہ مَنْ اَنْصَارِيْ اِلَى اللّٰهِ اور اَعِيْنُوْنِيْ بِقُوَّةٍ سے ثابت ہے۔ قرآن کریم جس پکار اور استمداد سے شرک قرار دیتا ہے وہ غائبانہ اور

مافوق الاسباب ہے۔ نیک پیروں اور ملائکہ اور انبیائے کرام سے متعلق آیات اس پر شاہد اور دال ہیں۔ ملاحظہ کی جائیں :۔

اس تحقیق سے معلوم ہوگیا کہ اگر یہ تمام افعالِ مذکورہ خدا تعالیٰ کے لئے کئے جائیں تو اللہ جل شانہٗ کی عبادت میں داخل ہیں اور اگر اسی عقیدہ کے ماتحت کسی پیر و فقیر کے لئے یہ افعالِ مذکورہ کئے جائیں تو اس پیر و فقیر کی عبادت ہوگی اور یہ سب شرک ہوگا۔

قرآن کریم میں زیادہ تر عبادت کے دو فرد بیان کئے گئے ہیں۔ (۱) پکارنا اور (۲) نذر و نیاز۔ یعنی قرآن مجید میں یہ بتایا جائے گا کہ غیر اللہ کو غائبانہ حاجات میں پکارنا شرک ہے اور غیر اللہ کے نام پر کسی چیز کی نذر و نیاز بھی شرک ہے۔ یہ دونوں شرک اس بات سے پیدا ہوتے ہیں کہ غیر اللہ کو عالم الغیب اور متصرف فی الامور سمجھا جائے۔ اسی لئے قرآنِ کریم میں غیر اللہ سے عالم الغیب اور متصرف الامور ہونے کی نفی "اکثر صراحتہً" کی گئی ہے۔ اس لحاظ سے عام طور پر شرک کی چار قسمیں بیان ہوں گی۔ (۱) شرک فی العلم (۲) شرک فی التصرف (۳) شرک فی الدعاء (۴) شرک فعلی یعنی نذر و نیاز۔

عبادت کا بڑا جزو غائبانہ حاجات میں پکارنا تھا۔ اس لئے قرآن مجید میں اس کو زیادہ بیان کیا گیا ہے۔

سوال :۔ تفسیروں میں یَدْعُوْنَ اور یَدْعُوْا وغیرہ کے تحت یَعْبُدُوْنَ اور یَعْبُدُ وغیرہ لکھا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ غیر اللہ کو پکارنا منع نہیں بلکہ ان کی عبادت کرنا منع ہے۔

جواب :۔ دعاء کا معنی تمام اہلِ لغت نے خواندن اور ندا کردن لکھا ہے۔ کسی بھی اہلِ لغت نے دعاء کے معنی عبادت نہیں لکھے اور مفسرین نے یَدْعُوْنَ

وغیرہ کی جگہ جو تَعْبُدُوْنَ لکھا ہے وہ معنی نہیں بلکہ حاصل معنی ہے جیسا کہ شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے "فوز الکبیر" میں لکھا ہے "مفسرین حاصلِ معنیٰ بطریقِ افہام بیان می کنند۔ مردمانِ ناواقف گمان می کنند کہ لفظی معنی کردہ اند دعا بمعنیٰ مطلق خواندن کسے را منع نیست۔ مراد خواندن کسے را در غائبانہ حاجات است"۔ "لہٰذا:۔ مفسرین تفسیر بعبادت می کنند"۔

حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت سے معلوم ہوا کہ غیر اللہ کو پکارنا دو قسم کا ہے۔ ایک غائبانہ حاجات میں مافوق الاسباب ہو وہ شرک ہے۔ کیونکہ وہ غیر اللہ کی عبادت ہے۔

لہٰذا مفسرین نے یَعْبُدُوْنَ وغیرہ لکھ کر حاصل معنیٰ بتایا ہے، جو غیر اللہ کو پکارنا غائبانہ حاجات میں نہ ہو یعنی تحت الاسباب ہو تو وہ منع نہیں بلکہ وہ قرآن مجید سے ثابت ہے جیسا کہ وَالرَّسُوْلُ یَدْعُوْکُمْ فِیْ اُخْرٰىکُمْ میں کسی مفسر نے یَعْبُدُ معنی نہیں کیا۔ اسی طرح وَلَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَیْنَکُمْ کَدُعَآءِ بَعْضِکُمْ بَعْضًا ط میں بھی کسی مفسر نے عبادت کا معنی نہیں لکھا، اور نہ ہی ان دونوں مقاموں میں یہ معنی بن سکتا ہے۔ اس مقصد کو واضح کرنے کے لئے کہ کونسی پکار عبادت ہے۔ مفسرین نے حاصل معنیٰ لکھا ہے۔

قاضی ثناء اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ پانی پتی نے ارشاد الطالبین میں لکھا ہے کہ:۔

مسئلہ:۔ دعا از اولیائے مردگاں و زندگاں و انبیاء جائز نیست۔ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وبارک وسلم فرمود اَلدُّعَآءُ هُوَ الْعِبَادَةُ وَ قَرَءَ وَقَالَ رَبُّکُمُ ادْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَکُمْ ط اِنَّ الَّذِیْنَ

يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِيْ سَيَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دَاخِرِيْنَ ۝

آنچہ جہال می گویند یا شیخ عبد القادر جیلانی شیئاً لِلّٰہِ یا خواجہ شمس الدین پانی پتی جائز نیست۔ شرک است۔

شیخ عطار رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے۔ ؎

در بلا یاری مخواہ از ہیچ کس	زانکہ نبود جز خدا فریاد رس
از خدا خواہ ہر چہ خواہی اے پسر	نیست در دست خلائق خیر و شر
غیر حق را ہر کہ خواند اے پسر	کیست در عالم از و گمراہ تر

رضاخانی بریلویوں میں اگر غیرتِ ایمانی و انسانی ہے تو

مندرجہ ذیل دو سہل سوالات کا جواب دیں

۱- اگر اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی اور ہستی مشکل حل کر سکتی ہے تو بتایئے کہ سائل اور مشکل کشا کے درمیان ہزاروں میلوں کی دوری پردہ زندگی میں یا زندگی کے بعد قبر میں آواز سن سکتا ہے؟

۲- بالفرض یہ ثابت ہو جائے کہ وہ اتنے فاصلوں پر آواز سن سکتا ہے تو پھر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ آیا وہ دنیا کی ہر زبان سے واقف ہے یا نہیں۔ مثلاً سرائیکی والا اپنی سرائیکی زبان میں مشکل پیش کرے گا اسی طرح جرمن والا اپنی جرمنی زبان میں انگریز انگریزی زبان میں اور پٹھان پشتو زبان میں اور کوئی فارسی بولنے والا فارسی زبان وغیرہ وغیرہ میں آواز دے گا۔

۳- اگر یہ بات بھی ثابت ہو جائے کہ وہ ہستی ہر زبان سے واقف ہے تو پھر سوال پیدا ہو گا کہ اگر ایک لمحہ میں سینکڑوں یا ہزاروں لوگ اپنی مشکلیں اس

کے سامنے پیش کریں تو کیا وہ ان سب کی مشکلات اسی لمحہ سُن اور سمجھ لے گا یا اس کے لئے قطار بنانے کی ضرورت پیش آئے گی۔

۴۔ کیا اس ہستی کو کبھی نیند بھی آتی ہے یا وہ ہمیشہ جاگتا رہتا ہے۔ اگر کبھی نیند آتی ہے تو پھر ہمارے پاس ایک لسٹ ہونی چاہیئے کہ کب اس کو نیند آتی ہے اور کب وہ جاگ رہا ہوتا ہے تاکہ ہم اپنی مشکل صرف اسی وقت پیش کریں جب کہ وہ سو نہ رہا ہو یا وہ نیند میں بھی سنتا ہے؟

۵۔ ایک شخص بولنے سے قاصر ہے وہ ایسی مشکل میں مبتلا ہے کہ اس کا گلا بند ہو چکا ہے۔ اگر وہ دل ہی میں اپنی مشکل پیش کرے تو کیا وہ اس کی دلی فریاد سُن لے گا۔؟

۶۔ انسان کو پیدائش سے لے کر موت تک چھوٹی بڑی تمام مشکلات کا سامنا ہوتا ہے۔ اگر وہ تمام مشکلات اللہ تعالیٰ حل کر سکتا ہے تو پھر غیر کی طرف مرجوع کرنے کی ضرورت کیا ہے؟ اور اگر غیر ان تمام مشکلات کو حل کرنے پر قادر ہے تو پھر اللہ کی کیا حاجت؟

۷۔ اگر غیر اللہ مشکل کشا تمام مشکلات حل کرنے پر قادر نہیں، تو ہو سکتا ہے کہ کچھ مشکلات حل کرنے کا بیڑا خدا نے اٹھایا ہو اور کچھ مشکلات حل کرنے کے اختیارات کسی غیر کو دے رکھے ہوں۔ ایسی صورت میں تو ہمارے پاس یہ فہرست ہونی چاہیئے کہ کونسی مشکلات خدا تعالیٰ حل کرنے پر قادر ہے اور کون کونسی مشکلات غیر حل کر سکتا ہے تاکہ سائل مشکل اسی کے سامنے پیش کرے جو اس کو حل کرنے پر قادر ہو۔

۸۔ کیا خدا کے سوا جو ہستی مشکل نکال سکتی ہے وہ ہستی مشکل ڈال بھی سکتی ہے یا اس کی ڈیوٹی صرف مشکل حل کرنے پر ہے؟ اگر وہ مشکل کر سکتی ہے تو پھر

مشکل ڈالنے والا کون ہے ؟

۹- بالآخر نتیجہ یہ نکلے گا کہ خدا تعالیٰ مشکلات ڈالنے والا ہے اور غیر اللہ مشکل کو حل کرنے والا - بالفرض ایک ہستی مشکل ڈالنے پر مصر ہو اور دوسری ہستی مشکل حل کرنے پر - تو دونوں میں سے کونسی ہستی اپنا فیصلہ واپس لے لے گی - ؟

۱۰- کسی بھی برگزیدہ یا گنہگار ہستی کا جنازہ پڑھا ہو تو اس کی بخشش کے لئے اللہ تعالیٰ کو آواز دی جائے یا مشکل کشا کو ؟

قارئین کرام :- ! رضاخانی اہل بدعت پر حق تعالیٰ اس قدر غضب و پھٹکار نازل ہے کہ اولیائے کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کو مافوق الاسباب امور میں مشکل کشا اور حاجت روا مانتے ہیں - حتیٰ کہ جو نام نہاد خلاف شرع پیر فقیر وغیرہ جو بازاروں اور خانقاہوں میں بالکل ننگے بیٹھے ہوتے ہیں - یعنی ان کو بھی رضاخانی اہل بدعت مصائب و شدائد و بلیات میں مشکل کشا - و حاجت روا سمجھتے ہیں - رضاخانی مذہب میں یہ اکٹھی گنگا بہہ رہی ہے کہ جو ننگا ہو وہ پورا ولی اور جو آدھا ننگا ہو وہ آدھا ولی، حتیٰ کہ جو کوئی بھی مخبوط الحواس ہو اس کو بھی پیر اور ولی سمجھ بیٹھتے ہیں جیسا کہ شہر گوجرانوالہ کے جی - ٹی - ایس اڈے سے متصل دیوار کے ساتھ پیر ننگے شاہ کی خانقاہ ہے جو قوم کا مراثی تھا - حرام کا لانعام نے اس کو شاہ مشہور کر لیا - اس جعلی پیر کے متعلق گوجرانوالہ کے اکثر لوگ بخوبی جانتے ہیں کہ تمام دن بالکل ننگا بیٹھا تھا اور اس کے جسم کے کسی حصہ پر بھی معمولی بھی کپڑا نہ ہوتا تھا حتیٰ کہ عضو مخصوص کی ہر وقت نمائش لگائے رکھتا تھا ہر خاص و عام مرد و عورت دیکھ کر لطف و اندوز ہوتے اور مرنے کے فوراً بعد ہی رضاخانی پیر دیوں نے حرام کے پیسوں سے اس کا مقبرہ بنا دیا اور آج وہ شرک کا ایک بڑا اڈا بنا ہوا ہے اور جو ایسے خلاف شرع جعلی پیر کو ولی

نہیں مانتا رضاخانی اس کو وہابی کا لقب دیتے ہیں اور عوام کالانعام میں یہ مشہور کر رکھا ہے کہ دیوبندی، وہابی، لیوں کو نہیں مانتے حالانکہ اہل سنت وجماعت علمائے دیوبند ہی صحیح معنوں میں اولیائے کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کو ماننے والے ہیں۔ ہم ولی کی کرامت اور ولایت کو مانتے ہیں لیکن ولایت اور کرامت کو شریعت کی حد تک محدود رکھا جائے جس کا قول وفعل شریعت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے خلاف ہو وہ ہوا میں پرواز کرتا ہو ہم اہل سنت اس کو ولی نہیں مانتے بلکہ وہ پکا شیطان ہے۔ کیونکہ اس کا قول وفعل شریعت اسلامیہ کے خلاف ہے۔ ہم اہل سنت دیوبند ولی کو ولی مانتے ہیں لیکن جو بازاروں اور خانقاہوں میں سنٹر ایکسل نکال کر ننگے بیٹھے ہوں، ان کو ولی نہیں مانتے۔ بس ایسے جعلی اور شعبدہ باز پیروں کو نہ ماننے پر رضاخانی اہل بدعت اہل سنت علمائے دیوبند کو وہابی قرار دیتے ہیں۔ حتیٰ کہ رضاخانی اہل بدعت عقیدت کے اعتبار سے بالکل نصاریٰ کا فوٹو سٹیٹ ہیں۔ کیونکہ جس طرح نصاریٰ عقیدت میں اندھے ہو گئے ہیں اسی طرح رضاخانی اہل بدعت بھی عقیدت میں اس قدر اندھے ہوئے کہ نام ونہاد جعلی پیروں کو ولی مشکل کشا، حاجت روا سمجھ کر اپنے کو جہنم کا ایندھن بنا بیٹھے ہیں جیسا کہ ننگے شاہ، مُرلی شاہ، لسوڑی شاہ، پیر باباشاہ، پیر کاکاشاہ پیر گامے شاہ، پیر چھتری والی سرکار، کھوتے شاہ، گھوڑے شاہ، نوری بوری والی سرکار، کتیانوالی سرکار، بلیاں والی سرکار، سرکار نوری بابا، سرکار فوجی بابا، بابا سائیں سرکار، بابا ٹالی شاہ، سرکار ڈبہ پیر، پیر ٹھگی شاہ، پیر کاواں والی سرکار، پیر کانے شاہ، سرکار چنگی شاہ، پیر جناں والی سرکار، پیر چپ شاہ، نوگزہ پیر، پیر جوتی شاہ، پیر ڈنڈے شاہ، پیر شمس تبریز شیعہ، لکی داشیر بابا، بگاخیر پیر قلتے شاہ پیر گودڑی والی سرکار، دھاڑ دھاڑ شاہ، نوندراں والی سرکار، کوڑے شاہ پیر بھوشاہ۔ اس قسم کے لاتعداد جعلی مصنوعی پیروں اور ولیوں کو رضاخانی فرقہ ضال اور مضل

پیر کامل اور ولی کامل سمجھتا ہے۔

رضاخانیو! تف ہو تمہاری عقل و خرد پر کہ تم نے اس قسم کے جعلی و مصنوعی پیروں اور ولیوں کی ولایت کو تسلیم کر کے حقیقت میں جو اولیائے کرام رحمہم اللہ تعالیٰ ہیں ان کے وقار و ولایت و منصب، عزت و عظمت کو مجروح کیا۔ تب ہی تو رضاخانیوں پر دنیا ہی میں حق تعالیٰ کا غضب نازل ہے کہ جب مرتے ہیں تو پھر ان کے چہروں پر حق تعالیٰ کا غضب و پھٹکار نازل ہوتی ہے۔ بس ایسے جعلی و مصنوعی پیر ولی رضاخانیوں کو ہی مبارک ہوں ہم تو ایسے جعلی پیر و ولیوں سے بیزار ہیں۔ ہمارا ایسے جعلی مصنوعی پیروں سے قطعاً کوئی تعلق نہیں۔ اہلِ سنت و جماعت دیوبند متبع سنت پیروں کو اللہ تعالیٰ کا مقبول بندہ، دوست، ولی مانتے ہیں۔ اور جو جعلی پیر معاذ اللہ اولیائے کرام رحمہم اللہ تعالیٰ پر حجروں میں عورتوں کے ساتھ شب باشی، بدکاری، زناکاری، بدمعاشی اور جو دن رات منہ کالا کرتے ہیں رضاخانی اہل بدعت ان کو پیرِ کامل، ولی کامل مانتے ہیں۔ حالانکہ ایسے سیاہ کار، منحوس، ملعون و مغضوب ہوتے ہیں جو رضاخانیوں کے پیر ہوتے ہیں۔ جیسا کہ بندہ ناچیز کے گاؤں ملتہ جھیڈو سے تقریباً پانچ چھ میل کے فاصلہ پر ایک خانقاہ شہنشاہ کے نام سے مشہور ہے۔ جب وہ زندہ تھے تو لوگ ان کے سامنے اپنی حاجتیں مرادیں پیش کرتے۔ کیونکہ لوگ ان کو مشکل کشا، حاجت روا سمجھتے تھے، تو جب کوئی شہنشاہ کے سامنے اپنی حاجت پیش کرتا تو شہنشاہ بجائے دعا کرنے کے سائل کو زیر ناف بال اکھاڑ کر دے دیتا کہ جاؤ یہ لے جاؤ تمہاری حاجت پوری ہو جائے گی۔ کسی نے پیر شہنشاہ سے یہ کہہ دیا کہ تم شاہ ہو اور یہ خلافِ شرع غلیظ کام کیوں کرتے ہو کہ جو کوئی اپنی حاجت پیش کرتا ہے

تو تم اس کو زیر ناف بال اکھاڑ کر دے دیتے ہو۔ یہ فعل قبیح و شنیع ہے تم اس سے باز آجاؤ تو پیر شہنشاہ نے جواباً کہا کہ میرے جسم پر تو کپڑے ہی نہیں ہیں میں آنے والے کی مراد کیسے پوری کر سکتا ہوں۔ مرادیں تو اللہ تعالیٰ ہی پوری کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں پر عذاب و غضب و پھٹکار نازل کی ہے کہ جنہوں نے مجھے پیر ولی سمجھ لیا ہے۔ جو میرے سامنے اپنی حاجت و مراد پیش کرے میں اس کو زیر ناف بال نہ دوں تو کیا دوں۔ میرے پاس یہی ہے۔ اس کے سوا میرے پاس کچھ نہیں ہے۔ جو آئے گا مجھ سے زیر ناف بال ہی کا تحفہ لے کر جائے گا۔ کیونکہ ہر آنے والے کی قسمت یہی رکھا ہے اور جو اللہ تعالیٰ کا در چھوڑ دے اس کو زیر ناف بال ہی ملے گا۔

نوٹ :۔ اس واقعہ کی تفصیل اگر کسی نے پوچھنی ہو تو وہ پیر کامل، شیخ کامل، طبیب روحانی، پیر لاثانی حضرت پیر سید مبارک شاہ دامت برکاتہم کے صاحبزادے متبع شریعت، شیخ طریقت، رہبر شریعت، واقف رموز اسرار حقیقت، پیر روحانی، عالم کامل حضرت پیر سید عبد اللطیف شاہ مدظلہ (موضع شہادم شاہ ڈاک خانہ مہتہ جھیڈو تحصیل چشتیاں ضلع بہاول نگر) سے پوچھ لیں۔ کیونکہ بندہ ناچیز حقیر فقیر پُر تقصیر کو یہ واقعہ انہوں نے بتلایا تھا۔ بندہ نے طوالت کے خوف سے اختصار کے ساتھ بیان کیا ہے۔ اب رضاخانی ایسے کو ولی کامل و شیخ کامل مانتے ہیں اور ایسے شخص کے پاس جا کر اپنی حاجات پیش کرتے ہیں اور ایسے شخص کو رضاخانی اہل بدعت مافوق الاسباب امور میں حاجت روا مانتے ہیں جو کہ سراسر باطل ہے۔

حضرات گرامی! عبادت کی سب سے بڑی شاخ اور توحید کا جزو اعظم مسئلہ پکارے۔ ہر شخص جو کسی معبود کی عبادت کرتا ہے اس شخص کا مقصد یہ ہوتا ہے

اس کی تمام دنیوی اور اخروی حاجات پوری ہو جائیں اور وہ دونوں جہان میں کامیاب زندگی گزار دے اور اسے تکلیف پیش نہ آئے اور باری تعالیٰ نے قرآن مجید میں جگہ جگہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اور مومنوں کو حکم دیا کہ تم اپنے رب کو پکارو اور جہاں بھی قرآن مجید میں کسی جگہ بحث چلی اچانک ہی مسئلہ پکار کو دہرایا گیا۔

چنانچہ جتنی زیادہ اس مسئلہ کی اہمیت ہے، اتنا ہی زیادہ اس مسئلے کا ذکر بھی ہے اور اس مسئلے کو قرآن پاک کی ابتدا کرتے ہی سورۃ الفاتحہ میں اِیَّاکَ نَعْبُدُ کے بعد وَ اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ بیان فرمایا۔ کہ اے اللہ! ہم آپ ہی کی عبادت کرتے ہیں اور کسی اور کو نہیں پوجتے اور آپ ہی سے اپنی ہر حاجت میں مدد مانگتے ہیں۔ اور فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے:۔

اَلدُّعَآءُ مُخُّ الْعِبَادَةِ ۔ (ترمذی)

ترجمہ:۔ "کہ پکار عبادت کا مغز ہے"۔

اور ایک دوسری جگہ فرمایا:۔

اَلدُّعَآءُ هُوَ الْعِبَادَةُ ۔ (ترمذی)

ترجمہ:۔ "کہ پکار ہی عبادت ہے"۔

اور اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ اے نبی! (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ اعلان فرما دیجئے کہ:۔

وَاَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰهِ فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا۔

(پ ۲۹۔ ع ۱۱)

ترجمہ:۔ "اور مسجدیں اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہیں۔ سو تم اللہ کے ساتھ کسی اور کو مت پکارو"۔

اور آگے فرمایا :-

قُلْ اِنَّمَا اَدْعُوْا رَبِّیْ وَلَا اُشْرِكُ بِهٖۤ اَحَدًا

(پ ۲۹ ، ع ۱۲)

ترجمہ :- "آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) فرما دیجئے کہ میں تو صرف اپنے پروردگار کو پکارتا ہوں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتا۔"

اور فرمایا :-

وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِیْۤ اَسْتَجِبْ لَكُمْ اِنَّ الَّذِیْنَ یَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِیْ سَیَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دَاخِرِیْنَ ۝ (سورۃ المؤمن پ ۲۴ - ع ۲ آیت ۶۰)

ترجمہ :- "کہ تمہارے رب نے یہ فرمایا ہے کہ تم مجھے پکارو۔ میں تمہاری درخواست قبول کروں گا۔ جو لوگ میری عبادت سے تکبر کرتے ہیں، عنقریب وہ ذلیل و خوار ہو کر جہنم میں داخل ہوں گے۔"

اس جگہ باری تعالیٰ نے شروع میں "اُدْعُوْنِیْ" فرمایا کہ مجھے ہی پکارو۔ اور آگے "عِبَادَتِیْ" فرما کر یہ سمجھا دیا کہ پکار عبادت ہے۔ گویا کہ اوپر والی حدیث کی تصدیق اس آیت کریمہ سے ہو گئی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو غیروں کو پکارنے کی نہی کا حکم

قُلْ اِنِّیْ نُهِیْتُ اَنْ اَعْبُدَ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ قُلْ لَّاۤ اَتَّبِعُ اَهْوَآءَكُمْ ۙ قَدْ ضَلَلْتُ اِذًا وَّمَاۤ اَنَا مِنَ الْمُهْتَدِیْنَ ۝

(پ ۷ : ع ۱۳)

ترجمہ:۔ "آپ فرما دیجئے (صلی اللہ علیہ وسلم) کہ تم لوگ اللہ کے سوا جن لوگوں کو پکارتے ہو، ان کی بندگی کرنے سے مجھے منع کیا گیا ہے۔ کہو میں تمہاری خواہشات کی پیروی نہیں کروں گا۔ اگر میں نے ایسا کیا تو میں گمراہ ہو جاؤں گا اور میں راہِ راست پر چلنے والوں میں نہ رہوں گا۔"

اور سورۂ مؤمن کی آیت نمبر ۶۶ میں بھی بالکل اسی طرح کا حکم فرمایا۔ جس کا ترجمہ یہ ہے کہ:۔

ترجمہ:۔ "اے نبی! (صلی اللہ علیہ وسلم) ان لوگوں سے کہہ دو کہ مجھے ان لوگوں کی عبادت سے منع کر دیا گیا ہے جنہیں تم اللہ کو چھوڑ کر پکارتے ہو۔ (میں یہ کام کیسے کر سکتا ہوں) جبکہ میرے پاس میرے رب کی طرف سے دلائل آ چکے ہیں۔ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں رب العٰلمین کے آگے سرِ تسلیم خم کر دوں۔"

اور اس قسم کی دعوت دینے والوں کو جاہل کا خطاب فرمایا:۔

اے جاہلو! کیا تم مجھے غیروں کی پوجا کی دعوت دیتے ہو

فرمایا:۔

قُلْ اَفَغَيْرَ اللّٰهِ تَاْمُرُوْٓنِّيْٓ اَعْبُدُ اَيُّهَا الْجٰهِلُوْنَ ۝ وَلَقَدْ اُوْحِيَ اِلَيْكَ وَاِلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكَ ۚ لَئِنْ اَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝ بَلِ اللّٰهَ فَاعْبُدْ وَكُنْ مِّنَ الشّٰكِرِيْنَ ۝ (پ ۲۴ : ع ۴)

ترجمہ:۔ "آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) فرما دیجئے کہ اے جاہلو! کیا پھر بھی تم مجھے غیر اللہ کی عبادت کرنے کی فرمائش کرتے ہو اور آپ کی طرف بھی اور جو پیغمبر آپ سے پہلے گزر چکے ہیں ان کی طرف بھی یہی وحی بھیجی جا چکی ہے کہ اگر تو بھی شرک کریگا تو تیرا کیا کرایا کام (سب) غارت ہو جائے گا اور تو خسارہ میں پڑے گا بلکہ اللہ ہی کی عبادت کرنا اور اس کا شکر گزار رہنا"۔

اور فرمایا:۔

فَادْعُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُوْنَ ۝ (پ ۲۴ : ع ۷)

ترجمہ:۔ "سو تم لوگ خالص ایک اللہ ہی کو پکارو، خواہ تمہارا یہ فعل کافروں کو کتنا ہی ناگوار گزرے"۔

اور فرمایا:۔

اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً"۔

(پ ۸ : ع ۱۴)

ترجمہ:۔ "تم اپنے رب کو عجز و انکساری اور چپکے چپکے پکارا کرو"۔

اور فرمایا:۔

وَادْعُوْهُ خَوْفًا وَّطَمَعًا۔ (پ ۸ : ع ۱۴)

ترجمہ:۔ "اپنے رب سے ڈرتے ہوئے اور اس سے امید رکھتے ہوئے پکارا کرو"

اور فرمایا:۔

وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِيْ عَنِّيْ فَاِنِّيْ قَرِيْبٌ ۭ اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لِيْ وَ

اَلْیُؤْمِنُوْا بِیْ لَعَلَّھُمْ یَرْشُدُوْنَ ۝

(پ ۲ : ع ۷)

ترجمہ:۔ "اور جب آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) سے میرے بندے میرے متعلق دریافت کریں تو میں قریب ہی ہوں۔ پکارنے والا جب مجھے پکارتا ہے، میں اس کی پکار سنتا اور قبول کرتا ہوں۔ جب کہ وہ میرے حضور میں اپنی حاجت پیش کریں۔ سو ان کو چاہیئے کہ میری دعوت پر لبیک کہیں اور مجھ پر ایمان لائیں۔ امید ہے کہ وہ لوگ راہ پالیں گے"

اس آیتِ کریمہ نے مدِ پکار کو بالکل صاف کر دیا اور فرمایا:۔

ترجمہ:۔ "کہ اے نبی! (صلی اللہ علیہ وسلم) جب میرے بندے آپ سے میرے متعلق پوچھیں تو آپ فرما دیجئے کہ وہ اللہ بالکل ہی قریب اور ہر جگہ موجود ہے"

اور دوسری جگہ فرمایا:۔

نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْہِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ ۝

(پ ۲۶ : ع ۱۶)

ترجمہ:۔ "کہ ہم تو اس کی شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہیں"

اور فرمایا:۔

ترجمہ:۔ "کہ جب بندہ مجھے پکارتا ہے تو میں اس کی پکار کو سن کر اس کی دعا کو منظور کرتا ہوں۔ ان بندوں کو چاہیئے کہ اپنی ہر حاجت میں صرف مجھے ہی پکاریں اور مجھ پر ایمان لائیں تاکہ ان کو ہدایت ملے"

اور فرمایا:۔

ترجمہ:۔ "کہ تم ان کی طرح نہ بنو کہ جب ان پر مصیبت آتی ہے تو وہ رات دن اٹھتے بیٹھتے مجھے پکارتے ہیں۔ مگر جب ان کی مصیبت کو میں دُور کر دیتا ہوں تو پھر وہ کہنے لگتے ہیں کہ

جی ہم فلاں قبر پر گئے تھے، ہم نے فلاں پیر کا چڑھاوا چڑھایا تھا، ہم نے فلاں بزرگ کے نام کی منت مانی تھی، اس نے ہماری اس مصیبت کو دُور کیا۔ اس کا شکوہ باری تعالیٰ نے ان آیات میں فرمایا:۔

مصیبت تو اللہ ہی دُور کرتا ہے مگر حاجت کے پورا ہو جانے کے بعد اس کی نسبت غیر اللہ کی طرف کرتے ہیں

وَاِذَا مَسَّ الْاِنْسَانَ الضُّرُّ دَعَانَا لِجَنْۢبِهٖۤ اَوْ قَاعِدًا اَوْ قَآىِٕمًا فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُ ضُرَّهٗ مَرَّ كَاَنْ لَّمْ يَدْعُنَاۤ اِلٰى ضُرٍّ مَّسَّهٗ ؕ (پ ۱۱: ع ۷)

ترجمہ:۔ "کہ جب انسان کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو وہ ہم کو پکارنے لگتا ہے لیٹے بھی، بیٹھے بھی، کھڑے بھی۔ پھر جب ہم اس کی وہ تکلیف دور کر دیتے ہیں تو پھر اپنی پہلی حالت پر آجاتا ہے کہ گویا جو تکلیف اس کو پہنچی تھی (یا جو مصیبت اس پر آئی تھی) اس کو ٹالنے کے لئے کبھی ہم کو پکارا ہی نہ تھا۔"

اور ایک دوسری جگہ اس طرح ارشاد فرمایا:۔

وَاِذَا مَسَّ الْاِنْسَانَ ضُرٌّ دَعَا رَبَّهٗ مُنِيْبًا اِلَيْهِ ثُمَّ اِذَا خَوَّلَهٗ نِعْمَةً مِّنْهُ نَسِيَ مَا كَانَ يَدْعُوْٓا

إِلَيْهِ مِنْ قَبْلُ وَجَعَلَ لِلّٰهِ أَنْدَادًا لِّيُضِلَّ عَنْ سَبِيلِهِ ۔ (پ ۲۳ : ع ۱۵)

ترجمہ:۔ "انسان پر جب کوئی آفت آتی ہے تو وہ اپنے رب کی طرف رجوع کرکے اسے پکارتا ہے۔ پھر جب اس کا رب اسے اس نعمت سے نواز دیتا ہے تو وہ اس مصیبت کو بھول جاتا ہے جس پر وہ پہلے پکار رہا تھا اور دوسروں کو اللہ کا شریک ٹھہراتا ہے تاکہ اس کو راہ (راست سے) گمراہ کرے۔"

یہ حال ہے اس انسان کا کہ جب اس پر کوئی آفت آتی ہے اور اسے یہ یقین ہو جاتا ہے کہ اس مصیبت کو صرف اللہ تعالیٰ ہی دُور کریں گے تو اس وقت اس کو اپنے وہ معبود یاد نہیں رہتے جنہیں وہ خوشی کی حالت میں پکارا کرتا تھا بلکہ اس پر مایوسی طاری ہو جاتی ہے اور پھر صرف ایک اللہ کی طرف رجوع کرتا ہے مگر جب اس کی وہ مصیبت دُور ہو جاتی ہے اور اس کے سر سے وہ آفت ٹل جاتی ہے اور وہ بُرا وقت یاد نہیں رہتا۔ جب کہ وہ تمام معبودوں کو بھول کر صرف اس ذاتِ باری کو پکارتا تھا، پھر اپنی اصلی حالت پہ آجاتا ہے اور پھر غیر اللہ کو پکارتا اور ان کے نام کی نذر و نیاز دینا شروع کر دیتا ہے یا یہ کہتا ہے کہ میں فلاں کی قبر پہ گیا تھا اس لئے میری یہ مصیبت ٹل گئی یا میں نے فلاں کے نام کی یہ منت مانی تھی یا میں نے فلاں حیلہ کیا تھا۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:۔

وَالَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ مَا يَمْلِكُونَ مِنْ قِطْمِيرٍ ۔ (پ ۲۲ : ع ۱۴)

ترجمہ:۔ اور جنہیں تم اس کے سوا پکارتے ہو وہ ایک گٹھلی کے چھلکے کے

مالک نہیں۔"

یعنی کہ جن کو تم پکارتے ہو وہ تمہاری مصیبت کو دور کیا کریں گے، بلکہ وہ خود محتاج ہیں اور میری بادشاہی میں ایک کھجور کے چھلکے کے برابر بھی اختیار نہیں رکھتے۔

جن کو تم پکارتے ہو وہ تمہاری پکار نہیں سنتے

اِنْ تَدْعُوْهُمْ لَا يَسْمَعُوْا دُعَآءَكُمْ وَلَوْ سَمِعُوْا مَا اسْتَجَابُوْا لَكُمْ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكْفُرُوْنَ بِشِرْكِكُمْ وَلَا يُنَبِّئُكَ مِثْلُ خَبِيْرٍ ۝

(پ ۲۲ : ع ۱۴)

ترجمہ:" اور اگر تم انہیں پکارو تو وہ تمہاری پکار نہیں سنتے۔ اگر وہ سن بھی لیں، تو وہ تمہاری حاجت پوری نہیں کر سکتے اور قیامت کے دن وہ تمہارے اس شرک کا انکار کر دیں گے اور تجھ کو اس ذاتِ خبیر کی طرح اور کوئی نہیں بتلائے گا۔"

یعنی قیامت کے دن وہ سب بزرگ اور اولیاء اللہ جن کو دنیا میں لوگ پکارا کرتے تھے وہ انکار کر دیں گے کہ ہمیں کوئی پتہ نہیں۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آخر ان پکارنے والوں کی حاجات کس طرح پوری ہوئیں۔

یاد رکھیئے! حاجت روا اور مشکل کشا صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اور کوئی نہیں اور جو لوگ پتھروں اور بتوں کو پوجتے ہیں۔ حاجات تو ان کی بھی پوری ہوتی ہیں اور اگر ہم ان بتوں کے پجاریوں کو اس وجہ سے کافر کہتے ہیں کہ وہ مورتی بنا کر

اس کی پوجا کرتے ہیں اور ان کے نام کی نذر و نیاز دیتے ہیں۔ ان کے آگے سجدے کرتے ہیں تو کیا ہم مسلمان کہلوا کر ان ہی والے عمل کسی بزرگ یا اللہ کے بندے کی قبر کے ساتھ کریں تو کیا ہم مسلمان کہلوانے کے حقدار ہیں؟ ہماری مسلمانی صرف اس لئے ہے کہ ہم مسلمانوں کے گھروں میں پیدا ہوئے اور وہ اس لئے کافر ہیں کہ کافروں کے گھروں میں پیدا ہوئے ہیں۔

اور بدعتی علماء یہ کہتے ہیں کہ "جی یہ آیتیں تو بتوں کے بارے میں اتری ہیں۔ آئیے اب یہ دیکھتے ہیں کہ کیا یہ آیات بتوں کے بارے میں اتری ہیں یا....؟

جنہیں یہ مشرک پکارتے ہیں وہ تو بندے ہیں

اِنَّ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ عِبَادٌ اَمْثَالُکُمْ فَادْعُوْھُمْ فَلْیَسْتَجِیْبُوْا لَکُمْ اِنْ کُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ۝ (پ ۹ : ع ۱۴)

ترجمہ:۔ "واقعی تم اللہ کو چھوڑ کر جن کو (اپنی حاجات میں) پکارتے ہو وہ بھی تمہارے جیسے بندے ہیں۔ سو تم ان کو پکار کر دیکھو۔ پھر ان کو چاہیئے کہ تمہاری (پکار سن کر) حاجت پوری کریں۔ اگر تم سچے ہو"

اور دوسری جگہ فرمایا:۔

وَالَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ لَا یَخْلُقُوْنَ شَیْئًا وَّھُمْ یُخْلَقُوْنَ ۝ اَمْوَاتٌ غَیْرُ اَحْیَآءٍ وَمَا یَشْعُرُوْنَ اَیَّانَ یُبْعَثُوْنَ ۝

(پ ۱۴ : ع ۸)

ترجمہ:۔ "اور جنہیں اللہ کے سوا پکارتے ہو وہ کچھ بھی پیدا نہیں کرتے اور وہ خود پیدا کئے ہوئے ہیں۔ وہ تو مردے ہیں جن میں جان نہیں اور وہ نہیں جانتے کہ لوگ کب اٹھائے جائیں گے۔"

یعنی کہ وہ ہستیاں جن کو یہ لوگ اللہ کو چھوڑ کر پکارتے ہیں وہ کسی چیز کو پیدا نہیں کر سکتے بلکہ خود مخلوق ہیں ..... مردے ہیں ..... زندہ نہیں اور ان کو کچھ خبر نہیں کہ انہیں کب دوبارہ زندہ کر کے اٹھایا جائے گا۔

سورۂ اعراف کی آیت کریمہ میں ارشاد فرمایا:۔

"عباد" یعنی بندے ہیں اور سورۃ النحل میں فرمایا کہ وہ تو خود پیدا کئے گئے ہیں اور وہ کوئی چیز نہیں پیدا کر سکتے۔ ان کی حالت یہ ہے۔ مردے ہیں ..... اور آگے تاکید فرمائی کہ زندہ نہیں ہیں جب ان کو اپنی حالت کا پتہ ہی نہیں کہ وہ کب اپنی قبروں سے اٹھیں گے تو تمہاری حالت کی کیا خبر ہو گی۔ اب بھی اگر کوئی یہ کہے کہ یہ آیات بتوں کے متعلق آتی ہیں تو ایسے شخص کو کون منوا سکتا ہے۔

اب وہ جواب بھی پڑھ لیجئے کہ جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ اگر ان کو خدا کی خدائی میں کوئی اختیار ہوتا تو ہماری مصیبت یا ہماری حاجت کس طرح پوری ہو گئی ہم ان کی قبور پہ جاتے ہیں تو ہماری ہر حاجت پوری ہو جاتی ہے۔ آئیے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان پڑھیئے۔

اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ان تمام بزرگوں کو جمع کریں گے کہ جن کی پوجا کی گئی تھی اور ساتھ ہی ان کے پجاریوں کو بھی جمع فرما کر ان سے یہ سوال کریں گے۔

قیامت کو بزرگوں سے سوال ہوگا کہ کیا تم نے ان لوگوں کو گمراہ کیا تھا!

وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ وَمَا يَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللّٰهِ فَيَقُولُ ءَاَنْتُمْ اَضْلَلْتُمْ عِبَادِي هٰٓؤُلَآءِ اَمْ هُمْ ضَلُّوا السَّبِيلَ ۝ (پ ۱۹ ع ۱۷)

ترجمہ:۔ "اور جس روز اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو اور جن کو وہ لوگ اللہ کے سوا پوجتے تھے، ان (سب) کو جمع کرے گا، پھر (ان بزرگوں) سے پوچھے گا کہ کیا تم نے ان میرے بندوں کو گمراہ کیا تھا یا یہ خود ہی گمراہ ہو گئے تھے"۔؟

یہاں سوچنے کا مقام ہے کیا یہ بت ہوں گے؟ کہ جن سے سوال ہوگا یا پتھر کی مورتیاں ہوں گی۔ ہرگز نہیں۔ بلکہ اللہ کے تمام وہ نیک بندے ہوں گے جن کی دنیا میں پوجا ہوتی تھی۔ آگے سے وہ جواب دیں گے:۔

نفع اللہ تعالیٰ دیتا رہا اور ان مشرکوں نے سمجھا کہ یہ بزرگ دیتے ہیں

قَالُوا سُبْحٰنَكَ مَا كَانَ يَنْۢبَغِي لَنَآ اَنْ نَّتَّخِذَ مِنْ دُونِكَ مِنْ اَوْلِيَآءَ وَلٰكِنْ مَّتَّعْتَهُمْ وَاٰبَآءَهُمْ حَتّٰى نَسُوا الذِّكْرَ وَكَانُوا قَوْمًۢا بُورًا ۝

(پ ۱۹، ع ۱۷)

ترجمہ :۔ "وہ بزرگ عرض کریں گے کہ معاذ اللہ ! ہماری کیا مجال تھی کہ ہم آپ کے سوا اوروں کو کارساز بناتے۔ مگر آپ نے ان کو اور ان کے بڑوں کو آسودگی دی۔ یہاں تک کہ وہ آپ کی یاد بھلا بیٹھے، اور یہ لوگ خود ہی برباد ہوئے"

یعنی نفع تو آپ دیتے رہے اور یہ سمجھتے رہے کہ ہمیں انہوں نے نفع دیا ہے اور وہ بزرگ کہہ دیں گے کہ یہ بات تو ہمارے ساتھ جڑتی ہی نہیں تھی کہ ہم ان کو شرک کی دعوت دیں۔ ہمیں کوئی پتہ نہیں۔

اور دوسری جگہ ارشاد فرمایا :۔

وَقَالَ شُرَكَآؤُهُمْ مَا كُنْتُمْ اِيَّانَا تَعْبُدُوْنَ ۝

ترجمہ :۔ "ان کے وہ معبود کہہ دیں گے کہ ہم تمہاری عبادت نہیں کیا کرتے تھے"

اور سورۂ سبا میں ارشاد فرمایا :۔

بَلْ كَانُوْا يَعْبُدُوْنَ الْجِنَّ۔ (پ ۲۲ : ع ۱۱)

ترجمہ :۔ "یہ تو شیطانوں کو پوجتے تھے"

یہاں شیطان سے مراد شیاطین جن ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے غیروں کے پکارنے والوں کے لئے ایک بڑی عجیب و غریب مثال بیان فرمائی۔

جن کو خدا کے سوا پکارتے ہو وہ ایک مکھی تک نہیں پیدا کر سکتے

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ ضُرِبَ مَثَلٌ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ
اِنَّ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَنْ يَّخْلُقُوْا

ذُبَابًا وَلَوِ اجْتَمَعُوْا لَهٗ۔ (پ ۱۷ : ع ۱۷)

ترجمہ:۔ اے لوگو! ایک مثال بیان کی جاتی ہے اس کو غور سے سنو!
جن معبودوں کو تم اللہ کے سوا پکارتے ہو۔ وہ سب مل کر ایک
مکھی بھی پیدا کرنا چاہیں تو نہیں کر سکتے اگرچہ وہ سب اس
کے لئے جمع ہو جائیں"۔

پھر ارشاد فرمایا:۔

وَاِنْ يَّسْلُبْهُمُ الذُّبَابُ شَيْـًٔا لَّا يَسْتَنْقِذُوْهُ
مِنْهُ ضَعُفَ الطَّالِبُ وَالْمَطْلُوْبُ ۝

(پ ۱۷ : ع ۱۷)

ترجمہ:۔ "اگر ان سے مکھی کوئی چیز چھین لے تو اسے مکھی سے چھڑا نہیں
سکتے۔ عابد اور معبود دونوں عاجز ہیں"۔

شرک پر ڈٹے رہنے کی وجہ

قرآن مجید کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ جو قومیں بھی کسی فعلِ بد پر ڈٹی رہیں۔ اس کی وجہ ایک تو یہ تھی کہ انہوں نے اپنے باپ دادا کو اس پر پایا تھا، یا پھر یہ وجہ تھی کہ انہوں نے حق کو اچھی طرح جان لیا۔ مگر ضد و حسد کی وجہ سے حق کو قبول نہ کیا، یا پھر یہ وجہ تھی کہ اپنی مصلحت کو مقدم رکھا، یا پھر یہ وجہ تھی کہ انہوں نے اس امرِ حق کو حقیر سمجھا، یا یہ وجہ تھی کہ اپنی قوم و قبیلے سے ڈر کر حق کی مخالفت کی، یا یہ وجہ تھی کہ جابر و ظالم حکمرانوں نے ان پر زبردستی وہ غلط امر مسلط کیا، یا یہ وجہ تھی کہ ان کے پاس علم نہیں آیا، یا یہ وجہ کہ انہوں نے حق کو اچھی طرح پہچانا مگر اس کو چھپایا، یا یہ وجہ تھی کہ جس شخص نے حق بیان کیا وہ غریب تھا اور

اس کے ساتھی بھی عموماً غریب لوگ تھے۔ ان کو دیکھ کر بعضوں نے حق قبول نہ کیا، اور سمجھا کہ ان کی شان و شوکت میں ان کے ساتھ بیٹھنے اٹھنے میں فرق آئے گا اور قوموں نے اسی قسم کے جوابات انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کو دیئے اور وہی بیماری آج بھی موجود ہے۔ جیسا کہ رضاخانی اہل بدعت کی عادت ہے کہ جب قرآن و سنت کی دعوت دی جائے تو جواب میں فوراً کہہ دیتے ہیں کہ بس ہمارے لئے ہمارے اعلیٰحضرت بریلوی کا دین ہی کافی ہے جو اس کی کتب سے ظاہر ہے جیسا کہ اعلیٰحضرت کا ارشاد ہے :۔

"میرا دین و مذہب جو میری کتب سے ظاہر ہے اس پر مضبوطی سے قائم رہنا ہر فرض سے اہم فرض ہے"۔

(وصایا شریف صفحہ ۱۰)

یہی وجہ ہے کہ رضاخانی اہل بدعت کھانے پینے کے چکر میں شریعت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کو خیرباد کہہ دیتے ہیں اور اپنے اعلیٰ حضرت بریلوی کے چند وساوس و اوہام اور بے بنیاد نظریات و باطل عقائد جو کہ قرآن و حدیث کے صریح خلاف ہیں ان پر مضبوطی سے عمل پیرا ہیں اور رضاخانی اہل بدعت بریلوی اپنے اعلیٰحضرت بریلوی کی تقلید میں اس قدر اندھے ہو رہے ہیں کہ امام الانبیاء حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور اولیائے کرام رحمہم اللہ تعالیٰ اور خصوصاً امام الاولیاء حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں عالم الغیب، مختار کل، حاضر و ناظر، موت و حیات کے مالک و نور مجسم اور مخلوق کو مافوق الاسباب الامور میں مختار کل ماننے کا عقیدہ رکھتے ہیں جو کہ سراسر شریعت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام ہے۔ رضاخانی اہل بدعت کے اولیائے کرام رحمہم اللہ تعالیٰ اور خصوصاً حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ

علیہ کی طرف بے بنیاد و باطل غلو آمیز باتیں منسوب کیں جن کی شرعاً کوئی حیثیت نہیں اور اہلِ بدعت کا اہل سنت وجماعت علمائے دیوبند پر یہ الزام کہ علمائے دیوبند اولیائے کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کے منکر ہیں۔ العیاذ باللہ۔ ثم العیاذ باللہ۔ ایسا سنگین اور بے بنیاد و باطل الزام لگانے والے پر حق تعالیٰ کی کروڑوں لعنتیں ہوں۔ حالانکہ اہل سنت وجماعت دیوبند اولیائے کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کو کما حقہٗ مانتے ہیں اور اولیائے کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کی کرامات کو بھی حق مانتے ہیں جیسا کہ ہمارے پیشوائے اعظم شیخ المحدثین رئیس المفسرین حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تصنیف لطیف "عقائد الاسلام" حصہ اول میں تحریر فرمایا ہے۔

ملاحظہ فرمائیں:۔

"اولیاء اللہ کی کرامتیں حق ہیں۔ یعنی اولیاء اللہ کا خوارق عادت افعال کا صادر ہونا

(عقائد الاسلام حصہ اول صفحہ ۱۱۶)

ہمارے پیشوائے اعظم حضرت کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت میں یہ بات اظہر من الشمس ثابت ہوئی کہ اہلِ سنت وجماعت علمائے دیوبند اولیائے کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کی کرامات کے قائل ہیں اور کرامات اولیائے کرام کو حق سمجھتے ہیں اور جیسا کہ حوالہ مذکورہ میں مرقوم ہے کہ کرامات اولیائے کرام خوارق عادت ہیں تو کرامت کو کرامت کے درجہ تک محدود رکھا جائے تو کوئی حرج نہیں اور رضاخانی اہل بدعت کی جہالت یہاں تک بڑھ گئی کہ اولیاء اللہ کی کرامات سے اولیاء اللہ کا مختارِ کل اور مافوق الاسباب الامور میں صاحبِ تصرف ماننا شروع کر دیا جو کہ شریعت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے خلاف ہے۔

اور اہل سنت دیوبند کا عقیدہ ہے کہ جو کوئی بات اولیاء اللہ سے بطورِ کرامت ثابت ہو جائے اس کو کرامت کی حد تک ہی رکھا جائے اور اس کرامت کے سرزد ہونے میں ولی کو کچھ بھی اختیار نہیں کیونکہ حق تعالیٰ اپنے مقبول بندوں میں سے جس کے ہاتھ پر کرامت صادر فرمانا چاہیں وہ صادر فرما دیتا ہے لیکن کرامت خرقِ عادت ہے جس میں ولی کو کچھ بھی اختیار نہیں تو جب شریعتِ اسلامیہ کی رُو سے کرامت کے ظاہر ہونے میں ولی کو کچھ اختیار نہیں تو پھر کرامت کے ظاہر ہونے سے ولی کے بارے میں اہل بدعت کوڈھ مغز لوگوں کا یہ عقیدہ قائم کر لینا کہ اولیاء اللہ مختار کل ہیں سراسر باطل ہے۔ اہل بدعت کا یہ غلط پروپیگنڈا کہ علمائے دیوبند کراماتِ اولیاء اللہ کے منکر ہیں بالکل صریح جھوٹ ہے۔

چنانچہ اہل سنت وجماعت علمائے دیوبند اپنی تصانیف میں کراماتِ اولیائے کرام رحمہم اللہ کے حق ہونے کے بارے میں تصریحات فرما چکے ہیں جیسا کہ رأس الاتقیاء نمونہ سلف رئیس شیوخ الکرام، شمس فلک الشریعۃ البیضاء و بدر السماء الطریقۃ الغراء فخر الاماثل، جامع الفضائل، ماہر علوم عقلیہ و نقلیہ، بحر العلوم، استاذ العلماء حضرت مولانا صوفی عبد الحمید صاحب دامت برکاتہم وفیوضہم مہتمم و استاذ الحدیث مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ اپنی تفسیر معالم العرفان فی دروس القرآن میں تحریر فرماتے ہیں کہ :-

"نبی کا معجزہ ہو یا ولی کی کرامت، اصل حکم تو اللہ تعالیٰ کا ہوتا ہے۔ کام کرنے والی وہی ذات ہے۔ اسی مقام پر آکر ٹھوکر کھا جاتے ہیں کہ نبی کے معجزے یا ولی کی کرامت کو ان کا ذاتی فعل سمجھتے ہیں اور شرک میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ جنہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات کو ان کا ذاتی فعل سمجھا وہ شرک میں مبتلا ہو گئے، حالانکہ

وہ تو باذنِ اللہ تھا فرمایا وَ اُبْرِئُ الْاَکْمَهَ وَالْاَبْرَصَ وَ اُحْیِ الْمَوْتٰی بِاِذْنِ اللّٰهِ۔ (میں اللہ تعالیٰ کے حکم سے مادرزاد اندھے اور ابرص کو ٹھیک کرتا ہوں اور مردے میں جان ڈال دیتا ہوں) اسی طرح اولیاء اللہ کی جو کرامات صحیح طریقے سے ثابت ہیں وہ بھی اللہ تعالیٰ ہی کا فعل ہوتا ہے۔ جسے اللہ تعالیٰ عزت بخشتے ہیں اس کے ہاتھ پر کرامت ظاہر ہو جاتی ہے۔ اپنی مرضی سے تو کوئی نبی بھی معجزہ پیش نہیں کر سکتا۔ قرآن پاک میں تصریح موجود ہے وَمَا کَانَ لِرَسُوْلٍ اَنْ یَّاْتِیَ بِاٰیَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ۔ فعل تو اللہ تعالیٰ کا ہوتا ہے مگر نبی کے ہاتھ پر ظاہر کر دیا جاتا ہے۔"

(معالم العرفان فی دروس القرآن پارہ اول جلد اوّل، صفحہ ۲۴۱)

اس تصریح سے ثابت ہوتا ہے کہ نبی کا معجزہ ہو یا ولی کی کرامت ہو اس میں نبی اور ولی کا کوئی ذاتی کمال نہیں بلکہ اصل کمال تو اللہ تعالیٰ ہی کا ہے۔

چنانچہ امام المحدثین، شیخ المفسرین، قطب الاقطاب، رئیس الفقہاء، سند العلماء، امام اہل سنت حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ اپنے فتاویٰ رشیدیہ میں ایک سوال کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں:۔

سوال:۔ مولانا روم فرماتے ہیں:۔

ہست قدرت اولیاء را از الٰہ
تیر جستہ باز گرداند ز راہ

ترجمہ:۔ "اولیاء کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے قدرت حاصل ہے کہ نکلے ہوئے تیر کو راستہ سے پھیر دیتے ہیں۔"

اس کا کیا مطلب ہے اور اس شعر کے مصداق اولیاء اللہ ہوتے یا نہیں؟

جواب:۔ کرامت اولیاء حق ہے اور کرامت خرق عادت کو کہتے ہیں۔ جب حق تعالیٰ چاہے اولیاء سے ایسا کرا دیوے۔ یہی مطلب شعر کا ہے۔

(فتویٰ رشیدیہ کامل مبوب صفحہ ۱۰۴-۱۰۵ طبع کراچی)

سوال:۔ اولیاء اللہ کو عالم کی سیر کرانا مثلاً مکہ مکرمہ و مدینہ منورہ بلا اسباب ظاہر کے یہ ممکن اور کرامت ہے یا نہیں۔ ایسی بات کا اگر کوئی انکار کرے تو گنہگار ہوگا یا نہیں؟

جواب:۔ یہ کرامت اولیاء اللہ سے ہوتی ہے اور حق ہے کہ کرامات خرق عادت کا نام ہے۔ اس میں کوئی تردد کی بات نہیں۔ اس کا انکار گناہ ہے کہ انکار کرامت کرتا ہے اور کرامت کا حق ہونا مسئلہ اجماعی اہل سنت کا ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ کامل مبوب صفحہ ۱۰۵ طبع کراچی)

قارئین کرام! علمائے ربانیین کے تحریر کردہ عقائد سے یہ بات ثابت ہوئی کہ اہل سنت وجماعت علمائے دیوبند اولیائے کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کی کرامات کے قائل ہیں اور ولی کی کرامت کو کرامت ہی سمجھتے ہیں اور اس کے منکر کو گنہگار سمجھتے ہیں اور اولیائے کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کی کرامات سے اولیائے کرام رح کا مختار کل ہونا یا صاحب متصرف ہونا مافوق الاسباب امور میں ماننا صریح شرک ہے اور افسوس ہے رضاخانی اہل بدعت پر کہ انہوں نے اولیائے کرام رحمہم اللہ تعالیٰ خصوصاً امام الاولیاء حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف تھوک کے حساب سے کرامات کو منسوب کیا ہے لیکن منسوب کرتے وقت یہ ہرگز نہیں سوچا کہ یہ ولی کی کرامت ہے یا ویسے ہم کرامت سمجھ کر نسبت کر رہے ہیں، اور یہ بھی نہیں سوچتے کہ جس کتاب کے حوالہ سے کرامت کا ثبوت پیش کر رہے

ہیں۔ کیا یہ کتاب مستند و معتبر ہے یا نہیں۔ بس جو دل و دماغ میں آیا اُگل دیا۔ آجکل کراماتِ غوثِ پاک یا کراماتِ غوثِ اعظم یا تذکرہ غوثِ اعظم یا تذکرہ سیدنا غوثِ اعظم یا جیسا کہ تفریح الخاطر وغیرہ یا اس قسم کی جتنی کتب تحریر کی گئی ہیں سب نے کتاب بہجۃ الاسرار کے حوالے سے حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی کرامات نقل کی ہیں۔ حالانکہ اولیائے کرام، محدثینِ عظام، فقہائے کرام رحمہم اللہ تعالیٰ اس کتاب بہجۃ الاسرار کے بارے میں تحریر فرمایا ہے کہ یہ کتاب غیر معتبر اور غیر مستند ہے۔

چنانچہ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب بلاغ المبین میں تحریر فرمایا ہے کہ کتاب بہجۃ الاسرار جس میں حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں کرامات ذکر کی گئی ہیں غیر معتبر و غیر مستند کتاب ہے اور جو کچھ اس میں درج ہے من گھڑت اور اختراعات پر مبنی ہے اور حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بہجۃ الاسرار میں درج شدہ امثال مجاورین کی اختراع ہیں جو حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ سے ثابت نہیں ہیں اور نہ ہی صاحب بہجۃ الاسرار کی عبارات ہیں بلکہ بعض مجاورین اور مخترعین نے درج کی ہیں۔ اصل عبارت ملاحظہ فرمائیں:۔

ان هٰذه وامثالها هی من مخترعات المجاورین لیس من الشیخ ولا من صاحب البهجة الاسرار اورجه فی الکتاب بعض المجاورین المخترعین۔

بلاغ المبین

علاوہ ازیں اب رضاخانی اہل بدعت کے گھر کی شہادت بھی ملاحظہ فرمائیں کہ کتاب بہجۃ الاسرار غیر معتبر و غیر مستند اور جو کچھ اس میں درج ہے سراسر جھوٹ

اور من گھڑت باتیں درج ہیں اور اس کتاب میں خدائی دعویٰ کیا گیا ہے۔ چنانچہ ماہنامہ رسالہ "سلطان العارفین" میں درج شدہ عبارت ملاحظہ فرمائیں:۔

ذَکَرَ ابْنُ الْوَرْدِیْ فِیْ تَارِیْخِہٖ اَنَّ فِی الْبَہْجَۃِ اُمُوْرًا لَا تَصِحُّ وَ مُبَالِغَاتٌ فِیْ شَانِ الشَّیْخِ عَبْدُ الْقَادِرِ لَا تَلِیْقُ اِلَّا بِالرُّبُوْبِیَّۃِ۔

ترجمہ:۔ "یعنی ابن الوردی نے اپنی تاریخ میں ذکر کیا ہے کہ بہجہ (الاسرار) میں ایسی باتیں ہیں جو صحیح نہیں ہیں اور شیخ عبدالقادر رضی اللہ عنہ کی شان میں ایسے مبالغات ہیں جو لائق مگر ربوبیت کے ساتھ"۔

(منقول از ماہنامہ رسالہ سلطان العارفین صفحہ ۲۱ بابت ماہ اگست ۱۹۶۵ء مطابق ربیع الثانی ۱۳۸۵ھ جلد ۹ شمارہ ۴ گکھڑ ضلع گوجرانوالہ۔ مدیر حافظ محمد حمید اختر قادری سروری سلطانی)

قارئین محترم! اب تو اظہر من الشمس ثابت ہوا کہ کتاب بہجۃ الاسرار ایک ایسی کتاب ہے کہ جس میں امام الاولیاء حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں تھوک کے حساب سے کرامات درج ہیں۔ تقریباً اکثر کرامات کتاب بہجۃ الاسرار سے منقول ہیں اور رضاخانی اہل بدعت بڑی ڈھٹائی کے ساتھ کتاب بہجۃ الاسرار کے حوالہ سے اپنی تحریروں اور تقریروں میں حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی کرامات کو بیان کر کے حضرت جیلانی رح کو مختار کل، متصرف مافوق الاسباب امور میں ثابت کرنے کی مذموم حرکتیں کرتے ہیں حالانکہ جب کتاب بہجۃ الاسرار ہی سر سے من گھڑت باتوں سے بھری پڑی ہے تو پھر اس کا حوالہ دینا ہی نادانی ہی نادانی ہے۔ کیونکہ رضاخانی اہل بدعت کے گھر کی شہادت ہی کافی ہے کہ کتاب بہجۃ الاسرار میں خدائی کا دعویٰ کیا گیا ہے۔ رضاخانیوں کو یوم آخرت میں انہیں یوم النشور کو جو بوئے

گا سو کاٹے گا کے تحت اپنے کئے ہوئے کا مزا چکھنا پڑے گا اور اس دن معلوم ہو جائے گا کہ ہم دنیا میں رہ کر شریعت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے خلاف کیا کیا گل کھلاتے رہے جیسا کہ رضاخانی اہلِ بدعت کے اعلیٰحضرت مولوی احمد رضا خان بریلوی اہلِ سنت وجماعت اولیائے کرام، محدثین دیوبند کو کافر کہتے رہے اور کفر کے سپریم کورٹ بریلی شریف سے علمائے حق کے خلاف زہر اگلتے رہے اور فتاویٰ کفر صادر فرماتے رہے تاکہ عامۃ المسلمین کو اہل سنت وجماعت علمائے دیوبند کثر اللہ جماعتہم سے متنفر کیا جاسکے اور مولوی احمد رضا خان بریلوی نے تمام زندگی تکفیری شغل میں گزار دی اور اعلیٰ حضرت آمد کے مطابق کفر کو خروج کرتے تھے۔ آگے کتاب میں آپ حوالہ جات پڑھیں گے۔ بریلویوں نے اپنے سوا تمام دنیا کے مسلمانوں کو کافر قرار دیا ہے اور اعلیٰحضرت بریلوی کے نزدیک رضاخانی بریلویوں کے علاوہ تمام دنیا کے مسلمان کافر و مرتد ہیں اور اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو کافر و مرتد کہنے کے جرمِ عظیم کی پاداش میں مولوی احمد رضا خان بریلوی کو واصل جہنم کر دیا جیسا کہ اعلیٰحضرت بریلوی کے ایک مریدِ خاص کا بیان ہے اور اعلیٰحضرت بریلوی کے مریدِ خاص نے اعلیٰحضرت کے عبرت ناک انجام کو شعروں میں قلم بند کر دیا اور اشعار میں یہ بات واضح ہے کہ اعلیٰحضرت بریلوی فرماتے ہیں کہ جن کو میں تمام زندگی کافر و مرتد کہتا رہا اور جن کے بارے میں فتاویٰ کفر صادر کرتا رہا، وہ آج جنت میں مزے اڑا رہے ہیں اور میں عذابِ الیم کی لپیٹ میں ہوں۔

اب آپ اعلیٰحضرت بریلوی کے مریدِ خاص صوفی محمد علی صاحب قادری بریلوی کی نظم بعنوانِ خواب عبرت منظوم ملاحظہ فرمائیں:۔

خواب عبرت منظوم

شاہ جی حضرت محمد شیر تھے اتقی عجب
عالم علم لدنی واقف اسرار رب

صاحب کشف و کرامت ناظر انوار حق
ہادی راہ طریقت عاشق محبوب رب

ان کے ادنیٰ ایک خادم اور مرید باصفا
شیخ۔ صدیقی۔ قریشی۔ قادری عالی نسب

جن کی خدمت میں رہا کرتا ہوں حاضر ایک دن
تھا دو شنبہ یا سہ شنبہ آخری ماہ رجب

میں جو پہنچا دیکھا میں نے ان کو عادت کے خلاف
دم بخود خاموش بیٹھے ہیں بصد رنج و تعجب

خدمت عالی میں میں نے دست بستہ عرض کی
آج ہیں حضرت پریشاں خیر تو ہے کیا سبب

بھر کے آہ سرد بولے دل نہیں قابو میں آج
ایسا عبرت ناک میں خواب دیکھا پچھلی شب

کل جو تھا روزہ ہزاری رات بھر جاگا گیا
آخری شب سونے لیٹا نیند آئی نے تب

کچھ یوں ہی جھپکی سی آئی دیکھا وہ منظر عجب
دل کے ٹکڑے ہو گئے تھے آنکھ لگ جانا عجب

مولوی صاحب کو دیکھا پا برہنہ ہیں کھڑے
ننگے سر ہیں بال بکھرے مسخ صورت خشک لب

چشم گریاں سینہ بریاں زخم خوردہ چور چور
کھنکھجورے، سانپ، بچھو تھا مجسم قہر رب

گرز ہائے آتشیں کے جسم عریاں پر نشان
پوچھا میں نے کیا ہوا یہ بولے مالک کا غضب

کیوں ہوا رد کر کما اعمال بد کی ہے سزا
ہے خدا کا قہر مجھ پر میرے خودی اس کا سبب

میں خدا کے خاص بندوں کو سمجھتا تھا برا
بویا جو دنیا میں تھا میں کاٹتا ہوں اس کو اب

ناخلف اولاد میری خود غرضی میرے مرید
اس ہلاکت کے ہیں باعث موجب رنج و تعجب

کس قدر بد ذات ہیں مفسد، فریبی، لعنتی
پیٹ پالو بے حیا، دنیا کے کتے، بے ادب

ہائے دھوکے دے کے مجھ کو جھوٹے فتوے لے لئے
رنڈیوں کے مال مارے کر لئے چندے غضب

جن کو میں کافر تھا کہتا ہیں وہ جنت میں مکیں
انتہا کی اُن پہ رحمت اور مہبط انوار رب

حور و غلماں اُن کے خادم، باغ جنت ان کا گھر
ہیں ڈٹے کوثر پہ سب، محروم ہوں میں تشنہ لب

کھل گئی آنکھیں جو دیکھی آ کے اپنی فرد جرم
درج ہیں لاکھوں خطائیں، کوڑیوں مرے لقب

مفتری، غدار، مفسد، حاسد و غاصب لعین
کفر ساز، ایمان فروش و خبث باطن بے ادب

بوالہوس، عیار، جھوٹا، بدعمل، کافر پرست
مبتلائے معصیت اور عادی عیش و طرب

تھا شفاعت کا مجھے لے دے کے باقی آسرا
پر رسائی آپ کے دربار میں مشکل ہے اب

کیونکہ میں لکھتا تھا بے علمی سے عبد المصطفےٰ
ٹھہرا مشرک، ہو گئے برگشتہ خود شاہِ عرب

اور بھی مردود ہیں لیکن نہ مجھ سے بدنصیب
کر رہے ہوں جس پہ لعنت دوزخی بھی سب کے سب

تنگ اور تاریک سی ایک کوٹھڑی میں قید ہوں
نت نئے جور و تشدد، سختیاں ہیں روز و شب

اس پہ طرہ خود غرض اولاد مری لالچی
جانشیں سب سے بڑا بدذات پاجی بے ادب

فاتحہ کے حیلہ سے خود کھائے مرغ کا پلاؤ
کر کڑائے دوسرا پھیلائے گر دست طلب

سوڈا اور مٹر اور پھر پیری دال بکھری ماش کی
گوشت خصی بکرے کا ہو جو مرغن سب کا سب

چادریں چڑھواتے ہیں بدبین مری قبر پر
اُن کے کارن ٹوٹتے ہیں مجھ پہ یہ قہر و غضب

بارہا میں نے دکھائی اپنی حالت خواب میں
ہے شکم پر در جو میری ناخلف اولاد سب

کچھ توجہ تک نہ کی للّٰہ اتنا کیجئے
آپ ہی پیغام میرا یہ سنا دیں سب کو اب

چار دن کی زندگی ہے موت ہے سر پر کھڑی
قبر کھولے[1] منہ پڑی ہے غافلو کیسا غضب

صاف کہتا ہوں ہیں سن لیں اور عمل اس پر کریں
بدنصیب اولاد مری پیر دان بے ادب

لغو تصنیفات تھیں باطل عقیدے تھے مرے
گر کیا ان پر عمل مردود ہوں گے سب کے سب

---

[1] قبر نے منہ کھولا ہوا ہے۔

بدعتیں میں نے گھڑی تھیں جاہ شہرت کے لئے
علم والا جانتا تھا مجھ کو جاہل بے ادب

مت بُرا کہنا کسی کو یاد رکھنا یہ مثل
باادب ہے بانصیب، بے ادب بے نصیب

آنے والی ہیں بلائیں بدزبانو لو پناہ
بجلیاں قہر و غضب کی بس گریں گی تم پہ اب

چہرے ہو جائیں گے کالے اور زبان سڑ جائے گی
مبتلائے برص ہو گا کوئی کوڑھی بے ادب

باولے کتے کی صورت وہ پھریں دیوانہ وار
کارگر کوئی دوا ہو گی نہیں جز توبہ اب

توبہ سے بھی گر رہے محروم ازلی بدنصیب
یہ سمجھ لیں نار دوزخ چھوڑتی ہے اُن کو کب

گڑگڑا کر پھر کہا ہوتا ہوں رخصت والسلام
بس دعائے مغفرت کی آپ سے بھی ہے طلب

آپ کے پیر طریقت ہیں بڑے عالی مقام
ان کے صدقے میں مری ہو جائے بخشش کیا عجب

پوچھا میں نے کون تھے وہ بولے حضرت چپ رہو
جن کو عالم تھے سمجھتے چند جاہل بے ادب

نام کیا میں ان کا لوں ہے پردہ پوشی کے خلاف
اور شریعت میں منع ہے متفق ہیں اس پہ سب

مت گھڑے مُردے اکھیڑو خاک ڈالو بھول جاؤ
مانگو بخشش کی دعا ہو تا کہ اُس پہ فضل رب

بعد اس کے عاجزی کے ساتھ یوں کہنے لگے
مرے مالک مرے خالق مرے مولا مرے رب

مانا وہ خاطی بھی تھا بدکار و مجرم روسیا
ہے خطاؤں پر پشیماں جرم سے اقرار اب

یا الٰہ العالمین صدقہ رسول پاک کا
از طفیل انبیاء و اولیاء و غوث و قطب

بخش دے اس کی خطائیں درگزر کر چھوڑ دے
آب رحمت سے بجھا دے آتش قہر و غضب

ننگے سر ہے پاؤں برہنہ جسم عُریاں خوں فشاں
اپنے دامن میں چھپا لے مرے آقا اُس کو اب

گالیاں دیں جن کو اس نے اور کافر تک کہا
اس کا یہ حال زبوں معلوم ہو گا ان کو اب

درگزر وہ بھی کریں گے اے خدا تو بخش دے
مرے مولا ترے بندے ہیں غنی وہ سب کے سب

بعد اس کے آپ نے فرمایا بہتر ہے یہی
چاہے سب کو کریں بس توبہ استغفار اب

جو سنے اس خواب کو ہے اس پہ واجب دوستو!
اس بچارے کے لئے وہ بھی کرے بخشش طلب

جب مسلمان صاحب باطن کریں گے بالیقیں
بس دعائے مغفرت اس کے لئے بھی روز و شب

مسلمانو! اس سے عبرت حاصل کرو۔ اللہ تعالیٰ سب کو صراطِ مستقیم پر استقامت نصیب فرمادے۔ یہ خواب کسی حنفی دیوبندی کو نہیں آئی۔ جن بزرگوں کو خواب آئی ہے انہوں نے اس کی تشہیر اس واسطے کی ہے کہ لوگ اعلیٰحضرت کے لئے دعا کریں شاید بخشش ہو جاوے۔

۱۳۴۰ھ میں احمد رضا خان کی وفات ہوئی ہے اور ۱۳۴۳ھ میں صوفی صاحب کو یہ خواب آئی اور بریلی سے ۱۳۴۳ھ میں طبع ہو کر منظرِ عام پر آئی ہے لیکن تعجب ہے کہ رضاخانیوں نے توبہ کیوں نہیں کی۔ شاید آج کسی کے دل میں اتر جائے مری بات اور توبہ نصیب ہو جائے۔

(بحوالہ رضا خانی دین صفحہ ۵۱ تا ۵۴)

قارئین کرام! اعلیٰحضرت بریلوی کے مریدِ خاص کی نظم سے روزِ روشن کی طرح واضح ہو گیا کہ مولوی احمد رضا خان بریلوی جہنم میں جل رہے ہیں اور براہین قاطعہ و دلائل ساطعہ سے ثابت ہوا کہ رضاخانی اہلِ بدعت حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کو متصرف مافوق الاسباب امور میں اور مختارِ کل ثابت کرنے کے فکر میں تقریباً اکثر بہجۃ الاسرار کے حوالہ جات پیش کرتے ہیں۔ جس کتاب کے بارے میں ہم ثابت کر چکے ہیں کہ یہ کتاب غیر معتبر و غیر مستند اور جو کچھ اس میں درج ہے اختراعات ہی اختراعات اور الوہیت کے دعووں سے بھری پڑی ہے اور افسوس ہے رضاخانی اہلِ بدعت پر کہ جس کتاب کا صحت کے لحاظ سے یہ حال ہو اس کے حوالے نقل کر کے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کو مختارِ کل اور مافوق الاسباب امور میں متصرف جاننا اور پھر طرفہ تماشہ یہ ہے کہ بطور اشتہار کے بہجۃ الاسرار کے حوالوں، من گھڑت اور اختراعات پر چادر چڑھانا کتنی مضحکہ خیز بات ہے۔

حیرت ہے رضاخانی اہلِ بدعت کی عقل پر کہ کیسے دلیری اور جرأت سے

اکثر بے بنیاد و باطل باتوں کو کرامات کا نام دے کر حضرت پیر شیخ جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب کر دیتے ہیں جیسا کہ آگے کتاب میں رضاخانی اہل بدعت کے عقائد ذکر ہیں کہ رضاخانی اہل بدعت ان عقائد باطلہ سے کیا کیا ثابت کرتے ہیں اور کیا کیا عقیدہ رکھتے ہیں اور بریلویوں کی بدعقیدگی اور ان کے قرآن و حدیث کے متصادم و متضاد عقائد کی بنا پر قرآن اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان نے انہیں مشرک و کافر فرمایا ہے اور یاد رکھیں جس رضاخانی بدعتی بریلوی کا یہ عقیدہ ہو کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عالم الغیب و حاضر و ناظر، مختارِ کل و نورِ مجسم یعنی کہ نورٌ من نور اللہ ہیں تو ایسا رضاخانی بریلوی قرآن و حدیث کی رُو سے مشرک اور کافر ہے اور مشرک و کافر کے بارے میں فیصلہ خداوندی ہے کہ وہ ابدی جہنمی ہے اور جو ایسے رضاخانی بریلوی کو ان باطل عقائد کی بنا پر مشرک و کافر کہے یا مشرک و کافر کہنے میں توقف کرے یا شک کرے وہ بھی بلاریب مشرک اور کافر ہے۔

دجالِ زمانہ مولوی احمد رضا خان بریلوی نے اپنی تصانیف خبیثہ عرفانِ شریعت، احکامِ شریعت، فتاویٰ رضویہ، فتاویٰ افریقہ وغیرہ میں اہلِ سنت و جماعت، اولیائے کرام، محدثین دیوبند کو کافر لکھا ہے تو اولیائے کرام محدثین دیوبند کو کافر کہنے والا مولوی احمد رضا خان بریلوی خود مشرک اور کافر ہے جو اس کے مشرک اور کافر ہونے میں شک کرے یا توقف کرے وہ بلاشبہ مشرک اور کافر ہے۔

رضاخانی اہل بدعت کے قرآن و حدیث کے خلاف عقائد کی بنا پر اسلامی ممالک نے رضاخانی اہلِ بدعت کی تفسیر کنز الایمان کہ جس میں مولوی احمد رضا خان بریلوی کا ترجمہ اور ان کے شاگرد مولوی نعیم الدین مراد آبادی کی اس کے حاشیہ پر تفسیر ہے۔ اسلامی ممالک نے اس پر پابندی لگا دی ہے۔ کیونکہ اس میں تفسیر بالرائے کی گئی۔ حالانکہ تفسیر بالرائے کفر ہے اور ترجمہ بھی عربی گرائمر

کے خلاف ہے ۔۔ اور تفسیر بھی سلف صالحین کے خلاف ہونے کے ساتھ ساتھ اس میں عقائدِ باطلہ درج کئے گئے ہیں جن وجوہ کی بنا پر عرب ممالک نے ایک حکم نامہ جاری کیا کہ اس کنز الایمان تفسیر میں جو کچھ درج ہے شریعتِ محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے خلاف ہے۔ اور اس کا پاس رکھنا اور خرید نا جرمِ عظیم ہے اور جس کے پاس کوئی نسخہ ہو وہ اس نسخہ کو تلف کرے کیونکہ یہ ترجمہ و تفسیر قرآن و حدیث کی واضح تعلیمات کے خلاف ہے۔ چنانچہ اسلامی ممالک کا حکم نامہ ملاحظہ فرمائیں:۔

دَولۃ الامارات العربیۃ المتحدۃ

وزارۃ العدل والشئون الاسلامیۃ والاوقاف

التاریخ ۱۴۰۲ ۶ ۲

متحدہ عرب امارات کی وزارتِ قانون
امور اسلامیہ اور اوقاف کی جانب سے

★★★★★★★

عالمِ اسلام کے آئمہ مساجد اور واعظین کے نام ایک سرکولر

★★★★★★★

وزارتِ قانون و امور اسلامیہ اور اوقاف کی انتظامیہ برائے امور مساجد تمام واعظین کرام اور خطبائے مساجد سے اپیل کرتی ہے کہ وہ اپنے نمازِ جمعہ کے خطبوں میں نمازی بھائیوں کی توجہ قرآن مجید کے اس اردو ترجمہ (شائع کردہ تاج کمپنی لمیٹڈ لاہور) کی طرف مبذول کرائیں جو احمد رضا خان بریلوی نے کیا ہے اور اس

کے حاشیہ پر محمد نعیم الدین مراد آبادی کی اردو تفسیر بھی درج ہے۔ قرآن کریم کے اس نسخہ میں دعائے ختم قرآن اور سورتوں کی فہرست شامل نہیں ہے ـــــ ان خلاف ورزیوں کے ساتھ ساتھ یہ ترجمہ شرک و بدعت اور باطل افکار و خیالات ایسی بنیادی غلطیوں سے بھرا پڑا ہے۔ مثلاً انبیائے کرام اور اولیائے عظام سے مدد مانگنا یا چاہنا، ان کی منت ماننا، ان کے عالم الغیب ہونے کا عقیدہ رکھنا، ان کی قبروں پر کھانا چڑھانا اور ان کی یوم ولادت کا جشن منانا وغیرہ وغیرہ۔

مزید برآں رابطہ عالم اسلامی کا سیکرٹریٹ تمام مسلمانانِ عالم کی توجہ ان خرافات، شرک و بدعت اور بے بنیاد امور کی خطرناک ہونے کی مبذول کرانا چاہتا ہے جن پر یہ ترجمہ قرآن مشتمل ہے اور تمام مسلمانوں سے یہ امید کرتا ہے کہ وہ اس ترجمہ کے تمام نسخوں کو نذرِ آتش کر دیں تاکہ کلام الٰہی ہر طرح کی تحریف سے پاک اور محفوظ رہے۔

خدا ہم سب کو نیک کاموں کی توفیق عطا فرمائے

حمد محمد عبداللہ القمزی

اسسٹنٹ انڈر سیکرٹری برائے امور مساجد اوقاف

حکومت متحدہ عرب امارات ابوظہبی

ایران میں بھی "کنزالایمان" پر پابندی

نئی دہلی ۲۷ نومبر ۹۶ (جنگ رپورٹ) سعودی عرب متحدہ عرب امارات، قطر، کویت، بحرین اور دیگر عرب ممالک کے بعد اب ایران نے بھی اپنے ملک میں حضرت احمد رضا خان بریلوی کی تفسیر قرآن "کنزالایمان" پر پابندی لگا دی ہے بھارتی جریدے "ٹائمز" کے مطابق ان ممالک میں نہ کوئی شخص "کنزالایمان" باہر سے

منگوا سکتا ہے اور نہ ہی مطالعہ کے لئے اپنے پاس رکھ سکتا ہے۔

تفسیرِ قرآن پر پابندی لگا دی گئی

اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان بریلوی کے ترجمۂ قرآن اور حضرت مولانا نعیم الدین مراد آبادی کے تفسیری حاشیہ میں متعدد بنیادی نوعیت کی سنگین غلطیاں پائی گئیں

۷ مارچ بروز اتوار کے پاکستانی اخبارات روزنامہ "مشرق" اور روزنامہ "جنگ" میں چھپنے والی خبریں:۔

روزنامہ "جنگ"

متحدہ عرب امارات کی وزارت نے مولانا نعیم الدین مراد آبادی کی تفسیرِ قرآن پر پابندی عائد کر دی۔

ابوظہبی ۶ مارچ (پ پ ا) متحدہ عرب امارات کی انصاف، اسلامی امور اور اوقاف کی وزارت نے اس اطلاع کی تصدیق کر دی ہے کہ اس نے قرآن پاک کے اردو ترجمہ پر پابندی لگا دی ہے کیونکہ اس میں متعدد اغلاط تھیں اور بنیادی نوعیت کی غلط باتیں تھیں۔ قرآن پاک کی تفسیر مولانا محمد نعیم الدین مراد آبادی نے کی ہے اور تاج کمپنی لمیٹڈ لاہور پاکستان نے شائع کیا ہے۔

روزنامہ "مشرق"

متحدہ عرب امارات میں مولانا نعیم الدین مراد آبادی کا ترجمہ قرآن ممنوع قرار دے دیا گیا ہے۔

ابوظہبی ۶ مارچ (پ پ ا) متحدہ عرب امارات کی وزارتِ انصاف اور اسلامی امور نے اس اطلاع کی تصدیق کی ہے کہ عرب امارات میں تاج کمپنی لاہور کے چھاپے ہوئے ترجمہ قرآن پر پابندی عائد کر دی گئی ہے۔ پابندی لگانے کی وجہ یہ بتائی گئی ہے کہ اس ترجمہ میں بنیادی نوعیت کی متعدد سنگین غلطیاں پائی گئی ہیں۔ وزارتِ انصاف کے ایک بیان کے مطابق ان غلطیوں کی طرف رابطہ عالم اسلامی کے سیکرٹری جنرل الشیخ محمد علی الحرکان نے توجہ دلائی تھی۔ یہ ترجمہ ۹۶۴ صفحات پر مشتمل ہے۔ جس کے پندرہ صفحات پر غلطیاں پائی گئی ہیں۔

خلیج ٹائمز کے مطابق رابطہ عالمِ اسلامی نے دنیا بھر کے مسلم ممالک اور مذہبی تنظیموں سے کہا ہے کہ وہ اس ترجمے کی ساری کاپیاں تلف کر دیں۔

شائع کنندہ

سگِ دربارِ رسولؐ ملک زاہد خان اعوان

صدر انجمن فدایانِ مصطفےٰ چاہ میراں۔ لاہور

وزارة الحج والأوقاف تأمر بإصدار ترجمة أوردية لمعاني القرآن

جدة - مكتب « الشرق الأوسط »

أصدر الأستاذ عبد الوهاب عبد الواسع، وزير الحج والأوقاف في المملكة العربية السعودية تعميما بمصادرة الترجمة الاوردية لمعاني القرآن الكريم التي أعدها الداعية محمد أحمد رضا خان، ومعها تفسير هامشي بقلم محمد نعيم الدين مراد ابادي. وقد بلغت مديريات الأوقاف والمساجد في المملكة والجهات المختصة بمراقبة المساجد ضرورة سحب تلك الترجمة إن وجدت، وإتلافها وإحراقها.

وقد بنى الوزير السعودي أمره هذا على رد الشيخ عبد العزيز بن باز الرئيس العام لادارات البحوث العلمية والافتاء والدعوة والارشاد، على خطاب سبق للوزير أن وجهه إليه بشأن هذه الترجمة. وقد تضمن رد الشيخ بن باز أن الدراسة الوافية لهذا المصحف المترجم أوضحت أنه مليء بالتحريفات والأكاذيب، خصوصا وأن المذكور من المنتمين الى طائفة البريلويين التي تعتقد بتسمية محمد صلى الله عليه وسلم بالأول والآخر والظاهر والباطن، وغير ذلك من الشرك والبدع والآراء الباطلة، كالاستعانة بالأموات بالأنبياء والصالحين، وطلب الحاجات منهم، وتقديم الملطمة عند قبورهم، وإقامة المواسم والاحتفالات والأعياد على غير رسمهم لدعوة الشيخ محمد بن عبد الوهاب رحمه الله، واعتقادهم أن الاحتفال بذكرى ميت بعد وفاته مبدأ في اليوم الثالث، كما أن من بدعهم المنكرة احتفالهم في اليوم الحادي عشر من كل شهر لايصال الثواب للشيخ عبد القادر الجيلاني رحمه الله.

وبناء على ما تقدم فانه يتعين مصادرة هذا المصحف المترجم.

ترجمہ:- وزارتِ حج اور اوقاف نے حکم صادر کیا کہ قرآن کا ترجمہ اردو جلا دیا جائے۔

جدہ مکتبہ الشرق الاوسط استاد عبد الوہاب عبد الواسع وزیر حج و اوقاف نے سعودی حکومت میں عام طور پر جاری کیا ہے کہ ترجمہ اردو معانی قرآن کا جو احمد رضا خان نے تیار کیا ہے جس کے حاشیہ پر نعیم الدین مرادآبادی کی قلم سے اردو تفسیر ہے اس کو تلف اور جلا دیا جائے۔ جہاں کہیں سعودی حکومت کی مساجد اور اوقاف کے اداروں میں پایا جائے اس کو تلف کیا جائے بلکہ

سحب کیا جائے۔

اس حکم کا تعلق رئیس اعظم شیخ عبدالعزیز بن باز سے ہے جو تمام ادارے علمی بحث کے اور فتووں کے اور دعوت اسلامی کے اور ارشاد المسلمین کے ہیں ان پر حاکم اور رئیس ہے۔

اس نے یہ وضاحت کی ہے کہ یہ تحریفات اور جھوٹوں سے بھرا ہوا ہے لہٰذا اس کو پوری توجہ سے تلف اور برباد کیا جائے اور یہ بھی بتایا کہ جو طائفہ بریلویین کی طرف منسوب ہے ان کا یہ عقیدہ ہے اول۔ آخر۔ ظاہر۔ باطن محمد صلعم کے نام ہیں۔ خدا پر نہیں بولے جا سکتے اور یہ نام کا ترجمہ وغیرہ شرک اور بدعت اور باطل رائے سے بھرپور ہے اور مُردوں سے مدد لینی اور اپنی حاجات طلب کرنی اور بزرگوں کی قبروں کے پاس کھانا اور نذر و نیاز رکھنی اور میلاد قائم کرنے اور محفلیں لگانی اور عرسوں کا انتظام کرنا سب جائز ہے بلکہ فرض عین کے برابر ہے۔ لہٰذا اس کتاب کو نہ کوئی باہر سے منگائے اور نہ پاس رکھے۔

اور محمد بن عبدالوہاب کی دعوت کو گالیاں دینی اور بُرا کہنا بریلویین کا کام ہے اور ان کی بڑی بدعتوں میں سے گیارہویں جو ہر ماہ کی گیارہویں تاریخ عبدالقادر جیلانیؒ کے ایصالِ ثواب کے نام سے منائی جاتی ہے۔

والسلام علیٰ من اتبع الھدیٰ

حضرات گرامی! یہ رضاخانی اہل بدعت کی علمی اوقات ہے ایک ترجمہ اور تفسیر لکھی وہ بھی اسلامی ممالک نے ضبط کر لی۔ لیکن پھر بھی معلوم نہیں کہ کس منہ سے اپنے کو اہل سنت اور نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا محب کہتے ہیں۔ یہ رضاخانی

فرقہ حقیقت میں اہلِ بدعت مشرک ہے۔ اس کا سنتِ نبوی ﷺ سے دُور کا بھی واسطہ نہیں۔ تعجب ہے رضاخانی اہلِ بدعت پر کہ دن رات شرکیہ اعمال کریں اور نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شانِ اقدس میں گستاخیاں کریں اور اولیائے کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کو مافوق الاسباب امور میں مشکل کشا، حاجت روا سمجھیں پھر بھی اپنے کو دینِ اسلام کا ٹھیکیدار سمجھتے ہیں۔ تف ہے ایسی سمجھداری اور عقیدت پر جو جہنم کا ایندھن بنا دے۔ رضاخانی اہلِ بدعت اپنی تحریر کردہ تصانیف میں توحیدِ الٰہی کے یوں پرخچے اڑاتے کہ برملا کہتے ہیں:۔

خدا سے میں نہ مانگوں گا کبھی فردوسِ اعلیٰ کو
مجھے کافی ہے یہ تربت معین الدین چشتی کی

(العیاذ باللہ)

(ماخوذ از مسئلہ مختارِ کل الموسوم بہ دل کا سرور صفحہ ۳۹، گلدستہ توحید صفحہ ۱۳۲)

نوٹ:۔ جنت کا مالک صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہی کی ذات ہے۔ کوئی بڑی سے بڑی ہستی بھی اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم کے بغیر جنت میں داخل نہیں ہو سکتی۔

رضاخانی اہلِ بدعت کا جعلی عشق و محبت اور جہالت کی حد ہو گئی ہے کہ جب یہ طے شدہ بات ہے کہ اولیاء اللہ کی کرامت حقیقت میں حق تعالیٰ ہی کا فعل ہے تو پھر کرامت پر اولیاء اللہ کے مختارِ کل ہونے کی دیوار کھڑی کرنا اور ان کو متصرف مافوق الاسباب الامور ماننا اور ہر آن کی خبر رکھنا، رزق دینا، شفا دینا، موت کو منسوخ کر دینا، منکر نکیر سے گرز چھین لینا، حق تعالیٰ کے فرشتوں سے پھڈے بازی کرنا، قبر میں سوال و جواب کے نظام کو درہم برہم کرنا، اولاد دینا جسے حق تعالیٰ

اولاد نہ دیں اس کو حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رح اولاد عطا کریں اور بچوں کی جنس تبدیل کرنا یعنی جس کو حق تعالیٰ لڑکا عطا کریں حضرت شیخ جیلانی رح اس کو لڑکی بنادیں اور جس کو حق تعالیٰ لڑکی عطا کریں اس کو حضرت شیخ جیلانی رح اس کو لڑکا بنادیں۔ مسافر کے فاصلہ کو کم کرنے کے لئے زمین کو سکیڑ دیں۔ موت کی اطلاع دینا اور اس بات کی بھی خبر دینا کہ تیری زندگی کتنے دن باقی ہے اور کس دن مرے گا اور بارش کا رک جانا وغیرہ اس قسم کے تمام کاموں پر اولیائے کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کو متصرف اور مختارِ کل ماننے کا عقیدہ رکھنا ہی گمراہی و بے دینی اور الحاد ہے۔

رضاخانیوں کے غلط اور قرآن وحدیث سے متصادم عقائد کی بنا پر حکومت ابوظہبی اور ابوظہبی کے علمائے کرام نے ان کو دائرہ اسلام سے خارج قرار دیا ہے کہ بریلویوں کے عقائد قرآن وحدیث کے سراسر خلاف اور باطل ہیں۔ چنانچہ حکومت ابوظہبی اور ابوظہبی کے علمائے کرام کا متفقہ بیان ملاحظہ فرمائیں:۔

البریلویۃ طائفۃ خارج عن الدین واتباعھا۔ الخ

ترجمہ:۔ "فرقہ بریلوی اور ان کے متبعین دائرہ اسلام سے خارج ہیں"۔

(رسالہ "الھدیٰ" جمعہ ۲۶ رجب ۱۴۰۴ھ، ۲۷ اپریل ۱۹۸۴ء)

نوٹ:۔ بندہ کے پاس الھدیٰ کا فوٹو سٹیٹ موجود ہے جس میں بریلویوں پر دائرۂ اسلام سے خارج ہونے کا فتویٰ تفصیل سے درج ہے۔ بندہ ناچیز نے نہایت ہی اختصار سے نقل کیا ہے۔ جس صاحب نے الھدیٰ کا تفصیلی فتویٰ دیکھنا ہو بڑے شوق وذوق سے دیکھ سکتا ہے کہ کن وجوہات کی بنا پر حکومتِ ابوظہبی اور علمائے ابوظہبی نے بریلویوں کو دینِ اسلام سے خارج قرار دیا ہے۔

میرے سُنی حنفی بھائیو! رضاخانی مذہب میں عقائد کی خوب فراوانی ہے کہ فرقہ ضال و مضل بریلویہ اولیائے کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کو عالم الغیب، ہر آن کی خبر، ہر جگہ حاضر و ناظر، مختارِ کل، متصرف مافوق الاسباب امور میں مان کر اپنے اوپر جہنم کو واجب سے واجب تر کرتا چلا جا رہا ہے اور اولیائے کرام کو مختارِ کل، عالم الغیب اور تصرف جیسے مسائل سونپنے میں ادھار کھائے بیٹھا ہے۔ جس کسی نے ولی کی کرامت دیکھی بس اسی کو مافوق الاسباب امور میں مشکل کشا و حاجت روا اور مختارِ کل سمجھ بیٹھا۔ حالانکہ جب شریعتِ اسلامیہ کا قانون و قاعدہ ہے کہ کرامت میں ولی کا کچھ بھی عمل دخل نہیں حتیٰ کہ بعض اوقات کرامت کے صادر ہونے میں ولی کو کچھ علم و شعور تک نہیں ہوتا جیسا کہ سیدی و سندی و مرشدنا بقیۃ السلف حجۃ الخلف محدثِ اعظم پاکستان حضرت علامہ ابو زاہد محمد سرفراز خان صفدر دامت برکاتہم و فیوضہم نے اپنی تصنیف لطیف "راہِ ہدایت" میں اہل سنت و جماعت علمائے دیوبند جو سلف صالحین کی چلتی پھرتی تصویریں ہیں کے عقیدے کو واضح کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:۔

۱۔ اولیائے کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کی کرامات بھی حق ہیں لیکن ان کے صادر کرنے میں بھی اولیائے عظام رحمہم اللہ تعالیٰ کا کوئی کسب و اختیار نہیں ہوتا۔ جب اللہ تعالیٰ چاہتا ہے ان کے ہاتھ پر کوئی کرامت صادر کر دیتا ہے۔ بسا اوقات ان کو علم اور شعور تک بھی نہیں ہوتا کہ یہ چیز بھی ہمارے ہاتھ پر صادر ہو گی یا ہو سکتی ہے۔

(راہ ہدایت صفحہ ۱۳۰-۱۳۱ طبع اوّل)

۲۔ معجزہ اور کرامت بلاشبہ حق ہے اور اس کا انکار کرنا سراسر بے دینی اور زندقہ و الحاد ہے مگر انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اور اولیائے عظام

رحمہم اللہ تعالیٰ کا ان میں کوئی دخل نہیں ہوتا۔ معجزہ اور کرامت کا صادر ہونا صرف اللہ تعالیٰ کا کام اور اس کا فعل ہے اور بس۔

(راہِ ہدایت صفحہ ۱۰۶ طبع اوّل)

یہ بات واضح ہو گئی کہ کرامت ولی کا فعل نہیں ہوتا بلکہ وہ اللہ تعالیٰ کا فعل ہوتا ہے جو ولی کے ہاتھ پر صادر ہوتا ہے اور دوسری بات یہ بھی روشن ہو گئی کہ صوفیائے کرام اور بزرگانِ دین کی عبادات میں جہاں تکوین اور تصرف وغیرہ کے الفاظ آتے ہیں تو ان سے مراد یہ نہیں ہوتی کہ خداوند کریم کی طرح وہ تکوین و تصرف کرتے اور کر سکتے ہیں۔ حاشا و کلا بلکہ مراد اس سے صرف خرقِ عادت اور کرامت ہوتی ہے اور یہیں سے رضاخانی اہلِ بدعت دو پاؤں والے جانور غلط فہمی کا شکار ہو جاتے ہیں کہ وہ اولیائے کرام کے متعلق یہ عقیدہ قائم کر لیتے ہیں کہ ان کو بھی اس عالم میں تصرف حاصل ہوتا ہے اور تکوین ان کے سپرد ہوتی ہے حالانکہ بات بالکل واضح ہے کہ تکوین اور تصرف سے مراد صرف یہ ہے کہ خوارقِ عادات امور اور کرامات کا ان اکابر کے ہاتھوں پر صدور ہوتا ہے ولی کا اس میں کچھ دخل نہیں ہوتا اور نہ وہ کائنات کے اندر دخیل اور متصرف ہوتا ہے اور یہ اتنی آشکارا بات ہے جس میں سرے سے کوئی الجھن ہی نہیں بشرطیکہ چشمِ بصیرت سے کوئی دیکھے ورنہ ؎

آنکھیں اگر ہیں بند تو پھر دن بھی رات ہے
اس میں بھلا قصور کیا ہے آفتاب کا

رضاخانی اہلِ بدعت نے جس کتاب سے بھی حضرت پیر شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں کوئی کرامت نقل کی تو اس کتاب والے نے "مہجۃ الاسرار"

کا ہی حوالہ دیا اور حضرت شیخ پیر عبد القادر جیلانی رحمہ کے بارے میں جتنی کرامتیں نقل ہیں تقریباً اکثر بہجۃ الاسرار ہی سے ماخوذ ہیں۔ فرق صرف اتنا ہے کہ کسی نے بہجۃ الاسرار سے کرامت تو نقل کی لیکن کتاب کا نام تحریر نہ کیا۔ کسی نے کرامت بھی نقل کی اور ساتھ یہ بھی تحریر کر دیا کہ یہ کتاب بہجۃ الاسرار سے منقول ہے لیکن آپ اہلِ بدعت کے عقائد میں فراوانی کا اندازہ لگائیں کہ اولیائے کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کی کرامتیں نقل کرنے کے بعد جو یہ بے بنیاد و باطل عقیدہ مختار کل، صاحبِ تصرف کا قائم کر بیٹھتے ہیں سراسر باطل اور قابلِ نفرت عقیدہ ہے۔

حالانکہ ہر ایک مسلمان کا یہ عقیدہ ہونا چاہیئے کہ عبودیت کی بنیاد عقائد اور ایمان کی تصحیح پر ہے جس کے عقائد میں خلل اور ایمان میں بگاڑ ہو۔ اس کی نہ کوئی عبادت مقبول، نہ کوئی اس کا عمل صحیح مانا جائے گا اور جس کا عقیدہ درست اور ایمان صحیح ہو، اس کا تھوڑا عمل بھی بہت ہے۔ اس لئے ہر شخص کو اس کی پوری کوشش کرنی چاہیئے کہ اس کا ایمان و عقیدہ صحیح ہو اور صحیح ایمان و عقیدہ کے حصول اور اس پر اطمینان اس کا مقصودِ عمل اور منتہائے آرزو ہو، کیونکہ اسی پر نجات کا بھی دار و مدار ہوتا ہے۔

عقیدہ کی اہمیت ہماری نئی تعلیم یافتہ نسل میں خطرناک حد تک کم ہوتی جا رہی ہے۔ اور یہ بڑی تشویش ناک اور قابلِ فکر بات ہے۔ حقیقت میں اسلام کی حقیقی تعلیم اور صحیح عقیدہ وہ دریا ہے جو کبھی اپنا رخ نہیں بدلتا اور کبھی پایاب نہیں ہو سکتا۔ سیاسی طاقتیں، وقتی انقلاب، حکومتوں کا قیام و زوال اور دعوتیں اور تحریکیں، موجیں ہیں جو آتی اور گزر جاتی ہیں۔ دریا اگر صحیح رُخ بہہ رہا ہے اور پانی جاری ہے تو کوئی خطرہ نہیں۔ لیکن اگر عقیدہ میں فساد آگیا تو گویا دریا نے اپنا رخ بدل

دیا اور اس میں آب صافی کے بجائے گندلا اور ناصاف پانی بہنے لگا۔ اس لئے فسادِ عقیدہ اور زیغ و ضلال کے ساتھ کوئی دعوت و تحریک، کسی ملک کا عروج و زوال، کسی معاشرہ کی جزئی اصلاح یا کسی فساد و خرابی کو دور کرنے کا دعویٰ یا وعدہ قبول نہیں کیا جا سکتا۔ یہ وہ حقیقت ہے جس میں اس ملت کی بقا اور دین کی حفاظت کا راز مضمر ہے اور یہی وہ حقیقت ہے جو اپنے اپنے دور کے علماء و مشائخ، خادمانِ دین اور محافظینِ شریعت و سنت کو اس دشوار اور بعض اوقات ناخوشگوار فرض کو ادا کرنے پر مجبور کرتی رہی ہے۔

یہاں ہم چند اہم اور بنیادی عقائد لکھتے ہیں جن کے بغیر کوئی آدمی سچا مسلمان نہیں ہو سکتا۔ یہ عقائد رئیس العارفین محب النبی حضرت مولانا خواجہ فخر الدین چشتی نظامی دہلوی رح نے اپنی کتاب نظام العقائد میں لکھے ہیں اور دیباچہ میں تصریح فرمائی ہے کہ یہ عقائد حضرت امام ابو حنیفہ رح کی فقہ اکبر اور اس کی شرح جو حضرت ملا علی قاری رح نے لکھی ہے سے ماخوذ ہیں۔ گویا کہ یہ اہل سنت والجماعت کے حنفی مسلک کے مطابق عقائد ہیں اور چونکہ حضرت مولانا خواجہ فخر الدین دہلوی رح (حضرت خواجہ محمد سلیمان تونسوی کے دادا پیر) ہمارے پیرانِ کرام میں سے ہیں۔ اس لئے بھی ان کی اہمیت ہمارے نزدیک زیادہ ہے اور حنفی مکتبہ فکر کے لوگوں کے نزدیک یہ مسلمہ اسلامی عقائد ہیں۔ یہاں چند اہم عقائد لکھے جاتے ہیں۔ مفصل عقائد اصل کتاب "نظام العقائد" میں دیکھے جائیں۔ حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی قدس سرہ نے بھی "العقیدۃ الحسنہ" کے نام سے عربی زبان میں ایک رسالہ لکھا ہے۔ وہ بھی ہمارے پیشِ نظر ہے۔ دونوں کا مضمون ایک ہے۔

عقیدہ ۱:- توحید کی اصل اور جس سے اعتقاد صحیح ہوتا ہے یہ ہے کہ دل کو زبان کے موافق کر کے یوں کہے کہ میں ایمان لایا حق تعالیٰ کو ذات میں

ایک جاننے پر اور صفات میں یکتا سمجھنے پر اور میں ایمان لایا فرشتوں پر کہ وہ حق تعالیٰ کی نوری مخلوق ہیں اور گناہوں اور نافرمانیوں سے بری ہیں اور مرد و عورت ہونے سے پاک ہیں اور میں ایمان لایا حق تعالیٰ کی کتابوں پر جیسے توریت اور انجیل اور زبور اور قرآن مجید وغیرہ پر، جن کا شمار مقرر نہیں اور میں ایمان لایا قیامت پر اور میں ایمان لایا خدائے تعالیٰ کی طرف سے نیکی اور بدی کے اندازہ کر دینے پر یعنی تمام مخلوق کا ایسے مرتبہ میں ٹھہرانا جس میں زمان و مکان کی قید کے ساتھ بھلائی اور برائی اور نفع اور نقصان پایا جاتا ہے۔

۲۔ فعلوں کا حساب اور عملوں کی ترازو اور بہشت اور دوزخ اور پل صراط اور حوضِ کوثر حق ہے۔

۳۔ حق تعالیٰ ایک ہے نہ ایسا کہ گنتی کی طرح اس کے بعد دوسرے کا دھم پیدا ہو یعنی کوئی اس کا شریک نہیں ہے نہ ذات میں اور نہ صفات میں۔

۴۔ اور اس کا مخلوق سے کوئی مشابہ نہیں ہے۔ کہا ہے نعیم ابن حماد رح نے جس نے خدا تعالیٰ کو اس کی مخلوق سے کسی کے ساتھ مشابہ کیا یا تشبیہ دی کسی چیز کے ساتھ اس کی مخلوق میں سے تو یقینی اس نے کفر کیا۔

۵۔ ہمیشہ تھا وہ گزرے ہوئے زمانہ میں اور ہمیشہ رہے گا باقی زمانے میں بھی اپنے ناموں کے ساتھ اور اپنی ذاتی و فعلی صفتوں کے ساتھ اور اس کی ذاتی صفتیں سات ہیں۔ یعنی صفتِ حیات[۱] کہ زندگی ہے اور صفت قدرت[۲] یعنی قادر ہونا، اور صفت علم[۳] یعنی جاننا اور صفت کلام[۴] یعنی بولنا اور صفت سمیع[۵] یعنی سننا اور صفت بصیر[۶] یعنی دیکھنا اور صفت ارادت[۷] یعنی قصد و ارادہ کرنا اور اس کی فعلی صفتیں یہ ہیں تخلیق[۱] یعنی پیدا کرنا۔ ترزیق[۲] یعنی رزق دینا، انشاء[۳] یعنی مادہ سے بنانا اور ابداع[۴] یعنی بغیر مادہ کے بنانا اور صنع[۵] یعنی کاریگری اور ماسوا

اس کی سب فعلی صفات ہیں۔

۶۔ خدا کے نام اور صفتیں سب کی سب ازلی ہیں یعنی ہمیشہ سے ہیں، جن کی ابتدا نہیں اور ابدی یعنی ہمیشہ تک ہیں، جن کی انتہا نہیں، ان میں کوئی اس کا شریک نہیں۔

۷۔ مفعول مخلوق ہے اور حادث ہے یعنی جس کو خدا تعالیٰ فاعل حقیقی نے پیدا کیا وہ عدم سے وجود میں آکر مفعول بنا۔ پس ضرور ہے کہ خدا تعالیٰ کے فعل سے وہ پیدا ہو کر مخلوق ہوا اور پہلے نہ تھا۔ پھر وجود میں آیا یعنی حادث ہوا۔ البتہ فعل خدا تعالیٰ کا مخلوق نہیں بلکہ اس کی صفت قدیم ہے۔

۸۔ قرآن مجید یعنی کلام نفسی خدائے تعالیٰ کا غیر مخلوق ہے اور ایسا نہیں ہے کہ مصحفوں یعنی کتابوں میں اور غیر مصحفوں یعنی دلوں یا زبانوں میں حلول کر جائے یعنی سما جائے خواہ لکھ کر ہو یا اشارہ سے ہو۔

۹۔ حق تعالیٰ کی ساری صفتیں مخلوقات کی ساری صفتوں کے برخلاف واقع ہوئی ہیں کہ ان کی صفتیں کسی وجہ میں اس جناب پاک کے مشابہ نہیں ہیں اگرچہ اسمی یعنی فقط نام کا اشتراک واقع ہے۔

۱۰۔ بندوں کے تمام فعل نیکی اور بدی انہیں کے کمائے ہوئے ہیں۔ حق تعالیٰ کے ارادہ اور علم سے اور حق تعالیٰ کی قضا سے۔

۱۱۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابن عبد اللہ ابن عبد المطلب ابن ہاشم ابن مناف ..... تا عدنان۔ جن کا نسب شریف یہ ہے خاتم الانبیاء ہیں یعنی ختم کرنے والے نبیوں کے سلسلہ کے کہ نبوت آپ پر ختم ہے۔ کوئی نبی بعد آپ کے نہیں ہو سکتا اور آپ حبیب خدا تعالیٰ ہیں اور حضرت حق جل و علیٰ کے بندۂ خاص ہیں اور خدائے تعالیٰ و تبارک کے رسول ہیں۔

بت کو آپؐ نے کبھی نہیں پوجا اور نہ خدا تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک کیا۔ کبھی نہ نبوت کے پہلے اور نہ بعد نبوت کے اور نہ صغیرہ و کبیرہ گناہ کبھی کیا۔ نبوت سے پہلے یا بعد۔

۱۲ آدمیوں میں سب سے بزرگ بعد وجود مبارک حضرت رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے حضرت ابو بکر صدیق بن قحافہ ہیں رضی اللہ عنہ، بعد ان کے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ، بعد ان کے حضرت عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ، بعد ان کے حضرت مرتضیٰ علی کرم اللہ وجہہٗ ابن ابی طالب ہیں۔

۱۳۔ بعد چاروں خلفاء رضی اللہ عنہم کے باقی اصحاب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمیشہ حق کی پیروی پر رہے جیسا کہ گذشتہ زمانہ یعنی جناب نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں تھے۔ بغیر تغیّر ہونے ان کے حال کے اور بدون نقصان ان کے کمال میں۔ پس مشاجرات وغیرہ معرکوں کے واقع ہونے کے سبب کچھ تغیّر ان کے حال میں اور کچھ نقصان ان کے کمال میں واقع نہیں ہوا۔

۱۴۔ ہم اصحاب رضی اللہ عنہم کو دوست رکھتے ہیں اور آل بھی شامل اصحاب میں ہیں اور ہم ان میں سے کسی کو بُرا نہیں کہتے بخلاف رافضیوں اور خارجیوں کے کہ اوّل اصحاب کی جناب میں اور دوم آل کے حضورؐ میں گستاخ و بے ادب ہیں اور صحابہ رضؓ سے ہماری دوستی اس فرمانِ خدا تعالیٰ کے سبب ہے۔ والسابقون الاولون من المهاجرين والانصار و الذين اتبعوهم باحسان رضي الله عنهم ورضوا عنه "

۱۵۔ مسلمان سے گناہ کبیرہ ہو جانے کے سبب اسم ایمان یعنی وصف ایمان زائل نہیں ہوتا ہے۔ بخلاف معتزلہ کے کہ وہ کہتے ہیں کہ گناہ کبیرہ کرنے

والا ایمان سے باہر ہو جاتا ہے۔

۱۶۔ جس شخص نے سوائے شرک اور کفر کے اور بُرے کام کئے اور توبہ نہ کی، یہاں تک کہ مومن مرا بے توبہ کئے ہوئے بس وہ حق سبحانہ و تعالیٰ کے ارادہ کے متعلق ہے۔ اگر چاہے عذاب کرے اپنے عدل سے اس کی سزا کے استحقاق کے اندازہ پر۔ مطلب یہ کہ شرک و کفر اگر نہیں کیا تو ہمیشہ دوزخ میں نہیں رہے گا۔

۱۷۔ جب کسی عمل میں ریا داقع ہو جائے گی تو اس عمل کا اجر باطل ہو جائے گا بلکہ وہ عمل ثابت نہ رہے گا جو دکھاوے کے لئے کیا جائے، اسی طرح عُجب (عمل پر فخر کرنا) عمل کو ضائع کر دیتا ہے۔

۱۸۔ معجزے انبیاء علیہم السلام کے اور کرامتیں اولیاء اللہ رضی اللہ عنہم کی ثابت ہو چکی ہیں کتاب و سنت سے۔

۱۹۔ دین کا اطلاق کیا جاتا ہے یعنی بولا جاتا ہے ایمان اور اسلام اور تمام شرائع پر سب کے لئے۔

۲۰۔ شفاعت تمام انبیاء علیہم السلام اور شفاعت ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی گناہگار مومنین کے لئے اور مومنین سے گناہ کبیرہ کرنے والوں کے لئے کہ لائق سزا ہیں، حق ہے۔

۲۱۔ شفاعت ملائکہ اور علماء اور اولیاء اور فقراء اور اطفال مومنین صابرین کی یعنی ان مومنین کے بچوں کی جن کے والدین نے ان کی وفات پر صبر کیا اپنے والدین کے لئے علی البلوی ثابت ہے۔ یعنی اس شفاعت کے ثابت ہونے پر سب کا اتفاق ہے۔

۲۲۔ اعمال کا وزن ہونا یعنی تُلنا ترازو میں جس کے دو پلڑے ہوں گے۔ قیامت کے

دن حق ہے (حق تعالیٰ قادر ہے)۔

۲۳۔ ضغطہ قبر یعنی دبانا قبر کا سب مومنین کے لئے حق ہے۔ مومنین کے لئے ضغطہ قبر شفیق ماں کے گلے لگا لینے کی مانند ہے۔ شرح فقہ اکبر میں اسی طرح ہے۔

۲۴۔ قبر کا عذاب سب کافروں کے لئے حق ہے اور بعض گنہگار مومنین کے لئے اور اسی طرح بعض مومنین کو نعمت دیا جانا حق ہے۔

۲۵۔ حضرت قاسم اور حضرت طاہرؓ اور حضرت ابراہیم علیہم السلام، رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے فرزند تھے جن کا صغر سنی میں انتقال ہو گیا۔

۲۶۔ حضرت بی بی فاطمہؓ اور بی بی زینبؓ اور بی بی رقیہؓ اور بی بی کلثوم رضی اللہ عنہن رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی بنات یعنی صاحبزادیاں ہیں، حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بطن سے۔

۲۷۔ جس وقت کسی انسان اہلِ ایمان پر علم توحید کی باریک باتوں میں سے کوئی شے مشکل ہو جائے تو انسان پر واجب ہے کہ ایسی چیز کا اجمالی طور پر اعتقاد کرے کہ جو کچھ حق تعالیٰ کے نزدیک درست ہے وہی میرا مقبول و مختار ہے اور تفصیل نہ کرے، یہاں تک کہ کسی ایسے عالم کو پاوے جو حقیقت احوال کو پہچانتا ہو اور عارف ہو پس پورے طور پر اس سے تفصیلی ایمان پوچھ لیوے اور تاخیر نہ کرے۔

۲۸۔ خبر معراج حضرت رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جسد کے ساتھ حالت بیداری میں آسمان کی طرف حق ہے اور متعدد طرق سے ثابت ہے۔ پس جو کوئی اس خبر کو رد کر دے گا اور اس کے موافق ایمان نہ لائے گا، گمراہ اور مبتدع یعنی بدعتی ہے کہ دین میں نئی بات پیدا کرتا ہے۔

۲۹۔ خروج یعنی نکلنا دجال کا اور یاجوج ماجوج کا اور طلوع ہونا آفتاب کا مغرب

سے اور اترنا عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان سے اور ساری علامتیں روزِ قیامت کی حق اور ثابت ہیں۔ اس بنا پر کہ اخبار صحیحہ حدیث کی بلکہ صاف آیتیں اس کی نسبت وارد ہیں اللہ تعالیٰ جس کسی کو چاہتا ہے سیدھے راستے کی طرف ہدایت کرتا ہے۔ (نظام العقائد)

۳۰۔ تقدیر اچھی ہو یا بُری اللہ کی طرف سے ہے۔ اس کا ازلی و ذاتی علم ہر اس واقعہ کو جو وجود میں آچکا ہے یا آئے گا محیط ہے۔ وہی واقعات کو ان کے وجود سے پہلے قابل وجود بناتا ہے۔

۳۱۔ کوئی ولی خواہ کتنا بڑا ہو کسی صحابی کے درجہ کو نہیں پہنچ سکتا۔ خواہ وہ صحابی اکابر صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے نہ ہو۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی اولیائے عظام پر فضیلت، ثواب کی کثرت، اور خدا تعالیٰ کے یہاں مقبولیت کی عظمت پر ہے، نہ کہ کثرتِ عمل پر۔

۳۲۔ ہم اہلِ قبلہ میں کسی کو کافر قرار نہیں دیتے۔ ہاں مگر جو اللہ تعالیٰ کے اس کائنات کے خالق اور قادر و مختار ہونے کا انکار کرے یا غیر اللہ کی عبادت کرے یا آخرت یا نبی کا انکار کرے یا ضروریاتِ دین میں سے کسی چیز کا انکار کرے وہ کافر ہے۔ معصیت کو جائز سمجھنا کفر ہے، شریعت کا مذاق اڑانا اور اس کے احکام کے ساتھ تمسخر کرنا کفر ہے۔

۳۳۔ ایمان زبان سے اقرار اور دل سے تصدیق کرنے کا نام ہے۔ بندوں کے افعال خدا تعالیٰ کے "خلق" اور بندوں کے "کسب" سے ہیں۔ علاماتِ قیامت پر جیسا کہ حدیث میں وارد ہوئی ہیں ہم یقین رکھتے ہیں۔ اجتماعیت اور اتحاد کو ہم حق اور ثواب کی چیز اور انتشار و افتراق کو گمراہی و کج روی اور عذاب کا سبب سمجھتے ہیں۔ (العقیدۃ الحسنہ)

(تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو "نظام العقائد" اور "العقیدۃ الحسنہ")

جس شخص کا قرآن مجید سے کچھ بھی تعلق ہے اس کو یقینی اور بدیہی طور پر یہ بات معلوم ہو گی کہ شرک و بت پرستی کے خلاف صف آرائی، اس سے جنگ کرنا، اس کو دنیا سے نیست و نابود کرنے کی کوشش کرنا اور لوگوں کو اس کے چنگل سے ہمیشہ کے لئے نجات دلانا نبوت کا بنیادی مقصد تھا۔ انبیاء علیہم السلام بالخصوص سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کی اصل غرض، ان کی دعوت کی اساس، ان کے اعمال کا منتہا اور ان کی جد و جہد کی غایت اصلی یہی تھی۔ یہی ان کی دعوتی سرگرمیوں کا محور و مرکزی نقطہ تھا۔

قرآن مجید انہی انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے بارے میں کہتا ہے:۔

وما ارسلنا من قبلك من رسول الا نوحی الیه
انه لا الٰه الا انا فاعبدون ۔ (سورۃ الانبیاء)

ترجمہ:۔ "اور جو پیغمبر ہم نے تم سے پہلے بھیجے ان کی طرف یہی وحی بھیجی کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں، لہٰذا میری عبادت کرو۔"

یہی بت پرستی اور شرک یعنی خدا کے علاوہ دوسروں کو معبود بنانا اور ان کے سامنے انتہائی ذلت و مسکنت کا اظہار، ان کے سامنے سجدہ ریزی اور استعانت کرنا اور ان کے لئے نذر و نیاز دینا وغیرہ عالمگیر، طویل العمر اور سخت جان جاہلیت ہے، جو کسی زمانہ کے ساتھ مخصوص نہیں اور یہی بنی نوع انسانی کا قدیم ترین، مہلک ترین مرض ہے جو تاریخ انسانی کے تمام ادوار، تمدن، معاشرت، معیشت و سیاست کے تمام تغیرات اور انقلابات کے باوجود بھی نوع انسانی کے پیچھے لگا رہا ہے۔ اللہ کی غیرت اور اس کے غضب کو بھڑکاتا ہے، بندوں کی روحانی، اخلاقی اور تمدنی ترقی کی راہ کا روڑا بنتا ہے اور ان کو انسانیت کے بلند درجہ سے گرا کر پستی

کے عمیق اور مہیب غاروں میں اوندھے منہ ڈال دیتا ہے اور اس کی تردید قیامت تک کے لئے علمائے حق، مشائخ کرام، دینی دعوتوں اور اصلاحی تحریکوں کا بنیادی رکن اور نبوت کی ابدی میراث ہے۔

وجعلها كلمة باقية فى عقبه لعلهم يرجعون ۝

(سورۂ زخرف)

ترجمہ:۔" اور یہی بات اپنی اولاد میں پیچھے چھوڑ گئے تاکہ وہ خدا کی طرف رجوع کریں۔"

اور یہی سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے جانشینوں، تمام مصلحین، مجددین اور اللہ کی طرف دعوت دینے والے علماء و مشائخ کا عالمی و دائمی شعار ہے۔ چنانچہ اسی عقیدہ ہی کی تصحیح کے لئے رئیس العارفین، محب النبیؐ حضرت مولانا خواجہ فخر الدین دہلوی قدس سرہٗ نے کتاب "نظام العقائد" تصنیف فرمائی۔ جس میں سے چند اہم اور بنیادی عقائد اوپر نقل کئے گئے ہیں۔ اس کتاب میں حضرت نے بھی شرک و کفر ہی کی بیخ کنی فرمائی ہے۔ جیسا کہ حضرت نے عقیدہ ۴ اور ۱۷ میں فرمایا ہے کہ حق تعالیٰ کی صفات میں کسی دوسرے کو شریک کرنا کفر ہے۔ پھر عقیدہ ۵ میں حق تعالیٰ کی سات ذاتی صفتیں بیان فرما کر لکھا کہ ان میں اور دوسری تمام صفاتِ خداوندی میں کسی کو شریک کرنا شرک و کفر ہے۔ مثلاً صفتِ قدرت کہ حق تعالیٰ اپنی قدرت سے ہر جگہ ہر آن ہر زمان و مکان میں حاضر ناظر ہے۔ انسان کی شہ رگ سے بھی انسان کے قریب ہے۔ اپنی قدرتِ کُن سے جو چاہے جس وقت چاہے پیدا کر سکتا ہے اور فنا کر سکتا ہے اور اس صفت میں کوئی دوسرا اس کا شریک نہیں اسی طرح صفت علم یعنی اس کا علم سب کو محیط ہے اور اس کے علم کا کوئی دوسرا احاطہ نہیں کر سکتا۔ وہ عالم الغیب والشہادہ ہے اس میں بھی کوئی اس کا شریک نہیں۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ کی صفت تخلیق ہے، یعنی پیدا کرنا، اولاد دینا وغیرہ اور صفت ترزیق یعنی تمام مخلوقات کو رزق دینا اور دوسری تمام صفات میں کوئی دوسرا اس کا شرک نہیں۔ (نظام العقائد)

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے:۔

اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ

ترجمہ:۔ "بیشک شرک سب سے بڑا گناہ ہے"۔

اور یہ بھی ارشاد فرمایا ہے "اللہ تعالیٰ دوسرے تمام گناہوں کو بخش دیں گے مگر شرک کو کبھی نہ بخشیں گے اور اس کی سزا دائمی جہنم ہے"۔ اس لئے ہر مسلمان کو اپنے عقیدہ کو شرک کے لوث سے پاک کرنا ضروری ہے اور ذاکرین اور عبادت گزاروں کے لئے تو اور بھی ضروری ہے اس لئے کہ اگر عقیدہ میں شرک و کفر، خفی یا جلی کی آمیزش ہوگی تو سب محنت اور عبادت رائیگاں جائے گی۔ اس کا کچھ بھی فائدہ نہ ہوگا۔

حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ نے اپنے وصال سے قبل اپنے صاحبزادہ سید عبدالوہاب رح کو جو وصیت فرمائی اس میں فرمایا ہے۔

"اللہ کا تقویٰ اور اس کی اطاعت کو لازم کر لیجیو اور نہ کسی سے خوف رکھیو، نہ طمع اور ساری حاجتیں حق تعالیٰ کے حوالے کیجیو اور اسی سے مانگیو اور حق تعالیٰ کے سوا نہ کسی پر بھروسہ رکھیو نہ اعتماد۔ توحید، توحید، توحید۔ سب چیز کا خلاصہ توحید ہے"۔

(الفتح الربانی مترجم۔ صفحہ ۴۶۳)

نیز حضرت نے اپنے وعظ میں فرمایا:۔

"تندرست قلب تو توحید و توکل اور یقین و توثیق اور علم و ایمان اور

تعالیٰ کے قرب سے لبریز ہوا کرتا ہے۔ وہ ساری مخلوق کو عجز و ذلت و فقر کی نظر سے دیکھتا ہے یعنی اللہ کے سامنے مخلوق کو درماندہ و عاجز سمجھتا ہے۔" (الفتح الربانی صفحہ ۳۲۳)

حکیم الامت حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی قدس سرہٗ اپنی بے نظیر تصنیف "الفوز الکبیر فی اصول تفسیر" میں جو درسِ نظامی کے نصاب میں داخل ہے، شرک کی حقیقت بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

"شرک کی حقیقت یہ ہے کہ ماسوا اللہ کے لئے ان صفات کو ثابت مانا جائے، جو خدا تعالیٰ کے ساتھ مختص ہوں۔ مثلاً عالم کے اندر تصرفات ارادی جس کو کن فیکون سے تعبیر کرتے ہیں، یا علم ذاتی جس کا اکتساب نہ حواس کے ذریعہ سے ہو نہ عقل کی رہنمائی سے اور نہ خواب اور الہام وغیرہ کے واسطہ سے یا مریضوں کو شفا دینا یا کسی شخص پر لعنت کرنا اور اس سے ناراض ہونا، جس کے باعث اس کو تنگ دستی اور بیماری اور شقاوت گھیر لیں یا رحمت بھیجنا جس سے اس کو فراخ دستی، تندرستی اور سعادت حاصل ہو۔

مشرکین بھی جواہر (اجسام) اور عظیم الشان امور کے پیدا کرنے میں کسی کو خدا تعالیٰ کا شریک نہیں جانتے تھے۔ ان کا اعتقاد تھا کہ جب خدا تعالیٰ کسی کام کے کرنے کا ارادہ کر لیتا ہے تو کسی میں اس کے روکنے کی قدرت نہیں ہے۔ ان کا شرک فقط ایسے امور کی نسبت تھا، جو کہ بعض بندوں کے ساتھ مخصوص تھے۔ ان لوگوں کا گمان تھا کہ جیسے شاہان عظیم القدر اپنے مقربانِ خاص کو ملک کے مختلف حصوں کا فرمانروا مقرر کرتے ہیں اور بعض امور خاصہ کے فیصل کرنے میں ان کو مختار بنا دیتے ہیں اور اپنی

رعایا کی چھوٹی چھوٹی باتوں کا خود انتظام نہیں کرتے اور اپنی کل رعایا کو حکام کے سپرد کر دیتے ہیں اور حکام کی سفارش ان کے ماتحت اور متوسلین کے حق میں قبول کی جاتی ہے۔ ایسے ہی بادشاہ علی الاطلاق جل مجدہ نے بھی اپنے خاص بندوں کو رتبہ الوہیت کے خلعت سے سرفراز کیا ہے اور ایسے لوگوں کی رضامندی و ناراضی دوسرے بندوں کے حق میں مؤثر ہے اس لئے وہ ان بندگانِ خاص کے تقرب کو ضروری خیال کرتے تھے تاکہ بادشاہ حقیقی کی درگاہ میں مقبولیت کی صلاحیت پیدا ہو جائے اور جزائے اعمال کے وقت ان کے حق میں شفاعت درجہ قبولیت حاصل کرے اور ان خیالی ضرورتوں کو دیکھتے ہوئے وہ لوگ ان کو سجدہ کرنا، اور ان کی قربانی کرنا اور ان کے نام کی قسم کھانا اور ضروری امور میں ان کی قدرت کن فیکون سے مدد لینا جائز سمجھتے تھے۔ انہوں نے پتھر، پیتل، سیسہ وغیرہ کی مورتیں بنا کر ان بندگانِ خاص کی روحوں کی طرف متوجہ ہونے کا ایک وسیلہ قرار دیا تھا لیکن رفتہ رفتہ ان جہلا نے ان پتھروں کو ہی اپنا اصلی معبود سمجھنا شروع کر دیا اور خلطِ عظیم واقع ہوا۔"

غیر خدا کو غائبانہ پکارنا و مدد طلب کرنا اور اموات سے استشفاع وغیرہ کے بارے میں اولیائے کرام، فقہائے عظام و مشائخ عظام رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم کے فتاویٰ ملاحظہ فرمائیں

صدر الائمہ حضرت امام ابو حنیفہؒ

حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ "اہل قبور سے دعا کرنا،

وسیلہ پکڑنا درست نہیں۔" (دُرِّ مختار)

حضرت مولانا شاہ ولی اللہؒ

"مشرکینِ مکہ بتوں کی روحوں کو توجہ کا قبلہ سمجھتے تھے، مسلمان بجائے بتوں کے قبروں کو سمجھتے ہیں۔" (فوز الکبیر)

"انبیاء علیہم السلام اپنی زندگی میں یا موت کے بعد اللہ تعالیٰ کے کاموں میں کسی قسم کا دخل یا تصرف نہیں رکھتے ہیں۔" (البلاغ المبین)

حضرت مولانا شاہ عبد القادرؒ محدث دھلویؒ

از روئے آیت شریف اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ ہ اللہ کے سوا کسی نبی، ولی یا فرشتے سے مدد مانگنا حرام ہے۔

حضرت مولانا شاہ محمد اسحاق محدث دھلویؒ

مردے سے اپنی حاجتیں طلب کرنا، مردہ کسی قسم کا تصرف رکھتا ہے سمجھنا، اللہ کے پاس سفارش کرکے مصائب دُور کرنے کو کہنا صریح شرک اور کفر ہے۔

(مائۃ مسائل)

حضرت مولانا شاہ عبد العزیز محدث دھلویؒ

بلا دور ہونے کے لئے غیر اللہ کو پکارنا اور نفع و نقصان کا ان کو مختار سمجھنا شرک ہے۔ (تفسیر عزیزی)

حضرت مولانا قاضی ثناء اللہ حنفی پانی پتیؒ

انبیاء و اولیاء کی قبروں کو سجدہ کرنا، طواف کرنا، ان سے مدد مانگنا، ان کی نذر کرنا یہ سب حرام ہیں۔ (مالا بد منہ)

حضرت مولانا عبد الحیٔ لکھویؒ

ہر شخص کی پکار کو ہر جگہ سے ہر وقت سننا اللہ تعالیٰ کی خاص صفت ہے۔

اللہ کے سوا کسی اور کے ساتھ ایسا اعتقاد شرک ہے۔ (فتاویٰ)

پیرانِ پیر حضرت محبوب سبحانیؒ

اپنے دلوں کو غیر اللہ سے پاک و صاف رکھو، جو شخص غیر اللہ سے نفع و نقصان کی امید رکھے وہ اللہ کا عابد نہیں بلکہ وہ اس کا بندہ ہے جس سے یہ توقع رکھتا ہے۔ (فتح الربانی)

اپنی کل حاجتوں کو خدا پر چھوڑ دو۔ تمام خلقت سے منہ پھیر کر اللہ کی طرف جھک جاؤ۔ (فتوح الغیب)

شیخ فرید الدین عطارؒ

اے انسان! مصیبت میں خدا کے سوا کسی سے مدد نہ مانگ۔ خدا کے سوا کوئی فریاد رس نہیں، جو اللہ کے سوا کسی دوسرے کو پکارتا ہے دنیا میں اس سے زیادہ کون گمراہ ہو سکتا ہے۔

حضرت جلال الدین مولانا رومؒ

تم دوسروں سے کیوں مانگتے ہو؟ کیا اللہ تعالیٰ اتنا مفلس ہو گیا ہے کہ تمہاری خواہش پوری نہیں کر سکتا؟ اپنی مرادیں، رزق وغیرہ خدا ہی سے طلب کرو۔ پانی ہمیشہ جاری نہر ہی سے ملا کرتا ہے۔

فتویٰ بزازیہ

حنفی مذہب کی معتبر کتاب میں ہے کہ جو کوئی یہ اعتقاد رکھے کہ بزرگوں کی روحیں ہر جگہ حاضر و ناظر ہیں، وہ کافر ہیں۔

مجالس ابرار

اور دیگر کتب حنفیہ میں ہے کہ مُردوں سے مدد مانگنا حرام ہے۔

استفتاء (۱)

ماقولکم یرحمکم اللہ تعالیٰ درین مسئلہ کہ عادت عوام ایں دیار است کہ در وقت مصیبت و حاجت از دور و بعید انبیاء علیہم السلام یا اولیائے کرام را بطریق استمداد می خوانند و اعتقاد می دارند کہ ایشان حاضر و ناظر اند در ہمہ حال و ہر وقت کہ ما مردم ایشان را می خوانیم، مطلع گشتہ در انجاح مقاصد دعا می کنند۔ ایں صورت جائز است یا نہ؟

ترجمہ: "اللہ تعالیٰ آپ حضرات پر رحمت فرمائے۔ آپ اس بارے میں کیا فرماتے ہیں کہ اس ملک کے عوام کی عادت ہے کہ وہ مصیبت اور حاجت کے وقت دور دراز سے انبیاء علیہم السلام یا اولیائے کرام کو طلب مدد کے طور پر پکارتے ہیں، اور یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ وہ ہر حال میں حاضر و ناظر ہیں۔ نیز یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ ہم جب بھی ان کو پکارتے ہیں ان کو علم ہو جاتا ہے اور وہ ہماری حاجت بر آری کے لئے دعا کرتے ہیں۔ کیا یہ صورت جائز ہے یا نہ؟ بیان فرمائیں، اللہ تعالیٰ آپ کو اجر عطا فرمائے۔"

الجواب وھو الموفق للصواب

صورت مذکورہ حرام بلکہ شرک صریح است۔ چہ ایں صورت متضمن اعتقاد علم غیب است برائے غیر اد تعالیٰ۔ و اعتقادِ مذکور شرک صریح است۔

بیانش آنکہ شرک در شرع عبادت است از شریک گردانیدن او تعالیٰ در ذات یا صفاتِ مختصہ یا عبادت وے عز و جل۔ و علم غیب از صفاتِ مختصہ بوے سبحانہ و تعالیٰ است۔

کما ھو مصرح فی کتاب العقائد، لانطول بذکر العبارات

کلها، بل نقتصر علی نقل عبارة علی القاری فی شرح الفقه الاکبر، وهی هذه۔

بالجملة علم الغیب امر تفرد به سبحانه وتعالیٰ ولا سبیل الیه للعباد الا باعلام منه والهام بطریق المعجزة والکرامة وارشاد الی الاستدلال بالامارات فیما یمکن فیه ذالک۔

ولهذا ذکر فی الفتاوی عند قول القائل عند رؤیة هلال القمر ای دائرته: یکون مطر مدعیا علم الغیب لا بعلامته کفر۔

وذکر الحنفیه تصریحا بالتکفیر باعتقاد ان النبی صلی الله علیه وسلم یعلم الغیب لمعارضة قوله تعالیٰ: قل لا یعلم من فی السمٰوٰت والارض الغیب الا الله۔ کما فی المسامرة۔ (انتهیٰ)

کتبه محمد بشیر عفا الله عنه صح الجواب عبد الصمد پشاوری۔ صح الجواب ذوالفقار۔ صح الجواب سید محمد سیوانی۔ (مجموعہ فتاویٰ مولانا عبدالحیٔ لکھنوی۔ جلد ۱ صفحہ ۳۲۸)۔

ترجمہ: "صورت مذکورہ حرام، بلکہ شرک صریح ہے کیونکہ یہ صورت غیر خدا کے لئے علم غیب کے ثبوت کو متضمن ہے (جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ مختص ہے) اور غیر خدا کے لئے یہ اعتقاد صریح شرک ہے۔

تفصیل اس کی یہ ہے کہ شریعت کی اصطلاح میں، اللہ تعالیٰ کی ذات میں، یا اس کی صفات مختصہ میں یا اس کی عبادت میں کسی اور کو شریک بنانے کو شرک کہتے ہیں

اور علم غیب ان صفات میں سے ہے جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ مختص ہیں۔
جیسا کہ عقائد کی کتابوں میں پوری صراحت سے مذکور ہے۔ ہم تمام عبارتوں کو ذکر کرکے جواب کو طول نہیں دیتے، بلکہ علامہ ملا علی قاریؒ نے شرح فقہ اکبر میں جو لکھا ہے صرف اسی کو نقل کر دینے پر اکتفا کرتے ہیں اور وہ یہ ہے۔

الحاصل علم غیب ایک ایسی صفت ہے جس میں اللہ تعالیٰ وسبحانہ متفرد اور یگانہ ہے۔ بندوں کے لئے اس تک رسائی کی کوئی صورت نہیں۔ بجز اس کے کہ اللہ تعالیٰ خود بتا دے یا بات دل میں ڈال دے۔ (پیغمبر کو) بطورِ معجزہ اور (ولی کو) بطورِ کرامت یا جہاں ممکن ہو وہاں علامتوں سے استدلال کی راہ دکھا دے۔

یہی وجہ ہے کہ کتب فتاویٰ میں ذکر کیا گیا ہے کہ جب کوئی شخص چاند کا دائرہ اور اس کا ہالہ دیکھ کر کہے کہ بارش ہو گی اور اس قول میں غیب جاننے کا دعویٰ کرے اور اپنے دعوے کو علامت پر مبنی قرار نہ دے تو وہ کافر ہو جاوے گا۔

اور فقہاء حنفیہؒ نے اس شخص کے کافر ہونے کی صراحت کی ہے جو یہ اعتقاد رکھے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم غیب جانتے ہیں۔ کیونکہ یہ اعتقاد اللہ تعالیٰ کے ارشاد قل لا یعلم الآیۃ کے سراسر خلاف اور منافی ہے جس کا ترجمہ یہ ہے کہ فرما دیجئے کہ زمین و آسمان میں رہنے والوں میں سے اللہ کے سوا کوئی غیب نہیں جانتا۔ اسی طرح مسائرہ میں ہے۔"

جواب دوم ھو المصواب

فی الواقع ہمچوں اعتقاد کہ حضرات انبیاء و اولیاء ہر وقت حاضر و ناظر اند و ہمہ حال بر ندائے ما مطلع می شوند، اگرچہ از بعید باشد شرک است، چہ این صفت از مختصات حق جل جلالہ است کسی را در آن شرکت نیست۔

در فتاوی بزازیہ می نویسد:۔

لو تزوج بلا شھود و قال خدا و رسولِ خدا فرشتگان را گواہ کردم یکفر لانہ اعتقد ان الرسول و الملک یعلمان الغیب ۔ (انتھی)

و نیز در بزازیہ است:۔

وعن ھذا قال علماؤنا من قال ان ارواح المشائخ حاضرۃ تعلم یکفر۔ انتھی۔ واللہ اعلم ۔

(مجموعہ فتاوی جلد ۱ صفحہ ۳۲۸)

ترجمہ:۔ "یہ عقیدہ رکھنا کہ حضرات انبیاء علیہم السلام اور اولیائے کرام ہر وقت حاضر و ناظر ہوتے ہیں اور وقت ہماری پکار (کو سنتے اور اس) سے باخبر رہتے ہیں اگرچہ دور ہی سے ہو، واقعی شرک ہے۔ کیونکہ یہ صفت (علم غیب) ان صفات میں سے ہے جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ مختص ہیں۔ اور اس میں کوئی اس کا شریک نہیں۔

فتاوی بزازیہ کے مؤلف لکھتے ہیں:

اگر کسی آدمی نے گواہوں کے بغیر نکاح کیا اور کہا: خدا، رسولِ خدا اور فرشتوں کو گواہ بناتا ہوں تو کافر ہو جائے گا۔ کیونکہ اس نے یہ اعتقاد کر لیا کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور فرشتے غیب جانتے ہیں۔

اسی طرح بزازیہ ہی میں ہے۔

اور اسی وجہ سے ہمارے علماء نے فرمایا ہے جو شخص یہ اعتقاد رکھے کہ بزرگوں کی روحیں حاضر و ناظر ہیں اور غیب جانتی ہیں تو وہ کافر ہو جائے گا۔"

استفتاء (۲)

ما قولکم فی رجل یظن ان الاولیاء یعلمون ویسمعون

نداء المنادی قریباً و بعیداً و یعتمدہ بالفاظ یقولہا الحاضر للحاضر وینذر بانعام یقول نذرت لہ سبلوا توجروا۔

ترجمہ:۔ "اس آدمی کے بارے میں آپ کیا فرماتے ہیں کہ جس کا اعتقاد یہ ہو کہ اولیائے کرام پکارنے والے کی پکار کو دور و نزدیک سے سنتے ہیں اور جانتے ہیں اور وہ ان سے ایسے الفاظ و خطاب سے مدد مانگتا ہے جو ایک شخص اپنے سامنے موجود آدمی کے لئے استعمال کرتا ہے۔ نیز وہ ان کے لئے چوپایوں کی نذریں مانتا ہے۔ مثلاً وہ کہتا ہے میں نے یہ جانور اس کے لئے نذر کیا۔"

جواب:۔

ھو المصوب۔ ھذا رجل فاسد العقیدۃ بل یخشی علیہ الکفر فان سماع الاولیاء النداء من بعید لیس بثابت والعلم الکلی بجمیع الجزئیات فی جمیع الازمان مختص باللہ جل وقد قال فی الفتاوی البزازیہ:۔

من قال ان ارواح المشائخ حاضرۃ تعلم، یکفر۔

(انتھی)

وذکر فیہ ایضاً:۔

ان من تزوج بشہادۃ اللہ ورسولہ یکفر۔ لانہ ظن ان الرسول یعلم الغیب۔ (انتھی)

والنذر لغیر اللہ حرام ویحرم المنذور لغیر اللہ کما بسطہ فی البحر الرائق وغیرہا واللہ اعلم۔

حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحئی تجاوز اللہ عن زنبہ الجلی والخفی۔

(مجموعہ فتاوی مولانا عبد الحئی لکھنوی جلد اول صفحہ ۳۶۱)

ترجمہ:۔ "وہی صواب کی توفیق دینے والا ہے۔ ایسا آدمی فاسد العقیدہ ہے، بلکہ اس پر کفر کا اندیشہ ہے اس لئے کہ اولیاء اللہ کا دور سے پکارنا، سننا ثابت نہیں اور تمام جزئیات کا تمام زمانوں میں کلی علم اللہ جل شانہ کے ساتھ مختص ہے۔

اور فتاویٰ بزازیہ میں ہے:۔

جس شخص نے یہ کہا کہ بزرگوں کی روحیں حاضر و ناظر اور عالم الغیب ہیں۔ اس کو کافر قرار دیا جائے۔

نیز اس میں مذکور ہے:۔

جس آدمی نے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی گواہی سے نکاح کیا اس کی تکفیر کی جائے، کیونکہ اس نے یہ خیال کیا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غیب جانتے ہیں۔

اور غیر خدا کے لئے نذر ماننا حرام ہے اور جو جانور غیر خدا کے لئے نذر مانا جائے وہ بھی حرام ہے جیسا کہ البحر الرائق اور دُرِّ مختار وغیرہ میں اس کی تفصیل موجود ہے۔"

استفتاء (۳)

شخصی بمریدانِ خود تعلیم می کند کہ "یا شیخ عبد القادر جیلانی شیئاً للہ" بطور دعاء و ورد بخوانند برائے قضائے حاجات مفید ست۔

و بعض کسان باین طریق تعلیم میکنند کہ "یا شیخ برائے حصولِ ما بدرگاہِ خدا دعا کنید" پس برائے تعلیم کنندہ چہ حکم است؟ و ہر دو کلام کلامِ شرک است یا نہ؟

و آیا شیخ عبد القادر چنین قدرت دارند کہ فریادِ ہر کس شنیدہ برائے ندا کنندہ دعا کنند و بفریاد رسند یا نہ؟

ترجمہ:۔ "ایک شخص اپنے مریدوں کو تعلیم دیتا ہے کہ وہ بطورِ دعا اور وظیفہ" یا شیخ عبد القادر جیلانی شیئاً للّٰہ" پڑھا کریں۔ قضائے حاجات کے لئے مفید ہے۔

اور بعض لوگ اس طریقہ سے تعلیم دیتے ہیں کہ" اے شیخ! ہماری حاجت برآری کے لئے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کریں"۔ ایسی تعلیم دینے والے کا کیا حکم ہے؟

اور کیا حضرت شیخ عبد القادرؒ ایسی قدرت رکھتے ہیں کہ ہر ایک کی فریاد سُن کر پکارنے والے کے لئے دعا کریں اور اس کی فریاد رسی کریں یا نہیں؟

جواب:۔

ہو المعصوب۔ از چنین وظیفہ احتراز لازم و واجب است۔ اولاً ازیں جہت کہ این وظیفہ متضمن شیئاً للّٰہ است و بعض فقہا از ہمچنوں لفظ حکم کفر کردہ اند۔ چنانکہ در درّ مختار می نویسد: کذا قول شیئاً للّٰہ قیل یکفر۔ (انتہیٰ)

و در ردالمحتار می آرد:

لعل وجھہ انہ طلب شیئاً للّٰہ واللّٰہ غنی عن کل شیٔ والکل مفتقر الیہ وینبغی ان یرجح عدم التکفیر لانہ یمکن ان یقول اردت طلب شیٔ اکراما للّٰہ۔

(شرح الوھبانیۃ)

قلت فینبغی ان یجب التباعد من ھٰذہ العبارۃ۔ وقد مر ان مافیہ یؤمر بالتوبۃ والاستغفار وتجدید النکاح۔ (انتہیٰ)

ثانیاً ازیں جہت کہ این وظیفہ متضمن ست ندائے اموات را از امکنۂ بعیدہ و شرعاً

ثابت نیست کہ اولیاء را قدرتی حاصل است کہ از امکنۂ بعیدہ ندا را بشنوند۔ البتہ سماعِ اموات سلام زائرِ قبر را ثابت ست، بلکہ اعتقاد اینکہ کسی غیر حق سبحانہ حاضر و ناظر و عالم خفی و جلی در ہر وقت و ہر آن است اعتقاد شرک است۔ در فتاوی بزازیہ می نویسد۔

تزویج بلا شہود وقال خدای و رسولِ خدا و فرشتگان را گواہ کردہ ام یکفر لانہ اعتقد ان الرسول والملک یعلمان الغیب وقال علمائنا من قال ان ارواح المشائخ حاضرۃ تعلم یکفر۔ (انتہی)

وحضرت شیخ عبد القادرؒ اگرچہ از اجلۂ اولیاء امت محمدیہ ہستند و مناقب و فضائل شان لاتعد ولاتحصی اند، لیکن چنین قدرت شان کہ فریاد را از امکنۂ بعیدہ بشنوند و بفریاد رسند ثابت نیست۔ و اعتقاد اینکہ آن جناب ہر وقت حال مریدان خود میدانند و ندائے شان می شنوند از عقائد شرک است۔ واللہ اعلم۔

حررہ ابو الحسنات محمد عبد الحئی عفی عنہ۔

(مجموعہ فتاوی مولانا عبد الحئیؒ جلد اول صفحہ ۲۵۲-۲۵۳)

ترجمہ:۔ ایسے وظیفہ سے بچنا لازم اور واجب ہے۔ اول اس لئے کہ یہ وظیفہ شیئاً للہ پر مشتمل ہے اور بعض فقہاء نے اس قسم کے الفاظ کی بنا پر کفر کا حکم لگایا ہے چنانچہ درِ مختار میں ہے۔ اسی طرح شیئاً للہ کہنا۔ بعض نے اس پر کفر کا حکم لگایا ہے۔

اور ردّ المحتار میں ہے:

شاید اس کی وجہ یہ ہے کہ اس نے اللہ کے لئے کوئی چیز طلب کی ہے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ ہر چیز سے بے نیاز ہے اور سب اس کے محتاج ہیں اور مناسب

یہ ہے کہ عدم تکفیر کو ترجیح دی جائے۔ کیونکہ ممکن ہے قائل یہ کہے کہ میرا ارادہ اللہ تعالیٰ کے اکرام کی خاطر مانگنا ہے۔ (شرح وہبانیہ)

میں (علامہ ابن عابدین شامیؒ) کہتا ہوں پھر بھی اس عبارت سے دور رہنا واجب ہے (کیونکہ اس میں حرمت کی دوسری وجہ موجود ہے جس کا ذکر آگے آرہا ہے۔ اور پہلے گزر چکا ہے کہ قائل کو توبہ و استغفار اور تجدید نکاح کا حکم دیا جائے۔

دوسری وجہ (ایسے وظیفے سے وجوب احتراز کی) یہ ہے کہ یہ وظیفہ دور دراز سے مُردوں کو پکارنے پر مشتمل ہے اور دور دراز سے اولیاء اللہ کے لئے پکار سننے کی قدرت شریعت سے ثابت نہیں۔ البتہ مُردوں کا زائر کا سلام سننا ثابت ہے۔ بلکہ یہ اعتقاد کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی اور حاضر و ناظر ہے اور ہر وقت اور ہر آن میں ہر ظاہر و پوشیدہ کو جانتا ہے یہ اعتقاد شرک ہے۔

(فتاویٰ بزازیہ کی عبارت کا ترجمہ پہلے گزر چکا ہے)

اور حضرت شیخ عبد القادرؒ اگرچہ امت محمدیہ کے بلند پایہ اولیاء میں سے ہیں۔ ان کے مناقب اور فضائل بے شمار ہیں، لیکن ان کے لئے ایسی قدرت کہ وہ دُور دراز سے فریادیں سنتے اور فریاد رسی کرتے ہیں اور یہ اعتقاد کہ وہ ہر وقت اپنے مریدوں کے احوال سے باخبر رہتے ہیں اور ان کی پکاریں سنتے ہیں، عقائدِ شرک میں سے ہے۔

استفتاء (۴)

ما قولکم فی هذه المسئلة۔

اگر کوئی شخص یہ عقیدہ رکھے کہ حضرت غوث اعظمؒ کو یہ قوت حاصل ہے کہ جس

مقام سے کوئی ان کو پکارے اس کی ندا کو وہ سنتے ہیں اور اس کے حال کی طرف متوجہ ہوتے ہیں تو موافق قواعد شرعیہ کے یہ عقیدہ کیسا ہے۔

جواب: ہوالمصوب۔

یہ عقیدہ خلاف عقائد اہل اسلام بلکہ منجر الی الشرک ہے۔ ہر شخص کی ندا کو ہر جگہ سے ہر وقت سننا خاص ہے پروردگار عالم کے ساتھ، کسی مخلوق میں یہ صفت نہیں۔ واللہ اعلم۔ حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابوالحسنات محمد عبدالحیٔ تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی وخفی۔ (مجموعہ فتاویٰ جلد دوم صفحہ ۳۹۰)

استفتاء (۵)

مدد چاہنا پیغمبران و ولی اللہ سے جائز ہے یا نہیں؟

جواب:-

مدد چاہنا واسطے قبول ہونے دعا اور حاصل ہونے مطلب کے جناب پیغمبران و ولی اللہ سے بالاتفاق جائز تھا اور ذات بابرکات آپ لوگوں کے باعث حصول مقاصد اور موجب قبولیت دعا ہوتی رہی اور سلف صالح کا قرون ثلثہ وغیرہ میں یہی دستور رہا کہ جو حضرات اپنے زمانہ میں صالح و ولی اللہ معلوم ہوئے اُن کو لوگ اپنی قبولیت دعا کے واسطے تکلیف دیتے رہے اور ان سے دعا کرانے کی خواستگاری رہی۔

بناءً علیہ اگر اب بھی کوئی صالح یا ولی اللہ معلوم ہو اور اس سے لوگ دعا کرائیں یا اپنی دعا کی قبولیت میں اس کو وسیلہ ٹھہرائیں جیسا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو لوگوں نے پیشوا کر کے اپنی طلب حاجت کی تھی۔ بالاتفاق جائز ہوگا اور اس میں کسی فقہائے حنفیہ کا اختلاف نہیں۔

واضح رہے کہ یہی مذہب اکثر فقہاء کا قابل فتویٰ زمانہ ہمارے کے ہے،
کیونکہ اس میں احتیاط ہے جیسا کہ واقف کتب فقہ پر مخفی نہیں۔

واللہ اعلم وعلمہ اتم

حررہ محمد اسحاق بڑودسری البلدی

(مجموعہ فتاویٰ مولانا عبدالحیٔ لکھنوی جلد اول صفحہ ۳۲۸)

حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

دیوان باہوؒ مترجم: صفحہ: ۱

یقینی دائم دریں عالم کہ لا معبود الا ہُو	ولا موجود فی الکونین لا مقصود الا ہُو

نال یقین کمال مکمل ایہ گل ثابت ہوئی
دوہیں جہانیں حاضر ناظر اللہ باہجھ نہ کوئی

تمام اہل اسلام کا اس بات پر پختہ اعتقاد ہے کہ:۔

وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ وَمَا يَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ
فَيَقُولُ ءَأَنتُمْ أَضْلَلْتُمْ عِبَادِي هَٰؤُلَاءِ أَمْ هُمْ
ضَلُّوا السَّبِيلَ ۝ قَالُوا سُبْحَانَكَ مَا كَانَ يَنبَغِي
لَنَا أَن نَّتَّخِذَ مِن دُونِكَ مِنْ أَوْلِيَاءَ وَلَٰكِن مَّتَّعْتَهُمْ
وَآبَاءَهُمْ حَتَّىٰ نَسُوا الذِّكْرَ وَكَانُوا قَوْمًا بُورًا ۝

(پ ۱۸ - سورۃ الفرقان - ع ۱)

ترجمہ:۔ "اور جس دن اللہ جمع کرے گا ان (مشرکین) کو اور ان (بزرگوں) کو جن کی وہ اللہ کے سوا پوجا کرتے رہے، تو ان سے (جن کی پوجا کی گئی) پوچھ گچھ کرے گا

تم نے میرے ان بندوں کو گمراہ کیا (کہ وہ تمہاری پرستش کرنے لگ گئے) یا وہ خود ہی راہِ راست سے بھٹک گئے، تو وہ جواب دیں گے کہ اے اللہ تو پاک ہے۔ ہمارے لئے یہ مناسب نہیں تھا کہ (ہم خود) اپنے لئے تیرے سوا کسی کو کارساز بناتے (تو بھلا ہم ان کو کس طرح یہ تعلیم دے سکتے تھے کہ وہ ہمیں کارساز سمجھ کر ہماری پوجا کریں) لیکن تو ہی ان کو اور ان کے باپ دادا کو فائدے پہنچاتا رہا۔ یہاں تک کہ وہ تیری یاد بھلا بیٹھے اور یہ لوگ تباہ ہونے والے تھے"۔

مشرکین مکہ مشرک کیوں تھے؟

بعض لوگوں کو یہ بھول لگی ہوئی ہے (میں یہ نہیں کہتا کہ وہ بدنیتی سے قرآنی آیات و تعلیمات پر پردہ ڈالتے ہیں۔ محض بھول کی وجہ سے کہتے ہیں) کہ کافر لوگ بتوں کی پوجا کرتے تھے۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا میں تشریف لاکر بُت توڑے، کلمہ پڑھایا اور لوگوں کو مسلمان بنایا۔

مشرک چونکہ بتوں کی پوجا کرتے تھے اس لئے وہ مشرک تھے اور جو بتوں کی پوجا پرستش نہ کرے وہ مسلمان ہے۔ آج میں یہ بھول دُور کر دینا چاہتا ہوں۔

بات دراصل یہ ہے کہ مشرک لوگ بتوں کی پوجا کرتے بھی تھے اور نہیں بھی کرتے تھے۔ دونوں باتیں سمجھ لینے کے بعد کسی نتیجہ پر پہنچ جانا آسان ہو گا۔

۱۔ نصرانی مذہب والوں کی کئی قومیں ہیں، وہ بتوں کی پوجا کرتے تھے اور کرتے ہیں۔ لیکن اگر آپ انہیں کسی کا بت بنا کر پیش کریں۔ وہ کتنا ہی قیمتی، خوبصورت اور اعلیٰ کیوں نہ ہو وہ ہرگز پوجا نہیں کریں گے۔ صرف حضرت عیسیٰ علیہ السلام و مریم علیہا السلام کی تصاویر اور بتوں ہی کی پوجا کریں گے۔ دراصل وہ حضرت عیسیٰؑ

اور حضرت مریمؑ کو حاجت روا، مشکل کشا سمجھ کر ان کی پرستش کرتے ہیں، ان کے بتوں اور تصویروں کو وہ حاجت روا اور مشکل کشا نہیں سمجھتے، اس لحاظ سے وہ بتوں کی پوجا نہیں کرتے۔

مگر حضرت عیسیٰؑ اور حضرت مریمؑ (جن کو نصاریٰ عالم الغیب، حاجت روا اور اپنا مشکل کشا سمجھتے ہیں) کی یاد تازہ کرنے کے لئے ان کی تصاویر اور بت سامنے رکھتے تھے اور رکھتے ہیں، اس لحاظ سے وہ بتوں کی پوجا کرتے بھی ہیں۔ اصل مقصود ان کا عیسیٰؑ اور مریمؑ کی پرستش ہے نہ ان کے بتوں کی، بت تو محض ان کی یاد تازہ کرنے کے لئے سامنے رکھ لئے گئے ورنہ ہمارے تمہارے بنائے ہوئے کسی بت کی وہ پوجا کیوں نہیں کرتے۔

۲- اسی طرح ہندو قوم، بت پرست ہوتے ہوئے تمہارے بنائے ہوئے بتوں کی پرستش نہیں کریں گے۔ اگر بتوں ہی کی پرستش مطلوب ہوتی تو کوئی بت بھی مل جاتا وہ اسی کی پوجا کر لیتے مگر وہ صرف کرشن، مہادیو، رام چندر جی وغیرہ کے بتوں کی پوجا کرتے ہیں۔ کیونکہ ان کو وہ اپنا حاجت روا اور مشکل کشا سمجھتے ہیں، اصل میں ان کی پرستش کرتے ہیں، ان کی پرستش ہی ان کا مقصود و مطلوب ہے، اس لحاظ سے وہ ان کی پوجا نہیں کرتے مگر ان کی یاد تازہ کرنے کے لئے ان کی اور صرف ان کی ہی تصاویر سامنے رکھ کر پوجا کرتے ہیں۔ اس لحاظ سے وہ بتوں کی پوجا کرتے بھی ہیں مگر مقصود بتوں کی پوجا نہیں، بلکہ ان بزرگوں کی جن کے یہ بت ہیں۔

۳- اسی طرح مشرکین عرب بتوں کی پوجا کرتے بھی تھے اور نہیں بھی۔ صحیح بخاری باب فتح مکہ میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ۸ھ میں دس ہزار صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کا لشکر ہمراہ لے کر داخل مکہ ہوئے لو اَبَی اَنْ یَدْخُلَ

الْبَيْتَ وَفِيهِ الْهَةٌ۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیت اللہ میں غیر اللہ کے بتوں کی موجودگی میں داخل ہونے سے انکار فرما دیا۔

ان بتوں میں حضرت ابراہیم علیہ السلام اور اسماعیل علیہ السلام کی تصاویر بھی تھیں، جیسا کہ حدیث کے الفاظ ہیں:۔

فَأَخْرَجَ صُورَةَ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمٰعِيلَ۔

ہُبل، جو مخفف ہے ہابیل کا اور ہابیل حضرت آدم علیہ السلام کا بیٹا تھا۔ جسے اس کے بھائی قابیل نے شہید کر دیا تھا۔ یہ چونکہ کائناتِ انسانی میں سب سے پہلا شہید تھا۔ اس لئے اس کے مجسمہ کو سب سے بڑے مقرب اور حاجت روا کا بت مانتے ہوئے اسے کعبہ کی چھت پر رکھا ہوا تھا۔ ان کے علاوہ ثَلٰثَ مِائَةٍ وَسِتُّونَ حَوْلَ الْكَعْبَةِ۔ تین سو ساٹھ بُت کعبہ کے اردگرد تھے۔

غرضیکہ مشرکینِ عرب اور مشرکینِ مکہ بتوں اور تصاویر کی پرستش کرتے تھے، مگر وہ بُت اور تصاویر شہداء، اولیاء اور حضرت ابراہیمؑ و اسماعیلؑ جیسے جلیل القدر اور اولوالعزم انبیاء کی تھیں جنہیں وہ اپنا حاجت روا، فریادرس اور مشکل کشا سمجھتے تھے۔ ہر کس و ناکس کی تصویر کی پرستش کرنے پر کبھی آمادہ اور تیار نہ تھے۔ اس سے معلوم ہوا کہ مشرکینِ عرب بتوں کی پوجا اور عبادت نہیں کرتے تھے اور نہ ہی بتوں کو حاجت روا یا اوصافِ کاملہ کا مالک ہی سمجھتے تھے۔ البتہ ان بزرگانِ دین اور انبیائے کرامؑ کی یاد تازہ کرنے کے لئے ان کے مجسمے اور تصاویر سامنے رکھ لیتے تھے اور ان کے آگے نیازات اور نذرانے پیش کرتے اور حق پرستش ادا کرتے تھے۔ اس لحاظ سے وہ بتوں کی پوجا کرتے بھی تھے مگر مقصود ان کا سامنے رکھے ہوئے بتوں کی پرستش نہ ہوتی تھی، بلکہ مقصود وہ ہوتے جن کے یہ بُت تھے۔ اس سے ثابت ہوا کہ نصاریٰ، ہندو اقوام

اور مشرکین عرب محض اس لئے مشرک نہیں تھے کہ وہ بتوں کی پرستش کرتے تھے بلکہ اس لئے مشرک کہلائے کہ وہ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ یعنی اللہ تعالیٰ کے سوا شہداء، اولیاء اور انبیاء و صلحاء کی پرستش کرتے تھے۔ ان کو خدا کی صفات، اس کے حقوق اور اختیارات میں شریک و سہیم سمجھتے تھے، ان کی نذریں، نیازیں دیتے تھے، غائبانہ حاجات میں پکارتے تھے اور ان بزرگوں کی یاد تازہ کرنے کے لئے تمثالیں و بالتبع ان کے مجسمے بھی بنا کر سامنے رکھ لیتے تھے، تو وہ غیر اللہ کی پرستش کرنے سے مشرک اور کافر ٹھہرے نہ کہ صرف بتوں کی پرستش سے۔

شرک کی ابتدا کب اور کس طرح ہوئی

حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت نوح علیہ السلام تک آٹھ پشتیں گزری ہیں جو جادہ حق پر تھے اور توحید پرست تھے۔ سب سے پہلے شرک کا منحوس قدم دنیا میں اس طرح آیا کہ حضرت نوح ؑ کے زمانہ سے پہلے ان کی قوم کے پانچ بزرگ تھے۔ (۱) ود (۲) سواع (۳) یغوث (۴) یعوق (۵) نسر۔ جن کے متعلق حضرت ابن عباس رضؓ سے روایت ہے کہ اَسْمَآءُ رِجَالٍ صَالِحِیْنَ مِنْ قَوْمِ نُوْحٍ ؑ۔ یعنی یہ ود، سواع، یغوث، یعوق، نسر حضرت نوح ؑ کی قوم کے صالح اور نیک مردوں کے اسمائے گرامی تھے۔ ان کے گزر جانے کے بعد ان کے عقیدت مندوں نے ان کے مجسمے بنا کر ان کی پرستش شروع کر دی۔

آخر اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح علیہ السلام کو ان کی ہدایت و رہنمائی کے لئے مبعوث فرمایا اور حضرت نوح ؑ نے ساڑھے نو سو برس انہیں تبلیغ کی۔ لیکن چونکہ مشرکین اپنے معبودوں کو پیارا اور محبوب سمجھتے تھے اور ان کی عبادت اور پرستش کو بہت بڑی نیکی اور تقرب الٰہی کا ذریعہ سمجھتے تھے۔ اس لئے حضرت نوح ؑ کی تبلیغ

اور غیر اللہ کی پرستش سے روکنے پر مشرکین کو غصہ آیا اور وہ حضرت نوح علیہ السلام کی مخالفت کرنے لگے، جیسے کسی نمازی کو نماز سے روکا جائے تو اسے غصہ آتا ہے کیونکہ وہ سمجھتا ہے کہ اسے نیکی سے روکا گیا ہے، اس لئے وہ روکنے والے کو برا سمجھتا ہے، اسی طرح حضرت نوح علیہ السلام کو بھی وہ برا سمجھنے لگے تھے کیونکہ یہ انہیں بزرگوں کی پرستش (جو ان کے خیال میں نیکی تھی) سے منع کرتے تھے اور ان کی مخالفت اس قدر شدید ہو گئی کہ وہ بیٹوں کو حضرت نوحؑ کے روبرو کہہ کے کہتے تھے "اِتَّقِ هٰذَا۔ اِنَّ اَبِیْ اَوْصَانِیْ بِهٰذَا" کہ بیٹا! اس نوح سے بچنا، اس کے قریب مت جانا اور اس کی باتیں ہرگز نہ سننا۔ بیشک میرے باپ نے مجھے بھی اس بات کی وصیت کی تھی۔

ایسے حالات میں نوح علیہ السلام نے ساڑھے نو سو سال دن رات ایک کر کے تبلیغ دین و اشاعت توحید کا فریضہ ادا کیا۔ مگر اس قدر طویل عرصہ کے دعظ و تبلیغ کے بعد "مَآ اٰمَنَ مَعَهٗٓ اِلَّا قَلِیْلٌ"۔ صرف چند آدمی ہی آپ کے ساتھ ایمان لائے۔

حکمت

دنیا میں سب سے پہلے مبلغ توحید حضرت نوحؑ کا ساڑھے نو سو سال کا عرصہ تبلیغ توحید پر لگانے اور پھر بھی حوصلہ افزا و خاطر خواہ نتیجہ برآمد نہ ہونے میں یہ حکمت بتلانا مقصود تھی کہ شرک کا مقابلہ آسان کام نہیں۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بھی تبلیغ توحید کی وجہ سے آگ میں ڈالا گیا تھا کہ وہ لوگوں کو بتوں کی پوجا سے روکتے تھے۔ بس اس پر وہ آگ بگولا ہو گئے اور حضرت ابراہیمؑ کو برا جان کر آگ میں ڈالنے کا فیصلہ کر لیا۔ حد تو یہ ہے اپنے الٰہوں اور معبودوں کے

نام پر منتیں مانتی تھیں کہ میرا فلاں کام بن گیا۔ میری فلاں حاجت پوری ہو گئی تو میں اس چنتا کے لئے ایندھن کا نذرانہ دوں گی جو بزرگوں کی پرستش سے روکنے والے ابراہیمؑ کے لئے تیار کی جا رہی ہے۔

جنگ بدر میں ابوجہل نے بھی کہا تھا کہ میرے مولا جو حق پر ہے اسے فتح دے، اسے اپنی نیکیوں یعنی ابراہیمؑ و اسماعیلؑ اور دوسرے نیک بندوں کی پوجا کرنے پر ناز اور گھمنڈ تھا۔ وہ غیر اللہ کی پوجا کو نیکی سمجھتا تھا اور اس کا خیال تھا کہ اس نیکی پر خدا راضی ہے، اور ہم نیکی کرنے والوں کو فرد ان بُرے لوگوں پر فتح دے گا جو ہمیں ان بزرگوں کی بندگی اور پرستش سے منع کرتے ہیں۔

واقعہ

جب حضرت ابراہیمؑ کو آگ میں ڈالا گیا، تو حضرت جبرائیلؑ حاضر ہوئے اور کہنے لگے کہ اے ابراہیمؑ کیا آپ کو کوئی ضرورت ہے، ہمارے متعلق کچھ خدمت ہے؟ تو حضرت ابراہیمؑ نے جواب میں فرمایا اَمَّا اِلَیْكَ فَلَا۔ یعنی ضرورت اور حاجت تو ہے مگر اے جبرائیلؑ امین آپ سے متعلق نہیں خدا سے متعلق ہے۔

یہ ہے توحید کہ آگ میں جل جانا منظور کر لیا جائے مگر خدا کے سوا اگر جبریلؑ بھی ہو تو اس سے بھی حاجت برآری کا مطالبہ نہ کیا جائے۔

توحید تو یہ ہے کہ خدا حشر میں کہہ دے
یہ بندہ دو عالم سے خفا میرے لئے ہے

توحید پرستوں کا امتحان

حدیث پاک میں ارشاد ہے کہ مومنین، موحدین میدانِ قیامت میں کھڑے ہوں گے

اللہ تعالیٰ ایک تجلی سے ظاہر ہوں گے، مگر ایمان والے لوگ کہیں گے کہ معلوم نہیں کہ کس کی تجلی ہے اور اس صورت میں کون ظاہر ہو رہا ہے، ہم تو سجدہ نہیں کریں گے۔ پھر رب تعالیٰ دوسری صورت میں ظاہر ہوں گے، اور مومنین جب پہچان لیں گے کہ واقعی یہ ہمارے پروردگار معبود حقیقی، مقصود حقیقی، موجود حقیقی ہی کی تجلیات ہیں اور وہی تعالیٰ ان تجلیوں میں ظاہر ہو رہا ہے، تب سجدہ کریں گے۔ یہ ہے توحید پرستوں اور ایمان والوں کی قوتِ ایمانی کہ خدا کو بھی جب تک پہچان نہ لیں سجدہ نہیں کرتے۔

الفقہ: مشرکین انبیاء علیہم السلام، صلحاء اور شہداء کی پرستش اور بزرگانِ دین کی پوجا کرنے کی وجہ سے مشرک کہلائے ہیں اور ان کی ہی پوجا ان کا اصلی مقصد بھی ہوتا ہے، بُت تو محض ان کی یاد تازہ کرنے کا ذریعہ ہیں۔ وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ وَمَا يَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللّٰهِ۔ قیامت کو اللہ تعالیٰ نبیوں، بزرگوں کی پرستش کرنے والے عابدین مشرکین کو اور ان بزرگوں کو جن کی یہ مشرک پوجا کرتے رہے، اکٹھا کریں گے۔

فَيَقُولُ ءَأَنتُمْ أَضْلَلْتُمْ عِبَادِي هَٰؤُلَاءِ أَمْ هُمْ ضَلُّوا السَّبِيلَ۔ اور پوچھیں گے کہ کیا میرے ان بندوں کو تم نے سیدھے راستے سے بھٹکایا اور اپنی پرستش اور بندگی پر لگایا یا وہ خود بخود سیدھی راہ سے بھٹک گئے اور تمہیں معبود و الٰہ سمجھ کر تمہاری پرستش کرتے رہے۔

قَالُوا سُبْحَانَكَ مَا كَانَ يَنبَغِي لَنَا أَن نَّتَّخِذَ مِن دُونِكَ مِنْ أَوْلِيَاءَ۔ وہ (جن کی پرستش کی جاتی تھی) کہیں گے کہ اے باری تعالیٰ تو پاک ہے تمام عیوب سے، اولاد سے، بیوی سے، شریکوں سے، عجز سے، جب تو شریکوں سے ہے ہی پاک، تیرا کوئی بھی ذات و صفات میں، ملک و اختیارات میں

اور حقوق و تصرفات میں شریک و سہیم نہیں ہے تو ہم تیرے سوا کس کو اپنا رفیق، معبود، حاجت روا اور مشکل کشا جانتے۔

جب ہم خود کسی کو تیرے سوا معبود نہیں ٹھہراتے تو ان مشرکوں کو ہم کیسے شرک کرنے کی طرف اور اپنی بندگی کی طرف بلا سکتے تھے۔ سبحانک۔ دراصل ان کی گمراہی اور شرک اختیار کرنے کی وجہ یہ ہے کہ:۔

وَلٰكِنْ مَّتَّعْتَهُمْ وَاٰبَآءَهُمْ حَتّٰى نَسُوا الذِّكْرَ وَكَانُوْا قَوْمًا بُوْرًا ۔ یہ ہمیں بلاتے تھے، ہمیں پکارتے تھے، ہم سے حاجات اور مرادات طلب کرتے تھے۔ لیکن ان کی مرادات و حاجات تو خود بُلاتا تھا ان کے اور ان کے آباؤ اجداد کے کام تو بنا دیتا تھا۔ ان کی مشکلیں تو آسان کر دیتا تھا تو اس کا مطلب پورا ہو جانے کی وجہ سے وہ شرک میں مبتلا ہو گئے۔ یہاں تک کہ وہ تیرے ذکر، تیرے احکام اور تیری توحید کو ہی بھول گئے اور ہلاک ہو گئے۔

وَلٰكِنْ مَّتَّعْتَهُمْ وَاٰبَآءَهُمْ سے معلوم ہوا کہ مشرکین کے بگڑے ہوئے کام بھی اللہ تعالیٰ ہی بناتا ہے۔ ہر طرح کی دنیوی نعمتوں سے وہی نوازتا ہے جیسا کہ اس کا اپنا ارشاد ہے:۔

كُلًّا نُّمِدُّ هٰٓؤُلَآءِ وَهٰٓؤُلَآءِ مِنْ عَطَآءِ رَبِّكَ ۔ کہ ہم ہر ایک کو دشمن، دوست، فرمانبردار اور نافرمان مشرک اور موحد، کافر، مؤمن تمام کو ہم مدد دیتے ہیں۔ تمام کے کام ہم ہی بناتے ہیں اور سب کی حاجات و مرادات ہم خود ہی پوری کرتے ہیں۔

مگر مشرکین اس حاجت برآری اور مشکل کشائی کو غیر اللہ کی طرف منسوب کرتے ہیں، نیز خدا سے مانگنے والوں کی مرادیں دیر سے بر آتی ہیں اور غیر اللہ سے مانگنے والے کی مرادیں جلدی پوری ہو جاتی ہیں۔ جیسے کاشتکار ہل چلاتا ہے، زمین تیار کرتا ہے؛

تخم ریزی کرتا ہے۔ آبیاری کرتا ہے۔ حفاظت کرتا ہے۔ تب سال چھ مہینے کے بعد جائز اور حلال طریقہ سے اسے روزی نصیب ہوتی ہے۔ لیکن اس کے مقابلہ میں ناجائز ذرائع استعمال کرنے والا مثلاً چور، راشی وغیرہ کس قدر جلد اپنی روزی کا سامان بنا لیتے ہیں یا ایک دکاندار جائز صورت میں کمانے والا پہلے سرمایا لگاتا ہے۔ سامانِ تجارت خرید کرتا ہے، پھر صبح سے شام تک گاہکوں کے انتظار میں بیٹھتا ہے۔ تب کہیں جاکر کچھ کماتا ہے، مگر اس کے مقابلہ میں قمار باز یعنی جوا آیا ایک ہی داؤ سے ہزاروں روپے کما کر گھر لوٹ آتا ہے۔

ایسی صورتوں میں ناجائز ذرائع استعمال کرنے والوں کو بھی روزی خدا ہی دیتا ہے اور جائز ذرائع سے کمانے والوں کی نسبت جلدی بھی دیتا ہے اور حکم خداوندی کے مطابق چلنے والوں کو دیر سے دیتا ہے مگر دیکھنا یہ ہے کہ خدا کے نزدیک کونسا طریقہ جائز مقبول اور پسندیدہ ہے اور کونسا طریقہ ناجائز، حرام اور ممنوع ہے۔

لیکن افسوس اس بات کا ہے کہ جس قدر دلائل قویہ و براہین قاطعہ سے مسئلہ توحید سمجھایا جائے۔ قرآن مجید کی آیاتِ بینات و احادیثِ نبویؐ کی روشنی میں شکوک رفع کیے جائیں، اس کے باوجود لوگوں کا یہ حال ہے کہ جب کوئی جاہل اپنی من گھڑت روایات اور جھوٹی حکایات سنا سنا کر شرک اور بدعت کی اشاعت کرے گا، تو سب یہ کہنے لگیں گے کہ حق تو یہ ہے کہ پہلے تو سب جھوٹ اور غلط ہی سنتے رہے ہیں۔

جیسا کہ حضرت موسیٰؑ سے بنی اسرائیل نے مختلف معجزات دیکھے، عصا دیکھا، یدِ بیضا دیکھا۔ حضرت موسیٰؑ کے دشمنوں پر طرح طرح کے عذاب دیکھے کہ فارسلنا علیھم الطوفان والجراد والقمل والضفادع والدم آیات مفصلات دریا کو راستہ دیتا ہوا دیکھا، اپنے دشمن فرعون کو بمعہ لاؤ لشکر اپنے روبرو غرق ہوتے

ہوا دیکھا۔ سب معجزات و کمالات کے علاوہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی زبانی وعظ و تبلیغ بھی سنتے رہے، یہ سب کچھ دیکھنے کے باوجود جب حضرت موسیٰؑ تورات لینے کوہِ طور پر گئے اور تیس چالیس روز کی دیر لگ گئی۔ پیچھے سامری نے بنی اسرائیل کے زیورات اکٹھے کر کے بچھڑا بنایا اور اس کی ساخت کچھ اس قسم کی تھی کہ اس میں سے گائے کے بچھڑے کی سی آواز آنے لگی تو اس کی ایک آواز پر جاہل اور بدنصیب قوم نے حضرت موسیٰؑ کی تعلیمات، مواعظ اور معجزات کو پسِ پشت ڈال دیا اور کہنے لگے هٰذَا اِلٰهُنَا وَاِلٰهُ مُوْسٰى فَنَسِيَ یہی حال ہے ہماری قوم کا بھی۔

وای بر قومیکہ بت را سجدہ بے حجت کنند
بارسل گویند فاتونا بسلطان مبین

حضرات ہماری دعوت صرف یہ ہے کہ نذر و نیاز کے لائق، عالم الغیب، مشکل کشا، حاجت روا، فریادرس اور ہر جگہ حاضر و ناظر خدا تعالیٰ کے سوا اور کوئی نہیں۔ ہم یہ نہیں کہتے کہ اولیائے کرام ہمارے جیسے ہیں یا ہم ان جیسے ہیں بلکہ ہم تو ان کی خاکِ پا کے برابر بھی نہیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے امید ہے کہ وہ ہمیں بھی ان کی طفیل بخش دے گا۔ زندہ ہوں تو ان سے دعا کرائی جائے مگر خدا پر زور نہیں دے سکتے اور نہ ہی خدا کو مجبور کر سکتے ہیں۔ یہ ہے ہمارا عقیدہ مگر اس کے باوجود کوئی کہہ دے کہ یہ وہابی ہیں۔ بس سب بلا سوچے سمجھے اصل بات کی تحقیق کئے بغیر اس کے ہمنوا ہو کر وہابی کہنے لگیں گے۔

یہ ان کے دماغ کی خرابی کے سوا اور کچھ نہیں۔ کیونکہ مشرکین و مبتدعین کے دماغ شیطان لعین کی آماجگاہ بن چکے ہیں۔

تو ظاہر ہے کہ جس کا دماغ شیطانی چالوں کا مرکز بن جائے تو اس دماغ میں سوائے

فتنہ و فساد اور ابلیسی آئین کی حمایت کے سوا کوئی بات آ ہی نہیں سکتی اور رضاخانی اہلِ بدعت تمام زندگی شرک و بدعت میں صرف کریں اور پھر بھی پکا اہل سنت و الجماعت ہونے کا دعویٰ کریں۔ قرآن و حدیث کے معانی و مفہوم و تشریحات میں تحریف و خیانت کریں اور حامی شرک و بدعت بنیں۔ امام الانبیاء حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ اقدس میں دن رات گستاخیاں کریں اور حق تعالیٰ جل شانہٗ کی قدرتِ کاملہ کا انکار کریں اور اپنے کو دین اسلام کا ٹھیکیدار سمجھیں اور دن رات شرک و بدعت کی ترویج میں لگے رہیں۔ لیکن اس تمام کچھ کے باوجود بھی اپنے کو اہل سنت وجماعت کہتے ہیں اور اپنے علاوہ تمام مسلمانوں کو کافر جانتے ہیں اور سادہ لوح مسلمانوں کو یہ دھوکہ دینے میں کامیاب ہو جاتے ہیں کہ ہم ہی صدر الآئمہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مقلد ہیں۔ حالانکہ رضاخانی اہل بدعت مولوی احمد رضا خان بریلوی کے مقلد ہیں۔ رضاخانی اہلِ بدعت کا امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی طرف اپنی نسبت کرنا یہ کھلم کھلا دھوکہ ہے۔

اب آخر پر ملاحظہ فرمائیں کہ اہل سنت وجماعت کونسا گروہ ہے۔

اہلِ سُنت وجماعت کون ہیں؟

اس کی تفصیل ملاحظہ فرمائیں کہ اہل سنت وجماعت کسے کہا جائے۔ دیوبندی اہل سنت وجماعت ہیں یا کہ بریلوی یا دیگر فرقے جو اپنے کو اہلِ سنت وجماعت کہتے ہیں۔ اس بارے میں حضرات گرامی اہل سنت وجماعت اور فرقہ ناجیہ وہ ہے جو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم خصوصاً خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کے طریقے اور سنت کا مطیع و متبع ہو جیسا کہ فرمانِ نبوی ہے۔

تفترق امتی علیٰ ثلث وسبعین ملة کلھم
فی النار الا ملة واحدة قالوا وما ھی یا رسول
اللہ قال ما انا علیہ واصحابی۔

ترجمہ:۔ "میری امت تہتر فرقوں میں تقسیم ہو جائے گی اور سوا ایک فرقے کے سب فرقے جہنم میں جائیں گے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ وہ ایک فرقہ کونسا ہے۔ ارشاد فرمایا کہ جس طریقہ پر میں ہوں اور میرے صحابہ کرام ہیں"۔

معلوم ہوا کہ کتاب و سنت کا اتباع کرنے والا فرقہ نجات پانے والا اور اہلسنت وجماعت ہے۔ ترمذی جلد دوم میں کلھم فی النار کا معنی یہ ہے بد اعتقادی کی بنا پر جہنم میں جائیں گے اور پھر جن کا عقیدہ حدِ کفر تک نہ پہنچا ہو وہ اپنی سزا بھگت کر دوزخ سے نکال کر جنت میں داخل کئے جائیں گے۔

مکتوبات امام ربانی جلد ۳ مکتوب ۳۸ اور توضیح و تلویح میں ہے

السواد الاعظم عامة المسلمین من ھو امة مطلقة
والمراد بالامة المطلقة اھل السنة والجماعة
وھم الذین طریقھم طریق رسول اللہ واصحابہ
دون اھل البدع۔

ترجمہ:۔ "سوادِ اعظم سے اہل سنت والجماعت مراد ہیں جن کا طریقہ وہ ہے جو کہ پیغمبر آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم کا اور آپ کے اصحاب کا طریقہ تھا۔ اہل بدعت ان میں سے خارج ہیں"۔

اور حضرت شیخ احمد رومیؒ فرماتے ہیں:۔

لان المراد بالامة المطلقة اھل سنت والجماعت وھم

الذین طریقھم طریق رسول اللہ واصحابہ دون اھل البدع والضلال کما قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم امتی من استن بسنتی۔

ترجمہ:۔ "امتِ مطلقہ سے مراد اہل سنت والجماعت ہیں اور یہ وہ لوگ ہیں جن کا طریقہ وہ ہے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب کا طریقہ تھا۔ اہلِ بدعت وضلال مراد نہیں جیسا کہ آپ کا ارشاد ہے میری اُمت وہ ہے جس نے میرا طریقہ اختیار کیا"۔

حضرت امام ربانی مجددِ الف ثانیؒ فرماتے ہیں:۔

"شک نیست کہ فرقہ ملتزم اتباع اصحاب آل سرور ندوعلیہم الصلوات والتسلیمات اہل سنت والجماعت اند شکر اللہ سعیہم"۔

ترجمہ:۔ "اس بات میں ذرا بھی شک نہیں کہ یہ فرقہ جس نے آپ کے اصحاب کی اتباع ضروری ٹھہرائی وہی اہلِ سنت والجماعت ہے۔ خدا پاک ان کی مساعی کو مشکور فرمائے"۔

(مکتوبات امام ربانی۔ مکتوب ۸۰)

شیخ عبدالقادر جیلانی حنبلیؒ فرماتے ہیں کہ:۔

فعلی المومن اتباع السنۃ والجماعۃ فالسنۃ ما سنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی خلافۃ الائمۃ الاربعۃ الخلفاء الراشدون المھدیین رحمۃ اللہ علیھم اجمعین۔ (غنیۃ الطالبین)

ترجمہ:۔ "مومن بندہ پر لازم ہے کہ جس پر خلفائے راشدین رضوان اللہ علیہم اجمعین نے اپنے ادوارِ خلافت میں اتفاق کیا اور یہ اصحاب سیدھی راہ بتلانے

دلالے تھے اور ان کو راہ بتلائی گئی ان سب پر خدا کی رحمت ہو۔"

اور جن کا عمل خلافِ سنت ہے اور سنت کے خلاف اپنے آباؤ اجداد کے رسم و رواج کے پابند ہیں اور ان کو اسلامی اعمال اور نیکی کے کام اور دین سمجھ کر کر رہے ہیں مثلاً عید میلاد النبیؐ کا جلوس، گیارہویں، غیر اللہ کی غائبانہ پکار، غیر اللہ کے نام کی نذر و نیاز وغیرہ بدعت کرنے والے، ان کو ترقی دینے والے، ان کی حوصلہ افزائی کرنے والے اور ان کا احترام کرنے والے، ان کو اپنے جلسے جلوس میں مہمانِ خصوصی کی حیثیت سے دعوت دینے والے، ان پر اہل سنت والجماعت کی تعریف چسپاں نہیں ہوتی جیسا کہ پیرانِ پیر رحمۃ نے لکھا ہے کہ اہلِ بدعت نے اہلِ سنت کا جو لقب ظاہر کیا ہے یہ ان کے نام کے ساتھ موزوں نہیں ہے جیسا کہ آج کل رضاخانی (بریلوی) اپنے آپ کو اہلِ سنت ظاہر کرتے ہیں اور سُنی کہلاتے ہیں اور کرتوت ان کے شیعہ سے بدتر ہیں جیسا کہ کفار نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نام ساحر، شاعر، دیوانہ، آسیب زدہ اور کاہن رکھا تھا۔ (معاذ اللہ) یہ سب نام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کے ساتھ بالکل موزوں نہ تھے۔ آپ پر کسی طرح بھی صادق نہ آتے تھے۔ اسی طرح اہلِ بدعت پر اہلِ سنت کا لقب صادق نہیں آتا۔ اہلِ بدعت کی علامت اور نشانی پیر صاحب نے یہ بیان فرمائی ہے کہ حدیث و سنت پر چلنے والوں کی برائی اور غیبت کرتے ہیں۔ (مجالس الابرار) میں ہے کہ اہلِ بدعت لوگوں کو بدعت کی طرف بلاتے ہیں اور وہ امتِ مطلقہ میں داخل نہیں۔

بحر الرائق میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ جس میں دس علامتیں موجود ہوں وہ اہلِ سنت والجماعت ہیں اور وہ دس علامتیں مندرجہ ذیل ہیں:۔

۱۔ أن يصلي الصلوٰة الخمس بالجماعة۔

پانچوں نمازیں باجماعت پڑھتا ہو۔

۲- ولا یذکر احدا من الصحابة بالسوء ولا ینقصه۔
کسی کا ذکر برائی کے ساتھ نہ کرے نہ کسی میں عیب نکالے۔

۳- ولا یخرج علی السلطان بالسیف۔
مسلمان عادل بادشاہ کے خلاف تلوار نہ اٹھائے۔

۴- ولا یشك فی ایمانه۔
اور اپنے ایمان میں شک نہ کرے۔ اپنے آپ کو پورے وثوق سے مومن اور مسلم کہے۔

۵- ویومن بالقدر خیره وشره من الله تعالیٰ۔
ایمان رکھتا ہو بھلی اور بُری تقدیر پر کہ جو کچھ ہے خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے۔

۶- ولا یجادل فی دین الله تعالیٰ۔
خدا کے دین میں کجبحثی نہ کرے۔

۷- ولا یکفر احدا من اهل التوحید بذنب۔
کسی گناہ کی بنا پر اہلِ توحید میں سے کسی کی تکفیر نہ کرے۔

مقصد یہ ہے کہ بہتّر فرقوں میں جو اہلِ توحید اور اہلِ قبلہ ہیں لہٰذا ان کی تکفیر نہ کرے جب تک کسی فرقے کے متعلق یہ واضح نہ ہو جائے کہ ضروریات دین اور کسی ایسی بات کا منکر جو بدیہی طور پر اسلامی بات مانی جاتی ہے، اور جب تک یہ ثابت نہ ہو جائے کہ وہ احکام شرعیہ کے تواتر کو نہیں مانتا، ان کو غیر ثابت اور غیر یقینی کہتا ہے اس کی تکفیر نہ کرے۔

۸- ولا یدع الصلوٰة علی من مات من اهل القبلة۔

اور اہل قبلہ میں سے جو مرے اس کی نماز جنازہ نہ چھوڑتا ہو۔

۹۔ ویری المسح علی الخفین جائزا فی السفر والحضر۔

سفر اور حضر میں موزوں پر مسح کرنے کا قائل ہو۔

۱۰۔ ویصلی خلف کل امام برٍ و فاجرٍ۔

اور ہر نیک اور گنہگار کے پیچھے نماز کو جائز سمجھتا ہو۔

(تکملہ، بحر الرائق)

الحاصل، دیوبندی مسلمان نبی کریم علیہ السلام اور آپ کے اصحابؓ کے سچے متبع اور تابعدار ہیں اور سچے اہلِ سنت والجماعت سُنی حنفی ہیں جیسا کہ دارالعلوم دیوبند کے اساسی اصول میں ہے۔ دارالعلوم دیوبند کا مسلک اہل سنت والجماعت حنفی مذہب اور اس کے بانیوں حضرت قاسم العلوم والخیرات مولانا محمد قاسم نانوتوی رح اور حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رح کے مشرب کے موافق ہوگا۔ اصول و قواعد میں حضرت امام ابوالحسن اشعری۔

(دستور اساسی ہے آئین دارالعلوم دیوبند)

اور امام ابو منصور ماتریدی رح کے پیروکار فروعات میں حضرت سراج الامۃ امام اعظم نعمان بن ثابت ابوحنیفہ رح کے متعلد اہل سنت والجماعت کی یہ دس علامتیں پوری ان پر منطبق ہوتی ہیں۔ اس کے برعکس علمائے دیوبند کے مخالفین یعنی رضاخانی بریلوی نبی علیہ السلام اور آپ کے صحابہ کرام رضؓ کی سنت اور طریقہ کے تارک اور شرک و بدعت کے حامی اور اس کو رواج دینے والے اس کی اشاعت کرنے والے اہل سنت و جماعت کی تمام علامتیں تو یقیناً ان میں نہیں پائی جاتی۔ جو پائی جاتی ہیں وہ بھی برائے نام۔ مثلاً :۔

۱۔ پنجگانہ نماز باجماعت کے اتنے پابند نہیں ہیں جتنے ان کاموں کے پابند ہیں جو قطعاً

خلافِ سنت ہیں شرک و بدعت اور غیر اللہ کے نذر و نیاز وغیرہ۔

۲۔ صحابہ کرام رضؓ کی عظمت ان کے دلوں میں اتنی بھی نہیں ہے جتنی رضاخانی مذہب کے بانی جناب احمد رضا خان بریلوی کی عظمت ان کے دلوں میں ہوتی ہے۔ ان کی کتاب "وسایا شریف" میں ہے۔ زہد و تقویٰ کا یہ عالم تھا کہ بعض مشائخ کرام کو یہ کہتے سنا کہ ان کو (احمد رضا خان کو) دیکھ کر صحابہ کرام رضؓ کی زیارت کا شوق کم ہو گیا[1] (معاذ اللہ) یہ ہے صحابہ رضؓ کی عظمت۔

۳۔ سلطان سعود کو کافر مانتے ہیں۔

۴۔ دینِ الٰہی میں ناحق جھگڑے کر کے فرقہ بندی کرتے ہیں۔

۵۔ اہل قبلہ اور اہل توحید جو ان کے ہم خیال نہیں ان سب کو (معاذ اللہ) بے دین، کافر اور مرتد بناتے ہیں۔ ان کی کتاب "تجانب اہلِ السنۃ" اس غلاظت سے پُر ہے جو کہ آجکل پھر شائع ہو گئی۔

۶۔ ان کے جنازہ پر نماز پڑھنے کو حرام کہتے ہیں اور سمجھتے بھی ہیں۔

۷۔ اس کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفنانے کو ناجائز کہتے ہیں۔

۸۔ ان کے پیچھے نماز پڑھنا حرام بتلاتے ہیں۔ ان کے تمام فتاویٰ تجانب اور قہر الدیان وغیرہ میں مذکور ہیں۔

اب ہر منصف مزاج آدمی خود فیصلہ کر سکتا ہے کہ جن کے یہ عقائد ہیں، وہ اہل سنت و جماعت ہیں یا جن کے عقائد کتاب و سنت کے مطابق ہوں۔ یعنی دیوبندی حضرات وہ اہل سنت ہیں۔

یہ بات روزِ روشن کی طرح واضح ہو گئی کہ دیوبندی ہی یقیناً بلاشک و شبہ اہل سنت و جماعت ہی ہیں اور رضاخانی اہلِ بدعت ہرگز ہرگز اہل سنت و جماعت نہیں بلکہ بدعتی اور مشرک ہونے کی بنا پر اہل سنت و جماعت سے خارج

---

[1] وسایا شریف صـ۲۲ مطبوعہ ہند۔

ہیں۔ کیونکہ ان کے عقائد قرآن وسنت کے خلاف ہیں اور جس کے عقائد قرآن و سنت کے خلاف ہوں وہ قطعاً اہل سنت وجماعت میں داخل نہیں بلکہ خارج ہے۔

اب روزِ روشن کی طرح واضح ہو گیا ہے کہ دیوبندی ہی صحیح معنوں میں اہل سنت وجماعت ہیں کہ جن کے عقائد قرآن وسنت کے عین مطابق ہیں اور رضاخانی اہلِ بدعت کو اہل سنت وجماعت کہنا اور لکھنا دینِ اسلام کی توہین ہے اور اللہ تعالیٰ تمام مسلمانانِ عالم کو شرک وکفر وبدعت اور رسم ورواج سے محفوظ رکھے اور قرآن وسنت اور خلفائے راشدین وآئمہ مجتہدین کی تعلیمات پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی رَسُوْلِہٖ خَیْرِ خَلْقِہٖ
مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔

خاکپائے اہلِ سنت وجماعت علمائے دیوبند

سعید احمد قادری

عفی عنہ

Www.Ahlehaq.Com

پیر کو سجدہ جائز؟

حضرت نصیر الدین محمود چراغ دہلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی سواری نکلی انہوں نے اٹھ کر زانوئے مبارک پر بوسہ دیا۔ حضرت خواجہ نے فرمایا سید فرد تر سید اور نیچے بوسہ دو۔ انہوں نے پائے مبارک پر بوسہ لیا۔ فرمایا سید فرد تر انہوں نے گھوڑے کے سُم پر بوسہ دیا۔ ایک گیسو رکاب مبارک میں الجھ گیا تھا وہیں اُلجھا رہا اور رکاب سے سُم تک بڑھ گیا۔ حضرت نے فرمایا سید فرد تر انہوں نے ہٹ کر زمین پر بوسہ دیا۔ گیسو رکاب مبارک سے جدا کر کے حضرت تشریف لے گئے۔ لوگوں کو تعجب ہوا کہ ایسے جلیل سید اتنے بڑے عالم نے زانو پر بوسہ دیا اور حضرت راضی نہ ہوئے اور نیچے (بوسہ) دینے کو حکم فرمایا۔ انہوں نے پائے مبارک کو بوسہ دیا اور نیچے کو حکم فرمایا گھوڑے کے سُم پر بوسہ دیا اور نیچے کو حکم فرمایا یہاں تک کہ زمین پر بوسہ دیا۔ یہ اعتراض حضرت سید گیسو دراز نے سُنا۔ فرمایا لوگ نہیں جانتے کہ میرے شیخ نے ان چار بوسوں میں کیا عطا فرمایا جب میں نے زانوئے مبارک پر بوسہ دیا۔ عالم ناسوت منکشف ہو گیا۔ جب پائے اقدس پر بوسہ دیا عالم ملکوت منکشف ہوا، جب گھوڑے کے سُم پر بوسہ دیا عالم جبروت منکشف تھا۔ جب زمین پر بوسہ دیا لاہوت کا انکشاف ہو گیا۔

(جلد ۲ ملفوظ ۲۰۹ تا ۱۱۰ ناشر مرزا پبلشنگ کمپنی کراچی)

قارئین کرام! رضاخانی اہلِ بدعت کا عقیدہ مذکور قرآن و حدیث و فقہائے عظام و اولیائے کرام کی تعلیمات کے بالکل خلاف ہے۔ اہلِ سنت و جماعت علمائے دیوبند کا عقیدہ ہے کہ اولیاء

کرام تبع سنت ہوتے ہیں اور کوئی ولی کسی کو بھی ایسی مشرکانہ حرکت کی قطعاً اجازت نہیں دیتا۔ کیونکہ اولیائے کرام کا شریعتِ محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام پر مکمل عمل ہوتا ہے۔ اور ان کا ہر لمحہ شریعتِ اسلامیہ کے مطابق گزرتا ہے اور ان کے متعلق ایسی خلافِ شرع حرکت کا تصور کرنا یہ اولیائے کرام کی تنقیص کرنا ہے۔ چنانچہ ہر ذی شعور پر یہ بات واضح ہے کہ سجدہ عبادت ہے اور عبادت خالقِ کائنات کے سوا کسی کی ہرگز جائز نہیں اور یہ بھی سوچیں کہ اولیائے کرام تمام زندگی کس ذات کو سجدہ کرتے رہے، اپنی عزت والی پیشانی کس ہستی کے آگے جھکاتے رہے جو ساجد ہو، عابد ہو، مخلوق ہو، مرزوق ہو، محکوم ہو، مملوک ہو تو ایسے کو سجدہ کیونکر ہو سکتا ہے۔ یاد رہے کہ اس قسم کی تمام لغویات اولیائے کرام کی طرف منسوب کرنا یہ رضا خانیوں کا ہی مشغلہ ہے۔ یاد رکھیں ولی اُسے کہتے ہیں کہ جس کا اُٹھنا، بیٹھنا، سونا، جاگنا، چلنا، پھرنا، گفتار، کردار، رفتار، شمائل، خصائل، لین دین امام الانبیاء حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کے عین مطابق ہوں اور جس کا طریقہ ان تمام باتوں کے برعکس ہو وہ ولی ہرگز نہیں وہ پکا عزازیل ہے۔

اب نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ملاحظہ فرمائیں:۔

حضرت عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مہاجرین و انصار کی ایک جماعت کے ساتھ تھے کہ ایک اونٹ آیا اور اس نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے بطورِ خرقِ عادت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سجدہ کیا تو آپ کے اصحابؓ نے آپؐ سے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ کو جانور اور درخت سجدہ کرتے ہیں ہم ان سے زیادہ حقدار ہیں کہ آپ کو سجدہ کریں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

اُعْبُدُوْا رَبَّكُمْ وَاَكْرِمُوْا اَخَاكُمْ وَلَوْ كُنْتُ اٰمِرُ اَحَدًا اَنْ يَّسْجُدَ لِاَحَدٍ لَاَمَرْتُ الْمَرْاَةَ اَنْ تَسْجُدَ

لِزَوْجِهَا ۔ (رواہ احمد)

ترجمہ:۔ اپنے پروردگار کی عبادت کرو اور اپنے بھائی کی تعظیم کرو۔ اگر میں کسی کو یہ اجازت دیتا کہ وہ کسی کو سجدہ کرے تو عورت کو اجازت دیتا کہ وہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے۔

تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس ارشادِ گرامی میں سجدہ کو عبادت قرار دے کر عبادت کو اللہ تعالیٰ کے لئے مخصوص فرمایا ہے اور اپنے لئے اکرام و تعظیم کا امر فرمایا۔ محبتِ قلبی سے تعظیم کی حد تک تعظیم اور اطاعت و فرمانبرداری پر مشتمل اکرام و تکریم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حق ہے لیکن جو عبادت و عبودیت کی غایت و نہایت ہے یہ صرف اللہ رب العزت کا حق ہے۔ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کا بھی حق نہیں اور اگر کسی کو کسی کے سامنے سجدہ کرنا جائز ہوتا تو پھر عورت کو حکم ہوتا کہ اپنے خاوند کو سجدہ کرے۔

ایک دوسری حدیث ملاحظہ ہو:۔

حضرت قیس بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے (نواح کوفہ) حیرہ کے لوگوں کو دیکھا کہ وہ اپنے سردار کو سجدہ کرتے ہیں تو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ حیرہ والے اپنے رئیس کو سجدہ کرتے ہیں، آپ ان سے زیادہ حقدار ہیں کہ آپ کو سجدہ کیا جائے تو آپؐ نے فرمایا: اگر میری قبر پر تیرا گزر ہو تو کیا تو میری قبر کو سجدہ کرے گا؟ میں نے عرض کیا: نہیں۔ قبر کو سجدہ نہیں کروں گا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

لَا تَفْعَلُوْا لَوْ كُنْتُ اٰمِرُ اَحَدًا اَنْ يَّسْجُدَ لِاَحَدٍ لَاَمَرْتُ لِلنِّسَاءِ اَنْ يَّسْجُدْنَ لِاَزْوَاجِهِنَّ لِمَا جَعَلَ اللّٰهُ لَهُمْ عَلَيْهِنَّ مِنْ حَقٍّ ۔ (ابوداؤد)

ترجمہ:۔ سجدہ نہ کرو۔ اگر میں کسی کو سجدہ کرنے کا حکم دیتا تو عورتوں کو حکم دیتا کہ وہ اپنے

شوہروں کو سجدہ کریں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے عورتوں پر مردوں کا حق رکھا ہے۔

ان ارشاداتِ نبوت سے جہاں یہ معلوم ہوا کہ سجدہ صرف اللہ تعالیٰ کا حق ہے اور حق تعالیٰ کے سوا کسی کا بھی، حتیٰ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی حق نہیں، تو وہاں یہ بھی معلوم ہوا کہ اولیائے کرام کو سجدہ کرنا کیسے جائز ہو سکتا ہے بلکہ کفر ہے۔ چنانچہ شمس الائمہ سرخسی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے:۔

اِنْ کَانَ لِغَیْرِ اللّٰہِ عَلٰی وَجْہِ التَّعْظِیْمِ کُفْرٌ قَالَ الْقُھُسْتَانِی وَفِی الظَّھِیْرِیَّہ یَکْفُرُ بِالسَّجْدَۃِ مُطْلَقاً۔

(رد المحتار جلد ۵، ص ۲۵۵)

ترجمہ۔ اگر سجدہ غیر اللہ کی تعظیم کے پیشِ نظر ہے تو کفر ہے۔ قہستانی نے کہا اور ظہیریہ میں ہے کہ مطلق سجدہ کرنے سے کافر ہو جائے گا۔

پس شریعتِ اسلامیہ میں مخلوق کو سجدہ کرنا کفر ہے۔ جو کوئی خالقِ لایزال کا در چھوڑ کر مخلوق کو سجدہ کرتا ہے وہ راہِ حق سے بھٹکا ہوا ہے۔ حق تعالیٰ ہر ایک کو صراطِ مستقیم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

کیا شیخ جیلانیؒ نے فرمایا؟

شیخ قاسم سلیمانی نے بعض مشائخ سے بھی نقل کیا ہے اور غوثِ پاک رضی اللہ عنہ سے بھی کہتے ہیں۔ فرمایا غوثِ اعظم نے جب اللہ کے حبیبؐ کو معراج ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے انبیاء اور اولیاء کی ارواح کو آپ کے استقبال کے لئے بھیجا جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عرشِ مجید کے پاس پہنچے تو اس کو بہت اونچا پایا، جس پر چڑھنے کے لئے سیڑھی کا ہونا ضروری تھا تو اللہ تعالیٰ نے میری روح کو بھیجا۔ میں نے سیڑھی کی جگہ اپنے کندھے رکھ دیئے۔ جب آپؐ نے میرے

گندھوں پر اپنے قدم مبارک رکھنے کا ارادہ کیا تو میرے بارے پوچھا تو الہام ہوا کہ یہ تیرا بیٹا ہے اس کا نام عبد القادر ہے۔ اگر آپ خاتم النبیین نہ ہوتے تو تیرے بعد عہدہ نبوت ان کو عطا ہوتا اس پر آپ نے اللہ کا شکر ادا کیا اور میرے نانا جان صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے میرے بیٹے: تجھے مبارک ہو تو نے مجھے دیکھا اور میری نعمت سے بہرہ اندوز ہوا پھر اس کو بھی مبارک ہو جو تجھے دیکھے یا تیرے دیکھنے والے کو دیکھے یا دیکھنے والے کے دیکھنے والے کو دیکھے اسی طرح آپ نے ستائیس تک فرمایا اور میں نے تجھے دنیا اور آخرت میں اپنا وزیر بنایا، اور میں نے اپنا یہ قدم تیری گردن پر رکھا اور تیرا قدم تمام اولیاء کی گردنوں پر بلا فخر کئے ہوگا۔ اگر میرے بعد نبوت ہوتی تو میرے بعد تم نبی ہوتے لیکن میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔

(تفریح الخاطر ص ۱۹ تا ۲۰ مطبوعہ مسمی دار الاشاعت مویدیہ ڈجکوٹ روڈ فیصل آباد)

قارئین کرام! رضاخانی اہل بدعت پر واقعہ مذکور خالص شیطانی الہام ہے اور جو بات ان کا بابا ابلیس ان کے دل میں ڈالتا ہے یہ اس کو قرآن کی آیت سمجھ کر بیان کرتے ہیں۔

واقعہ مذکور میں مجدد بدعات کے مقلدین و متبعین نے کذب بیانی کا ایسا فریضہ سرانجام دیا ہے جو انگوں سے بھی ممکن نہ تھا۔ چنانچہ پہلا جھوٹ تو یہ ہے کہ جب نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام معراج پر تشریف لے گئے تو اولیائے کرام کی ارواح کو استقبال کے لئے بھیجا۔ دوسرا جھوٹ یہ ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف یہ منسوب کرنا کہ عرش مجید کو بہت اونچا پایا اور فرمایا کہ میں کیسے چڑھوں وغیرہ اور پھر حضرت شیخ عبد القادر

جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی روح کو بھیجا تو شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی روح حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کندھا دینے کے لئے حاضر ہوئی۔ اب یہ سوچنے کی بات ہے کہ جو خالقِ کائنات اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے پاس بلانے پر قادر ہے تو کیا کہ وہی خالقِ لایزال بقول رضاخانیوں کے اس قدر عاجز اور کمزور ہے کہ اس کو شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی روح کی خدمات حاصل کرنا پڑیں۔ العیاذ باللہ! ۔

تیسرا جھوٹ یہ ہے کہ جب نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو شیخ جیلانی رح کی روح کندھے دینے کے لیے حاضر ہوئی تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دریافت فرمایا کہ تم کون ہو۔ حالانکہ رضاخانیوں کا عقیدہ ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام عالم الغیب ہیں تو کیا عالم الغیب کی یہی شان ہے کہ جو سامنے موجود ہو پھر پوچھا جائے کہ تم کون ہو۔ چوتھا جھوٹ یہ ہے کہ حق تعالیٰ نے فرمایا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ آپ کا بیٹا عبد القادر جیلانی ہے۔ پانچواں جھوٹ یہ ہے کہ حق تعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمایا کہ اگر آپ خاتم النبیین نہ ہوتے تو شیخ جیلانی آپ کے بعد نبی ہوتے وغیرہ۔ چھٹا جھوٹ یہ ہے کہ پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس بات پر حق تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔ ساتواں جھوٹ یہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: اے میرے بیٹے تجھے مبارک ہو، تو نے مجھے دیکھا اور نعمت سے بہرہ اندوز ہوا۔ آٹھواں جھوٹ یہ ہے کہ فرمایا پھر اس بات کی بھی مبارک ہو کہ جو تجھے دیکھے یا تیرے دیکھنے والے کو دیکھے یا دیکھنے والے کے دیکھنے والے کو دیکھے اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ستائیس مرتبہ فرمایا۔ نواں جھوٹ یہ ہے کہ میں نے تمہیں دنیا اور آخرت میں اپنا وزیر بنایا حالانکہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:۔

عن ابی سعید الخدری قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما من نبی الا لہ وزیران من اھل السماء وزیران

من اهل الارض فاما وزیرای من اهل السماء فجبرئیل و میکائیل واما وزیرای من اهل الارض فابوبکرؓ وعمرؓ

(ترمذی)

ارشاد نبوی ؐ سے معلوم ہوا کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دو وزیر آسمانوں پر ہیں یعنی کہ جبرائیل اور میکائیل اور دو وزیر زمین پر ہیں یعنی ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما۔

دسواں جھوٹ یہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ میں نے اپنا قدم تیری گردن پر رکھا اور تیرا قدم تمام اولیائے کرام کی گردنوں پر۔ گیارہواں جھوٹ یہ ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اگر میرے بعد نبوت ہوتی تو تم میرے بعد نبی ہوتے وغیرہ۔

محترم حضرات! آپ سوچیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد گرامی تو یہ ہے:۔

عن عقبة بن عامر قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لو كان نبي بعدي لكان عمر بن الخطاب۔ (ترمذی)

فرمایا کہ اگر میرے بعد نبی ہوتا تو عمرؓ بن خطاب ہوتے۔

ہر ایک کو خالق لایزال جھوٹ جیسی خبیث مرض سے بچنے کی توفیق بخشے۔

اُمتی نے کندھا دیا؟

رضاخانی اہل بدعت کا عقیدہ ہے کہ جب حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم معراج پر تشریف لے گئے تو جب ساتواں آسمان طے کر کے سدرۃ المنتہیٰ تک پہنچے تو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس سے آگے لے جانے کی خدمات شیخ عبد القادر جیلانیؒ نے سرانجام دیں۔

عبارت ملاحظہ فرمائیں:۔

بعض مشائخ سے منقول ہے کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم شب معراج

میں سات آسمان طے کر کے عرشِ عظیم کے پاس پہنچے تو بہت بلند پایا، اور عالمِ اقدس سے آواز سُنی کہ یا میرے حبیب اوپر آؤ تو اپنے خیال میں فرمایا کہ میں اتنے بلند عرش پر کیسے چڑھوں فوراً ایک خوبصورت نوجوان (عبدالقادر جیلانی رح) حاضر ہوا اور آپ کی ذاتِ اقدس کے مناسب آداب بجالا کر بیٹھ گیا اور زبانِ باطن سے اپنے کندھے پر قدم مبارک رکھنے کی آرزو کی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا قدم اس کی گردن پر رکھا، پھر وہ کھڑا ہو کر بڑھنے لگا حتیٰ کہ عرشِ عظیم تک پہنچ گیا۔ (تفریح الخاطر ص ۲۱ و ۲۲)

قارئین کرام! رضاخانی اہلِ بدعت جو صحیح معنوں میں عزازیل کے نقشِ قدم پر چل رہے ہیں جو یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ معراج کی رات نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنے خالق کے پاس پہنچنے کے لئے شیخ جیلانی رح کی مدد حاصل کرنا پڑی حتیٰ کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے شیخ جیلانی رح کے کندھے پر قدم رکھا اور شیخ جیلانی رح نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنے رب تک پہنچایا اور شیخ جیلانی رح کا قد اس قدر لمبا ہوا کہ عرشِ عظیم تک پہنچ گیا۔ رضاخانیوں کے اس گمراہ کن عقیدے سے تو یہ ثابت ہوتا ہے کہ رضاخانی اہلِ بدعت حق تعالیٰ کو عاجز اور بے بس سمجھتے ہیں۔ (العیاذ باللہ) حالانکہ قرآنِ حکیم کا واضح اعلان ہے۔

اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ۔ (القرآن)

ہم رضاخانیوں سے یہ سوال کرنے میں حق بجانب ہیں کہ پیرانِ پیر حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ انسان تھے یا جن۔ اور یہ بھی سوچنے اور سمجھنے کی بات ہے کہ جو ذات احکم الحاکمین اپنے محبوب نبی آخر الزمان حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے پاس بلانے پر قدرت رکھتی ہے تو اس خالقِ کائنات کو پیرانِ پیر کی خدمات کیوں حاصل کرنا پڑیں۔ بات دراصل یہ ہے کہ رضاخانی فرقہ خالقِ کائنات کی قدرت کاملہ پر یقین نہیں رکھتا۔ اگر اس بدنصیب فرقے کا حق تعالیٰ کی قدرت پر کامل یقین ہوتا تو یہ خلافِ شرع و کفریہ حرکت

ان سے ہرگز صادر نہ ہوتی۔ رضاخانیو! ہوش میں آؤ۔ ذرا عقل سے کام لو۔ یوم حساب قریب ہے۔ تم اس قسم کی من گھڑت باتیں اولیائے کرام کی طرف منسوب کر کے قَدْ خَسِرَ خُسْرَانًا مُّبِیْنًا۔ کے مصداق کیوں بنتے جا رہے ہو۔ حشر کے دن سوائے ذلت آمیز رسوائی کے کچھ ہاتھ نہیں پڑے گا۔

اُمّتی نے لگام پکڑ لی؟

(حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے) فرمایا جب میرے نانا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج ہوئی اور سدرۃ المنتہیٰ پر پہنچے تو جبرائیل امین علیہ السلام پیچھے رہ گئے اور عرض کیا کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اگر میں ذرا بھی آگے بڑھوں تو جل جاؤں گا تو اللہ تعالیٰ نے اس جگہ میری روح کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے فائدہ حاصل کرنے کے لئے بھیجا تو میں نے زیارت کی اور نعمت عظمیٰ اور وراثت و خلافت کبریٰ سے بہرہ اندوز ہوا تو مجھے براق کی جگہ کھڑا کیا گیا اور میرے نانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری لگام اپنے ہاتھ میں پکڑ کر سوار ہوئے حتیٰ کہ مقام قاب قوسین او ادنیٰ پر جا پہنچے اور مجھے ارشاد فرمایا کہ میرے یہ قدم تیری گردن پر ہیں اور تیرے قدم تمام اولیاء اللہ کی گردن پر۔

(تفریح الخاطر ص ۱۷ تا ۱۸)

قارئین کرام! رضاخانی اہل بدعت پر حق تعالیٰ کی پھٹکار ہو اور ان کو اللہ تعالیٰ کروٹ کروٹ پر عذاب دے، جنہوں نے یہ جھوٹ باندھا کہ سدرۃ المنتہیٰ سے آگے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مقام قاب قوسین او ادنیٰ تک لے جانے کی خدمات شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے انجام دیں اور اس شاطر فرقہ پر حق تعالیٰ کا کس قدر غضب نازل ہے کہ ان اوندھی

کھوپڑی والوں نے کہیں یہ تحریر کر دیا کہ معراج کی رات حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کی روح نے کندھا دیا۔ اور یہاں یہ تحریر کیا کہ پیر جیلانیؒ کی روح کو ایک براق کی شکل میں متشکل کیا گیا اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس متشکل براق کی لگام تھامی وغیرہ وغیرہ۔ یہ تمام واقعہ رضاخانی اہلِ بدعت نے اس لئے گھڑا ہے کہ لوگ پیران پیر کو متشکل کشا اور حاجت روا سمجھنے لگیں۔ حقیقت یہ ہے کہ اس واقعہ میں پیران پیر کی شدید توہین ہے۔ معلوم نہیں کہ رضاخانی اہلِ بدعت قرآن و حدیث سے ثابت شدہ عقائد کو مسخ کرنے پر کیوں ادھار کھائے بیٹھے ہیں اور فرقہ ضالہ و مضلہ قرآن و حدیث سے روگردانی کر کے مشرکین و منافقین مکہ کی طرح مندرجہ ذیل آیتِ کریمہ کا مصداق کیوں بنتا جا رہا ہے۔ حق تعالیٰ کا ارشاد ہے :-

وَيَمُدُّهُمْ فِي طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُونَ ۝ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ اشْتَرَوُا الضَّلَالَةَ بِالْهُدَىٰ فَمَا رَبِحَتْ تِّجَارَتُهُمْ وَمَا كَانُوا مُهْتَدِينَ ۔ (پ ۱)

ترجمہ۔ اور کھینچتا ہے ان کو بیچ سرکشی ان کی کے بہکتے ہیں۔ یہی لوگ ہیں جنہوں نے مول لی گمراہی بدلے ہدایت کے۔ پس نہ فائدہ پایا سوداگری ان کی نے اور نہ ہوئے راہ پانے والے۔

نوٹ :- رضاخانی اہلِ بدعت کو چاہیئے کہ مجدد بدعات مولوی احمد رضا خان بریلوی کی تقلید چھوڑ کر صدر الائمہ حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی مکمل طور پر تقلید کریں اور اُدْخُلُوا فِي السِّلْمِ كَافَّةً کا مصداق بن کر اپنے آپ کو جہنم کی دہکتی ہوئی آگ سے بچائیں اور امام الانبیاء حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اولیائے کرامؒ کی طرف اکاذیب کو منسوب کرنے والا مکروہ دھندا ترک کر دیں کیونکہ رضاخانی فرقہ انبیائے کرام و اولیائے کرام کو قدرتی اختیارات سونپنے میں اپنی مثال آپ ہیں۔ گستاخیٔ

رسول صلی اللہ علیہ وسلم و گستاخیٔ اولیائے کرام اور اولیائے امت کے نتیجہ میں ان پر حق تعالیٰ کا اس قدر غضب نازل ہے کہ جب مرتے ہیں تو ان کے چہرے مسخ ہو جاتے ہیں جب کہ رضاخانی مولوی محمد شفیع اوکاڑوی کراچی کا حشر ہوا۔ اب اس سلسلہ میں فاضل جلیل حضرت مولانا ضیاء الرحمٰن ارشد بہادر پوری خطیب اعظم کراچی کا بیان ملاحظہ فرمائیں:۔

قارئین کرام! واقعہ یوں ہے کہ جب رضاخانی مولوی محمد شفیع اوکاڑوی کراچی جناح ہسپتال نزد کینٹ کراچی میں تین دن تک زیر علاج رہنے کے بعد ۲۴ اپریل بروز منگل ۱۹۸۴ء کو انتقال ہوا تو جب اوکاڑوی صاحب پر نزع کا عالم طاری تھا تو آخری وقت رضاخانی مولوی محمد شفیع اوکاڑوی کے منہ سے یہ الفاظ نکل رہے تھے: "یا غوثِ اعظم مجھے بچاؤ۔ یا داتا سرکار مجھے بچاؤ۔ یا معین الدین چشتی مجھے بچاؤ۔ یا خواجہ نظام الدین مجھے بچاؤ۔" تو پاس اس کا بیٹا کوکب نورانی بیٹھا ہوا تھا وہ کہنے لگا: "ابا جان آخری وقت ہے کلمہ پڑھ لو، کلمہ پڑھ لو۔" لیکن پھر بھی یہی الفاظ کہتا رہا کہ وہ فلاں پیر صاحب آرہے ہیں، وہ فلاں بزرگ آرہے ہیں۔ آخر کار حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گستاخ کو کلمہ طیبہ پڑھنا نصیب نہ ہوا۔ اس کے بعد جب سکرات رُک گئی اور بیہوشی طاری ہوئی۔ زبان باہر لٹک گئی۔ شکل مسخ ہو گئی۔ اسی حالت میں رُوح پرواز ہو گئی۔ سارا دن نعش جناح ہسپتال کے کمرہ میں بند پڑی رہی اور بدن سے تعفن اور بدبو پیدا ہونے لگی۔ جسم پھول گیا، شکل تبدیل ہو گئی۔ نعش کی حالت ابتر سے ابتر ہو گئی۔ اس بدنصیب نعش پر حق تعالیٰ کا اس قدر غضب اور عذاب نازل تھا کہ کوکب نورانی اور اوکاڑوی صاحب کے حواریوں نے کمرہ کو تالا لگا کر باہر چلے گئے۔ اور کسی کو اطلاع تک نہیں کی۔ آخر مشورہ کرنے کے بعد انہوں نے رات کو اس کے گھر موت کی خبر پہنچائی اور نعش کو ہسپتال ہی میں رہنے دیا۔ پھر عوام میں یہ اعلان کرایا گیا کہ کل بروز بدھ بعد از نماز ظہر نشتر پارک میں نماز جنازہ ادا کی جائے گی اور ادھر راتوں رات اوکاڑوی کی میت کو کہیں لے جا کر دفن کر دیا جب صبح ہوئی تو آنے والے

معتقدین کو بغیر دیدار کرائے خالی واپس لوٹتے رہے اور کہتے رہے کہ آپ نشتر پارک میں جمع ہوں وہاں دیدار کرایا جائے گا، تو جب جنازہ کے لئے میت کو لے جانا تھا تو خالی چارپائی پر کوئی لکڑی وغیرہ رکھ کر اوپر میت چادر ڈال کر اس مصنوعی میت کو میت گاڑی میں رکھ کر نشتر پارک میں پہنچایا گیا۔ لوگوں کا ہجوم کافی تھا جس پر کوکب نورانی نے لوگوں کو خطاب کرتے ہوئے کہا کہ میرے والد مولانا محمد شفیع اوکاڑوی صاحب ابھی زندہ ہیں فوت نہیں ہوئے۔ دلیل یہ ہے کہ مولانا کے فوت ہونے کے تقریباً ۹ یا ۱۰ گھنٹہ بعد جب رات کے گیارہ بجے حضرت استاذ مولانا احمد سعید کاظمی ملتان سے تشریف لائے تو میرے والد پانچ منٹ تک اپنے استاذ صاحب کے چہرہ کی طرف آنکھیں کھول کر دیکھتے اور مسکراتے رہے۔ بعد ازیں آنکھیں بند کرلیں۔ اس لئے اب نماز جنازہ میں نیت یوں کرنی ہوگی کہ چار تکبیر نماز جنازہ فرض کفایہ ثنا واسطے اللہ تعالیٰ کے اور درود شریف محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اور دعا مولانا محمد شفیع اوکاڑوی کے لئے۔ یاد رکھیں یوں نہیں کہنا کہ دعا واسطے اس حاضر میت کے بلکہ مولانا کا نام لینا ہوگا اور پھر کہا کہ جنازہ کے بعد چارپائی کو کندھا دینے والے یعنی کہ اٹھانے والے حضرات حضرت مولانا صاحب کے مخلص خدام منتخب ہیں وہی مولانا کی چارپائی کو اٹھائیں گے۔ ان کے علاوہ کوئی صاحب چارپائی کو کندھا دینے کی کوشش نہ کرے کیونکہ حضرت والد صاحب نے اپنے چند خدام خاص کو چارپائی اٹھانے کی وصیت فرمائی تھی اور یہ بات بھی یاد رکھیں کہ کوکب نورانی اور دیگر خدام خاص نے مصنوعی میت کے ارد گرد خاردار تار لگائے ہوئے تھے تاکہ کوئی شخص چارپائی کو ہاتھ نہ لگا سکے۔ کیونکہ خدشہ تھا کہ اگر کسی کا ہاتھ لگ گیا تو پول کھل جائے گا تو جب نماز جنازہ سے فارغ ہوئے تو ان کے چند مخلص خدام نے فوراً جلدی سے چارپائی اٹھالی اور کسی کو دیدار نہیں کرنے دیا اور لوگ کہتے رہے کہ حضرت مولانا صاحب کا دیدار کرادو تو

جواب میں کوکب نورانی اور خدام خاص یہ کہتے رہے کہ میت کو جلدی رخصت کرنا چاہیئے۔ تاخیر جائز نہیں۔ جب مصنوعی میت کو لے کر مسجد گلزارِ حبیب (جہاں اوکاڑوی صاحب خطابت کرتے تھے) میں پہنچے تو اس مصنوعی میت کو ایک منتخب کمرہ کے قریب اتارنے لگے تو ہجوم کی وجہ سے کچھ آدمیوں کے ہاتھ چارپائی کے اوپر لگے اور چادر ایک طرف ہٹ گئی تو دیکھا کہ چارپائی پر ایک لکڑی رکھی ہوئی تھی اور میت نہیں تھی تو انہی لوگوں نے شور مچا دیا کہ چارپائی خالی ہے تب ہی تو کوکب نورانی صاحب ہمیں یہ بات کہنے پر زور دیا کہ دعا واسطے مولانا محمد شفیع اوکاڑوی کے۔ اگر میت چارپائی پر موجود ہوتی تو یہ الفاظ کہے جاتے کہ دعا واسطے حاضر میت کے، تو خدام خاص نے فوراً چارپائی کو کمرہ میں لے جا کر کمرہ کو فوراً بند کر دیا اور کافی دیر کے بعد قبر بنا کر کمرہ کو کھول دیا گیا۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر مولانا اوکاڑوی کی شکل نہیں ہوئی اور جسم نہیں پھولا متعفن نہیں ہوا زبان باہر نہیں نکلی اور گھر قریب ہونے کے باوجود میت کو گھر میں نہیں لایا گیا اور یقیناً میت کو گھر نہیں لایا گیا۔ کیونکہ کراچی کے کثیر مسلمانوں کی زبانی سنا گیا ہے کہ اوکاڑوی کے رخصت کے دوسرے دن کسی اخبار میں یہ خبر شائع ہوئی کہ مولانا کی بیوی کا بیان تھا کہ مجھے اپنے شوہر کی شکل نہیں دیکھنے دی۔ دوسرے دن جنازہ کیوں پڑھایا گیا۔ پہلے دن کیوں نہیں پڑھا گیا۔ نظامی صاحب رات کے گیارہ بجے کیوں گئے، دن کو کیوں نہیں گئے۔ پھر راتوں رات عوام سے چھپا کر لاش کیوں گم کی گئی۔ اگر چارپائی خالی نہیں تھی تو آخر وقت تک عوام کو دیدار سے محروم کیوں رکھا گیا اور جنازہ کی نیت کیوں تبدیل کی گئی۔ دعا واسطے حاضر میت کیوں نہیں کہا گیا اور دوسرے لوگوں کو چارپائی اٹھانے سے کیوں منع کیا گیا۔ دفن کے وقت کمرہ کیوں بند کیا گیا۔ مخصوص چند خدام کے علاوہ باقی لوگوں کو چارپائی کے قریب کیوں نہیں آنے دیا۔ اگر مولانا چارپائی پر موجود تھے تو جنازہ کی نیت لفظ حاضر میت کیوں نہیں کہا گیا۔ اگر

وہ چارپائی پر زندہ تھے تو مولانا پر یہ زندہ درگور کا ظلم عظیم کیوں کیا گیا۔ کیا زندہ کو رخصت کیا جاتا ہے۔؟

اگر وہ سچا عاشقِ رسول تھا تو کلمہ طیبہ نصیب کیوں نہ ہوا۔ اگر اس وقت اس کو عذاب نہیں ہو رہا تھا تو بزرگوں، ولیوں، پیروں کو کیوں پکار رہا تھا کہ مجھے بچاؤ، مجھے بچاؤ، مجھے بچاؤ۔ اگر موحد ہوتا تو آخر وقت اللہ تعالیٰ ہی کو پکارتا جیسے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے:۔

من کان اٰخر کلامہ لا الہ الا اللہ دخل الجنۃ۔ (الحدیث)

(احقر ضیاء الرحمٰن ارشد۔ بہادر پوری)

مزید سُنیے

احقر ضیاء اللہ بہادر

مولانا اوکاڑوی شروع شروع میں ایک نعت خواں تھے۔ انہوں نے مستقل کسی مدرسہ میں تعلیم حاصل نہیں کی۔ آواز اچھی تھی نعت خوانی میں خوب حصہ لیتے تھے۔ بعد اس کے چک ۵۴ ٹو ایل نزد اوکاڑہ میں آواز کی خوش الحانی کی وجہ سے امامت مل گئی۔ حضرت اوکاڑوی صاحب سے چک ۵۴ ٹو ایل سے رضاخانیت کا ارتکاب ہوا تو چک والوں نے ڈنڈوں اور جوتوں سے استقبال کیا اور چک سے ذلت آمیز رسوائی کے بعد سیدھا کراچی کا رُخ کیا اور وہاں پر مولانا صاحب کے چار چاند لگ گئے اور رفتہ رفتہ جاہل عوام نے خطیب پاکستان کے لقب سے نواز دیا۔ بس اتنا یاد رکھیں کہ یہ ہیں گستاخِ رسول مولانا محمد شفیع اوکاڑوی صاحب کہ جن کو مرتے وقت کلمہ بھی نصیب نہ ہوا۔

واقعہ مذکور نقل کرنے سے مطلب یہ ہے کہ ؎

یہ ایک حقیقت ہے جو ہونا چاہتی ہے آشکار
مدعی میرا کسی کی آبرو ریزی نہیں

جوڑا مبارک چاندی کا تھا؟

رضاخانی عقیدہ ہے کہ شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کے جوڑے مبارک چاندی اور لعل اور یاقوت سے جڑے ہوئے تھے۔ حالانکہ بزرگوں کو ان چیزوں سے کیا تعلق وہ تو صرف سادگی میں وقت گزارتے ہیں اور ہر وقت اللہ تعالیٰ سے لو لگائے رہتے ہیں وہ ان چیزوں کی طرف ہرگز توجہ نہیں دیتے۔

آپ کا جوڑا مبارک لعل و زمرد اور یاقوت سے جڑا ہوتا تھا اور اس کے نیچے چاندی کی میخیں لگی ہوتی تھیں۔

(تفریح الخاطر ص ۵۳)

یہ بات یاد رہے کہ اولیاء کرام سجاوٹ اور زیب و زینت کے قائل نہیں ہوتے۔ وہ اپنی تمام زندگی عیش و عشرت کی بجائے نہایت سادگی کے ساتھ گذارتے ہیں۔ ان لعل و زمرد، یاقوت، چاندی کی میخوں سے جڑے ہوئے نعلین سے کیا تعلق۔ وہ تو ہر وقت ذکرِ الٰہی میں مست رہتے ہیں۔ یعنی کہ دنیاوی چیزوں سے بے نیاز ہوتے ہیں۔ بقول رضاخانیوں کے شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کے جوڑے کو چاندی کی میخیں لگی ہوئی تھیں تو پھر وہ موچی احمد رضا بریلوی نے لگائی ہوں گی۔ اس کے سوا اور کیا ہی کہا سکتا ہے۔

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ قبر سے نکلے؟

کہتے ہیں کہ ایک شہر میں غوثِ اعظم کا مخلص معتقد ایک تاجر رہتا تھا جو صرف معتقد ہی نہ تھا بلکہ اُس نے اپنے دل میں آپ کے سلسلہ میں بغیر کسی واسطہ کے داخل ہونے کا (مرید بننے کا) عزم بھی رکھتا تھا۔ دنیا کے کاروبار کے سبب آپ کی خدمت میں چالیس سال تک حاضر نہ ہو سکا۔ آخر آپ کی

زیارت کے لئے سفر طے کر کے بغداد پہنچا تو سنا کہ آپ کا وصال ہو چکا ہے اپنی مراد کے بر نہ آنے پر اس نے اپنے آپ کو ہلاک کرنے کا ارادہ کر لیا (لیکن یہ خیال بھی آیا کہ پہلے آپ کی قبر انور کی زیارت کر لوں) چنانچہ زیارت قبر کے لئے آیا اور آداب زیارت بجالایا حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی قبر انور سے نکلے اور اس کا ہاتھ پکڑ کر توجہ دی اور اپنے سلسلہ میں داخل فرمالیا اور وہ اور تین صد آدمی دوسرے آپ کے ارشاد کے شرف سے مشرف ہو کر واصل باللہ ہو گئے۔

(تفریح الخاطر ص ۵۵-۵۶)

عبارت مذکورہ سے رضاخانی اہل بدعت سادہ لوح مسلمانوں کو یہ تاثر دینا چاہتے ہیں کہ اولیائے کرام مرنے کے بعد بھی لوگوں کو بیعت کرتے رہتے ہیں اور جو شخص بھی کسی ولی کا مرید ہونا چاہے تو وہ ولی کے مزار پر جا کر مرید ہو سکتا ہے اور اولیائے کرام کو اختیار ہے کہ وہ جب چاہیں اپنی قبر سے نکل کر لوگوں کو مرید کریں اور جب چاہیں اپنی قبر میں داخل ہو جائیں۔ لہٰذا وہ کسی کے پابند نہیں ہیں۔ افسوس ہے اہل بدعت پر کہ ایسا باطل عقیدہ تو مشرکین مکہ سے بھی منقول نہیں جو رضاخانیوں نے اپنایا ہوا ہے۔ اہل سنت وجماعت علمائے حق کا عقیدہ ہے کہ ولی جنت میں ہوتا ہے اور اس کو جنت سے نکل کر باہر آنے کی کیا ضرورت ہے یعنی کہ کسی جنتی کا دل نہیں چاہتا کہ وہ جنت سے نکل کر دنیا میں لوگوں کو مرید کرنے آئے۔ یہ سب کچھ رضاخانی اہل بدعت کی افسانہ نگاری ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو فہم سلیم عطا فرمائے۔

ولی عورت پر عاشق ہو گیا؟

شیخ صنعان بیت اللہ شریف کی زیارت کے لئے اپنے کامل مریدین

کے ہمراہ نکلے۔ شیخ محمود مغربی اور شیخ محمد فرید الدین عطار بھی ان مریدین میں سے ہیں۔ چلتے چلتے ان کا کفار کے شہروں میں سے ایک شہر پر گذر ہوا تو شیخ صنعان کی اچانک ایک ایسی لڑکی پر نظر پڑ گئی جس کی حسن و جمال میں کوئی مثال نہ ملتی تھی۔ وہ اپنے محل پر کھڑی اطراف و جوانب کا نظارہ دیکھ رہی تھی۔ اس کی آنکھیں جھانکنے والوں کو صرف ایک نظر سے شکار بنا لیتی تھیں۔ شیخ یہ دیکھتے ہی بیہوش ہو گئے اور عقل کا جنازہ نکل گیا اور اس کے حسن و جمال کو دیکھ کر جگہ چھوڑ کر آگے چلنے کی طاقت نہ رہی۔ یہ دیکھ کر لڑکی بھی اپنا دل دے بیٹھی اور اس نے بھی اپنی جگہ نہ چھوڑی اور کھانا پینا بھول گئی۔ اس کے والد کو خبر ہوئی تو فکر ہوا کہ اب اس کا کیا حال ہو گا اور سخت گھبرایا اور سوائے شیخ سے نکاح کر دینے کے اور کچھ نہ سوجھی۔ پھر اپنے ارادے سے ان کو مطلع کیا تو شیخ نے گمراہی کا راستہ اختیار کر لیا۔ لڑکی کے والد نے بتایا ہمارے نکاح کرنے کا یہ دستور ہے کہ لڑکی دینے سے (چند دن پہلے) وہ ہمارے خنزیر چراتا ہے اور روزانہ لڑکی والوں کو ایک خنزیر کا بچہ لا کر دیتا ہے تاکہ وہ اپنے دستور کے مطابق نکاح تک کھائیں۔ پھر بوقتِ نکاح چراغ روشن کرتے ہیں اور مرد کے ایک ہاتھ میں خنزیر کا گوشت اور شراب رکھتے ہیں اور دوسرے ہاتھ میں دلہن کا بچہ بغیر کسی پردے کے پکڑا دیا جاتا ہے۔ یہ خبر سن کر شیخ بہت خوش ہوئے اور اس خدمت کو بغیر کسی پرہیز کے پورا کر دیا اور ہر صبح خنزیر کا بچہ اپنی گردن پر اٹھا کر لاتا اور انہیں دیتا مدت پوری ہونے کے بعد انہوں نے اس کے ہاتھ میں خنزیر کا گوشت اور شراب رکھی اور دوسرے ہاتھ میں

اس جیبہ کا خوشی سے پتہ پکڑا لیا۔ جب شیخ نے بغیر پرہیز کے شراب پینے اور خنزیر کا گوشت کھانے کا ارادہ کیا تو شیخ فرید الدین عطار نے دربار غوثیہ میں فریاد کی کہ اے اولیاء کے بادشاہ! اے محی الدین! اے سید عبد القادر ہمارے شیخ ہمارے ہاتھوں سے جا رہے ہیں اللہ امداد کرنا۔ یہ سنتے ہی اُن کے جسم میں لرزہ پیدا ہوا جس سے گوشت اور پیالہ ہاتھ سے گر گیا اور غفلت کی پٹی آنکھ سے کھل گئی۔ فوراً جنگل کی طرف متوجہ ہوئے۔ شیخ فرید الدین نے پوچھا آپ کہاں تشریف لے جاتے ہیں؟ جواب دیا۔ "اُس ہستی کی طرف جس کا تیر بے ادب، منکروں کو لگنے والا ہے (اس سے گستاخی کی معافی مانگنے کے لئے جا رہا ہوں) جب یہ بغداد پہنچے تو چہرہ پر سیاہ مل کے اور دونوں ہاتھوں کو بیڑیوں سے مضبوط باندھ لیا اور خادموں کے ساتھ غوثِ پاک کے دروازہ کی چوکھٹ پر کھڑے ہو گئے اور آپ کے سامنے رونے لگے۔ آپ کو اس کی حالت پر رحم آیا اور اس کا قصور معاف کر دیا اور جھوٹ دھونے اور ہاتھ کھولنے کا حکم فرمایا اور بارگاہ الٰہی میں اس کے گناہ معاف کرنے کی دعا کی، اللہ جل شانہٗ کی طرف سے خطاب ہوا کہ یہ تیری شان میں گستاخی کرنے کی وجہ سے مردود ہو چکا ہے۔ حضور غوثِ پاک نے اس کے حق میں زاری کرتے ہوئے دعا کی، یہاں تک کہ بارگاہِ الٰہی سے ندا آئی۔ میں اس کے حق میں کسی کی سفارش قبول نہیں کروں گا۔ یہ سنتے ہی آپ دنیاوی تصرفات اور مراسم غوثیہ سے دستبردار ہو گئے اور عرض کیا الٰہی جب تو نے اس کے حق میں میری اور دوسرے ولیوں کی شفاعت قبول نہیں کی تو میرے مریدوں کا کیا حال ہو گا۔ اس عظیم آفت کی وجہ سے میں ان امور سے

دستبردار ہوتا ہوں اور تیرے بندوں کے کام تیرے سپرد کرتا ہوں اور تو جاننے والا قادر ہے اور تجھے تمام اختیار ہیں۔ خالق و مالک کی طرف سے خطاب ہوا، میں نے اس کی توبہ قبول کی اور تیرے لئے اس کو معاف کر دیا اور یہ بھی وعدہ کرتا ہوں کہ تیرے مریدوں کو توبہ کے بغیر نہ مارونگا اور ان کا خاتمہ بالخیر ہوگا۔ (تفریح الخاطر صفحہ ۶۹ تا ۷۲)

نوٹ:۔ مندرجہ بالا خلافِ شرع واقعہ اگر واقعتاً شیخ صنعان سے صادر ہوا ہے تو پھر شیخ صنعان گمراہ ہے۔

قارئین کرام! رضاخانی اہلِ بدعت کے خلافِ شرع عقائد پڑھ کر تو ایک عام انسان بھی ان بے چاروں کو اپنے گھر کا ہدیہ تبریک پیش کئے بغیر ہرگز نہیں رہ سکتا۔ ہدیہ تبریک کیوں نہ پیش کیا جائے جبکہ رضاخانیوں کا ایک ولی کے بارے میں یہ عقیدہ ہو کہ وہ ایک حسین و جمیل لڑکی پر عاشق ہو گیا اور وہ ولی اس قدر کمزور ایمان والا تھا کہ وہ بھی اس خوبصورت عورت کے جال میں پھنس گیا اور اس پُرفریب جال میں ایسا پھنسا کہ اس کی عقل کا جنازہ نکل گیا حتیٰ کہ اس چکر میں پھنس کر اس نے بھوک و پیاس کی پرواہ تک نہ کی حتیٰ کہ شریعتِ محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے قوانین کو بھی پسِ پشت ڈال کر نہایت افعالِ قبیحہ و شنیعہ میں مبتلا ہو گیا۔ اس خبیث مرض میں مبتلا ہو کر لڑکی والوں کی ہر غیر اسلامی شرط کو بھی قبول کر لیا کہ وہ روزانہ ان کے خنزیر چرایا کرے اور روزانہ ایک خنزیر کا بچہ لایا کرے تاکہ اکٹھے مل جل کر اس کا گوشت بھون کر بڑے مزے سے بوقتِ نکاح نمک کھایا کریں۔ بوقتِ نکاح دولہا کے ایک ہاتھ پر خنزیر کا گوشت اور شراب رکھتے ہیں وغیرہ وغیرہ۔ اللہ کے ولی نے یہ تمام شرائط بڑی فراخ دلی سے قبول کر لیں۔ اور جب اللہ کا ولی ان تمام غیر اسلامی رسومات پر کاربند ہوا تو ولی کامل شیخ فرید الدین نے حق تعالیٰ کے دربار میں التجا و زاری کرنے کی بجائے سیدھے حضرت پیران پیر رحؒ کے دربار میں

دعا، کی کہ اے پیرانِ پیر امداد کرو۔ بعدہٗ یہ ولی بقول رضاخانیوں کے جو گمراہی کا راستہ اختیار کر چکا تھا۔ اس نے اپنے آپ کو بیڑیوں میں جکڑ کر خالقِ کائنات کے در پر جھکنے کی بجائے پیرانِ پیر کے در پر اپنے کافرانہ طرزِ عمل کی معافی مانگی اور جب مجرم اپنی خطا و شرمندگی کا اظہار کر رہا تھا تو خدا تعالیٰ کی طرف سے ندا آئی کہ اے پیرانِ پیر! اس شخص نے تیری شان میں گستاخی کی تھی۔ بس اس جرم کی پاداش میں یہ مردود ہوا۔ اب اس کی سفارش بھی اس کے حق میں قبول نہیں ہوگی۔ بس خالقِ کائنات کا اتنا فرمانا تھا کہ پیرانِ پیر نے جلال میں آکر حق تعالیٰ کو دھمکی دے دی (العیاذ باللہ) کہ اپنے عہدۂ غوثیت سے دستبردار ہوتا ہوں مجھے اس عہدے کی ضرورت نہیں، کیونکہ جب تو نے اس کے حق میں میری اور دوسرے ولیوں کی بھی سفارش قبول نہیں کی تو میرے بقیہ مریدوں کا کیا حال ہوگا۔ بس اس عظیم سانحہ کی بنا پر دنیاوی تصرفات اور تمام اختیارات سے استعفیٰ دیتا ہوں۔ تیرے بندوں کے کام تیرے سپرد کرتا ہوں۔ آپ خود اپنے بندوں کے کام کیا کریں۔ آج کے بعد میں آپ کے کسی بندے کی مشکل کشائی نہیں کروں گا۔ پیرانِ پیر کا بھی اتنا کہنا تھا کہ فوراً حق تعالیٰ کی طرف سے ندا آئی، اس شخص کے حق میں آپ کی سفارش قبول کر لی اور اس کو معاف کر دیا حتیٰ کہ تیرے کسی مرید کو بغیر توبہ کے نہیں ماروں گا اور جو آپ کا مرید ہوگا اس کا خاتمہ ایمان پر ہوگا وغیرہ۔ رضاخانی اہلِ بدعت اس قسم کے باطل عقائد کی نشر و اشاعت کر کے مسرور ہوتے ہیں کہ ہم نے ایک اہم دینی فریضہ سرانجام دیا ہے حالانکہ رضاخانی شجرِ اسلام کو جڑوں سے اکھاڑنے کی سعی مذموم میں لگے ہوئے ہیں اور آئے دن نئے نئے عقائدِ فاسدہ اولیائے کرامؒ کی طرف منسوب کرتے رہتے ہیں حقیقت یہ ہے کہ ولی حق تعالیٰ کا دوست ہوتا ہے اور اس سے کوئی فعل بھی جو خلاف شرع ہو ہرگز صادر نہیں ہوتا بلکہ ولی کے تمام افعال و اقوال شریعتِ اسلامیہ کے تابع ہوتے ہیں۔

اور جو اللہ کے ولی کی شان میں گستاخی کرتا ہے گویا کہ وہ خوب سمجھ لے کہ اس بدنصیب نے حق تعالیٰ کو جنگ کا چیلنج کر دیا اور جس نے خالقِ لایزال کو اعلانِ جنگ کیا وہ تباہ و برباد ہو گیا جیسا کہ امام الانبیاء حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے:۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی قَالَ مَنْ عَادٰی لِیْ وَلِیًّا فَقَدْ اٰذَنْتُہٗ بِالْحَرْبِ (بخاری)

ترجمہ۔ "فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تحقیق اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جو شخص کہ ایذا دے میرے ولی کو، پس تحقیق خبردار کرتا ہوں میں اس کو ساتھ لڑائی کے"۔

فرمانِ نبوی ؐ سے یہ بات ثابت ہوئی کہ رضاخانی فرقہ اولیائے کرام ؒ کی شان میں گستاخی کر کے خالقِ کائنات کو اعلانِ جنگ کرتا ہے اور جو بدبخت خدا تعالیٰ کو جنگ کا چیلنج کرتا ہے وہ اپنا ٹھکانا جہنم سمجھے۔ علاوہ ازیں امام المتکلمین مجدد بدعات مولوی احمد رضا خان بریلوی کی ذریتِ خبیثہ سے سوال ہے کہ وہ خنزیر کا بچہ اور شراب اب کہاں ہے۔ یہ بھی عین ممکن ہے کہ رضاخانیوں نے خانقاہِ بریلی شریف پر چڑھاوا چڑھا دیا ہو۔

ولی کے سر پر پاخانے کا ٹوکرا؟

شیخ محمود اپنے شیخ کی خدمت میں ہی رہے اور شیخ فریدالدین بغداد کی طرف روانہ ہوئے۔ جب بغداد میں حضور غوثِ پاک کی سرائے میں پہنچے تو خدمت کا کوئی محل تلاش کیا مگر خالی کوئی نہ پایا تو شیخ فرید نے آپ کے پاخانہ کا ٹوکرا اٹھا کر جنگل میں پھینکنا ہی غنیمت جانا۔ اس کے بارے

میں خادموں میں سے کسی خاص کی ڈیوٹی نہ تھی، اس لئے کچھ عرصہ بعد یہ خدمت مستقل آپ کے حوالہ ہو گئی۔ کچھ دن بعد پھر پہلے خادموں نے حضور غوثِ پاک کی خدمت میں شکایت کی کہ ہم آپ کی خدمت سے محروم ہو گئے ہیں۔ آپ نے فرمایا کیا تم میں کوئی غریب درویش نیا آگیا ہے۔ انہوں نے کہا جی ہاں اُس نے ہم سے یہ خدمت لے لی ہے۔ فرمایا وہ اس خدمت پر ہے؟ پھر آپ وضو کے لئے اُٹھے۔ دیکھا کہ ایک نوجوان اپنے سر پر ٹوکرا اٹھائے لے جا رہا ہے اور بارش ہو رہی ہے جس کی وجہ سے پلیدی کے قطرے اس پر ٹپک رہے تھے۔ آپ نے ارشاد فرمایا تو کون ہے عرض کی میں شیخ صنعان کا مرید ہوں۔ آپ کو نوجوان کی حالت پر رحم آیا۔ فرمایا مانگ جو مانگنا ہے۔ عرض کی آپ میری خواہش جانتے ہی ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ مجھ سے کوئی تو اعلیٰ مقام مانگ۔ عرض کی میرے نزدیک اس کے سوا کوئی اعلیٰ مقام نہیں کہ آپ میرے شیخ کا قصور معاف کر دیں۔ فرمایا تمہاری خاطر میں نے تمہارے شیخ کا قصور معاف کر دیا۔

(تفریح الخاطر ص ۷۳-۷۴)

قارئین کرام:۔ واقعہ مذکور اوّل تا آخر جھوٹ پر مبنی ہے اور اولیائے کرام رح کی شان میں گستاخی کا مکروہ دھندا جو رضاخانیوں نے شروع کر رکھا ہے وہ نہایت قبیح جو قرآن کے خلاف اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے بھی خلاف ہے۔ رضاخانی اہلِ بدعت کو اولیائے کرام رح کی گستاخی کے باعث ہم انہیں بس اتنی داد دیئے بغیر نہیں رہ سکتے۔

شرم تم کو مگر نہیں آتی

نیز جس شخص کے ذمہ یہ ڈیوٹی سونپی گئی کہ وہ پاخانہ اٹھانے کی ڈیوٹی سرانجام دے تو یہ بھی ممکن ہے کہ وہ شخص پاخانہ کے ٹوکرے اٹھا اٹھا کر اعلیٰ حضرت بریلوی کی

خانقاہ میں پھینکتا ہو، کیونکہ یہ شرک و بدعات کا مرکز ہے اور اسمیں غالباً نقطہ یہ ہوگا کہ جہاں شرک کی گندگی جمع ہے وہیں پر جسمانی گندگی کو بھی اکٹھا کر دیا جائے تاکہ اعلیٰحضرت بریلوی کی رُوح ہر وقت معطر رہے۔

ابدال کو منصب سے معزول کرنے کے بعد معاف کر دیا!

ایک ابدال اپنے فرضِ منصبی کو انجام دے رہا تھا تو اس سے کوئی خطا سرزد ہوگئی جس کی وجہ سے وہ اپنے منصب سے معزول ہوگیا اور اس کو اس مقام سے اتار دیا گیا۔ وہ غوثِ پاک کی طرف ملتجی ہوا اور امداد کے لئے عرض کیا اور اپنی پیشانی مدرسہ کی خاک پر رکھ کر (رونے لگا) ابھی زبان سے توبہ کا کلمہ نہ نکلنے پایا تھا کہ ہاتف غیبی نے پکارا: "اے فلاں! چونکہ تو نے میرے محبوب سید عبدالقادرؒ کے دروازہ کی خاک پر پیشانی رکھ دی ہے اس لئے جاؤ میں نے تجھے معاف کر دیا اور تجھے پہلے سے بھی بلند مقام عطا کیا۔ ہمارے محبوب کی خدمت میں جاکر اس نعمتِ عظمیٰ کے بدلے میرا شکریہ ادا کرو۔ (تفریح الخاطر ص۵)

رضاخانی بیہودیوں کی خواہش ہے کہ ہر انسان حق تعالیٰ کا دَر چھوڑ کر مخلوق کے دَر پر سجدہ ریز ہو جائے تاکہ مشرکینِ مکہ کی پیروی ہو سکے۔ ورنہ یہ کیسے ممکن ہے کہ جو کوئی خالقِ لایزال کا دَر چھوڑ کر اغیار کے سایہ میں پناہ لے اور مخلوق کو حاجت روا سمجھے تو پھر خالقِ کائنات اس پر راضی ہو، یہ قطعاً ہو ہی نہیں سکتا۔ رضاخانیو! ذرا ہوش میں آؤ اور اس ہستی لایزال کے در پر جھکا کرو جس کے دربار میں انبیائے کرام علیہم السلام، صحابہ کرام رضی اللہ علیہم اور اولیائے کرام رحمتہ اللہ علیہم اجمعین جھکتے ہیں اور جھکتے رہے۔

پیرانِ پیر کی زنا کے وقت نصرت!

ایک خوبصورت عورت نے حضرت (عبدالقادر جیلانیؒ) سے بیعت کی۔ اس سے پہلے اس پر ایک فاسق عاشق تھا۔ ایک روز وہ عورت اپنے کسی کام کے لئے پہاڑ کے غار کی طرف گئی تو اس کا عاشق بھی اس کے غار کی طرف جانے کی خبر سُن کر اس کے پیچھے ہولیا اور اس کے پاس جا کر عصمت ریزی کرنے لگا۔ عورت نے اپنی خلاصی کی جب کوئی صورت نہ دیکھی تو حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ کا نام مبارک لے کر اس طرح پکارنے لگی (الغیاث یاغوث اعظم الغیاث یاغوث الثقلین الغیاث یاشیخ محی الدین الغیاث یاسیدی عبدالقادر) آپ اس وقت مدرسہ میں وضو کر رہے تھے اور پاؤں میں لکڑی کی کھڑاویں تھیں آپ نے انہیں پاؤں سے اتار کر غار کی طرف پھینکا۔ وہ فاسق کے مُراد کے پانے سے پہلے پہنچے اور سر پہ پڑنے لگیں حتیٰ کہ وہ مرگیا پھر وہ عورت انہیں اٹھا کر حضور غوث صمدانی کے دربارِ عالی میں حاضر ہوئی اور حاضرین کے سامنے آپ سے سارا واقعہ عرض کیا۔ رضی اللہ عنہ۔

(تفریح الخاطر ص ۸۳-۸۴)

میرے سُنی حنفی بھائیو! واقعہ مذکورہ سے رضاخانی اہلِ بدعت کا مقصد یہ ہے کہ سادہ لوح مسلمان یہ عقیدہ رکھیں کہ شیخ عبدالقادر جیلانیؒ اپنے ہر مرید کی ہر وقت امداد کو پہنچتے ہیں۔ مرید جہاں کہیں بھی ہو۔ جیسا کہ ذکر ہے کہ پیرانِ پیر کی مریدنی پہ ایک فاسق عاشق تھا۔ وہ ہر وقت موقعہ کی تلاش میں رہتا کہ کسی طرح اپنی خواہش کو پورا کر دل۔ آخر کار ایک دن پیرانِ پیر کی مریدنی جنگل میں گئی تو اس فاسق نے موقعہ پا کر اس عورت

پر رضاخانی قانون نافذ کرنا چاہا تو ادھر عورت نے اپنے شیخ حضرت پیرانِ پیر کو یاغوث الثقلین الغیاث یا شیخ محی الدین الغیاث یاسیدی عبد القادر۔ کہہ کر پکارنا شروع کیا تو ادھر پیرانِ پیر اپنے مدرسہ میں وضو فرمانے کی حالت میں اپنی لکڑی کی کھڑاؤں کو پاؤں سے نکال کر اس فاسق کی طرف پھینکی۔ جب پیر صاحب کی کھڑاویں اس کے سر پر بارش کی طرح برسنے لگیں تو اس عورت نے خلاصی پائی۔ اب ہم رضاخانیوں سے پوچھتے ہیں حق بجانب ہیں کہ یہ صفت ہر ایک ولی میں ہے یا کہ صرف اور صرف پیرانِ پیر کو حاصل ہے کہ جب کوئی ان کی کسی مریدنی سے زنا کرے تو بروقت امداد کرتے ہیں تاکہ مریدنی پر بریلویت کا قانون نافذ نہ ہو سکے اور اس کے ساتھ ساتھ کیا رضاخانی یہ بھی بتا سکتے ہیں کہ آج کل زنا کے وقت مغویہ کے ساتھ امداد کرنے کی ڈیوٹی پیرانِ پیر کے ذمہ ہے یا کسی اور ولی کے ـــــ اگر ہر ولی میں یہ صفت ہے تو پھر مقابر اولیاءِ کرام پر جو کچھ ہو رہا ہے یہ کیا ہے۔ اگر اس صفتِ خاصہ کے مستحق صرف پیرانِ پیر ہی ہیں تو ان کی خانقاہ میں جو مجاور خانقاہی کرشمے دکھا رہے ہیں تو کیا اس میں پیرانِ پیر کی کیا رائے ہے۔

بینوا بالکتاب توجروا یوم الحساب۔

شیخ عبد القادر جیلانیؒ نے اونٹ تلاش کر دیئے

ایک تاجر قافلہ کی روانگی کا انتظار کرتا رہا تاکہ ان کے ہمراہ تجارت کے لئے جائے۔ جب قافلہ روانہ ہوا تو یہ چھ اونٹوں پر سُرخ شکر لاد کر قافلہ کے ہمراہ روانہ ہو گیا۔ راستہ میں (رات کے وقت) اس کے اونٹ گم ہو گئے۔ بہت تلاش کیا مگر نہ ملے، سخت گھبرایا۔ چونکہ حضرت غوثِ پاک کا مرید اور معتقد تھا اس لئے بآوازِ بلند پکارنے لگا "یاسیدی غوثِ

اعظم میرے اونٹ اسباب سمیت غائب ہوگئے ہیں۔ دیکھا کہ پہاڑ پر ایک سفید پوش بزرگ کھڑے اپنی آستین سے اپنی جانب اشارہ فرما رہے ہیں گویا کہ اپنی طرف بلا رہے ہیں۔ جب اس کی طرف گیا تو اس اشارہ کرنے والے کو گم پایا۔ اونٹ معہ اسباب اس مکان سے مل گئے۔

(تفریح الخاطر ص ۸۴-۸۵)

رضاخانی اہلِ بدعت جو حقیقت میں شانِ انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام اور اولیائے کرامؒ کے گستاخ ہیں جن کا یہ عقیدہ ہے کہ اولیائے کرام مسروقہ چیز کو برآمد کر لیتے ہیں تو کیا پیرانِ پیرؒ کے انتقال کے بعد مسروقہ چیز کو برآمد کرتے ہیں یا نہیں اگر برآمد کرتے ہیں تو پھر شہر بغداد میں اکثر وارداتیں ہوتی رہتی ہیں لیکن ان کا کبھی کوئی سراغ نہیں ملا اور اس کے علاوہ کئی اخلاقی جرائم بھی پیش آتے ہیں تو کیا ان تمام واقعات سے حضرت پیر صاحبؒ باخبر ہیں یا کہ بے خبر، اگر باخبر ہیں تو اس کا سدِ باب کیوں نہیں کرتے، اگر بے خبر ہیں تو پھر پیر صاحب کے بارے میں باطل عقیدہ کیوں اپنایا ہوا ہے۔ افسوس صد افسوس رضاخانی مذہب کس قدر غلیظ مذہب ہے کہ جو پیرانِ پیر کے متعلق یہ خیال رکھتے ہیں کہ تاجر کے اونٹ گم ہوگئے اور اس نے مصیبت کے وقت پیر صاحب کو پکارا تو پیر صاحب خود بنفسِ نفیس حاضر ہوئے اور اونٹوں کو تلاش کر کے تاجر کے حوالے کئے تو کیا رضاخانی لونچڑے بتا سکتے ہیں کہ آج کل اونٹ تلاش کرنے کی ڈیوٹی کس ولی کے ذمہ ہے۔ تف ہو تم پر۔

ولی کو چھنی ہوئی ولایت دوبارہ مل گئی

ایک ولی سے آپ کے زمانہ میں ولایت سلب ہوگئی۔ وہ بہت سے اولیاءِ کرام کے پاس گیا، مگر کوئی فائدہ حاصل نہ ہوا۔ سب نے یہی کہا کہ ہماری

دعا تیرے حق میں قبول نہیں ہوئی تو غوث اعظم کے حضور میں التجا کرتا تو اپنا مرتبہ پالے وہ آپ کے پاس آکر التجا کرنے لگا تو آپ نے اس کے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا کی۔ ہاتف غیبی سے ندا آئی اس کے لئے بہت سے اولیاء دعا کر بیٹھے، میں نے کسی کی دعا بھی قبول نہیں کی، آپ بھی اس کے لئے دعا نہ کریں۔ یہ ندا سنتے ہی اپنا جائے نماز پکڑ کر جنگل کی طرف چلنے لگے۔ ایک ہی قدم اٹھانے پر ہاتف غیبی نے پکارا "اے محبوب غوث اعظم! میں نے تیری خاطر اس کو اور اس جیسے اور ایک ہزار کو معاف کر دیا اور دوسرے قدم پر ہاتف غیبی نے اسی طرح فرمایا کہ میں نے اس کو اور اس جیسے دو ہزار کو معاف فرما کر اُن کے مرتبے پر پہنچا دیا اور تیسرے قدم پر ندا آئی میں نے اس کو اور اس جیسے تین ہزار آدمیوں کو معاف فرما کر ان کے ان کو مرتبے عطا کئے۔ یہ سن کر غوث صمدانی خوش ہوئے اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا اور اس شخص نے آپ کی برکت سے مسلوب شدہ مقام و مرتبہ پالیا۔ رضی اللہ عنہ۔ (تفریح الخاطر ص ۸۵-۸۶)

حضرات! یہ عجیب بات ہے کہ ایک ولی کی پیرانِ پیرؒ کے دور میں ولایت چھن گئی اور وہ تمام اولیائے کرام کے پاس گیا اور التجا کی کہ کسی طرح سلب شدہ ولایت واپس مل جائے لیکن خالقِ کائنات نے کسی ولی کی دعا قبول نہ کی۔ آخر کار یہ شخص پیرانِ پیر کی خدمت میں حاضر ہوا کہ تمام اولیائے کرام کے پاس گیا ہوں اور انہوں نے میرے حق میں سلب شدہ ولایت واپس ہونے کی دعا کی مگر حق تعالیٰ نے قبول نہیں کی۔ مگر جب وہ شخص حضرت پیر صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا تو حضرت پیرانِ پیر نے بات سُن کر حق تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے تو غیب سے آواز آئی اس کے حق میں دعا نہ کرو اس کی سلب شدہ ولایت واپس نہ ہو گی تو پیرانِ پیر یہ سُن کر اپنی جائے نماز

پکڑ کر جب جنگل کی طرف روانہ ہونے لگے تو ابھی ایک ہی قدم اٹھا کر فوراً غیب سے ندا آئی کہ اے شیخ جیلانی! ہم نے تیری خاطر اس کو اور اس جیسے ہزار کو معاف کر دیا۔ اسی طرح جب دوسرا قدم اٹھایا تو پھر ندا آئی کہ اس کو اور اس کے ساتھ دو ہزار کو معاف کر دیا تو جب تیسرا قدم اٹھایا تو غیب سے ندا آئی اے شیخ جیلانیؒ! اس کو اور اس کے ساتھ تین ہزار اور کو بھی معاف کر دیا۔ غرضیکہ اس واقعہ سے رضاخانی اہلِ بدعت عوام الناس کو یہ بتلانا چاہتے ہیں کہ حق تعالیٰ پیر کے مقابلہ میں اپنے کئے ہوئے فیصلے کو تبدیل کر دیتا ہے حتیٰ کہ بول رضاخانیوں کے پیرانِ پیر کا حکم خدا تعالیٰ پر چلتا ہے (العیاذ باللہ) تب ہی تو شیخ جیلانیؒ کے ایک ایک قدم اٹھانے پر ایک ایک ہزار تعداد اضافہ فرما دیا۔ یہ بھی انکشاف ہوا کہ خالقِ کائنات تمام اولیائے کرام کی بات کو رد کر سکتا ہے لیکن پیرانِ پیر کی کوئی بات بھی رد نہیں کر سکتا۔ یاد رکھیں رضاخانیوں کے خود ساختہ عقیدہ کے مقابلہ میں اسلامی عقیدہ تو یہ ہے کہ حق تعالیٰ کے فیصلے اٹل، ذرہ بھر تبدیلی نہیں ہوتی۔ وہی ذات ہی مختارِ کل ہے۔ اور وہی کارساز ہے۔

ایک عجیب انکشاف

جب اللہ تعالیٰ اپنے کسی بندے کو ولی بنانا چاہتا ہے تو حکم دیتا ہے کہ اس کو میرے پیارے مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار میں حاضر کرو۔ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دربار میں حاضر کیا جاتا ہے تو آپ حکم فرماتے ہیں کہ اس کو میرے پیارے بیٹے سیّد عبدالقادر کے پاس لے جاؤ تاکہ وہ دیکھیں کہ منصبِ ولایت کے مستحق ہے یا نہیں۔ پھر غوثِ پاک کے دربار میں حاضر کیا جاتا ہے۔ اگر آپ اس کو منصبِ ولایت کے

لائق دیکھتے ہیں تو اس کا نام دفترِ محمدیہ میں لکھ کر مہر لگا دیتے ہیں۔ پھر اُسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے پیش کیا جاتا ہے اور غوثِ پاک کی چٹھی کے مطابق امرِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم لکھا جاتا ہے اور ولایت کی خلعت سے آگاہ کیا جاتا ہے جو غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کے دست سے عنایت کی جاتی ہے اور وہ شخص اُسے پہن لیتا ہے اور عالمِ غیب اور شہادت میں مقبول اور مسلم ہو جاتا ہے اور اس عہدہ پر غوثِ اعظم رضؓ قیامت تک فائز رہیں گے۔ (تفریح الخاطر ص ۸۷-۸۸)

اس واقعہ سے رضاخانی اہلِ بدعت عوام الناس کو یہ تاثر دینا چاہتے ہیں کہ پیرانِ پیر حق تعالیٰ اور امام الانبیاء حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی بڑے ہیں، تب ہی تو خدا تعالیٰ کو ہر کام کے کرنے اور نہ کرنے کی ان سے منظوری لینا پڑتی ہے جیسا کہ واقعہ مذکور میں مرقوم ہے کہ جب خالقِ کائنات کسی کو مقامِ ولایت پر فائز کرنا چاہتے ہیں تو قبل اس کے اس شخص کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دربار میں حاضری کے بعد آخری مرحلہ یہ طے کرنا پڑتا ہے کہ اس شخص کو حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کے پاس حاضر کیا جاتا ہے۔ حاضری کے بعد اگر اس شخص کے متعلق حضرت پیر صاحب نے منظوری دے دی تو اس کو مقامِ ولایت حاصل ہوگا۔ اگر پیرانِ پیر نے اس کو پاس نہ کیا تو پھر اس کو پوری کائنات میں کوئی بھی حتیٰ کہ حق تعالیٰ بھی مقامِ ولایت پر فائز نہیں کر سکتے (العیاذ باللہ) کیونکہ بقول رضاخانیوں کے مقامِ ولایت کے سرٹیفکیٹ پیرانِ پیر جاری کرتے ہیں۔ حضرت پیر صاحب جس کو منصبِ ولایت کا مستحق سمجھیں گے اس کا نام دفترِ محمدیہ میں بمعہ مہر لکھ دیں گے۔ عجب بات یہ ہے کہ حضرت پیرانِ پیر کے سرٹیفکیٹ کے مطابق تمام کارروائی مکمل کرنے کے بعد ولایت کی خلعت عطا کی جاتی ہے اور اس عظیم عہدہ پر حضرت پیر صاحب قیامت تک فائز رہیں گے اور اولیاءِ کرام

کو مقامِ ولایت ملنے اور نہ ملنے کے سرٹیفکیٹ جاری کرتے رہیں گے۔ یہی تو رضاخانی مذہب کا دستور العمل ہے جس کی بنا پر ہر وقت اٹھتے بیٹھتے حضرت پیرانِ پیر کا ان الفاظ میں وظیفہ پڑھتے ہیں:۔

امداد کُن امداد کُن ہر رنج و غم آزاد کُن
در دین و دنیا شاد کُن یا غوثِ اعظم دستگیر

امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم پیرانِ پیر کی مجلسِ وعظ میں تشریف لاتے ہیں!

ایک دن حضور غوثِ پاک منبر پر بیٹھے وعظ فرما رہے تھے کہ جلدی سے نیچے کی سیڑھی پر اُتر آئے اور دست بستہ متواضع کھڑے ہو گئے۔ پھر کچھ دیر منبر پر چڑھے اور اپنی جگہ بیٹھ کر وعظ میں مشغول ہو گئے۔ حاضرین میں سے بعض نے اس کیفیت کا سبب پوچھا تو فرمایا، میں نے اپنے نانا جان صلی اللہ علیہ وسلم کو تشریف لاتے دیکھا اور پھر منبر پر جلوہ افروز ہوئے تو میں ادباً نیچے کی سیڑھی پر اُتر آیا اور جب تشریف لے جانے لگے تو مجھے اپنی جگہ بیٹھ کر وعظ کرنے کا حکم فرمایا۔ رضی اللہ عنہ۔

(تفریح الخاطر ص ۹۴)

رضاخانی اہلِ بدعت یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ پیرانِ پیر کا مرتبہ و مقام اس قدر بلند و بالا ہے کہ جب وہ مجلسِ وعظ قائم کرتے ہیں تو خطیب الانبیاء امام الانبیاء سید الانبیاء حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی بنفسِ نفیس ان کی مجلسِ وعظ میں تشریف لاتے ہیں۔ اس واقعہ میں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شدید توہین ہے مگر کیا کریں کہ رضاخانی اہلِ بدعت جب ہی منہ کھولتے ہیں غلاظت ہی منہ سے نکلتی ہے۔

فوت شدہ لڑکے زندہ ہو گئے

ایک روز ایک عورت غوثِ پاک کے دربار میں آئی اور آپ سے اولاد کے بارے میں دُعا کرنے کی گذارش کی۔ آپ نے مراقبہ میں لوحِ محفوظ کا مشاہدہ کیا مگر اس میں اس عورت کے لئے کوئی اولاد لکھی نہ پائی پھر اللہ تعالیٰ سے دو بیٹوں کی دعا کی، اللہ تعالیٰ کی طرف سے ندا آئی اس کے لئے لوحِ محفوظ میں ایک بھی بیٹا نہیں لکھا ہوا تو آپ دو بیٹوں کا سوال کرتے ہیں آپ نے تین بیٹوں کا سوال کیا تو پہلے جیسا جواب ملا۔ پھر آپ نے چار بیٹوں کا سوال کیا۔ پھر جواب اسی طرح ملا۔ پھر پانچ کا سوال کیا مگر جواب وہی ملا۔ پھر چھ کا سوال کیا مگر جواب حسبِ سابق ہے۔ پھر سات کا سوال کیا۔ ندا آئی "اے غوث: اتنا ہی کافی ہے زیادہ نہ طلب کرنا اور یہ بھی بشارت ملی کہ اللہ تعالیٰ اس عورت کو سات بیٹے عطا کرے گا۔ غوثِ پاک نے اس عورت کو کچھ مٹی عطا فرمائی۔ یہ عورت اس وقت آپ سے کامل صدق و اعتقاد رکھتی تھی، اس نے وہ مٹی چاندی میں رکھ کر تعویذ کی طرح گلے میں ڈال لی تو اللہ تعالیٰ نے سات سے اس کو عزت بخشی۔ کچھ عرصہ بعد یہ آپ سے بد اعتقاد ہو گئی اور کہنے لگی غوث کی اس مٹی سے کیا فائدہ حاصل ہوا۔ ابھی اس نے یہ پوری کلام منہ سے نہ نکالی تھی کہ اس کے سب لڑکے فوت ہو گئے۔ پھر غوثِ اعظم کی خدمت میں آہ و زاری کرتی ہوئی آئی اور عرض کی اے غوث: میری مدد کرو تو آپ نے فرمایا وہ وقت وقت تھا اور اس وقت (یعنی بے اعتقادی کے وقت) اس مٹی میں کیا فائدہ ہے۔ اور ایک روایت میں یوں

ہے کہ آپ نے فرمایا گھر لوٹ جا جس نیت کو تو ہمارے پاس لے کر آئی ہے اسی طرح تو اپنے لڑکوں کو زندہ پائے گی۔ چنانچہ وہ گھر پہنچی تو بیٹوں کو زندہ پایا۔

(تفریح الخاطر صفحہ ۹۴ تا ۹۶)

قارئین کرام! رضاخانی فرقہ کس قدر بے لگام اور دیوث ہو چکا ہے کہ واقعہ مذکور میں شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کے متعلق الوہیت کا تصور ایک عجیب انداز میں پیش کیا ہے کہ سادہ لوح مسلمان جب ہی اولاد طلب کریں تو خدا تعالیٰ سے مانگنے کی بجائے سیدھے حضرت پیرانِ پیرؒ کے در پر جائیں۔ کیونکہ بقول رضاخانیوں کے اولاد دینے کے تمام تر وسیع اختیارات پیرانِ پیر کے پاس ہیں۔ وہ جس کو چاہیں لڑکا لڑکی دیں اور جس کو چاہیں لڑکے لڑکیاں بیک وقت عطا فرمائیں اور جس کو چاہیں بانجھ رکھیں اور جس کو چاہیں سات لڑکے عطا کریں اور جس کو حق تعالیٰ اولاد نہ دیں تو پریشان ہونے کی قطعاً ضرورت نہیں۔ بس پیرانِ پیر کے دربار میں حاضر ہو کر اولاد مانگو فوراً اولاد ملے گی۔ کبھی بھی مایوسی نہیں ہوگی۔ رضاخانی عقیدہ یہ ہے کہ حق تعالیٰ سے مانگنے میں مایوسی ممکن ہے لیکن جس نے پیرانِ پیر سے اولاد مانگی وہ کبھی مایوس نہ ہوا (العیاذ باللہ) جیسا کہ مندرجہ بالا واقعہ سے ظاہر ہے کہ ایک عورت کو اولاد کی تمنا تھی تو وہ خالقِ کائنات کے در سے مایوس ہو کر حضرت پیرانِ پیر کے پاس اولاد کی غرض سے حاضر ہوئی تو شیخ جیلانیؒ نے فرمایا کہ میں نے لوحِ محفوظ کا مشاہدہ کیا ہے مگر تیری قسمت میں کوئی اولاد نہیں اور حق تعالیٰ نے مجھے بتلا دیا ہے کہ اس عورت کے لئے کوئی اولاد نہیں تو حضرت شیخ جیلانیؒ نے حق تعالیٰ سے دو بیٹوں کا سوال کیا تو غیب سے ندا آئی کہ اس عورت کے لئے ایک لڑکا بھی نہیں تو تم دو بیٹوں کا سوال کیسے کرتے ہو تو اس طرح حضرت شیخ جیلانیؒ نے سات بیٹوں کا سوال

کیا تو ندا آئی کہ اے شیخ جیلانیؒ! بس اتنا کافی ہے اس کو سات لڑکے ہیں گے۔ تو اس عورت کو سات لڑکے ملے۔ حضرت پیر صاحب نے بطورِ تعویذ کچھ مٹی دم کر کے دی کہ اس کو چاندی میں بند کر کے گلے میں ڈالو۔ کچھ عرصہ بعد یہ عورت حضرت پیر صاحب سے بد اعتقاد ہو گئی کہ یہ سات لڑکے تو خدا تعالےٰ نے عطا کئے ہیں تو وہ تمام لڑکے فوراً فوت ہو گئے۔ تو پھر وہ عورت آہ و زاری کرتی ہوئی حضرت پیر صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئی تو عرض کی کہ حضرت مجھے معاف فرمادیں، مجھ سے سنگین غلطی ہوئی۔ یہ سب کچھ آپ کا دیا ہوا تھا۔ یعنی کہ سات لڑکے آپ نے جو عطا کئے تھے وہ فوت ہو گئے ہیں آپ ان کو زندہ کریں۔ آئندہ میرے عقیدے میں کچھ خلل نہیں آئے گا۔ تو شیخ جیلانیؒ نے فرمایا کہ اچھا گھر لوٹ جاؤ اپنے لڑکوں کو زندہ و سلامت پائے گی۔ جب وہ عورت پیران پیر کے متعلق اولاد دینے کا پختہ اعتقاد لے کر گھر لوٹی تو تمام لڑکوں کو زندہ پایا۔

رضا خانیو! اب آپ ہی اپنی اداؤں پر غور کریں کہ ہم آپ کو خالقِ کائنات کی قدرت کاملہ کا منکر نہ کہیں تو اور کیا کہیں۔ اگر تم نے حضرت شیخ عبد القادر جیلانیؒ کی فتوح الغیب یا غنیۃ الطالبین یا فتح الربانی وغیرہ میں سے کسی ایک کا سرسری طور پر مطالعہ کیا ہوتا تو یہ قبیح واقعہ حق تعالیٰ کے خلاف تم سے ہرگز سرزد نہ ہوتا اور یہ بھی معلوم ہو جاتا کہ حضرت شیخ جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے بیٹے عبد الوہاب کو وصیت کی کہ جب ہی کسی قسم کی حاجت و مشکل پیش آئے اس خالقِ کائنات سے مانگیں اور وہ ذاتِ لایزال مشکل کشا و حاجت روا ہے۔ تمام تر کلی اختیارات اس ذات کو حاصل ہیں۔ کاش کہ اہلِ بدعت نے کبھی ایک لمحہ کے لئے بھی سوچا ہوتا کہ حضرت پیران پیر کس ذات کے آگے رکوع و سجود کرتے ہیں، کس ذات کی عبادت کرتے رہے، کس ذات سے مانگتے رہے اور کس ذات نے ان کو مقامِ ولایت

پر فائز کیا اور کس ذاتِ قدیم نے پیرانِ پیر کو اولاد عطا کی۔ یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ جس ذاتِ قدیم نے پیرانِ پیر کو اولاد عطا فرمائی وہی ذاتِ قدیم اولاد دینے والی ہے۔ اس کے سوا کوئی ہستی نہیں جو اولاد عطا کرے حتیٰ کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو بھی وہی ذاتِ قدیم اولاد عطا کرنے والی ہے۔ اگر پیرانِ پیر کے بارے میں یہ فاسد عقیدہ قائم کیا جائے کہ اولاد کی فیکٹری ان کے پاس ہے تو پھر سوال یہ ہے کہ پیرانِ پیر کو کس ذات نے اولاد عطا کی۔ ظاہر ہے کہ حق تعالیٰ نے اولاد دی۔ جو ذاتِ قدیم پیرانِ پیر کو اولاد دینے والی ہے تو بس وہی ذاتِ قدیم ہر ایک انسان کو اولاد دینے والی ہے۔ مخلوق کے بارے میں اولاد دینے کا عقیدہ رکھنے والا ابوجہل و ابولہب کی اولاد میں سے ہے۔

ایک باطل خیال

کہ سلیمان علیہ السلام کے زمانہ میں جن و شیاطین مخلوق پر مسلط تھے (یعنی لوگوں کو تکلیفیں دیتے تھے) تو آپ نے ایک دن سوچا کہ جب میرے زمانہ میں لوگوں کو جن و شیاطین سے نقصان اور اذیتیں پہنچتی ہیں حالانکہ یہ سب میرے ماتحت ہیں تو میرے بعد مخلوقِ خدا کا کیا حال ہوگا۔ آپ اسی فکر میں تھے کہ ہاتف غیبی نے آواز دی کہ میں آخیر زمانہ میں اپنے حبیب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نبوت ختم کرادونگا اور آپ کی نسل سے عبدالقادر نامی ایک شخص پیدا ہوگا۔ یہ تمام جن و شیاطین اُس کے حکم و طاعت اور قید میں ہوں گے۔ یہ کلام سُن کر سیدنا سلیمان علیہ السلام خوش ہوگئے اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا اور فرمایا کہ ان کو قید کر کے سمندروں میں ڈال دو اور فرمایا ان کی زنجیریں آخیر زمانہ میں کھلیں گی اور یہ حضرت

غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کے تحت حکم اور آپ کی قید میں ہوں گے اور اپنے گھروں میں بیٹھے آپ کے خوف سے کانپتے ہوں گے۔ کیونکہ آپ انسانوں جنوں اور ملائکہ کے شیخ ہوں گے اور وہ اب آپ کے خلفاء اور مریدین کی طاعت میں ہیں۔ رضی اللہ عنہم۔ (تفریح الخاطر صفحہ ۹۶ تا ۹۷)

مندرجہ بالا واقعہ ہمیں تو رضاخانی اہلِ بدعت کی ایک حالت سکر کی گفتگو معلوم ہوتی ہے۔ یہ بات کسی معتبر کتاب سے بھی ثابت نہیں کہ حضرت سلیمان علیہ السلام اس فکر میں مبتلا ہو گئے کہ میرے بعد جن و شیطان مخلوق کو ستائیں گے تو خدا تعالیٰ کی مخلوق کا پھر کیا حال ہوگا۔ اسی دوران غیب سے آواز آئی کہ فکر نہ کریں کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت سے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ پیدا ہوں گے، تمام جن و شیاطین ان کے قبضہ میں ہوں گے اور انکی اطاعت کریں گے۔ پھر فرمایا کہ تمام جن و شیاطین زنجیروں میں جکڑ کر سمندروں میں ڈال دیں۔ پھر آخیر زمانہ نکلیں گے اور حضرت پیران پیر کی قید میں رہیں گے اور آپ کے خوف و جلال سے کانپتے رہیں گے اور عبارت مذکور میں ایک جملہ میں تو غضب ہی کر دیا کہ حضرت پیران پیر جنوں کے تو شیخ ہیں ہی مگر ملائکہ کے بھی شیخ ہیں۔ رضاخانی اہل بدعت کا یہ عقیدہ کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ ملائکہ کے بھی شیخ ہیں یہ سراسر جہالت اور کمینگی ہے۔ نیز یہ جملہ اپنی جگہ صحیح ہے کہ شیاطین حضرت پیران پیر کی قید میں ہیں اور اطاعت گزار ہیں اور شیاطین آپ کو اس کرۂ ارض پر رضاخانی اہل بدعت کی شکل میں نظر آئیں گے۔

غوث نے مُرید کو منکر نکیر کے عذاب سے چھوڑا لیا؟

آپ کے مریدوں میں سے ایک شخص آپ کا بہت ہی معتقد تھا، اور آپ کی محبت میں فنا ہو کر بقا فی المحبۃ تک پہنچ گیا تھا۔ جب فوت ہو

گیا تو لوگوں نے دفن کر دیا۔ پھر اس کے پاس منکر نکیر آکر سوال کرتے ہیں کہ تیرا رب، پیغمبر اور مذہب کیا ہے؟ اس نے جواب دیا میں اپنے شیخ سید عبدالقادرؒ کے علاوہ کسی کو نہیں پہچانتا۔ فرشتے حیران ہو گئے اور دربارِ الٰہی میں عرض کی کہ اے پروردگار! تو جانتا ہے جیسے تیرے فلاں بندے نے جواب دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اسے عذاب دینے کا حکم فرمایا اور ان دونوں فرشتوں نے جب عذاب دینے کا قصد کیا تو حضرت غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ ظاہر ہو گئے اور فرشتوں سے کہا کہ یہ اللہ و رسول کو دین کو نہیں پہچانتا (یعنی امور سے ناواقف ہے) لیکن یہ مجھے جانتا ہے اور اس نے میری اقتداء کی ہے اور جو تم اس سے پوچھتے ہو اس کو میں خوب جانتا ہوں۔ پس تم میری خاطر اسے عذاب نہ دو۔ فرشتوں نے پھر اللہ تعالیٰ سے عرض کیا: اے پروردگار! تو خوب جانتا ہے کہ تیرے محبوب غوثِ اعظم سلطان محی الدین عبدالقادر ایسے ایسے کہتے ہیں (یعنی اس شخص کو عذاب نہ دو) لیکن اللہ تعالیٰ نے پھر بھی عذاب کا ہی حکم فرمایا۔ فرشتوں نے عذاب دینے کا ارادہ کیا تو حضرت غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ نے ان کے ہاتھوں سے ہتھوڑے لے لیے اور اُن سے فرمایا کہ اس کے قریب نہ جانا ورنہ میرے باطن میں عشق کی اتنی آگ ہے جو عقل و قیاس سے باہر ہے۔ میں اس آگ سے جنت و دوزخ دونوں کو جلا دوں گا (یعنی نہ جنت میں آرام نہ دوزخ میں عذاب)۔ اتنے میں منکر نکیر کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ندا آئی کہ اے میں نے غوثِ پاک کی خاطر معاف کر دیا اس کو عذاب نہ دو۔

(تفریح الخاطر ص ۹۷-۹۸)

قارئین کرام! رضاخانی اہلِ بدعت کے اس کافرانہ طرزِ عمل کو داد دیجئے

کہ انہوں نے کس قدر رسوائی و ذلت کا طوق اپنے گلے میں پہن رکھا ہے کہ جب ہی کوئی بات کریں گے تو یہی نقشہ پیش کریں گے کہ حضرت پیران پیر کا حکم حق تعالیٰ پر چلتا ہے۔ دُنیا تو دُنیا رہی حتیٰ کہ قبر میں بھی اپنے مریدوں کی خبر گیری فرماتے ہیں، جیسا کہ مندرجہ بالا واقعہ میں ذکر ہے۔ حضرت شیخ جیلانیؒ کا ایک مرید انتقال کر گیا تو دفن کے بعد قبر میں جب منکر نکیر حاضر ہو کر سوال کرنے لگے کہ تیرا رب کون ہے؟ تیرا نبی کون ہے؟ تیرا دین کیا ہے؟ تو ان سوالات کے جواب میں مرید نے کہا کہ میں کسی کو نہیں جانتا۔ بس صرف اتنا جانتا ہوں کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ میرے پیر و مرشد ہیں۔ سوالات کے جواب غلط دینے پر فرشتوں نے بحکم الٰہی اس مرید کو عذاب دینا چاہا حضرت پیران پیر قبر میں حاضر ہوئے اور اپنے مرید کی طرف سے وکالت کرتے ہوئے جواب دیا کہ یہ میرا مرید اللہ و رسولؐ اور دین کو نہیں جانتا اور اس نے میری اطاعت کی ہے جو تم نے اس سے سوالات کئے ہیں میں انکو بخوبی جانتا ہوں تم اس کو عذاب نہ دو۔ پھر فرشتوں نے حق تعالیٰ سے ذکر کیا کہ حضرت پیران پیر اپنے مرید کو عذاب نہیں دینے دیتے، اب کیا کیا جائے۔ خالق کائنات نے پھر بھی اس مرید کو عذاب دینے کا فیصلہ سنایا تو بالآخر عذاب کے فرشتوں نے یہ پیر صاحب کے مرید کو عذاب دینے کے لئے اپنے ہتھوڑوں کو سنبھالا تو حضرت پیران پیر نے فرشتوں سے ہتھوڑے چھین لئے اور دھمکی دے دی کہ اگر آپ کے اندر جرأت ہے تو اب قریب آؤ۔ میں اپنے مرید کو ہرگز عذاب نہیں دینے دوں گا۔ اگر تم میرے مرید کو عذاب دینے سے باز نہ آئے تو یاد رکھو میرے باطن میں ایسی آگ ہے کہ جس سے میں جنت و دوزخ دونوں کو تباہ کر دوں گا۔ حضرت پیران پیر کے اس خوفناک بیان سے خالق کائنات کو معلوم ہو گیا کہ پیران پیر اپنے مرید کو عذاب نہیں دینے دیں گے۔ اسی میں خیریت ہے کہ اپنا قانون بدل لوں۔ لہٰذا حق تعالیٰ نے فرشتوں سے فرمایا کہ اے

فرشتو! اس کو چھوڑ دو۔ یہ حضرت پیران پیر کا مرید ہے۔ اس کو عذاب نہ ہوگا۔ رضاخانی اہلِ بدعت اس خیال کے کبیرہ گناہوں کا بھی بلا تکلف ارتکاب کرتے ہیں۔ کیونکہ ان کا عقیدہ ہے کہ قبر میں پیرانِ پیر حاضر ہو کر عذاب دینے والے فرشتوں پر رعب ڈال دیں گے اور ہمیں عذاب ہرگز نہ ہوگا یعنی کہ قبر میں حضرت شیخ جیلانیؒ کا رعب ہمیں بچالے گا چاہے خدا تعالیٰ بار بار فرشتوں کو عذاب کا حکم دیں پھر بھی خدا تعالیٰ کو ہی اپنا کیا ہوا فیصلہ تبدیل کرنا پڑے گا لیکن حضرت پیرانِ پیر اپنے مرید کو ہرگز عذاب نہیں دینے دیں گے۔ یہی وجہ ہے کہ اکثر رضاخانی اہلِ بدعت تارک الصلوٰۃ ہوتے ہیں اور مقابر اولیاءِ کرام پر دن رات سادہ لوح مسلمانوں کی بہو بیٹیوں کی عصمت لوٹنے کو دینی فریضہ سمجھتے ہیں۔

یہ بات یاد رکھیں کہ سوال کرنے والے منکر نکیر ہوتے ہیں جس کا معنیٰ خوفناک شکل والے۔ وہ کسی خانقاہ کے مجاور اور کسی چنڈو خانے کے چرسی نہیں ہو ڈر کر بھاگ جائیں اور اپنے ہتھوڑے بھی ضبط کروا بیٹھیں۔

اہلِ بدعت یہ بات ذہن میں رکھیں کہ قبر میں ہر ایک انسان سے سوال ہوگا جو سوالوں کے جواب صحیح دے گا ان کے لئے قبر جنت ہے اور جو بیچارے سوالوں کے جواب صحیح نہیں دے سکیں گے ان کے لئے قبر جہنم کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا ہے جو بدبخت یہ باطل عقیدہ رکھے کہ قبر میں حضرت پیرانِ پیر تشریف لاتے ہیں وہ پکا ابلیس لعین ہے کیونکہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشادِ گرامی ملاحظہ فرمائیں:۔

وَعَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَأْتِيْهِ مَلَكَانِ فَيُجْلِسَانِهٖ فَيَقُوْلَانِ لَهٗ مَنْ رَبُّكَ فَيَقُوْلُ رَبِّيَ اللّٰهُ فَيَقُوْلَانِ لَهٗ مَا دِيْنُكَ فَيَقُوْلُ دِيْنِيَ الْاِسْلَامُ فَيَقُوْلَانِ مَا هٰذَا الرَّجُلُ الَّذِيْ بُعِثَ فِيْكُمْ فَيَقُوْلُ هُوَ رَسُوْلُ

اللہ فَیَقُوْلَانِ لَہٗ وَمَا یُدْرِیْكَ فَیَقُوْلُ قَرَأْتُ كِتَابَ اللّٰہِ
فَاٰمَنْتُ بِہٖ فَصَدَّقْتُ فَذٰلِكَ قَوْلُہٗ یُثَبِّتُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا
بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ الْاٰیَۃَ قَالَ فَیُنَادِیْ مُنَادٍ مِّنَ السَّمَآءِ اَنْ
صَدَقَ عَبْدِیْ فَاَفْرِشُوْہُ مِنَ الْجَنَّۃِ وَاَلْبِسُوْہُ مِنَ
الْجَنَّۃِ وَافْتَحُوْا لَہٗ بَابًا اِلَی الْجَنَّۃِ فَیُفْتَحُ قَالَ فَیَاْتِیْہِ
مِنْ رَّوْحِہَا وَطِیْبِہَا وَیُفْسَحُ لَہٗ فِیْہَا مَدَّ بَصَرِہٖ وَاَمَّا
الْكَافِرُ فَذَكَرَ مَوْتَہٗ قَالَ وَتُعَادُ رُوْحُہٗ فِیْ جَسَدِہٖ
وَیَاْتِیْہِ مَلَكَانِ فَیُجْلِسَانِہٖ فَیَقُوْلَانِ مَنْ رَّبُّكَ فَیَقُوْلُ
ھَاہ ھَاہ لَا اَدْرِیْ فَیَقُوْلَانِ لَہٗ مَا دِیْنُكَ فَیَقُوْلُ ھَاہ ھَاہ لَا
اَدْرِیْ فَیَقُوْلَانِ مَا ھٰذَا الرَّجُلُ الَّذِیْ بُعِثَ فِیْكُمْ فَیَقُوْلُ ھَاہ
ھَاہ لَا اَدْرِیْ فَیُنَادِیْ مُنَادٍ مِّنَ السَّمَآءِ اَنْ كَذَبَ فَاَفْرِشُوْہُ
مِنَ النَّارِ وَاَلْبِسُوْہُ مِنَ النَّارِ وَافْتَحُوْا لَہٗ بَابًا اِلَی النَّارِ
قَالَ فَیَاْتِیْہِ مِنْ حَرِّھَا وَسَمُوْمِھَا قَالَ وَیُضَیَّقُ عَلَیْہِ قَبْرُہٗ
حَتّٰی تَخْتَلِفَ فِیْہِ اَضْلَاعُہٗ ثُمَّ یُقَیَّضُ لَہٗ اَعْمٰی اَصَمُّ مَعَہٗ
مِرْزَبَّۃٌ مِّنْ حَدِیْدٍ لَوْ ضُرِبَ بِھَا جَبَلٌ لَصَارَ تُرَابًا
فَیَضْرِبُہٗ بِھَا ضَرْبَۃً یَسْمَعُھَا مَا بَیْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ اِلَّا
الثَّقَلَیْنِ فَیَصِیْرُ تُرَابًا ثُمَّ یُعَادُ فِیْہِ الرُّوْحُ ۔

(رَوَاہُ اَحْمَدُ وَاَبُوْدَاوٗدَ)

ترجمہ:- حضرت براء بن عازبؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مردے کے پاس دو فرشتے آتے ہیں۔ پس بٹھلاتے ہیں اس کو اور پوچھتے ہیں اس سے کہ تیرا رب کون ہے؟

وہ جواب میں کہتا ہے میرا رب اللہ ہے۔ پھر پوچھتے ہیں اس سے کہ تیرا دین کیا ہے؟ وہ کہتا ہے میرا دین اسلام ہے۔ پھر وہ پوچھتے ہیں کہ جو شخص (خدا کی طرف سے) تمہارے پاس بھیجا گیا تھا وہ کون ہے؟ وہ کہتا ہے کہ وہ خدا کا رسولؐ ہے۔ پھر فرشتے پوچھتے ہیں کہ کس چیز نے تجھ کو یہ باتیں بتلائیں؟ وہ کہتا ہے میں نے خدا کی کتاب کو پڑھا اس پر ایمان لایا اور اس کی تصدیق کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ یہی معنی ہیں خدا تعالیٰ کے اس قول کے یُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ پھر ایک شخص آسمان سے پکار کر کہے گا کہ میرے بندے نے سچ کہا۔ پس اس کے لئے جنت کا فرش بچھاؤ اور اس کو جنت کا لباس پہناؤ اور اس کے واسطے جنت کی طرف ایک دروازہ کھول دو۔ پس جنت کی طرف دروازہ کھول دیا جائے گا، جس سے ہوائیں اور خوشبوئیں آئیں گی اور حدِ نظر تک اس کی قبر کو کشادہ کر دیا جائے گا۔ اب رہا کافر تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی موت کا ذکر فرمایا اور اس کے بعد کہا کہ پھر اس کی روح اس کے جسم میں ڈالی جاتی ہے اور اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں اور اس کو بٹھا کر پوچھتے ہیں تیرا رب کون ہے؟ وہ کہتا ہے کہ ہاہ ہاہ میں نہیں جانتا۔ پھر وہ پوچھتے ہیں تیرا دین کیا ہے؟ وہ کہتا ہے ہاہ ہاہ میں نہیں جانتا۔ پھر وہ پوچھتے ہیں وہ شخص کون ہے جس کو تم میں بھیجا گیا تھا؟ وہ کہتا ہے ہاہ ہاہ میں نہیں جانتا۔ پھر ایک پکارنے والا آسمان سے پکار کر کہے گا یہ جھوٹا ہے اس کے لئے آگ کا فرش بچھاؤ، آگ کا لباس اس کو پہناؤ اور اس کے واسطے دوزخ کی طرف ایک دروازہ کھول دو۔ آپ نے کہا کہ دوزخ سے اس کے

پاس گرم ہوائیں اور لوئیں آتی ہیں اور اس کی قبر اس کے لئے تنگ کی جاتی ہے یہاں تک کہ اِدھر کی پسلیاں اُدھر اور اُدھر کی پسلیاں اِدھر نکل آتی ہیں۔ پھر اس پر ایک اندھا اور بہرہ فرشتہ مقرر کیا جاتا ہے، جس کے پاس لوہے کا گرز ہوتا ہے کہ اگر اس گرز کو پہاڑ پر مارا جائے تو وہ مٹی ہو جائے اور اس گرز سے اس کو مارتا ہے جس کی آواز مشرق سے مغرب تک تمام مخلوقات سنتی ہے مگر انسان اور جن نہیں سنتے اور اس ضرب سے وہ مٹی ہو جاتا ہے۔ اس کے بعد پھر اس کے اندر روح ڈالی جاتی ہے۔ (احمد۔ ابوداؤد)

ارشادِ نبوی سے یہ بات واضح ہو گئی ہے کہ جو انسان قانونِ الٰہی کے مطابق جواب دے گا وہ جنت میں داخل ہوگا اور جو قانونِ الٰہی کے مطابق جواب نہیں دے گا وہ فی النار ہوگا۔

اس من گھڑت واقعہ کو پیش کرنے سے رضاخانی اہل بدعت کا خیال ہے کہ لوگ حق تعالیٰ کو بے بس اور عاجز سمجھیں (العیاذ باللہ) اور جو عرصہ دراز سے خالقِ کائنات کے متعلق قدرت کاملہ کا تصور چلا آرہا ہے وہ لوگوں کے اذہان سے نکل جائے اور تمام لوگ حضرت پیران پیر کے متعلق یہ پختہ عقیدہ قائم کریں کہ جو کام حق تعالیٰ سے نہیں ہو سکتا یا جس کام کے ہونے میں حق تعالیٰ کی طرف سے تاخیر ہو تو پھر ایک ہی در ہے حضرت پیران پیر کا۔ کہ یہاں آکر اپنی مشکل حل کراؤ۔ ذرہ بھر تاخیر کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جو کوئی خالقِ کائنات کا در چھوڑ کر مخلوق سے مانگتا ہے وہ خالقِ کائنات کے در سے اندھا ہو چکا ہے۔ بس ہر ایک کو خدا تعالیٰ اپنے در پر جھکنے کی توفیق بخشے آمین۔

پیرانِ پیر کا نام خدا نے رکھا؟

رضاخانی اہلِ بدعت حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف یوں منسوب کرتے ہیں کہ پیرانِ پیرؒ فرماتے ہیں ——— میں عرش مجید تک پہنچا تو انوارِ الٰہی مجھ پر روشن ہوئے اور مجھے یہ مرتبہ ملا۔ میں نے اپنی پیدائش سے پہلے عرش اللہ کو دیکھا تو مجھ پر اللہ کے تمام ملک ظاہر ہوئے اور میرا نام غوث اعظم رکھا اور اپنی نظرِ عنایت سے مجھے تاج وصال اور بزرگی و قرب کی خلعت پہنائی۔

(تفریح الخاطر ص۱۸)

رضاخانی اہلِ بدعت کا یہ عقیدہ کہ پیرانِ پیرؒ کا نام گرامی حق تعالیٰ نے رکھا۔ یہ محض باطل ہے۔ حالانکہ ہر مسلمان اس بات سے بخوبی واقف ہے کہ والدین نے اپنے بیٹے کا نام عبدالقادر رکھا اور نام بھی ایسا رکھا کہ نام سے حق تعالیٰ کی توحید کا سبق ملتا ہے کہ قادر کا بندہ اور شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے ہرگز نہیں فرمایا کہ میرا نام خالقِ کائنات نے غوثِ اعظم رکھا بلکہ عبداللہ ابن سبا کی روحانی اولاد نے یہ کذب بیانی کا فریضہ سرانجام دیا ہے۔ اس کے سوا ہم کچھ نہیں کہتے۔ صرف اور صرف ہم انہیں یہ تحفہ پیش کرتے ہیں کہ:۔

لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔

Www.Ahlehaq.Com

گیارہ سو ۱۱۰۰ لڑکے پیدا ہوئے؟

رضاخانی اہلِ بدعت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی مدح سرائی کرتے ہوئے یوں لکھتے ہیں کہ جس رات شیخ جیلانی رح کی پیدائش ہوئی تو اس رات شہر گیلان میں ۱۱۰۰ لڑکے پیدا ہوئے۔ عبارت ملاحظہ فرمائیں:۔

"اس رات گیلان میں سب لڑکے ہی پیدا ہوئے جن کی تعداد گیارہ سو تھی اور وہ سب کے سب اولیاء اور مردانِ خدا ہوئے۔ شیخ محمد عیسیٰ برہان پوری کے ملفوظات سے منقول ہے کہ جب غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کا نطفہ آپ کے باپ کی پشت سے نکل کر والدہ کے رحم میں متمکن ہوا اور آپ کی ولادت سے تو اکوان منور ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی خاطر اولیائے کرام کے نطفے اپنے باپوں کی پشتوں سے نکال کر ماؤں کے رحموں میں متمکن کئے اور ان کو پیدا کیا تاکہ وہ آپ کے فیضِ خصوصی سے مستفیض ہوں۔"

(تفریح الخاطر ص ۳۰)

حضرات گرامی! عبارتِ مذکورہ سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ رضاخانی اہلِ بدعت نے جھوٹ جیسی خبیث مرض کو اپنے اوپر واجب کر رکھا ہے کہ جس رات شیخ عبدالقادر جیلانی رح کی پیدائش ہوئی تو اس رات شہر گیلان میں گیارہ سو لڑکے پیدا ہوئے اور وہ سب کے سب ولی کامل اور مردانِ خدا ہوئے حالانکہ کسی معتبر کتاب سے اس واقعہ کا قطعاً ثبوت نہیں ملتا۔ یہ سب کچھ گیارہویں شریف کا مال اڑانے کا چکر ہے اور کچھ نہیں ورنہ تعداد کی

تخفیف بھی ہو سکتی تھی اور شیخ محمد علیے برہان پوری پر اہل بدعت کا سنگین الزام ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ جب شیخ جیلانی رح کا نطفہ باپ سے ماں کے رحم میں منتقل ہوا تو حق تعالیٰ پیران پیر کی خاطر اپنا نظام قدرت اور فیصلہ کو تبدیل کر کے تمام اولیائے کرام کے نطفے اپنے باپوں کی پشت سے نکال کر ماؤں کے رحموں میں متمکن کر دیئے۔ حقیقت یہ ہے کہ ما فی الارحام کا علم قرآن و حدیث کی رو سے سوائے خالق کائنات کے کسی ولی کو تو کجا کسی نبی کو بھی نہیں ہوتا لہذا اہل بدعت کا یہ نجس عقیدہ کہ ولی ماں کے رحم میں نطفہ کو آتا جاتا دیکھتا ہے اور ولی کامل وہ ہوتا ہے جو عورتوں کے رحم میں نطفہ کو منتقل ہوتا دیکھے۔ چنانچہ رضا خانی مولوی محمد منظور احمد فیضی رقمطراز ہیں کہ :۔

لا یکمل الرجل عندنا حتیٰ یعلم حرکات مریدہ فی انتقالہ فی الاصلاب وھو نطفۃ من یوم الست بربکم الیٰ استقرارہ فی الجنۃ او النار۔

ترجمہ :۔ "ہمارے نزدیک اس وقت تک مرد کامل تک نہیں پہنچا جب تک وہ الست والے دن سے لے کر دخول جنت یا دوزخ تک اپنے مرید کی ہر ہر حرکت اور ہر ہر حالت کو نہ جانے۔" (مقام رسول جلد ۲ صفحہ ۱۴۱ طبع اول)

نیز رقمطراز ہیں کہ :۔

"نبی اولی ہمبستری کے وقت حاضر و ناظر ہوتے ہیں اور سب واقعہ بچشم خود دیکھتے ہیں۔ مادہ کی شرمگاہ میں نطفہ جاتے دیکھتے ہیں۔"

(مقام رسول جلد ۲ صفحہ ۱۴۱)

پھر رقم کرتے ہیں کہ :۔

"اس قسم کی عبادات آئمہ میں مقام ولدیت کی وسعت نظری اور وسعت

علمی کا بیان ہے"۔ (مقام رسول جلد ۲ صفحہ ۶۴۱ طبع اول)

رضاخانی اہل بدعت کا یہ عقیدہ اللہ کے قرآن اور نبی علیہ السلام کے فرمان کے بھی خلاف ہے گویا کہ رضاخانی اپنے گروجی کی تربیت کا شاہکار ہیں کہ اپنے آپ میں معمولی سی لچک پیدا مت کرنا۔ جہاں تک ممکن ہو سکے قرآن وحدیث کو تبدیل کر دینا کیونکہ میری وفیت بدرتب ہی عمل ہو سکتا ہے۔ اس لئے رضاخانی خود نہیں بدلتے بلکہ قرآن وحدیث کو بدل دیتے ہیں۔ اور یہ کہنا کہ نطفہ کو ماں کے رحم میں آتا جاتا دیکھنا کہ یہ اولیاء کرام کی وسعت نظری اور وسعت علمی پر مبنی ہے حالانکہ یہ ولی کو پرکھنے کا معیار ہرگز نہیں۔ یہ رضاخانی شریعت میں تو جائز ہوگا لیکن شریعت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں یہ معیار بے غیرتی پر مبنی ہوگا۔ خدا تعالیٰ ہر ایک کو فہم سلیم عطا فرمائے۔

کندھے پر تھا؟

رضاخانی اہل بدعت کا عقیدہ ہے کہ معراج کی رات شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کندھا دیا تو شیخ جیلانیؒ کے کندھے پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قدم مبارک کا نشان لگ گیا۔

عبارت ملاحظہ فرمائیں:۔

"حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو معراج کی رات آپ کے کندھے پر پاؤں رکھا تھا۔ اس کا نشان آپ کے کندھے پر موجود تھا"

(تفریح الخاطر ص ۲۰)

یاد رہے کہ یہ نشان حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے کندھے پر صرف اور صرف رضاخانیوں کو ہی نظر آیا اور کسی کو نظر نہ آیا۔ شاید ایسی آنکھ ہی رضاخانی فرقے کے لئے مخصوص ہو۔ چنانچہ رضاخانی عقیدہ رکھتے ہوں گے کہ ان کو اس قدر

تیز آنکھیں پیرانِ پیر نے عطا کی ہوں۔ اس لئے ان کے ایک شاعر نے کہا ہے:۔

؎ بیشک رب قادر ہے لیکن سُنا کرے اُدھار
چل چلے عبدالقادرؒ کو کل چھیڑا کرے نہ کرے انکار

رضاخانیوں کی اس قسم کی تمام عبادات ان کے عقائدِ باطلہ اور خیالاتِ فاسدہ ہیں جو کتاب وسنت اور ارشاداتِ سلف کے صریح خلاف ہیں۔

بغیر وضو ہلاک؟

رضاخانی اہلِ بدعت کا عقیدہ ہے کہ جو شخص شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا نام مبارک بغیر وضو کے لیتا تو وہ فوراً ہلاک ہو جاتا۔ عبارت ملاحظہ فرمائیں:۔

"شروع شروع میں آپ (یعنی شیخ عبدالقادر جیلانیؒ) پر جلالت کا بہت غلبہ تھا۔ اس غلبہ کی یہ حالت تھی کہ جو آپ کا نام بغیر وضو کے لیتا اس کا سر بدن سے جدا ہو جاتا اور وہ مر جاتا۔" (تفریح الخواطر ص۳۳)

عبارت مذکورہ سے معلوم ہوتا ہے کہ رضاخانی مذہب میں رب ذوالجلال کی جلالت کو شیخ جیلانیؒ کی جلالت کے مقابلے میں خاصا کم سمجھا جاتا ہے۔ کیونکہ رب ذوالجلال کا نام بغیر وضو لیتے آج تک نہ کسی کا سر بدن سے جدا ہوا اور نہ ہی کوئی ہلاک ہوا حالانکہ مقابلہ اولیاء کرام پر مخصوص کاروبار کرنے والا رضاخانی گروہ حق تعالیٰ کا نام مبارک جُنبی حالت میں لیتے ہیں تب بھی کوئی ہلاک نہیں ہوا جب کہ پیرانِ پیرؒ کا نام بغیر وضو کے لئے انسان مر جاتے تھے۔

غور کا مقام ہے کہ رضاخانی مذہب کی رُو سے ہمارے خدا کا مرتبہ ومقام حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ سے بہت ہی کم ہے (العیاذ باللہ) اور پیرانِ پیرؒ کو خالقِ کائنات سے کتنا بڑھا چڑھا کر بیان کیا گیا ہے۔ اہل سنت وجماعت علمائے دیوبند کا عقیدہ ہے

خدا کو خدائی کا مقام دو اور ولی کو ولی کا مقام دو۔ اور یہ ظلم بالائے ظلم ہے کہ ولی کو ولی کے مقام کی بجائے خدائی مسند پر بٹھا دینا اور ولی کو خدا سے بڑھا دینا اور ایسے بڑھانا چڑھانا کہ لوگ ولی کو خدا سے زیادہ قدرت والا سمجھنے لگ جائیں یہ بہت بڑی گمراہی ہے۔

یاد رکھیں کہ مولوی احمد رضا خان بریلوی نے اپنے دور کے اہل حق کو کہا تھا کہ شریعت اسلامیہ کے ساتھ وہ سلوک کروں گا۔ پوچھا وہ کیسے کہ لاؤں گا وہ جو اگلوں سے ممکن نہ تھا۔ یہی تو وہ کارہائے نمایاں ہیں جن کی وجہ سے اعلیٰ حضرت حامیٔ شرک و بدعت، ماحیٔ توحید و سنت، مکفر الصحابہ والمسلمین کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔

شرمندہ کیوں کیا؟

رضا خانی اہل بدعت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی قدرت کاملہ کا بایں طور یقین لکھتے ہیں کہ :۔

"ایک عورت کا لڑکا دریا میں غرق ہو گیا وہ حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کی خدمت میں آکر عرض کرنے لگی کہ میرا لڑکا دریا میں غرق ہو گیا ہے اور میرا یہ اعتقاد جازم ہے کہ آپ میرے لڑکے کو زندہ کر کے میری طرف لوٹا سکتے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ گھر لوٹ جا تو اپنے لڑکے کو پائے گی۔ وہ گھر گئی مگر بچہ نہ پایا۔ دوسری دفعہ آکر زاری کی تو آپ نے اسی طرح پھر فرمایا گھر لوٹ جا تو اپنے لڑکے کو پائے گی۔ وہ گھر گئی لیکن بچہ نہ پایا۔ پھر تیسری دفعہ روتی زاری کرتی ہوئی آئی تو غوث پاک نے مراقبہ کیا اور اپنے سر مبارک کو ہلایا۔ پھر سر اٹھا کر فرمایا۔ گھر جا تو اپنے بیٹے کو گھر پائے گی۔ وہ گھر آئی تو بیٹا گھر موجود تھا۔ غوث اعظم رضی اللہ عنہ نے محبوبیت کی حالت میں آکر عرض کیا، اے میرے پروردگار! تو نے مجھے اس عورت کے آگے

دو دفعہ کیوں شرمندہ کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ کی طرف سے کہ تیری کلام سچی تھی مگر پہلی مرتبہ ملائکہ نے اس کے اجزاء اکٹھے کئے اور دوسری مرتبہ میں نے اس کو زندہ کر دیا اور تیسری مرتبہ میں نے اسے دریا سے نکال کر گھر پہنچا دیا۔" (تفریح الخواطر ص ۳۷ تا ۳۸)

قارئین کرام! رضاخانی اہل بدعت کا یہ عقیدہ قرآن کریم کے صریح خلاف ہے۔ چنانچہ قرآن کریم کا ارشاد ہے:۔

۱۔ وَاِنَّا لَنَحْنُ نُحْیٖ وَنُمِیْتُ وَنَحْنُ الْوٰرِثُوْنَ ۝ (پ ۱۴)

اور بے شک ہم ہی زندہ کرتے ہیں اور مارتے ہیں اور آخر مالک بھی ہم ہی ہیں۔

۲۔ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ ثُمَّ جَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَاَنْزَلَ لَكُمْ مِّنَ الْاَنْعَامِ ثَمٰنِيَةَ اَزْوَاجٍ يَخْلُقُكُمْ فِيْ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ خَلْقًا مِّنْۢ بَعْدِ خَلْقٍ فِيْ ظُلُمٰتٍ ثَلٰثٍ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ لَهُ الْمُلْكُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَاَنّٰى تُصْرَفُوْنَ ۝ (پ ۲۴)

"اس نے تم کو ایک جان سے پیدا کیا۔ پھر اس سے اس کا جوڑا بنایا۔ اسی نے تمہارے لئے مویشیوں میں سے آٹھ نر و مادہ پیدا کئے۔ وہ تمہاری ماؤں کے پیٹ میں ایک کیفیت کے بعد ایک شکل تین تین تاریک پردوں کے اندر بناتا چلا جاتا ہے۔ یہ ہے اللہ تمہارا اب اسی کی بادشاہی ہے۔ اس کے سوا کوئی الٰہ نہیں۔ پھر تم کہاں پھیرے جا رہے ہو۔"

۳۔ رَبِّيَ الَّذِيْ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ (پ ۳)

"میرا رب وہ ہے جو زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے۔"

رضاخانی مذہب کی تعلیمات کی رُو سے اللہ تعالیٰ کی قدرت جو قرآن کریم کے لفظ کُنْ سے ثابت ہے وہ محض غلط ہے (العیاذ باللہ) اگر ایک آدمی کو حق تعالیٰ زندہ کرنے پر اتنی دیر لگاتا ہے کہ ایک مرتبہ ملائکہ نے اس کے اجزا کو جمع کیا۔ پھر خالقِ کائنات نے اس کو زندہ کیا۔ بعد اس کے اس کو گھر پہنچایا تو اتنی دیر میں ایک انسان کو دوبارہ بخشنے پھر تو کُنْ فَیَکُوْنُ والا ارشاد عبث ہو کر رہ جاتا ہے کہ شیخ جیلانیؒ کو دو مرتبہ عورت کے سامنے شرمندہ ہونا پڑا۔ اگر خالقِ کائنات ایک انسان کو زندہ کرنے پر اتنی دیر لگاتے ہیں تو پھر قیامت کے دن تمام مخلوقات کو حق تعالیٰ کیسے اور کتنے برسوں میں زندہ کرے گا۔

عبارت مذکور میں رضاخانیوں نے پیرانِ پیرؒ کو مختارِ کل، مشکل کشا و حاجت روا ثابت کرنے کی مذموم حرکت کی ہے۔ تاکہ لوگ یہ عقیدہ رکھیں کہ اگر کسی کو حق تعالیٰ غرق کر دیں تو فکر کی کوئی بات نہیں۔ نہ ہی حق تعالیٰ کے دَر پر جانا پڑے گا اور نہ ہی حق تعالیٰ کے دربار میں اپنی جبینِ نیاز جھکا کر دُعا کرنا پڑے کہ اے اللہ فلاں کو زندہ کر دے اور نہ ہی خالقِ کائنات کو اپنی مشکلات و مصائب و شدائد و حاجات میں پکارنا پڑے بلکہ سیدھے شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کے در پہ زاری کرنے سے تمام مشکلات و مصائب حل ہو جائیں گے۔ اگر کسی کو خدا تعالیٰ نے غرق کر ہی دیا تو پیرانِ پیر اپنی قدرتِ کاملہ سے اس کو زندہ کر دیں گے۔ حق تعالیٰ کے دربار میں التجا کرنے کی قطعاً ضرورت نہیں کیونکہ بقول رضاخانیوں کے خالقِ کائنات نے پیرانِ پیرؒ کو مکمل اختیارات سونپ دیئے ہیں۔ بس اب ہمیں پیرانِ پیرؒ کا دَر ہی کافی ہے جو غرق شدہ کو زندہ کرتا ہے۔

رضاخانی اہلِ بدعت نے پیرانِ پیرؒ کی مدح میں اس قدر غلو سے کام لیا ہے کہ ولی کو خدائی مسند پر بٹھاتے ہوئے یوں کہتے ہیں:۔

سارے اقطاب جہاں کرتے ہیں کعبہ کا طواف
کعبہ کرتا ہے طوافِ در والا تیرا
اور پروانے ہیں جو ہوتے ہیں کعبے پہ نثار
شمع اک تو ہے کہ پروانہ ہے کعبہ تیرا

(حدائق بخشش جلد ۱ صفحہ ۷)

بندہ قادر کا بھی قادر ہے عبد القادر
سِرّ باطن بھی ہے ظاہر بھی ہے عبد القادر
ذی تصرف بھی ہے ماذون بھی مختار بھی ہے
کارِ عالم کا مدبر بھی ہے عبد القادر

(حدائق بخشش جلد ۱ صفحہ ۲۷)

جس کی مرضی خدا نہ ٹالے میرا ہے وہ نامدار آقا
ہے ملک خدا پر جس کا قبضہ میرا ہے وہ کامگار آقا

(حدائق بخشش جلد ۱ صفحہ ۱۲)

عرض آقا سے کروں عرض کو تیری ہے پناہ
بندہ مجبور ہے خاطر پہ ہے قبضہ تیرا
حکم نافذ ہے ترا خامہ ترا سیف تری
دم میں جو چاہے کرے دور ہے شاہا تیرا
کنجیاں دل کی خدا نے تجھے دیں ایسی کر
کہ یہ سینہ ہو محبت کا خزینہ تیرا

(حدائق بخشش جلد ۱ صفحہ ۱۰)

غم ہو گئے بے شمار آقا بندہ تیرے نثار آقا

بگڑ جاتا ہے کھیل میرا — آ کہ آقا سنوار آقا
منجدھار پہ آ کے ناؤ ٹوٹی — دے ہاتھ کہ ہوں میں پار آقا
ٹوٹی جاتی ہے پیٹھ میری — للہ یہ بوجھ اُتار آقا
مجبور ہیں ہم تو فکر کیا ہے — تم کو تو ہے اختیار آقا
میں دُور ہوں تم تو ہو میرے پاس — سُن لو میری پکار آقا
مجھ سا کوئی غمزدہ نہ ہو گا — تم سا نہیں غمگسار آقا
گرداب میں پڑ گئی ہے کشتی — ڈُوبا ڈُوبا اُتار آقا

(حدائقِ بخشش، جلد ۱ ص ۱۱)

الامان قہر ہے، اے غوث وہ تیکھا تیرا
مر کے بھی چین سے سوتا نہیں مارا تیرا

(حدائقِ بخشش جلد ۱ ص ۵)

تو ہے وہ غوث کہ ہر غوث ہے شیدا تیرا
تو ہے وہ غیث کہ ہر غیث ہے پیاسا تیرا

(حدائقِ بخشش جلد ۱ ص ۶)

حضرات گرامی جن کے عقائد میں اس قدر فراوانی ہو کہ جنہوں نے مخلوق کو مشکل کشا و حاجت روا سمجھا ہو تو ان سے یہ امید رکھنا کہ وہ خالقِ کائنات کے متعلق مشکل کشا و حاجت روا کا عقیدہ رکھیں گے بالکل عبث ہے اور انہیں گمراہ لوگوں کے متعلق مولانا ظفر علی خان نے کیا خوب کہا ہے۔

؎

اسلام کے خلاف خدا کے حریف ہیں
یہ لوگ یادگار رضا یا شریف ہیں

اسلام ان کے دشنۂ الحاد کا شکار
مذہب کے اعتبار سے عنوضعیف ہیں
فطرت کے اعتبار سے دُشنام و ننگ
پیشہ کی رُو سے تاجرِ دینِ حنیف ہیں
اقصائے چیں سے تا بہ سوادِ طرابلس
برطانیہ کی فصلِ ربیع و خریف ہیں
اربابِ دُوں نہاد کی تصویرِ خانہ ساز
یارانِ بدزبان کے سیاسی حلیف ہیں
سو برس سے شرک نوازی میں بے مثال
طُرّوں کی پیچ و خم کی بنا پر شریف ہیں
مفتی نہیں فقیہ نہیں پیشوا نہیں
یہ خانزادگانِ بریلی شریف ہیں

(مولانا ظفر علی خان)

چونکہ ہر مسلمان سے یہ بات مخفی نہیں کہ رضاخانی عقائد اور یہودی عقائد ایک ہی ہیں یعنی کہ رضاخانیت، یہودیت کی فوٹو سٹیٹ ہے۔ ان کا مذہب اسلام سے قطعاً کوئی تعلق نہیں۔ جب رضاخانیوں سے اہلِ سنت و جماعت علمائے دیوبند کہتے ہیں کہ تم شریعتِ اسلامیہ کے مقابلے میں اپنی من مانی کیوں کرتے ہو تو جواب میں کہہ دیتے ہیں کہ ہم تو مسلمانوں کی اصلاح کرنے والے ہیں تو دشمنانِ اسلام منافقین و مشرکین بھی یہی کہتے تھے کہ ہم تو مسلمانوں کی اصلاح کرنے والے ہیں۔ ہم مُفْسِدِیْنَ فِی الْاَرْضِ ہرگز نہیں جیسا کہ قرآن کریم کا ارشاد ہے:۔

۴۔ وَاِذَا قِیْلَ لَهُمْ لَا تُفْسِدُوْا فِی الْاَرْضِ قَالُوْٓا اِنَّمَا

نَحْنُ مُصْلِحُوْنَ ۝ اَلَآ اِنَّهُمْ هُمُ الْمُفْسِدُوْنَ وَلٰكِنْ لَّا يَشْعُرُوْنَ ۝ (پ ۱)

"اور جب انہیں کہا جاتا ہے کہ ملک میں فساد نہ ڈالو تو وہ کہتے ہیں کہ ہم ہی تو اصلاح کرنے والے ہیں۔ خبردار! بے شک وہی لوگ فسادی ہیں لیکن نہیں سمجھتے۔"

رضاخانی اہل بدعت حق تعالیٰ کی بادشاہت اور احکم الحاکمین ہونے کا صریح انکار کرتے ہیں حالانکہ رب ذوالجلال کی بادشاہت ہے اور وہی مختارِ کل، سب سے بڑا حاکم ہے جیسا کہ قرآن کریم کا ارشاد ہے:۔

۵۔ اَلَيْسَ اللّٰهُ بِاَحْكَمِ الْحٰكِمِيْنَ ۝ (پ ۳۰)

"کیا اللہ سب حاکموں سے بڑا حاکم نہیں؟" (ضرور ہے)

۶۔ اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ۝ (پ ۱)

"کیا تم نہیں جانتے کہ اللہ ہی کے لئے آسمانوں اور زمین کی بادشاہت ہے اور تمہارے لئے اللہ کے سوا نہ کوئی دوست ہے نہ مددگار۔"

۷۔ اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ (پ ۱)

"کیا تم نہیں جانتے کہ اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔"

۸۔ وَاللّٰهُ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ۔

"اور اللہ ہی زندہ کرتا اور مارتا ہے۔"

۹۔ اَلَمْ يَكُ نُطْفَةً مِّنْ مَّنِيٍّ يُّمْنٰى ۝ ثُمَّ كَانَ عَلَقَةً فَخَلَقَ فَسَوّٰى ۝ فَجَعَلَ مِنْهُ الزَّوْجَيْنِ الذَّكَرَ وَالْاُنْثٰى ۝ اَلَيْسَ ذٰلِكَ بِقٰدِرٍ عَلٰٓى

اَنْ یُّحْیِیَ الْمَوْتٰی ۝ (پ ۲۹)

"کیا وہ ٹپکتی منی کی ایک بوند نہ تھا۔ پھر وہ لوتھڑا بنا۔ پھر اللہ نے اسے بنا کر ٹھیک کیا۔ پھر اس نے مرد و عورت کا جوڑا بنایا۔ پھر کیا وہ اللہ مُردے زندہ کر دینے پر قادر نہیں۔"

۱۰۔ اِنَّا خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ اَمْشَاجٍ نَّبْتَلِیْهِ فَجَعَلْنٰهُ سَمِیْعًا بَصِیْرًا ۝ (الدھر۔ پ ۲۹)

"بیشک ہم نے انسان کو ایک مرکب بوند سے پیدا کیا۔ ہم اُس کی آزمائش کرنا چاہتے تھے۔ پس ہم نے اسے سننے دیکھنے والا بنایا۔"

۱۱۔ اَلَمْ نَخْلُقْكُّمْ مِّنْ مَّآءٍ مَّهِیْنٍ ۝ فَجَعَلْنٰهُ فِیْ قَرَارٍ مَّكِیْنٍ ۝ اِلٰی قَدَرٍ مَّعْلُوْمٍ ۝ فَقَدَرْنَا فَنِعْمَ الْقٰدِرُوْنَ ۝ (پ ۲۹)

"کیا ہم نے تمہیں ایک ذلیل پانی سے نہیں پیدا کیا پھر ہم نے اس کو ایک محفوظ ٹھکانے میں رکھ دیا ایک معین اندازے تک۔ پھر ہم نے اندازہ لگایا تو ہم کیسے اچھے اندازہ لگانے والے ہیں۔"

۱۲۔ كَیْفَ تَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَكُنْتُمْ اَمْوَاتًا فَاَحْیَاكُمْ ثُمَّ یُمِیْتُكُمْ ثُمَّ یُحْیِیْكُمْ ثُمَّ اِلَیْهِ تُرْجَعُوْنَ ۝ (پ ۱)

"تم اللہ کا کیونکر انکار کرتے ہو حالانکہ تم بے جان تھے۔ پھر تمہیں زندہ کیا۔ پھر تمہیں مارے گا، پھر تمہیں زندہ کرے گا۔ پھر تم اُسی کے پاس لوٹ کر جاؤ گے۔"

۱۳۔ اِنَّ ذٰلِكَ لَمُحْیِ الْمَوْتٰی وَهُوَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ۝ (پ ۲۱)

"بیشک وہی مردوں کو پھر زندہ کرنے والا ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔"

۱۴۔ وَهُوَ الَّذِیْ یَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ یُعِیْدُهٗ وَهُوَ اَهْوَنُ عَلَیْهِ ؕ (پ ۲۱)

"اور وہی ہے جو پہلی بار بناتا ہے پھر اسے لوٹائے گا اور وہ اس پر آسان ہے۔"

رضاخانی اہل بدعت ذرا غور و فکر سے کام لیں کہ جو خالق کائنات انسان کو عدم سے وجود میں لا سکتا ہے یعنی کہ جس خالق لایزال نے انسان کو گندے اور غلیظ قطرے سے پیدا کیا تو کیا وہ ذات قدیم غرق شدہ کو زندہ نہیں کر سکتا۔ ضرور کر سکتا ہے اور یقیناً کر سکتا ہے۔

۱۵۔ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ۝

"بیشک وہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔"

یعنی کہ وہ ذات قدیم جس کو چاہے غرق کر دے اور چاہے تو غرق شدہ کو زندہ نکال لے اور جس کو حق تعالیٰ غرق کر دے اس کو کوئی بھی زندہ نہیں کر سکتا اور جس کو حق تعالیٰ زندہ کرے اس کو کوئی بھی ڈبو نہیں سکتا۔ غرض کہ تمام تر طاقت، قوت، بادشاہت اس خالق لایزال کو حاصل ہے جس کی تمام مخلوقات محتاج ہیں اور وہ کسی کا بھی محتاج نہیں اور جو کسی کا محتاج ہو وہ مشکل کشا و حاجت روا نہیں رہتا۔

کسی پنجابی شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔

دن ہندماں جیہڑا دیوا لوڑے اس نے احمق کہیئے
جو رب دیاں ہندیاں غیر دن تو منگے اس نوں کی کہیئے

رضاخانی اہل بدعت جب بھی کوئی بات کرتے ہیں تو خالق لایزال کو عاجز و بے بس کرنے کی انتھک کوشش کرتے

ہیں تاکہ لوگ خالقِ کائنات کا در چھوڑ کر پیرانِ پیر کو اپنا خالق و رازق زندگی و موت کا مالک سمجھنے لگیں تاکہ مولوی احمد رضا خان بریلوی کی پوری طرح پیروی ہو سکے اور مذہب اسلام کے خلاف اہل بدعت نے گمراہی پھیلانے کا ٹھیکہ لے رکھا ہے۔ اس مذہب اسلام کی توحید انسانوں کے اذہان سے نکال کر رضا خانی توحید راسخ کرنا چاہتے ہیں جو کہ شریعتِ محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے سراسر خلاف اور فی النار ہونے کا بیّن ثبوت ہے۔ اور جو توحید امام الانبیاء حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیش فرمائی وہی فلاح دارین ہے اور اسی پر دخولِ جنت کا دار و مدار ہے اور جو کوئی رضا خانی عقائد کو حق سمجھتا ہو وہ یقین جانے کہ وہ صراطِ مستقیم سے ہٹ کر مغضوب علیہم والضالین کے راستے پر گامزن ہے اور خالقِ کائنات ہر ایک کو صراطِ مستقیم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

ارواح چھین لیں؟

رضا خانیوں کا عقیدہ ہے کہ شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے عزرائیل علیہ السلام سے ارواح چھین لیں جو عزرائیل علیہ السلام نے حق تعالیٰ کے حکم پر قبض کی تھیں۔

عبارت ملاحظہ فرمائیں:۔

"غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کا ایک خادم فوت ہو گیا۔ اس کی بیوی آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور آہ و زاری سے اپنے خاوند کے زندہ ہونے کی التجا کی۔ آپ نے مراقبہ اور علم باطن سے دیکھا کہ ملک الموت علیہ الصلوٰۃ والسلام اس دن کی تمام ارواح مقبوضہ لے کر آسمان کی طرف جا رہے ہیں تو آپ نے ملک الموت سے کہا ٹھہر جائیں اور مجھے میرے فلاں خادم کی روح واپس کر دیں۔ تو

ملک الموت نے جواب میں فرمایا: "میں ارواح کو بحکم الٰہی سے قبض کر کے اس کی درگاہِ عظیم میں پیش کرتا ہوں تو یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ میں اس شخص کی رُوح تجھے دے دوں جس کو میں بحکم پروردگار قبض کر چکا ہوں مگر آپ نے تکرار سے کہا لیکن ملک الموت نہ مانے اور اُن کے ایک ہاتھ میں ٹوکری تھی جس میں اس دن کی ارواح مقبوضہ تھیں پس قوتِ محبوبیت سے ٹوکری ان کے ہاتھ سے لے لی تو ارواح متفرق ہو کر اپنے اپنے بدنوں میں چلی گئیں۔ ملک الموت نے اپنے رب سے مناجات کی اور عرض کیا کہ اے پروردگار! تو جانتا ہے جو میرے اور تیرے محبوب عبد القادر کے درمیان گذری اس نے مجھ سے آج کی تمام مقبوضہ ارواح لے لی ہیں۔ حق تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: اے ملک الموت بیشک غوثِ اعظم میرا محبوب و مطلوب ہے، تو نے اسے اس کے خادم کی روح واپس کیوں نہ دے دی (اگر ایک روح واپس دے دیتے تو اتنی) روحیں ایک روح کے سبب کیوں واپس جاتیں اور کیوں پچھتاتے۔"

(تفریح الخاطر ص ۴۰ تا ۴۱)

قارئینِ محترم! رضاخانی اہلِ بدعت کو داد دیجیے، جب ہی کوئی بات کریں گے اور کچھ نہ ہو سکے تو خدا تعالیٰ کو اپاہج ضرور ثابت کریں گے (العیاذ باللہ)۔ ان مذہبی یتیموں نے اس بات کا تہیہ کر رکھا ہے کہ جب تک ہمارا وجود منحوس اس کرۂ ارض پر رہے گا ہم شریعتِ اسلامیہ کے آبِ شیریں کو مکدر کرتے رہیں گے۔ مذہبِ اسلامیہ کا نقشہ بگاڑ کر چھوڑیں گے اور جہاں تک ممکن ہو سکا سادہ لوح مسلمانوں کو خالقِ کائنات کے در سے ہٹا کر اولیائے کرام کے در پہ لا کھڑا کریں گے تاکہ لوگ

اللہ تعالیٰ کو مشکل کشا و حاجت روا ماننے کی بجائے اولیائے کرام کو ماننے لگ جائیں۔ یہ وہ ضال و مضل فرقہ ہے جو ابلیس ملعون کا پیروکار ہے جیسا کہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے خواب دیکھا کہ ابلیس لعین بیکار بیٹھا ہوا ہے تو اس لعین سے حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے دریافت کیا کہ اے ابلیس! تو نے حق تعالیٰ سے وعدہ کیا کہ میں تیرے بندوں کو گمراہ کروں گا اور تو اپنا کام چھوڑ کر بیکار بیٹھا ہوا ہے، اپنا کام سرانجام کیوں نہیں دیتا تو ابلیس لعین نے جواب دیا کہ آپ کا سوال بجا ہے، لیکن بات دراصل یہ ہے کہ ایسے لوگ پیدا ہو چکے ہیں جو صحیح معنوں میں میرے جانشین ہیں اور وہ میرے مشن کو آگے بڑھا رہے ہیں یعنی کہ انہوں نے میرا کام سنبھال لیا ہے اس لیے میری ضرورت ختم ہو چکی ہے۔

معلوم ہوا کہ رضاخانی اہلِ بدعت بھی ابلیس لعین کے پیروکار ہیں جو توحید و سنت کے درخت کو اکھاڑ کر وہاں پر شرک و بدعت کا شجرِ خبیثہ لگاتے ہیں تاکہ لوگ توحید و سنت کو چھوڑ کر مولوی احمد رضا خان بریلوی کے خیالاتِ فاسدہ و رسم و رواج کو دین سمجھنے لگ جائیں۔

اب آپ ہی سوچیں اور فیصلہ کریں کہ وہ کون لوگ ہیں جو قرآن و سنت کی صریح تعلیمات کے مقابلہ میں شرک و بدعت کی نشر و اشاعت کون کر رہا ہے، اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرامین کو پسِ پشت کون ڈال رہا ہے اور شریعتِ اسلامیہ میں ملاوٹ جیسی خبیث مرض کا کون مرتکب ہو رہا ہے۔ سوچنے اور سمجھنے کے بعد انسان اس نتیجہ پر پہنچتا ہے کہ رضاخانی اہلِ بدعت ہی ابلیسی آئین کے پیروکار ہیں جو سادہ لوح مسلمانوں کو خالق کائنات کے در سے مایوس کر کے۔ مخلوق کے در پر لا کھڑا کرتے ہیں اور لوگوں کے ذہنوں میں اللہ تعالیٰ کی خالص توحید کا تصور نکال کر شرک جیسی موذی مرض پر گامزن کرتے ہیں اور لوگوں کو کہتے ہیں

کہ جب اولیائے کرام ہماری مشکل کشائی و حاجت روائی فرما سکتے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے اولیائے کرام کو مکمل اختیارات دے رکھے ہیں تو اللہ تعالیٰ سے مانگنے کی ضرورت ہی کیا۔

بس جو کچھ مانگنا ہو مانگ لیں گے اولیاء سے

تب ہی تو رضاخانی برملا کہتے ہیں کہ:۔

ساڈا عبدالقادر بے سانوں ہور قادر دی لوڑ نہیں (العیاذ باللہ)

جب حق تعالیٰ نے اولیائے کرام کو مکمل اختیارات سونپ دیئے ہیں، اور کائنات کے تمام خزانے اولیائے کرام کے کنٹرول میں ہیں کہ جس کو چاہیں عطا کریں اور جس کو چاہیں محروم رکھیں۔ بس رضاخانی اس قسم کی بے بنیاد باتیں کر کے لوگوں کو حق تعالیٰ کے در سے متنفر کرنے کی کوشش کرتے ہیں تاکہ لوگ اولیائے کرام کو خدا سمجھنے لگ جائیں اور اس عقیدے کا پرچار کرتے ہیں کہ ہمیں سب کچھ اولیائے کرام کے در سے ملتا ہے۔

اہل بدعت خالقِ لایزال کی عدم قدرت ثابت کرنے میں کوئی قباحت محسوس نہیں کرتے۔ کیونکہ رضاخانی عبداللہ ابن سبا کے روحانی فرزند اعلیٰحضرت بریلوی کی پیروی کو فخر سمجھتے ہیں۔

حضرات! یاد رکھیں کہ جب قیامت کا دن ہوگا تو رضاخانی اہلِ بدعت شرک و بدعت کی نجاست اپنے سروں پر اٹھاتے ہوئے مارے مارے پھر رہے ہوں گے تو پھر ان بدقماشوں کو معلوم ہو جائے گا کہ کاش ہم نے انگریز سرکار کے ٹاؤٹ احمد رضا خان بریلوی کی پیروی کرنے کے بجائے امام الانبیاء حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرامین پر عمل پیرا ہوتے تو آج رسوائی و ذلت کا سامنا نہ کرنا پڑتا۔ یہ بات بھی بخوبی سمجھ لیں کہ رضاخانی اہلِ بدعت

نے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کو حاکم کائنات اور موت وحیات کا مالک سمجھ کر قرآن وحدیث سے بغاوت کر کے اپنے آپ کو ابلیسی آئین کا پیروکار ثابت کیا ہے اور جو فرقہ ابلیس لعین کی پیروی کرتا ہے۔ اس کے متعلق حق تعالیٰ کا ارشاد بھی ملاحظہ فرمائیں:۔

اِسْتَحْوَذَ عَلَيْهِمُ الشَّيْطٰنُ فَاَنْسٰهُمْ ذِكْرَ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ حِزْبُ الشَّيْطٰنِ اَلَآ اِنَّ حِزْبَ الشَّيْطٰنِ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝ (المجادلہ۔ پ۲۸)

"اُن پر شیطان نے غلبہ پالیا ہے۔ پس اس نے انہیں اللہ کا ذکر بھلا دیا ہے۔ یہی شیطان کا گروہ ہے۔ خبردار! بے شک شیطان کا گروہ ہی نقصان اٹھانے والا ہے"۔

رضاخانی فرقہ حزب الشیطٰن ہے۔ تب ہی تو یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ حق تعالیٰ کے حکم سے عزرائیل علیہ السلام نے ارواح قبض کیں اور شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے عزرائیل علیہ السلام سے ارواح والی ٹوکری چھین لی اور تمام ارواح کو اُڑا دیا۔

رضاخانیوں نے یہ من گھڑت واقعہ یوں پیش کیا کہ شیخ جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے خادم کی روح مقبوضہ ارواح میں شامل تھی تو شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے عزرائیل علیہ السلام سے اپنے خادم کی روح طلب کی لیکن عزرائیل علیہ السلام نے کہا کہ خدا تعالیٰ کے حکم سے ارواح قبض کی ہیں اور اس کے دربار میں پیش کروں گا۔ یہ میری ڈیوٹی ہے۔ میں آپ کو آپ کے خادم کی روح ہرگز نہیں دوں گا۔ جس پر شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے مزاحمت کی۔ جس کے نتیجہ میں شیخ جیلانی رحمۃ اللہ علیہ اور عزرائیل علیہ السلام کے درمیان ہاتھا پائی اور تلخ کلامی ہوئی۔ معاملہ یہاں تک بڑھ گیا کہ بقول رضاخانیوں کے شیخ جیلانی رحمۃ اللہ علیہ "عزرائیل" پر غالب آگئے اور

ارواح کی ٹوکری چھین لی اور تمام ارواح کو اُڑا دیا۔

یہ تمام واقعہ عزرائیل علیہ السلام نے پروردگار کے سامنے پیش کیا تو خالقِ کائنات نے فرمایا، شیخ جیلانیؒ میرا محبوب و مطلوب ہے۔ تم خیر و عافیت سے مجھ تک پہنچ آئے ہو۔ اگر تم شیخ جیلانیؒ کے کہنے پر ان کے خادم کی روح واپس کر دیتے تو نہ ہاتھ پائی اور تلخ کلامی ہوتی اور نہ ہی ارواح والی ٹوکری آپ کے ہاتھ سے جاتی۔ اب میرے محبوب نے تمام ارواح کو اپنے اپنے اجسام میں واپس لوٹا دیا ہے۔ اے عزرائیلؑ! اگر تم میرے محبوب کی بات مان جاتے تو یہ سارا نظام درہم برہم ہرگز نہ ہوتا۔

گویا کہ رضاخانیوں کا عقیدہ ہے کہ شیخ عبدالقادر جیلانیؒ حق تعالیٰ سے زیادہ قدرت کاملہ رکھتے ہیں تب ہی تو شیخؒ نے خدا کے حکم سے قبض کی ہوئی ارواح چھین لیں تو معلوم ہوا کہ رضاخانیوں کے نزدیک پیرانِ پیرؒ کا حکم خدا تعالیٰ پر چلتا ہے۔ (العیاذ باللہ)

رضاخانیوں سے سوال ہے کہ عزرائیل علیہ السلام سے ارواح کی ٹوکری چھیننے کے لیے آج کل کس کی ڈیوٹی لگائی گئی ہے اور مولوی احمد رضا خان بریلوی، مولوی نعیم الدین مرادآبادی، مولوی امجد علی اعظمی، مولوی حشمت علی، مولوی سردار فیصل آبادی، مولوی مصطفےٰ رضا، مولوی حامد رضا، مولوی اشرف کچھوچھوی، مولوی ابو البرکات، مولوی ابو الحسنات، مولوی محمد عمر اچھروی، مولوی عبدالغفور ہزاروی، مولوی نور اللہ نعیمی، مولوی احمد یار گجراتی، مولوی عبدالحامد بدایونی وغیرہ وغیرہ کی روحیں نجات کے کس مرحلے میں ہیں، آیا ٹوکری سے باہر آگئی ہیں یا ابھی تک ٹوکری کے اندر ہی پڑی سسک رہی ہیں۔

بینوا بالکتاب توجروا بالثواب

جنس تبدیل کر دی؟

رضاخانیوں کا عقیدہ ہے کہ شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جنس تبدیل کرنے کی قدرت رکھتے ہیں۔

عبارت ملاحظہ فرمائیں:۔

"ایک شخص حضور غوث پاک کی خدمت میں حاضر ہوا، اور عرض کیا یہ دعا کی قبلہ حاجات و ملجاء النجاہ ہے۔ بے شک میں اس کی طرف التجا کرتا ہوں اور ایک لڑکا طلب کرتا ہوں تو غوث پاک نے فرمایا: میں نے اللہ تعالیٰ سے تیرے لئے دعا کی ہے۔ وہ تجھے جو تو چاہتا ہے عطا کر دے گا۔ یہ سن کر وہ شخص ہر روز آپ کی مجلس میں حاضر ہونے لگا۔ قادرِ مطلق کے حکم سے اس کے ہاں لڑکی پیدا ہو گئی۔ وہ اس کو آپ کی خدمت میں حاضر کر کے کہنے لگا: آپ نے فرمایا تھا لڑکا ہو گا اور یہ لڑکی ہے۔ تو غوث پاک نے فرمایا: اس کو لپیٹ کر گھر لے جا اور پردہ غیب سے کیا ظاہر ہوتا ہے۔ وہ اس کو لپیٹ کر گھر لے آیا۔ دیکھا تو قدرتِ الٰہی سے لڑکا تھا۔"

(تفریح الخاطر ص ۴۱ تا ۴۲)

قارئین کرام! رضاخانی اہل بدعت کا عقیدہ قرآن کے خلاف ہے۔ چنانچہ حق تعالیٰ کا ارشاد ہے:۔

لَا تَبْدِيْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ۔ (پ ۲۱)

"اللہ کی بناوٹ میں ردوبدل نہیں۔"

لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ

يَهَبُ لِمَنْ يَّشَآءُ اِنَاثًا وَّيَهَبُ لِمَنْ يَّشَآءُ
الذُّكُوْرَ ۝ اَوْ يُزَوِّجُهُمْ ذُكْرَانًا وَّاِنَاثًا وَ
يَجْعَلُ مَنْ يَّشَآءُ عَقِيْمًا اِنَّهٗ عَلِيْمٌ قَدِيْرٌ ۝ (پ۲۵)

"واسطے اللہ کے ہے بادشاہی آسمانوں کی اور زمین کی۔ پیدا کرتا ہے جو کچھ چاہتا ہے۔ دیتا ہے جس کو چاہے بیٹیاں اور دیتا ہے جس کو چاہے بیٹے۔ یا ملا دیتا ہے ان کو بیٹے اور بیٹیاں اور کر دیتا ہے جس کو چاہتا ہے بانجھ۔ تحقیق وہ جاننے والا قادر ہے۔"

يَخْلُقُكُمْ فِيْ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ خَلْقًا مِّنْۢ بَعْدِ
خَلْقٍ فِيْ ظُلُمٰتٍ ثَلٰثٍ ۔ (پ۲۳)

"وہ تمہیں تمہاری ماؤں کے پیٹوں میں ایک کیفیت کے بعد دوسری کیفیت پر تین اندھیروں میں بناتا ہے۔"

معلوم ہوا کہ جو خالقِ کائنات ماں کے پیٹ کے اندھیرے میں بچے کی تصویر بناتا ہے اور تصویر بنانے کے بعد اس کو رزق پہنچاتا ہے۔ وہی خالقِ کائنات جنس تبدیل کرنے کی قوت رکھتا ہے۔

اَلَّذِيْ خَلَقَكَ فَسَوّٰكَ فَعَدَلَكَ ۝ فِيْۤ اَيِّ صُوْرَةٍ
مَّا شَآءَ رَكَّبَكَ ۝

"جس نے تجھ پیدا کیا، پھر تجھے ٹھیک کیا، پھر تجھے برابر کیا۔ جس صورت میں چاہا تیرے اعضاء کو جوڑ دیا۔"

وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا يَخْلُقُ
مَا يَشَآءُ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ (پ۶)

"اور آسمانوں اور زمین اور ان دونوں کے درمیان کی سلطنت اللہ

ہی کے واسطے ہے۔ جو چاہے پیدا کرتا ہے اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔"

وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ مَا يُرِيْدُ۔ (پ۳)

"لیکن اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔"

هُوَ الَّذِيْ يُصَوِّرُكُمْ فِي الْاَرْحَامِ كَيْفَ يَشَآءُ ؕ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝

"وہی جس طرح چاہے ماں کے پیٹ میں تمہارا نقشہ بناتا ہے اس کے سوا اور کوئی معبود نہیں۔ زبردست حکمت والا ہے۔"

قارئین محترم! رضاخانی اہلِ بدعت جب ہی کوئی بات کریں تو خالقِ کائنات کو محکوم اور اولیائے کرام کو حاکم ثابت کرتے ہیں تاکہ سادہ لوح مسلمان خالقِ حقیقی کا در چھوڑ کر مخلوق کے در پر پڑے ذلیل و خوار ہوتے ہیں۔ اور وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ ۚ اُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِيْنَ ۝ کے مستحق بن جائیں۔ رضاخانی لونجڑے اپنے زعمِ فاسد کی بنا پر سمجھ بیٹھے ہیں کہ قدرتِ کاملہ کا ڈپو اولیائے کرام کے پاس ہے۔ حالانکہ یہ بہت بڑی جہالت و گمراہی ہے۔ حق تعالیٰ کے سوا اولیائے کرام کو مختارِ کل سمجھنا دینِ اسلام سے بُعد کی علامت ہے۔ مذہبِ اسلام تو اس بات کی تعلیم دیتا ہے کہ مختارِ کل خدا تعالیٰ ہی کی ذات ہے اور اختیارات کے تمام ڈپو اس خالقِ کائنات کے پاس ہیں اور اولاد دینے کا ڈپو بھی اس ذاتِ قدیم کے پاس ہے۔ وہ جسے چاہے عطا کرے اور جسے چاہے محروم رکھے اور جس کو چاہے جڑواں دے اور جسے چاہے ایک دے اور جس کو چاہے جتنے عطا کرے اور جس کو چاہے اولاد دے کر پھر محروم کر دے اور جس کو چاہے لڑکے ہی عطا کرے اور جس کو چاہے صرف لڑکیاں ہی عطا کرے اور جس کو چاہے لڑکے و لڑکیاں دونوں ملا کر عطا کرے وہ جس کو چاہے بانجھ کر دے۔ کسی کو طاقت و قوت نہیں کہ اس ذاتِ

قدیم کے آگے کسی کو دم مارنے کی مجال ہو۔ وہ جیسے چاہے کوئی اُس کے قانونِ قدرت میں دخل اندازی کرنے والا نہیں۔ تمام تر اختیارات اسی کو دیا ہیں۔ وہی دنیا کے تمام نظام کو چلا رہا ہے۔

اولیائے کرام کے بارے میں یہ عقیدہ رکھنا کہ وہ جنس تبدیل کر دیتے ہیں اور جس کو خالقِ کائنات لڑکی عطا کریں اس کو اولیائے کرام لڑکا بنا دیتے ہیں اور جس کو حق تعالیٰ اولاد نہ دیں اس کو اولیائے کرام اولاد عطا کرتے ہیں۔ اس قسم کے کافرانہ عقائد فی النار کرتے ہیں۔

رضاخانی اہل بدعت کو اس ذاتِ قدیم سے ٹکر ہے۔ کیونکہ رضاخانیوں نے مشرکینِ مکہ کی طرح سینکڑوں مشکل کشا و حاجت روا سمجھے ہوئے ہیں۔ وہ کیسے خدا تعالیٰ کے بارے میں مختارِ کل ہونے کا عقیدہ رکھیں۔ جب تک ان کے دماغ میں شرک و بدعت کی نجاست موجود ہے اس وقت تک ان سے توحید خالص کا پرچار عبث ہے۔ یہ غالی فرقہ اللہ تعالیٰ کی خالص توحید میں ملاوٹ کر کے اپنا نامہ اعمال سیاہ کر رہے ہیں۔ حالانکہ جو مخلوق ہو، مرزوق ہو، محکوم ہو، حادث ہو، سونے والا ہو، اونگھنے والا، کھانے والا ہو، عابد ہو، ساجد ہو وغیرہ وغیرہ۔ وہ مشکل کشا، حاجت روا اور مختارِ کل ہرگز نہیں ہو سکتا اور رضاخانیوں کے عقیدے کے مطابق دنیا میں پیدا ہونے والے تمام کے تمام اولیائے کرام رضاخانیوں کی جنس تبدیل کرنے میں مصروف ہیں اور ساتھ ہی اہلِ بدعت سے سوال ہے کہ یہ بتائیں کہ آج کل جنس تبدیل کرنے میں کس ولی کی ڈیوٹی لگی ہوئی ہے۔

بینوا بالکتاب توجروا یوم الحساب۔

مُصیبت کے وقت کس کو پکارو؟

رضاخانی ملاؤں کا عقیدہ ہے کہ جب کوئی مصیبت پڑے تو پیرانِ پیر حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا نام لینے سے مصیبت رفع ہو جاتی ہے اور شیخ جیلانی رح کا نام لینے سے ہی درجات میں بلندی ہوتی ہے۔

عبارت ملاحظہ فرمائیں :۔

"کسی کو جن چمٹ جائے اس کے کان میں یا حضرت الشیخ قطب عالم محی الحق والدین السید عبدالقادر الگیلانی کا کلمہ پھونک دیا جائے تو وہ دفع ہو جائے گا۔ اگر کافروں کا لشکر ملکِ اسلام پر چڑھ آئے یا کسی کو راہزنوں کا خوف ہو تو زمین سے سیاہ مٹی لے کر اس پر غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کا نام مبارک پڑھ کر پھونکے اور وہ مٹی ان کی طرف پھینک دے جیسا کہ حضرت غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا جو شخص ایسے کرے گا یہ مٹی دشمنوں کی آنکھوں میں ڈال کر اللہ تعالیٰ ان کو اندھا کر دے گا۔ اور ان پر غضب فرمائے گا۔ اور فرمایا جو شخص کسی مصیبت میں گرفتار ہو کر حضرت غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ سے توسل کرے گا اللہ تعالیٰ اس کی تکلیف کو آسانی سے بدل دے گا اور وہ عجز سے خلاصی پائے گا اور اسے خوشی حاصل ہو گی اور جس شخص نے حضرت سے خرقہ خلافت پہنا وہ دنیا و آخرت کی مصیبتوں سے نجات پانے کے علاوہ مراتب عالیہ کو بھی پہنچ گیا۔"

(تفریح الخاطر۔ صـ۱)

مندرجہ بالا عبارت مشرکینِ مکہ کے عقیدے کی تائید کر رہی ہے۔ رضاخانیوں کا

شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ پر یہ الزام ہے۔ شیخ جیلانی رحمہ سے ایسا مشرکانہ عمل قطعاً منقول نہیں۔ کیونکہ اولیائے کرام کا شریعتِ اسلامیہ پر مکمل عمل ہوتا ہے اور ان سے شریعتِ محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے خلاف لغویات کا صادر ہونا ناممکن ہے۔ اہلِ سنت وجماعت علمائے دیوبند کا عقیدہ ہے کہ کسی کو جن و بھوت وغیرہ چمٹ جائے تو اس کے کان میں حق تعالیٰ کا نام لے کر پھونک ماری جائے تو آسیب فوراً جل جائے گا۔ اگر کافروں کا لشکر حملہ آور ہو جائے یا درندوں کے لوٹنے کا خوف ہو تو اللہ تعالیٰ کا نام لے کر ان کی طرف پھونکا جائے یا مٹی پر اللہ تعالیٰ کا نام پڑھ کر دشمن کی طرف پھینکی جائے۔ غرض کہ کسی قسم کی مصیبت ٹوٹ پڑے خالقِ کائنات کے نام میں اس قدر جلالت وہیبت ورعب ہے کہ اس کا نام لینے سے دشمن سے نجات حاصل ہو گی اور اللہ تعالیٰ اپنا خاص فضل و کرم فرمائیں گے اور حق تعالیٰ مصیبت کو آسانی میں بدل دیں گے اور رضاخانیوں کا فاسد عقیدہ ہے کہ جس نے حضرت شیخ جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی ختمۂ خلافت پہنا وہ دنیا و آخرت کی تمام مصیبتوں سے مامون رہے گا یہ معیار بالکل باطل ہے بلکہ ہر وہ شخص جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مکمل طور پر پیروی کرنے والا ہے یعنی کہ کتاب وسنت پر عمل پیرا ہے وہ دنیا و آخرت کی تمام آفات سے امن میں رہے گا۔ سادہ لوح مسلمان رضاخانیوں کے شرک و بدعت کے پُر فریب جال میں پھنس کر اپنی عاقبت تباہ کر بیٹھتے ہیں۔ ورنہ اسلامی عقیدہ تو یہ ہے کہ تم میں سے کسی کو خواہ کوئی تکلیف پہنچے۔ غرض کہ ہر پیش آنے والی مصیبت میں اس وحدہٗ لاشریک ذات کو ہی پکارا جائے اور اسی کے نام پاک کی برکت سے تمام مشکلات حل ہوں گی اور وہی کارساز ہے۔

امام الانبیاء حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب دشمن کا مقابلہ کرتے تو

اپنے حقیقی پروردگار کے نام کو بلند فرما کر فتح سے ہمکنار ہوتے۔ جب پیغمبرِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر کوئی مشکل وقت آتا تو رب ذوالجلال کی ذات کو پکارتے ۔ جیسا کہ نبی علیہ السلام کو کافروں نے اس قدر تنگ کیا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بحکم خدا تعالیٰ ہجرت فرمائی اور دوسرے آپ کے ساتھ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تھے۔ جس وقت دونوں صاحب غارِ ثور میں موجود تھے تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بارگاہِ رسالت میں عرض کیا کہ اے اللہ کے نبیؐ دشمن آپہنچا تو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کٹھن وقت میں اپنے ہمراہی سے فرمایا کہ تم کچھ غم نہ کرو۔ یقیناً اللہ تعالیٰ کی مدد ہمارے ساتھ ہے۔ جیسا کہ قرآن کریم اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:۔

اِذْ یَقُوْلُ لِصَاحِبِہٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا (پ ۱۰)

"جب وہ کہہ رہا تھا اپنے رفیق سے تو غم نہ کھا بے شک اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے"

میرے سُنّی حنفی بھائیو! آپ بخوبی سمجھ گئے ہوں گے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی ہر مصیبت اور ہر مشکل وقت میں اللہ تعالیٰ کو ہی پکارتے اسی کا ہی نام بلند فرماتے تھے۔ تو اس اسلامی عقیدے کے مقابلے میں رضاخانی اہلِ بدعت کا گمراہ کن عقیدہ بھی ملاحظہ فرمایا کہ ہر مصیبت و ہر مشکل وقت دشمن پر غالب آنے کے لئے شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے نام کا وظیفہ پڑھا جائے تب آپ کی ہر مصیبت رفع ہوگی اور کفار کے لشکر پر غالب آنے کا راز اسی میں مضمر ہے۔

رضاخانیو! ذرا ہوش میں آؤ اور اپنے گریبان میں جھانک کر دیکھو کہ جو تم دینِ اسلام کے ساتھ سلوک کر رہے ہو اور تم کس قدر بے دردی سے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فرامین کو پسِ پشت ڈال کر مولوی احمد رضا خان بریلوی کی تقلید میں کس قدر

اندھے ہو چکے ہو کہ تمہیں شریعتِ اسلامیہ کا قطعاً کوئی پاس نہیں کہ جو دین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیش فرمایا ہے تم اس دینِ خالص کے مقابلے میں اعلیٰحضرت بریلوی کے خیالاتِ فاسدہ کو دین سمجھ رہے ہو اور جو اسلامی طریقہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا تم اس کو مسخ کرنے کی ان تھک کوشش کر رہے ہو۔ یہ بات یاد رکھیں کہ حشر کے دن اپنے کیے ہوئے کا مزا چکھنا پڑے گا اور نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمائیں گے۔ سُحقاً۔ سُحقاً۔ دُوری ہو دُوری ہو یعنی کہ مجھ سے دُور ہو جاؤ۔ میرے قریب مت آؤ۔

رضاخانیو! اب بھی وقت ہے کہ تم اپنی سنانے کرلو آنے والے دُور سے۔

ولی نے موت کو منسوخ کر دیا؟

رضاخانی ملاؤں کا عقیدہ ہے کہ حضرت سیدی شیخ محمد شربینی رحمۃ اللہ علیہ نے موت کے وقت کو منسوخ کر دیا۔ چنانچہ لکھتے ہیں:۔

امام عارف باللہ سیدی عبدالوہاب شعرانی قدس سرہٗ الربانی کتاب مستطاب لواقع الانوار میں حالات حضرت سیدی شیخ محمد شربینی قدس سرہٗ میں لکھتے ہیں۔

"لما ضعف ولده احمد واشرف على الموت وحضرت عزرائيل لقبض روحه قال له الشيخ ارجع الى ربك فراجعه فان الامر نسخ فرجع عزرائيل وشفى احمد من تلك الضعفة وعاش بعدها ثلثين عاما"

"یعنی جب ان کے صاحبزادے احمد ناتوان ہو کر قریب مرگ

ہوئے اور حضرت عزرائیل علیہ الصلوٰۃ والسلام ان کی روح قبض کرنے آئے۔ حضرت شیخ نے ان سے گذارش کی کہ اپنے رب کی طرف واپس جائیے۔ اس سے پوچھ لیجئے کہ موت کا حکم منسوخ ہو چکا ہے۔ عزرائیل علیہ الصلوٰۃ والسلام پلٹ گئے۔ صاحبزادے نے شفا پائی اور اس کے بعد بیس سال زندہ رہے۔"

(عرفان شریعت حصہ سوم۔ ص ۸۵)

حضرات! رضاخانی چمگادڑوں کے گمراہ کن عقیدہ کے مقابلے میں قرآن کریم کا ارشاد بھی ملاحظہ ہو۔

كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ثُمَّ اِلَيْنَا تُرْجَعُوْنَ ۝ پ ۲

"ہر جاندار موت کا ذائقہ چکھنے والا ہے۔ پھر ہمارے ہی پاس پھر کر آؤ گے۔"

وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ اَنْ تَمُوْتَ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ كِتٰبًا مُّؤَجَّلًا۔ پ ۴

"اور اللہ تعالیٰ سے حکم کے سوا کوئی مر نہیں سکتا۔ ایک وقت مقرر لکھا ہوا ہے۔"

اَلَّذِیْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ يَكُنْ لَّهٗ شَرِيْكٌ فِی الْمُلْكِ وَخَلَقَ كُلَّ شَیْءٍ فَقَدَّرَهٗ تَقْدِيْرًا وَاتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اٰلِهَةً لَّا يَخْلُقُوْنَ شَيْـًٔا وَّهُمْ يُخْلَقُوْنَ وَلَا يَمْلِكُوْنَ لِاَنْفُسِهِمْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا وَّلَا يَمْلِكُوْنَ مَوْتًا وَّلَا حَيٰوةً وَّلَا نُشُوْرًا۔ (پ ۱۸)

"وہ جس کی آسمانوں اور زمین میں سلطنت ہے اور اس نے نہ کسی کو بیٹا بنایا ہے اور نہ کوئی سلطنت میں اس کا شریک ہے اور اس نے ہر چیز کو پیدا کر کے اندازہ پر قائم کر دیا اور انہوں نے اللہ کے سوا ایسے معبود بنا رکھے ہیں جو کچھ بھی پیدا نہیں کر سکتے۔ حالانکہ وہ خود پیدا کئے گئے ہیں اور وہ اپنی ذات کے لئے نقصان اور نفع کے مالک نہیں اور موت اور زندگی اور دوبارہ اٹھنے کے بھی مالک نہیں۔"

لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ (پ)۔

"تیرا کوئی اختیار نہیں ہے۔"

نَحْنُ قَدَّرْنَا بَيْنَكُمُ الْمَوْتَ وَمَا نَحْنُ بِمَسْبُوقِينَ ۔

"ہم نے ہی تمہارے درمیان موت مقرر کر دی ہے اور ہم عاجز نہیں ہیں۔" (پ ۲۷)

نصوص قطعیہ شرعیہ سے ثابت ہوا کہ مخلوق میں سے کوئی بھی کسی کی موت کے وقت کو منسوخ کرنا تو کجا، موت کے وقت کو ایک آن ایک ساعت، ایک سانس تک کے لئے آگے پیچھے ہرگز نہیں کر سکتا۔ جب یہ اختیار کسی نبی کو حاصل نہیں تو پھر اولیائے کرام کو یہ اختیار کہاں سے مل گیا کہ وہ خدائی نظام کو درہم برہم کر سکیں۔

رفقائے نیو! ذرا تعقل کیجئے! وہ لوگ جو خود موت کا شکار ہو، فنا ہونے والا ہو، حادث ہو وہ اپنے اختیار سے موت کے وقت کو کیسے منسوخ کر سکتا ہے۔ ہرگز نہیں کر سکتا، اور جس کا یہ عقیدہ ہو کہ اولیائے کرام کو اختیارات حاصل ہیں تو وہ بہت بڑا مشرک ہے اور مشرک کے بارے میں حق تعالیٰ کا ارشاد ملاحظہ ہو:۔

إِنَّهُ مَنْ يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللَّهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَأْوَاهُ النَّارُ وَمَا لِلظَّالِمِينَ مِنْ أَنْصَارٍ ۔

"بے شک جس نے اللہ کا شریک ٹھہرایا سو اللہ نے اس پر جنت حرام کی اور اس کا ٹھکانا دوزخ ہے ۔ اور ظالموں کا کوئی مددگار نہیں ہوگا ۔" (پ ۶)

سب بادشاہت رب ذوالجلال کی ہے۔ وہی زندگی اور موت کا پیدا کرنے والا مالک ہے ۔ جیسا کہ ارشاد ہے :۔

تَبٰرَكَ الَّذِيْ بِيَدِهِ الْمُلْكُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرُ ۝ الَّذِيْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيٰوةَ لِيَبْلُوَكُمْ اَيُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ۝ (پ ۲۹)

"وہ ذات بابرکت ہے جس کے ہاتھ میں سب حکومت ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے جس نے موت اور زندگی کو پیدا کیا تاکہ تمہیں آزمائے کہ تم میں کس کے کام اچھے ہیں"۔

معلوم ہوا کہ جو موت و حیات کا پیدا کرنے والا ہے ، وہی مختارِ کل ذات ہے ، مخلوق میں سے کسی کو قدرت نہیں کہ خدائی فیصلوں میں دخل اندازی کر سکے ۔ خالقِ کائنات نے جس کسی کے لئے موت جس وقت مقرر کی ہے اسی وقت آئے گی اور یقیناً آکر رہے گی ۔

کم نہیں؟

رضاخانی ملاؤں کا عقیدہ ہے کہ حضرت پیرانِ پیر شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا مرتبہ و مقام خدا تعالیٰ سے کم نہیں بلکہ برابر ہے (العیاذ باللہ) شعر ملاحظہ فرمائیں :۔

"بنا لیتا ہے سلطان آپ سا جس پر عنایت ہو۔ خدا سے کم

نہیں عزوجلال اس دین کے سلطان کا۔"

(مدح غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ مجالس الابرار مترجم ص۱۱۸)

شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق جو یہ عقیدہ رکھے کہ ان کا مقام و مرتبہ رب ذوالجلال سے کم نہیں۔ وہ ملحد، زندیق، کذاب، کافر و ابلیس لعین ہے حالانکہ خالق کائنات کے مقابلے میں اس کی پیدا کی ہوئی مخلوق کمتر سے کمتر اور عاجز ہے جس کی تخلیق ایک گندے قطرے سے ہوئی ہو اس کا مقام خالق کائنات کے برابر کیسے ہو سکتا ہے۔

کرنا جائز؟

رضاخانیوں کا عقیدہ ہے کہ۔

"اولیاء اللہ کی قبور کا حج کرنا جائز ہے۔"

مناسک الحج

ہر ذی شعور پر روز روشن کی طرح واضح ہے کہ پوری کائنات میں صرف ایک مقام ہے جس کا طواف کیا جائے یعنی کہ بیت اللہ شریف اس کے علاوہ کسی مقام کا طواف کرنا ہرگز جائز نہیں بلکہ بہت بڑی ضلالت ہے جو جہال مقابر اولیائے کرام کا طواف کرتے ہیں وہ از روئے شریعت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام فعل حرام کا ارتکاب کرتے ہیں۔ کیونکہ مخلوق کی قبور کا طواف شریعت اسلامیہ کی رو سے قطعاً جائز نہیں بلکہ گمراہی ہے۔

ہندو غوث اعظم کا بیٹا تھا؟

میاں عظمت اللہ بن قاضی عماد بن میاں نظام محمد بن محمد قدوۃ العلماء و

العارفین وجیہ الحق والدین العلوی فرماتے ہیں کہ :-

"شہر برہان پور میں ایک مالدار آتش پرست ہندو رہتا تھا۔ جس کا گھر ہمارے گھر کے متصل تھا مگر حضرت غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کا بہت معتقد تھا اور اپنے آپ کو آپ کا مرید بتاتا تھا اور ہر سال قسم قسم کے کھانے پکا کر علماء و فقراء کو کھلاتا اور مشعلوں کو روشن کرتا اور مجلس کو طرح طرح کی زینتوں اور خوشبوؤں سے مزین و معطر کرتا۔ یہ سب کچھ آپ کی محبت کی وجہ سے کرتا تھا۔ جب وہ فوت ہوا تو ہندوؤں نے مرگھٹ میں بہت سی لکڑیاں جمع کر کے ان پر گھی ڈالا اور اس کو لکڑیوں میں رکھ کر آگ لگا دی۔ لیکن دیکھو خدا کی قدرت آگ نے اس کا ایک بال تک بھی نہیں جلایا۔ جب ہندوؤں نے یہ دیکھا تو آپس میں طرح طرح کے مشورے کرنے لگے۔ آخر اس بات پر اتفاق ہوا کہ اسے جاری پانی میں پھینک دیا جائے۔ جب اس کو پانی میں ڈال دیا تو حضرت غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ نے ایک کو خواب میں فرمایا کہ فلاں ہندو میرا روحانی فرزند ہے جس کا نام مردانِ خدا کے نزدیک سعد اللہ ہے اسے پکڑ کر غسل دو اور اس پر نمازِ جنازہ پڑھ کر دفن کر دو۔ بے شک اللہ تعالیٰ نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے کہ تیرے مریدوں کو میں دنیا و آخرت کی آگ میں نہ جلاؤں گا اور ان کا دنیا میں خاتمہ بالخیر کروں گا۔ اس نعمت پر اللہ کا شکر ہے"

(تفریح الخاطر۔ ص ۴۲ تا ۴۳)

قارئین محترم! رضاخانیوں کا عقیدہ ہے کہ جو شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا مرید ہوگا یا ان سے نسبت رکھتا ہوگا وہ کبھی بھی جہنم میں داخل نہ ہوگا اگرچہ

کوئی ہندو بھی ہو تو اس کو بھی اللہ تعالیٰ جہنم میں نہیں ڈالیں گے جیسا کہ آپ نے مندرجہ بالا عبارت میں پڑھا کہ ہندو تھا اس کو صرف اور صرف شیخ عبد القادر جیلانی رحمہ سے محبت تھی اور اس محبت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اس ہندو کو بخش دیا۔ بات قابلِ غور ہے کہ اگر ہندو کو پیرانِ پیر رحمہ سے محبت تھی تو پھر وہ مسلمان کیوں نہ ہوا، کیا محبت کا یہی مدار ہے اور رہی یہ بات کہ پیرانِ پیر کی نسبت سے حق تعالیٰ نے اس کو بخش دیا۔ یہ سراسر کذب بیانی ہے۔ حالانکہ کوئی نسبت بھی انسان کو کام نہیں آئے گی۔ چاہے کتنی ہی اونچی نسبت ہی کیوں نہ ہو۔ صرف اور صرف اعمالِ صالحہ ہی انسان کی نجات کا ذریعہ بنتے ہیں اور وہ بھی نبی علیہ السلام کی شریعت کے عین مطابق ہوں گے۔ تو تب اگر انسان کے اعمال اچھے ہیں تو پھر قبر جنت کے باغیچوں میں سے ایک باغیچہ ہے۔ اگر اعمال اچھے نہیں تو پھر قبر جہنم کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا ہے۔ چنانچہ امام الانبیاء حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی لختِ جگر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ اے بیٹی فاطمہ رضہ! قبر میں اعمالِ صالحہ ہی کام آئیں گے۔ کوئی نسبت ہرگز کام نہ دے گی۔ یہ تصور مت کرنا کہ میں امام الانبیاء حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی ہوں۔ اب بتائیں کہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر بھی کوئی اونچی نسبت ہو گی، ہرگز نہیں۔

نیز اگر دخولِ جنت کا دار و مدار نسبت پر موقوف ہوتا تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا حقیقی چچا ابولہب جہنم میں ہرگز ہرگز داخل نہ ہوتے اور حضرت نوح علیہ السلام کا حقیقی بیٹا ان کی آنکھوں کے سامنے قطعاً غرق نہ ہوتا اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جدِ امجد حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے باپ آزر بھی ہرگز جہنم کا ایندھن نہ بنتے۔

معلوم ہوا کہ نسبت قطعاً کافی نہیں مگر رضاخانیوں کے نزدیک تو بیران پیر شاید دنیا میں آئے ہی اسی لئے ہوں کہ وہ کافروں کو جنت میں داخل کریں لیکن پیغمبر علیہ السلام کی تعلیمات اور حق تعالیٰ کے قانون کے تحت تو کافر جنت میں ہرگز داخل نہیں ہو سکتے بلکہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے جہنم میں جلتے رہیں گے۔

جیسا کہ قرآن کریم کا ارشاد ہے:۔

۱۔ بِئْسَمَا اشْتَرَوْا بِهٖٓ اَنْفُسَهُمْ اَنْ يَّكْفُرُوْا بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ بَغْيًا اَنْ يُّنَزِّلَ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ فَبَآءُوْ بِغَضَبٍ عَلٰى غَضَبٍ وَلِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ۝ (پ۱)

ترجمہ:۔ "انہوں نے اپنی جانوں کو بہت ہی بُری چیز کے لئے بیچ ڈالا یہ کہ اللہ کی نازل کی ہوئی چیزوں کو اس ضد میں آکر انکار کرنے لگے کہ وہ اپنے فضل کو اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے کیوں نازل کر دیتا ہے۔ سو غضب پر غضب میں آگئے اور کافروں کے لئے ذلت کا عذاب ہے۔"

۲۔ فَاِنَّ اللّٰهَ عَدُوٌّ لِّلْكٰفِرِيْنَ ۝ (پ۱)

ترجمہ:۔ "تو بے شک اللہ تعالیٰ بھی ان کافروں کا دشمن ہے۔"

۳۔ فَلَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ۝ (پ۱)

ترجمہ:۔ "سو کافروں پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے۔"

۴۔ فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِيْ وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ اُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِيْنَ ۝ (پ۱)

ترجمہ:۔ "سو اس آگ سے بچو جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں جو کافروں کے

لئے تیار کی گئی ہے۔"

۵۔ اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لَوْ اَنَّ لَھُمْ مَّا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا وَّمِثْلَہٗ مَعَہٗ لِیَفْتَدُوْا بِہٖ مِنْ عَذَابِ یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ مَا تُقُبِّلَ مِنْھُمْ وَلَھُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ۝ (پ۱)

ترجمہ:۔ "بے شک جو لوگ کافر ہیں اگر ان کے پاس دنیا بھر کی چیزیں ہوں اور اس کے ساتھ اتنا ہی اور ہو تا کہ قیامت کے عذاب سے بچنے کے لئے بدلہ میں دیں تو بھی ان سے قبول نہ ہوگا۔ اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔"

۶۔ یُرِیْدُوْنَ اَنْ یَّخْرُجُوْا مِنَ النَّارِ وَمَا ھُمْ بِخٰرِجِیْنَ مِنْھَا وَلَھُمْ عَذَابٌ مُّقِیْمٌ ۝ (پ۶)

ترجمہ:۔ "وہ (کفار) چاہیں گے کہ آگ سے نکل جائیں حالانکہ وہ اس سے نکلنے والے نہیں اور ان کے لئے عذاب دائمی ہے۔"

۷۔ وَمَا دُعٰٓؤُا الْکٰفِرِیْنَ اِلَّا فِیْ ضَلٰلٍ ۝ (پ۱۳)

ترجمہ:۔ "اور کافروں کی جتنی پکار ہے گمراہی ہے۔"

۸۔ اِنَّہٗ لَا یُفْلِحُ الْکٰفِرُوْنَ ۝ (پ۱۸)

ترجمہ:۔ "بے شک کافر نجات نہیں پائیں گے۔"

۹۔ اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا بِرَبِّھِمْ وَاُولٰٓئِکَ الْاَغْلٰلُ فِیْٓ اَعْنَاقِھِمْ وَاُولٰٓئِکَ اَصْحٰبُ النَّارِ ھُمْ فِیْھَا خٰلِدُوْنَ ۝ (پ۱۳)

ترجمہ:۔ "یہی وہ ہیں جو اپنے رب سے منکر ہو گئے اور انہی کی گردنوں میں

طوق ہوں گے اور یہی دوزخی ہیں۔ وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔"

کتنی تعجب خیز بات ہے کہ رضاخانی اہلِ بدعت کس قدر بے باکی سے قرآن کریم کے ارشادات کو پسِ پشت ڈال رہے ہیں۔ رضاخانیوں نے یہ من گھڑت قصہ شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب کرکے پیرانِ پیر رح کو مختارِ کل ثابت کرنے کی مذموم حرکت کی ہے تاکہ سادہ لوح مسلمانوں کے ذہنوں میں جو توحیدِ خالص کا تصور موجود ہے اس سے یہ لوگ ہاتھ دھو بیٹھیں اور لوگ حق تعالیٰ کا در چھوڑ کر بین الاقوامی یتیموں کی طرح مخلوق کے در پر اپنی عزت والی پیشانی رگڑتے رگڑتے ہی دنیا سے رخصت ہو جائیں، اور بقول رضاخانیوں کے پیرانِ پیر رح تو ہندوؤں کو جنت میں داخل کریں گے۔ افسوس صد افسوس حد ہو گئی کور باطنی اور کوڑھ مغزی کی کہ رضاخانی اہلِ بدعت خدائی فیصلوں کو چیلنج کرکے اپنا نامۂ اعمال کیوں سیاہ کر رہے ہیں۔

غوث رح کا قائل ہندو؟

مجدد بدعات مولوی احمد رضا خان بریلوی شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ سے اپنی عقیدت ظاہر کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ:۔

ستم کوری وہابی رافضی کی ۔ کہ ہندو تک تیرا قائل ہے یا غوث۔

(حدائقِ بخشش جلد ۲ صفحہ ۱۱۔ مطبوعہ مدینہ پبلشنگ کمپنی کراچی)

ہندو کلمہ اسلام نہیں پڑھتے، نہ امام الانبیاء حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو رسولِ برحق مانتے ہیں ایسے کہ حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رح کو ماننے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا جو شخص حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی رسالت پر ایمان نہ رکھتا ہو اس کا حضرت پیرانِ پیر رح کو ماننا بالکل بے سود ہے۔ نہ اس کے بارے میں یہ کہا

جاسکتا ہے کہ وہ حضرت پیرانِ پیر رح کا قائل ہے۔ اب رضا خانی اہلِ بدعت خود ہی سمجھ لیں کہ یہاں سے کونسا ہندو مراد ہے۔

مردُود کو مقبول بنا لیا؛

حضور غوثِ پاک کے زمانہ میں ایک ولی مقرب کی ولایت چھین لی گئی اور چھوٹے بڑے سب اسے مردُود کہنے لگے۔ اس نے تین سو ساٹھ (۳۶۰) اولیاء کاملین سے التجا کی اور سب نے اس کی اللہ تعالیٰ کے دربار میں سفارش کی لیکن ان کی سفارش نے کچھ فائدہ نہ دیا اور انہوں نے اس کا نام لوحِ محفوظ میں فہرست اشقیاء میں لکھا دیکھا تو اسے خبر دی کہ تم کبھی کامیاب نہ ہوں گے۔ پھر اس کا چہرہ سیاہ ہوگیا۔ آخر کار سلطان الاولیاء حضور غوثِ اعظم رح کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا آجاؤ۔ اگر تم مردود ہو گئے ہو تو میں خدا کے اذن سے مقبول بنا سکتا ہوں۔ پھر آپ نے اس کے لئے دعا کی ندا آئی۔ کیا تم نہیں جانتے تین سو ساٹھ (۳۶۰) اولیاءِ کاملین اس کے لئے سفارش کر چکے ہیں اور میں نے ان کی سفارش منظور نہ کی۔ کیونکہ لوحِ محفوظ میں شقی بدبخت لکھا جا چکا ہے۔ غوثِ پاک نے عرض کیا۔ الٰہی! تم مردود کو مقبول اور مقبول کو مردود بنانے پر قادر ہو۔ اگر تمہارا یہی ارادہ ہے کہ یہ مردود ہی رہے تو تم نے مجھ سے مقبول بنانے کی دعا کیوں کرائی ہے۔ ندا آئی اسے میں نے تیرے سپرد کر دیا جو چاہو بنا دو اور تمہارا مقبول میرا مقبول ہے اور تمہارا مردود میرا مردود ہے۔ اس کے بعد آپ نے اسے منہ دھونے

کا حکم فرمایا اور اللہ تعالیٰ نے اس کا نام اشقیاء کی فہرست سے مٹا کر اصفیاء کی فہرست میں لکھ دیا اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے خطاب ہوا، اے غوثِ اعظم میں نے تمہیں عزل و نصب کے اختیارات دے دیئے ہیں اور تمہارا مقبول میرا مقبول اور تمہارا مردود میرا مردود ہے۔" (تفریح الخاطر ص ۴۸ تا ۴۹)

رضا خانیو! کچھ تو شرم و حیا سے کام لو۔ کیوں تم نے شریعت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کو مداری کا کھیل بنا رکھا ہے اور شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی روح کو کیوں ایذا پہنچا رہے ہو اور پیرانِ پیر کو مختارِ کل ثابت کرنے کے لئے کیسا من گھڑت افسانہ پیش کیا ہے۔ اب رضا خانی اہلِ بدعت کے گمراہ کن عقیدے کے مقابلے میں حق تعالیٰ کا ارشاد ملاحظہ فرمائیں۔

۱۔ اِنَّكَ لَا تَهْدِیْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ یَهْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِیْنَ ۝ (پ ۲۰)

ترجمہ:۔ "بے شک تو ہدایت نہیں کر سکتا جسے تو چاہے لیکن اللہ ہدایت کرتا ہے جسے چاہے اور وہ ہدایت والوں کو خوب جانتا ہے۔"

۲۔ وَمَنْ یُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ وَّلِیٍّ مِّنْۢ بَعْدِهٖ (پ ۲۵)

ترجمہ:۔ "اور جسے اللہ گمراہ کر دے سو اس کے بعد اس کا کوئی کارساز نہیں۔"

۳۔ بَلِ اتَّبَعَ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْۤا اَهْوَآءَهُمْ بِغَیْرِ عِلْمٍ فَمَنْ یَّهْدِیْ مَنْ اَضَلَّ اللّٰهُ وَمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِیْنَ ۝ (پ ۲۱)

ترجمہ:۔ "بلکہ یہ بے انصاف بے سمجھے اپنی خواہشوں پر چلتے ہیں۔ پھر کون ہدایت کر سکتا ہے جسے اللہ نے گمراہ کر دیا اور ان کا کوئی بھی

مددگار نہیں ہے۔"

۴۔ لَيْسَ عَلَيْكَ هُدَاهُمْ وَلَٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِي مَنْ يَشَآءُ ۔ (پ۳)

ترجمہ:۔ انہیں راہِ ہدایت پر لانا تیرے ذمہ نہیں اور لیکن اللہ جسے چاہے راہ پر لاتا ہے۔"

۵۔ فَيُضِلُّ اللّٰهُ مَنْ يَّشَآءُ وَيَهْدِي مَنْ يَّشَآءُ ۔ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝ (پ۱۳)

ترجمہ:۔ "پھر اللہ جسے چاہتا ہے گمراہ کرتا ہے اور جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے اور وہی غالب حکمت والا ہے۔"

۶۔ كَذٰلِكَ يُضِلُّ اللّٰهُ مَنْ يَّشَآءُ وَيَهْدِي مَنْ يَّشَآءُ ۔ (پ۲۹)

ترجمہ:۔ "اور اللہ اس طرح سے جسے چاہتا ہے گمراہ کرتا ہے اور جسے چاہتا ہے ہدایت کرتا ہے۔"

۷۔ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ ۔ (پ۱۳)

ترجمہ:۔ "اور جسے اللہ گمراہ کرے پھر اسے کوئی بھی ہدایت دینے والا نہیں ہے۔"

۸۔ قُلْ اِنَّ اللّٰهَ يُضِلُّ مَنْ يَّشَآءُ وَيَهْدِيْٓ اِلَيْهِ مَنْ اَنَابَ ۔ (پ۱۳)

ترجمہ:۔ "کہہ دو اللہ جس کو چاہتا ہے گمراہ کرتا ہے اور جو اس کی طرف رجوع کرتا ہے اسے اپنے تک پہنچنے کا راستہ دکھاتا ہے۔"

۹۔ مَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَيَذَرُهُمْ فِيْ

طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ۝ (پ ۹)

ترجمہ: "جسے اللہ گمراہ کردے اسے کوئی راہ دکھانے والا نہیں اور انہیں اللہ چھوڑ دیتا ہے کہ اپنی سرکشی میں حیران پھریں"۔

حضرات! نصوصِ قطعیہ سے معلوم ہوا کہ جس کو خالقِ کائنات مردود و گمراہ کردیں اس کو کوئی مقبول نہیں بنا سکتا اور جس کو حق تعالیٰ مقبول بنالیں اُس کو بھی کوئی مردود نہیں بنا سکتا۔ یعنی کہ ہدایت دینا اور نہ دینا حق تعالیٰ کے قبضۂ قدرت میں ہے یعنی کہ تمام طاقت و قوت و اختیارات حق تعالیٰ ہی کو حاصل ہیں۔ مخلوق میں سے کسی کو طاقت نہیں کہ وہ شقی کو سعید بنائیں اور مردود کو مقبول بنائیں۔

رضاخانی اہلِ بدعت نے واقعہ مذکور کو پیرانِ پیرؒ کی طرف منسوب کرکے گستاخِ اولیاءِ کرام کا ثبوت فراہم کیا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ پیرانِ پیرؒ سے ایسا خلافِ شرع واقعہ ہرگز منقول نہیں۔ یہ سب کچھ رضاخانیوں کی کذب بیانی ہے۔ چنانچہ حق تعالیٰ کا ارشاد ہوتا ہے:۔

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ مَنْ هُوَ كٰذِبٌ كَفَّارٌ۔ (پ ۲۴)

ترجمہ: "بے شک اللہ اسے ہدایت نہیں کرتا جو جھوٹا ناشکر گزار ہو"۔

جب انبیائے کرام علیہم السلام مختارِ کل نہیں ہیں تو اولیائے کرام کے بارے میں مختارِ کل کا عقیدہ رکھنا کیسے روا ہے، اور جو مخلوق ہو وہ مختارِ کل نہ رہا۔ بس صاف ظاہر ہے کہ رضاخانی اہلِ بدعت کے نزدیک حضرت پیرانِ پیرؒ کی وفات کے بعد انسانوں کے لئے توبہ کا دروازہ بند ہو چکا ہے لہٰذا کسی گمراہ کو توبہ کرنے کی ضرورت نہیں۔ چلو چھٹی ہوئی۔ مزے اڑاؤ اور بغلیں بجاؤ۔

چور کو قطب بنا دیا؟

رضا خانی لال بجھکڑوں کا عقیدہ ہے کہ حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ چوروں کو قطب بنا دیتے تھے۔ کیونکہ شیخ جیلانی رح کو اللہ تعالیٰ نے تمام اختیارات سونپ دیئے۔

عبارت ملاحظہ فرمائیں :۔

"جناب غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ جب مدینہ منورہ سے واپس ننگے پاؤں بغداد کی طرف لوٹے تو راستہ میں ایک چور کھڑا ہوا کسی مسافر کا انتظار کر رہا تھا تاکہ یہ اس سے سامان چھینے۔ آپ اس کے پاس پہنچے تو فرمایا تو کون ہے ؟ اس نے کہا میں بدوی ہوں۔ آپ کو کشف کے ذریعہ اس کی بدکرداری کا حال معلوم ہوا۔ اس کے دل میں بھی خیال گزرا کہ عجب نہیں کہ یہ باہیبت و عظمت شخص غوثِ اعظم ہی ہو۔ آپ کو اس کے اس خیال کا بھی مکاشفہ کے ذریعہ علم ہو گیا اور فرمایا میں عبد القادر ہوں۔ چور فوراً آپ کے قدموں پر گر پڑا اور اس کی زبان پر یا سیدی عبد القادر شیئاً للہ۔ جاری ہو گیا۔ آپ کو اس کی حالت پر رحم آیا اور اس کی اصلاح کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوئے۔ ندا آئی : اے غوثِ اعظم رح چور کو سیدھا راستہ دکھا دو اور ہدایت کی طرف رہنمائی فرما کر اسے قطب بنا دو۔ چنانچہ آپ کی ایک نظر مبارک سے وہ قطب بن گیا۔"

(تفریح الخاطر صفحہ ۵۱)

قارئینِ محترم ! رضا خانی لونچڑوں کے باطل عقیدے کے مقابلے میں حق تعالیٰ

کا ارشاد بھی ملاحظہ فرمائیں :-

۱- اِنْ تَحْرِصْ عَلٰی هُدٰهُمْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا یَهْدِیْ مَنْ یُّضِلُّ وَمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِیْنَ ۝ (پ ۱۴)

"اگر تو انہیں ہدایت پر لانے کی طمع کرے تو اللہ ہدایت نہیں دیتا اُس شخص کو جسے گمراہ کر دے اور نہ ان کے لئے کوئی مددگار ہوگا"۔

۲- وَالَّذِیْ قَدَّرَ فَهَدٰی ۔ (پ ۳۰)

"اور جس نے اندازہ ٹھہرایا پھر راہ دی"۔

پس ثابت ہوا کہ کسی کو ہدایت دینا اور نہ دینا سب اختیارات اس ذاتِ قدیم کو حاصل ہیں کہ جس کی یہ شان ہے لِمَنِ الْمُلْكُ الْیَوْمَ لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ ۔ (پ) رضاخانی مذہب کے مطابق تقدیر تبدیل کرنے کا اختیار اولیائے کرام کے پاس ہے جو چوروں کو قطب بناتے ہیں اور تمام جرائم پیشہ لوگوں کو ایک نظر میں مقامِ ولایت پر فائز کر دیتے ہیں اور مقامِ ولایت تک پہنچنے کے لئے صرف اتنی زحمت برداشت کرنی پڑتی ہے کہ زبان پر صرف اور صرف یا سیدی عبدالقادر شیئاً للہ کا وظیفہ جاری و ساری رہے۔ اس شرکیہ وظیفہ سے اہلِ بدعت کا مقصد یہ ہے کہ تمام مسلمان حق تعالیٰ وحدہٗ لاشریک کا ذکر چھوڑ کر شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر شروع کر دیں تاکہ جلد از جلد ان کی عاقبت تباہ ہو سکے۔

اگر حق تعالیٰ تقدیر تبدیل کرنے کا اختیار مخلوق میں سے کسی کو عطا فرماتا تو سب سے پہلے اپنے برگزیدہ گروہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو ضرور عطا فرماتا لیکن تمام تر اختیارات اس ذاتِ قدیم کے قبضۂ قدرت میں ہیں۔ اگر حق تعالیٰ مخلوق میں سے اختیار کسی کو عطا فرماتا تو انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اپنے عزیز و اقارب کی تقدیریں بدل دیتے تاکہ وہ جہنم کی دہکتی ہوئی آگ سے بچ جاتے۔ لیکن مخلوق میں سے کسی کو

کسی قسم کا کوئی اختیار نہیں سونپا۔ چنانچہ رضاخانی فرقہ شرک و بدعت کے موذی جراثیم سے مذہب اسلام کے آب شیریں کو کس قدر مکدر کر رہا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ رضاخانیوں کے نزدیک اگر کوئی بلند مقام حاصل کرنا چاہے تو پہلے چوری کرنے میں مہارت حاصل کرے۔ بعدہٗ ولایت کے بلند ترین مقام پر فائز ہوگا۔ تو شاید یہی وجہ ہے کہ بریلوی لوگ مساجد سے اسی لئے لوگوں کے جوتے اٹھا لیتے ہیں کہ ان کی نیت ہی قطب بننے کی ہی ہوتی ہوگی۔

یاد رکھیں کہ کسی جرائم پیشہ کو ہدایت دینا اور قطب بنانا یہ طاقت و قدرت رب ذوالجلال ہی کو حاصل ہے۔ مخلوق کے بارے میں چور کو قطب بنا دینے کا عقیدہ رکھنا خالص یہودیت ہے اور عبداللہ ابن سبا کی روحانی اولاد نے مسلمانوں کے عقائد سے لے کر اعمال تک اور معاملات سے لے کر اخلاق تک کو بگاڑنے کا فیصلہ کر لیا ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ اہل سنت و جماعت اولیائے کرام علمائے دیوبند بھی اس رضاخانی شاطر فرقہ کے دجل و تلبیس و فریب کاری کا پردہ چاک کرتے رہیں گے۔

فاسق کو بخش دیا؟

رضاخانیوں کا عقیدہ ہے کہ:۔

"حضرت غوث پاکؒ کے زمانہ میں ایک فاسق فسق و فجور میں سرمست رہتا تھا لیکن اس کو آپ سے خاص محبت تھی۔ جب وہ فوت ہوگیا اور اس کو دفن کر دیا تو منکر نکیر آکر اس سے سوال کرنے لگے کہ تیرا رب کون ہے؟ اور تیرا نبی کون ہے؟ تیرا دین کیا ہے؟ اس نے تمام سوالوں کے جواب میں کہا عبدالقادر۔ ادھر رب قدیر کی طرف

سے ندا آئی کہ اے منکر نکیر اگرچہ یہ بندہ گنہگار ہے مگر میرے محبوب سید عبد القادرؒ کی سچی محبت اپنے دل میں رکھتا ہے اس لئے میں نے اسے بخش کر اس کی قبر کو فراخ کر دیا ہے۔"

(تفریح الخاطر صفحہ ۵۲)

یہ تمام واقعہ اوّل تا آخر جھوٹ پر مبنی ہے۔ کیونکہ ہر ذی شعور پر یہ بات واضح ہے کہ قبر میں اللہ کی رحمت اور اعمالِ صالحہ ہی کام آئینگے۔ کسی قسم کی نسبت ہرگز کام نہیں آئیگی معلوم نہیں کہ رضاخانی اہل بدعت نے جھوٹ جیسی اخبیث لعنت کا طوق اپنے گلے میں کیوں پہن رکھا ہے۔ چنانچہ امام الانبیاء حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے:۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فان الکذب یھدی الی الفجور وان الفجور یھدی الی النار وما یزال العبد یکذب ویتحری الکذب حتیٰ یکتب عند اللہ کذابا۔

(ترمذی جلد ۲ صفحہ ۱۹)

ترجمہ:۔ "پس تحقیق جھوٹ فسق و فجور کی طرف لے جاتا ہے اور فسق و فجور جہنم کی طرف لے جاتا ہے اور ہمیشہ آدمی جھوٹ بولتا ہے اور پختہ ارادہ جھوٹ پر کئے ہوئے ہوتا ہے۔ حتیٰ کہ اللہ تعالےٰ کے ہاں بہت بڑا کذاب لکھا جاتا ہے۔"

میرے سُنّی حنفی بھائیو! رضاخانی اہل بدعت جب جھوٹ بولتے ہیں تو یہ کذب بیانی میں مسیلمہ کذاب کو بھی مات کر جاتے ہیں۔ اور رضاخانی اہلِ بدعت کا یہ خیال کہ قبر میں پیران پیر رحمۃ اللہ علیہ کا نام لینے سے فرشتے

عذاب نہیں دیں گے اور قبر فراخ ہو جائے گی یہ محض باطل ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ جس شخص کے متعلق حق تعالیٰ فرمائیں گے "اے فرشتو! یہ میرا بندہ ہے اس کی قبر فراخ کر دو" اس کا بیڑا پار ہے ورنہ بیڑا غرق ہے۔

برادرانِ اسلام! قبر آخرت کی منزلوں میں سے پہلی منزل ہے۔ جو یہاں کامیاب ہو گیا وہ انشاء اللہ آگے بھی کامیاب ہو گا جیسا کہ حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے:۔

عَنْ عُثْمَانَ اَنَّهٗ كَانَ اِذَا وَقَفَ عَلٰى قَبْرٍ بَكٰى حَتّٰى يَبُلَّ لِحْيَتَهٗ فَقِيْلَ لَهٗ اَتَذْكُرُ الْجَنَّةَ وَالنَّارَ فَلَا تَبْكِيْ وَتَبْكِيْ مِنْ هٰذَا فَقَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ الْقَبْرَ اَوَّلُ مَنْزِلٍ مِّنْ مَّنَازِلِ الْاٰخِرَةِ فَاِنْ نَجٰى مِنْهُ فَمَا بَعْدَهٗ اَيْسَرُ مِنْهُ وَاِنْ لَّمْ يَنْجُ مِنْهُ فَمَا بَعْدَهٗ اَشَدُّ مِنْهُ قَالَ وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا رَاَيْتُ مَنْظَرًا قَطُّ اِلَّا وَالْقَبْرُ اَفْظَعُ مِنْهُ ۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ

ترجمہ:۔ "حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے کہ جب وہ کسی قبر کے پاس کھڑے ہوتے تو بے اختیار ہو کر روتے یہاں تک کہ ان کی داڑھی آنسوؤں سے تر ہو جاتی۔ ان سے کہا گیا کہ تم جنت اور دوزخ کا ذکر کرتے ہو اور اس کے ذکر سے نہیں روتے اور اس جگہ روتے ہو۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ قبر آخرت کی منزلوں میں سے پہلی منزل ہے پس جس نے اس منزل سے نجات پائی اس کو اس کے بعد آسانی

ہے اور جس نے اس منزل سے نجات حاصل نہیں کی اس کے بعد سخت دشواری ہے۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میں نے کبھی کوئی منظر قبر سے زیادہ سخت نہیں دیکھا۔

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو خوفِ قبر سے اس قدر روتے کہ ان کی ڈاڑھی آنسوؤں سے تر بتر ہو جاتی حالانکہ حضرت عثمان رضؓ عشرہ مبشرہ میں سے ہیں کہ جن کو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دنیا ہی میں جنت کی خوشخبری دے دی۔ فرمایا۔ عثمان فی الجنۃ۔ خالقِ کائنات کی طرف سے جنت کا سرٹیفکیٹ ملنے کے باوجود قبر کی منزل سے خوف کے مارے زار و قطار روتے ہیں لیکن تعجب ہے کہ ان اوندھی کھوپڑی والوں پر کہ اس لغو خیال کی بنا پر کہ قبر میں پیرانِ پیر کا نام لیں گے تو عذاب نہیں ہوگا بلکہ جنت میں داخل ہوں گے۔ رضاخانی اس باطل عقیدے کی بنا پر بلا جھجک شرکیہ اعمال کرتے ہیں اور عذابِ قبر سے قطعاً خائف نہیں ہوتے بلکہ عذابِ قبر کا تذکرہ کیا جائے تو یہ کہہ کر ٹال دیتے ہیں کہ گیارہویں والی سرکار ہی کافی ہے۔ بس گیارہویں شریف پکا کر تقسیم کر دیا کرو۔ بے غم ہو کر بیٹھے رہو۔ اور یہی وظیفہ پڑھتے رہو

ساڈا عبد القادر رہے
سانوں ہور قادر دی لوڑ نہیں
(العیاذ باللہ)

Www.Ahlehaq.Com

خدا کو پھر تو کیا سمجھا ؟

مسلمان یاد ہے تجھ کو تو کیا تھا اور کیا اب ہے
تو دنیا کا معلم تھا مگر اب طفلِ مکتب ہے

تیری تلوار نے دنیا سے باطل کو مٹایا تھا
اسی ہندوستان پر بھی کبھی تو آکے چھایا تھا

رسولِ پاک ؐ کی تعلیم تھا مقصد بتانے کا
بھٹک کر جانے والوں کو صحیح رستہ دکھانے کا

نہیں تھی غرض اپنی اور نہ دولت کے کمانے کی
غرض تھی شرک کی لعنت کو دنیا سے مٹانے کی

مگر تو وہ نہیں ہے جو کبھی تھا اک زمانے میں
وقت در کار ہے غافل تری قسمت بنانے میں

خدا کے نیک بندوں کو جو تو حاجت روا سمجھا
خدارا یہ بتا پہلے۔ خدا کو پھر کو کیا سمجھا

خدا کو چھوڑ کر نعروں کی رٹ ایسی لگائی ہے
اصل بنیاد مذہب کی بتا دے کیوں گرائی ہے

بنا ہے عقل کا اندھا تو اپنا گھر جلاتا ہے
شمع توحید کی ظالم تو پھونکوں سے بجھاتا ہے

سنبھل جا اب بھی موقع ہے اگر عزت سے جینا ہے
کہ طوفاں کے تھپیڑوں میں پھنسا تیرا سفینہ ہے

خدا کا نام لے کر اپنی ہمت کو دوبالا کر!
تیرے آقا کی جو تعلیم ہے اس سے اجالا کر!

مٹا دے شرک کو اچھا تیرا انجام ہو جائے
خدائے پاک کی توحید گھر گھر عام ہو جائے

ختم ہے اب صدا مسلم کی یہ مقبول ہو جائے
یہ قصہ مختصر اپنا مبادا طول ہو جائے

سورج، سال، ہفتہ پیرانِ پیر کو سلام کرتا ہے؟

"غوثِ اعظم اپنی مجلس میں حاضرین کے سروں پر ہوا میں چلتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ جب سورج چڑھتا ہے تو مجھ پر سلام کرتا ہے اور (ہر نیا) سال میرے پاس آتا ہے اور مجھے سلام کہتا ہے اور مجھے وہ باتیں بتاتا ہے جو اس میں ہونی ہوتی ہیں اور (ہر) مہینہ میرے پاس آکر سلام کہتا ہے اور ان باتوں کی خبر دیتا ہے جو اس میں ہونی ہوتی ہیں اور ہفتہ میرے پاس آکر سلام کرتا ہے اور مجھے ان باتوں کی خبر دیتا ہے جو اس میں ہونی ہوتی ہیں۔ دن میرے پاس آکر سلام کرتا ہے اور اپنے مافیہا کی خبر دیتا ہے۔ مجھے اپنے رب کی قسم بیشک نیک اور بدبخت مجھ پر پیش کیے جاتے ہیں۔ میری نظر لوحِ محفوظ میں ہے۔" (تفریح الخاطر صفحہ ۱۰۵)

قارئین کرام! رضاخانی اہلِ بدعت کی جہالت و حماقت کا اندازہ کیجئے کہ کس قدر مضحکہ خیز بات ہے کہ پیرانِ پیر کے بارے میں یہ عقیدہ رکھنا کہ روزانہ سورج، ہر نیا سال، ہر نیا مہینہ، ہر نیا ہفتہ، ہر نیا دن اپنی ڈیوٹی سرانجام دینے سے پہلے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے دربار میں روزانہ ہر صبح و شام حاضر ہونے کے بعد اپنی اپنی ڈیوٹی سرانجام دیتے ہیں اور یہ تمام مخلوق اس مدت میں سب کچھ ہونے والے واقعات سے مطلع کرتے ہیں حتیٰ کہ شقی و سعید بھی پیش کیے جاتے ہیں اور حضرت پیرانِ پیر رضی اللہ عنہ کی نظر اس قدر وسیع و عریض ہے کہ ہر وقت لوحِ محفوظ کا مشاہدہ کرتے ہیں

فرقہ ضال و مضل کے اس نجس عقیدے کو پڑھ کر ہم اہلِ بدعت سے یہ پوچھتے ہیں کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی پیدائش سے قبل جب سورج

طلوع وغروب ہوتا، نیا سال، نیا مہینہ، نیا ہفتہ، نیا دن آتا تو یہ اپنی ڈیوٹی سرانجام دینے سے پہلے کس ذات کی خدمت میں ہر صبح و شام حاضر ہو کر سلام عرض کرنے کے بعد اپنے اپنے کام کو پورا کرنے کی اجازت طلب کرتے تھے، اور شقی و سعید کس پر پیش کئے جاتے اور کون ذات ہے جو ہر وقت لوحِ محفوظ کا مشاہدہ کرتی۔ نیز یہ بھی بتائیں کہ مذکورہ مخلوق کس ذات کی محکوم تھی اور اب کس ذات کی محکوم ہے اور اس ذات پر کس کا حکم چلتا تھا اور اب کس کا حکم چلتا ہے۔ پہلے کس ذات کی تابع تھی اور اب کس کے تابع ہے۔

بینوا بالکتاب توجروا یوم الحساب۔

قرآن کریم کا ارشاد ہے:۔

۱۔ تَبٰرَكَ الَّذِیْ بِیَدِهِ الْمُلْكُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرُ ۝ (پ۲۹)

ترجمہ:۔ "وہ ذات بابرکت ہے جس کے ہاتھ میں سب حکومت ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

۲۔ هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ السَّلٰمُ۔ (پ۲۸)

ترجمہ:۔ "وہی اللہ ہے کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ بادشاہ پاک ذات سلامتی دینے والا ہے۔"

۳۔ لِمَنِ الْمُلْكُ الْیَوْمَ لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ۔ (پ۲۴)

ترجمہ:۔ "آج کس کی حکومت ہے۔ اللہ ہی کی جو ایک ہے بڑا غالب۔"

۴۔ وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَیْنَهُمَا۔ (پ۶)

ترجمہ:۔ "اور آسمانوں اور زمین اور ان دونوں کے درمیان کی سلطنت اللہ

ہی کے واسطے ہے۔"

۵۔ اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ۔ (پ۱)

ترجمہ:۔" کیا تجھے معلوم نہیں کہ آسمانوں اور زمین کی سلطنت اللہ ہی کے واسطے ہے۔"

۶۔ وَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ لَمْ یَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ یَكُنْ لَّهٗ شَرِیْكٌ فِی الْمُلْكِ۔ (پ۱۵)

ترجمہ:۔" اور کہہ دو سب تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جس کی نہ کوئی اولاد ہے اور نہ کوئی اس کا سلطنت میں شریک ہے۔"

۷۔ قُلْ مَنْ رَّبُّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ۔ سَیَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ قُلْ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ۔ قُلْ مَنْۢ بِیَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَیْءٍ۔ (پ۱۸)

ترجمہ:۔" ان سے پوچھو ساتوں آسمانوں اور عرشِ عظیم کا مالک کون ہے؟ وہ فوراً کہیں گے اللہ ہے۔ کہہ دو کیا پھر تم اللہ سے نہیں ڈرتے ان سے پوچھو کہ ہر چیز کی حکومت کس کے ہاتھ میں ہے۔"

۸۔ قُلْ لِّمَنِ الْاَرْضُ وَمَنْ فِیْهَاۤ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ۔ سَیَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ قُلْ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ۔ (پ۱۸)

ترجمہ:۔" ان سے پوچھو کہ یہ زمین اور جو کچھ اس میں ہے کس کا ہے۔ اگر تم جانتے ہو۔ وہ فوراً کہیں گے اللہ کا ہے۔ کہہ دو پھر تم کیوں نہیں سمجھتے"؟

۹۔ یُوْلِجُ الَّیْلَ فِی النَّهَارِ وَیُوْلِجُ النَّهَارَ فِی الَّیْلِ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ كُلٌّ یَّجْرِیْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّی

ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ لَهُ الْمُلْكُ ۔ (پ ۲۲)

ترجمہ:۔ "وہ رات کو دن میں داخل کرتا ہے اور دن کو رات میں داخل کرتا ہے اور اسی نے سورج اور چاند کو کام میں لگا رکھا ہے۔ ہر ایک وقتِ مقررہ تک چل رہا ہے۔ یہی اللہ تمہارا رب ہے۔ اُسی کی بادشاہی ہے۔"

۱۰۔ وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۔ (پ ۲۶)

ترجمہ:۔ "اور آسمانوں اور زمین کی حکومت اللہ ہی کے لئے ہے۔"

مندرجہ بالا آیاتِ کریمہ سے معلوم ہوا کہ اُس ذاتِ قدیم کی بادشاہت ہے تمام مخلوقات جس کے قبضہ و کنٹرول میں ہیں اور تمام مخلوقات اسی کے تابع ہیں ہر ایک مخلوق اس کے حکم سے اپنے اپنے کام میں لگی ہوئی ہے۔ مخلوق میں سے کسی کو قدرت حاصل نہیں کہ وہ خالقِ کائنات کے نظام میں دخیل ہو سکے۔ وہی ذاتِ قدیم مختارِ کل ہے۔

تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام شیخ جیلانیؒ کی مجلس میں؟

رضاخانی شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے بارے میں اس قدر غلو سے کام لیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:۔

"اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں سے کوئی نبی اور کوئی ولی ایسا نہیں ہے جو میری اس مجلس میں حاضر نہ ہوا ہو۔ زندہ اپنے جسموں سمیت اور فوت شدہ اپنی رُوحوں کے ساتھ حاضر ہوتے ہیں۔"

(تفریح الخاطر صفحہ ۱۰۷)

عبارت مذکور میں تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی شدید توہین ہے۔ اہلسنت و

جماعت علمائے دیوبند کا عقیدہ ہے کہ جو کوئی انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی شان اقدس میں گستاخی کرے وہ کافر ہے۔ جو یہ عقیدہ رکھے کہ انبیائے کرامؑ، اولیائے کرامؒ وغیرہ تمام کے تمام حضرت پیران پیرؒ کی مجلس وعظ میں تشریف لاتے ہیں، وہ مرتد و بے دین گمراہ ہے۔ اس غلیظ عقیدے کو ذکر کرنے سے رضاخانیوں کا مقصد صرف اتنا ہے کہ لوگ انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام سے شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کا مقام و مرتبہ بلند سمجھیں۔

اس عبارت میں ایک لطیف اشارہ یہ بھی ہے کہ لوگ قرآن و سنت کی تعلیمات کو چھوڑ کر ان کے حضرت مجدد بدعات ردی اللہ عنہ کے مذہب پر چلنے لگ جائیں۔

شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کی لمبی کتاب:

غوث پاک رضی اللہ عنہ نے فرمایا مجھے ایک بہت لمبی کتاب دی گئی ہے جس میں میرے مصاحبوں اور قیامت تک جتنے بھی مرید ہوں گے تمام کے نام اس میں درج ہیں اور کہا گیا ہے کہ یہ تمام آدمی تمہارے حوالے کیے گئے ہیں۔ میں نے دوزخ کے دربان سے پوچھا کہ کیا تیرے پاس دوزخ میں کوئی میرا مرید بھی ہے۔ اس نے کہا نہیں۔ پھر آپ نے فرمایا۔ مجھے اپنے رب کے جلال و عزت کی قسم میرا ہاتھ میرے مرید پر ایسے ہے جیسے آسمان زمین پر حاوی ہے۔ اگر میرا مرید اچھا نہیں ہے تو میں تو اچھا ہوں اور مجھے اپنے پروردگار کی عزت و جلال کی قسم میں اس کی بارگاہ سے اس وقت تک نہیں ہٹوں گا جب تک تمہیں (مریدوں) کو ساتھ لے کر جنت میں نہ چلا جاؤں"۔ (تفریح الخاطر ص ۱۱۹-۱۲۰)

برادرانِ اسلام! رضاخانی اہل بدعت کی بدعقیدگی و بیہودگی اس قدر درجہ کمال کو پہنچ چکی ہے کہ حضرت پیرانِ پیرؒ کے بارے میں یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ ان کو ایک لمبی چوڑی کتاب دی گئی ہے۔ اس لمبی چوڑی کتاب کے متعلق آج تک سوائے رضاخانیوں کے کسی نے انکشاف نہیں کیا اور یہ بھی ممکن ہے کہ یہ لمبی چوڑی کتاب بانس بریلی کے کتب خانہ میں موجود ہو جس میں قیامت تک کے تمام مریدین کے نام درج ہیں اور یہ تمام کے تمام نفوس حضرت پیر صاحب کی قید میں ہیں۔ جبکہ حضرت پیر صاحب کو بغیر کسی واسطہ کے جہنم کے دربان سے دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ جہنم میں حضرت پیر صاحب کا کوئی مرید نہیں اور نہ ہی پیرانِ پیر کا کوئی مرید دوزخ میں جائے گا۔ کیونکہ بقول رضاخانیوں کے کہ حق تعالیٰ نے پیرانِ پیر سے پختہ وعدہ کیا ہے کہ جو آپ کا مرید ہوگا، وہ بلا تکلف گناہِ کبیرہ کا ارتکاب کرتا ہے تب بھی وہ ہرگز جہنم میں داخل نہ ہوگا بلکہ بغیر کسی حساب و کتاب کے سیدھا جنت میں جائے گا یعنی کہ حضرت پیر صاحب اپنے کسی مرید کو جہنم میں نہیں جانے دیں گے۔ کیونکہ حضرت پیر صاحب تمام زمین و آسمان پر حاوی ہیں۔ اور قیامت کے دن حضرت پیر حق تعالیٰ کے دربار میں دھرنا مار کر یعنی بھوک ہڑتال کر کے بیٹھ جائیں گے اور جب تک حق تعالیٰ حضرت پیر صاحب کے تمام مریدین کو شیخ جیلانیؒ کے ہمراہ جنت میں داخل نہ کریں گے اس وقت تک حضرت پیر صاحب بارگاہ الٰہی میں بیٹھیں رہیں گے حتیٰ کہ حق تعالیٰ حضرت پیر صاحب کے تمام مریدین کو جنت میں داخل کرنے پر مجبور ہو جائیں گے (العیاذ باللہ)

بس رضاخانی مذہب کی رُو سے پیرانِ پیرؒ حاکم ہیں اور حق تعالیٰ عاجز و بے بس ہیں ورنہ ایسا عقیدہ کیوں۔؟

اعلیٰ حضرت مجدد بدعات غضب اللہ علیہ کی تعلیمات کی روشنی میں حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے مقام و مرتبہ کو یوں پیش کیا جاتا ہے:۔

سارے اقطاب جہاں کرتے ہیں کعبہ کا طواف
کعبہ کرتا ہے طواف در والا تیرا

(حدائق بخشش جلد ۱ صفحہ ۷)

الامان قہر ہے اے غوث وہ تیکھا تیرا
مر کے بھی چین سے سوتا نہیں مارا تیرا

(حدائق بخشش جلد ۱ صفحہ ۸)

عرض آقا سے کروں عرض کہ تیری ہے پناہ
بندہ مجبور ہے خاطر پہ ہے قبضہ تیرا
حکم نافذ ہے ترا خامہ ترا سیف تری
دم میں جو چاہے کرے دور ہے شاہا تیرا

(حدائق بخشش جلد ۱ صفحہ ۱۰)

کنجیاں دل کی خدا نے تجھے دیں ایسی کر
کہ یہ سینہ ہو محبت کا خزینہ تیرا
دل پہ کندہ ہو تیرا نام کہ وہ وزد رجیم
الٹے ہی پاؤں پھرے دیکھ کے طغرا تیرا
نزع میں گور میں میزان میں سر پل پہ کہیں
نہ چھٹے ہاتھ سے دامان معلیٰ تیرا
ذہوب محشر کی وہ جانسوز قیامت ہے مگر
مطمئن ہوں کہ مرے سر پہ ہے ہلا تیرا

(ایضاً)

شکر کے جوش میں جو ہیں دو تجھے کیا جانیں
خضر کے ہوش سے پوچھے کوئی رتبہ تیرا

(حدائق بخشش جلد ۱ صفحہ ۵)

حق ہر شجرہ میں ہوتی ہے سلامتی تیری
شاخیں جھک جھک کے بجا لاتی ہیں حجرا تیرا
راج کس شہر میں کرتے نہیں تیرے خدام
باج کس نہر سے لیتا نہیں دریا تیرا

(حدائق بخشش جلد ۱ صفحہ ۷)

سورج اگلوں کے چمکتے تھے چمک کر ڈوبے
افق نور پر ہے مہر ہمیشہ تیرا

(حدائق بخشش جلد ۱ صفحہ ۶)

واہ کیا مرتبہ اے غوث ہے بالا تیرا
اونچے اونچوں کے سروں سے قدم اعلیٰ تیرا
کیا دبے جس پہ حمایت کا ہو پنجہ تیرا
شیر کو خطرے میں لاتا نہیں کتا تیرا

(حدائق بخشش جلد ۱ صفحہ ۴)

Www.Ahlehaq.Com

شیخ عبدالقادرؒ کا منکر نکیر سے وعدہ؟

غوث پاک نے ارشاد فرمایا:۔

"اگر میرا مرید نیک نہ ہو تو بھی میں اس کے لئے کافی ہوں۔ خدا کی قسم میرا ہاتھ میرے مرید پر ہے اگرچہ میرا مرید مغرب میں ہو اور میں مشرق میں ہوں (یعنی خواہ وہ کتنی ہی دور ہو میرا ہاتھ اس کے سر پر ہوتا ہے) اور اگر میرا مرید ننگا ہو جائے (یعنی اس سے کوئی قصور ہو جائے) تو میں (مشرق یعنی دور سے) لمبا ہاتھ کر کے اس کے قصور پر پردہ ڈال دیتا ہوں۔ خدا کی قسم میں قیامت کے دن دوزخ کے دروازے پر کھڑا ہوں گا۔ حتیٰ کہ میرے سب کے سب مرید گزر جائیں۔ خدا نے مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ تیرے کسی مرید کو دوزخ میں نہ ڈالوں گا۔ پس جو کوئی اپنے آپ کو میرا مرید کہے، میں اسے قبول کر کے مریدوں میں شامل کرتا ہوں اور اس کی طرف توجہ رکھتا ہوں۔ میں نے منکر نکیر سے اس بات کا عہد لیا ہے کہ وہ میرے مریدوں کو قبر میں نہ ڈالیں گے۔"

(تفریح الخاطر جلد ۱ صفحہ ۱۲۰)

قارئین محترم! رضاخانی اہل بدعت کا یہ جھوٹ ہے۔ کیونکہ یہ عقیدہ باطلہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمات کے صریح خلاف ہے۔ یہ عجیب نقطہ ہمیں رضاخانی مذہب سے ہی ملا ہے کہ میرا مرید کسی قصور یعنی کسی گناہ کا مرتکب بھی ہو جائے خواہ وہ مشرق میں ہو یا مغرب میں ہرگز پریشان ہونے کی ضرورت نہیں۔ میرے اختیارات اس قدر وسیع و عریض ہیں کہ ہر مرید پر میرا

مکمل ہو لڈ ہے۔ جب اس سے کوئی گناہ سرزد ہو جائے تو فوراً اس کے گناہ پر پردہ ڈال دیتا ہوں تاکہ مواخذہ نہ ہو اور مجھے یہاں تک اختیار ہے کہ حشر کے دن جہنم کے درمیان پر کھڑا ہوں گا اور اپنے کسی مرید کو جہنم میں ہرگز داخل نہ ہونے دوں گا اور خالقِ کائنات نے مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ تیرے کسی مرید کو دوزخ میں نہ ڈالوں گا۔ جو کوئی میری طرف اپنی نسبت کرے، بس نسبت کی ہی وجہ سے اس کا داخلہ جنت میں یقینی ہے اور میں نے منکر نکیر سے اس بات کا پختہ عہد لیا ہے کہ جو کوئی میرا مرید قبر میں آئے اس کو عذاب ہرگز نہ دینا، بلکہ بغیر حساب و کتاب کے جنت میں داخل کرنا۔

یاد رکھیں جنت میں داخلے کا دار و مدار منکر نکیر کے سوال و جواب کے بعد حق تعالیٰ کی رحمت پر موقوف ہے۔ جو ملعون یہ عقیدہ رکھے کہ اعمالِ صالحہ کی کوئی ضرورت نہیں۔ صرف حضرت پیران پیرؒ کے نام کی گیارہویں شریف دینے سے حضرت پیر صاحب سے نسبت جڑ جائے گی تو پھر بغیر حساب کے جنت میں داخل کئے جائیں گے۔ یہ بالکل فاسد خیال ہے۔ جب رضاخانی اہل بدعت کو اپنے کئے ہوئے شرکیہ اعمال کے سبب عذاب ہو گا تو پھر کہیں گے کہ ہائے افسوس! ہائے افسوس! کاش کہ ہم سے شریعتِ اسلامیہ کے خلاف افعال و اقوال ہرگز صادر نہ ہوتے اور نہ ہمیں آج یہ عبرتناک سزا ملتی اور قیامت کے دن نفسی نفسی کا یہ عالم ہو گا کہ ہر ایک کو اپنی اپنی پڑی ہو گی۔ اس دن کوئی کسی کے کام ہرگز نہ آئے گا اور خدا تعالیٰ اس قدر جلال میں ہوں گے کہ فرمائیں گے۔ لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ۔ اور ہر طرف سناٹا ہی سناٹا ہو گا۔ کسی کو دم مارنے کی مجال نہ ہو گی اور رب ذوالجلال خود ہی فرمائیں گے لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ۔

اس دن پیرانِ پیر رح تو کجا انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کو بھی خالقِ کائنات کے اِذن کے بغیر سفارش کرنے کی جرأت نہ ہوگی، تو جب تمام امتیں ہر نبی کے پاس حاضر ہوں گی کہ خالقِ کائنات کے دربار میں ہماری سفارش کرو تو ہر نبی کوئی نہ کوئی عذر پیش کرے گا۔ آخرکار شافع محشر، ساقیٔ کوثر تمام کو ثر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوں گی اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے خالقِ حقیقی کے دربار میں اپنی امت والی پیشانی رکھ دیں گے تو حق تعالیٰ فرمائیں گے،

ارفع راسک یا محمد اشفع تشفع۔

سل۔ تعطیٰ۔

"حق تعالیٰ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمائیں گے کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنے سر کو اٹھا لو اور سفارش کرو آپ کی سفارش قبول کی جائے گی۔ سوال کرو، پورا کیا جائے گا۔"

یہ سب کچھ حق تعالیٰ کے اذن سے ہوگا، تو معلوم ہوا کہ مختارِ کل حق تعالیٰ کی ذاتِ گرامی ہے۔ اسی ذاتِ قدیم کے وسیع و عریض اختیارات ہیں۔ مخلوق کے بارے میں مختارِ کل کا عقیدہ رکھنا گمراہی ہے۔

پیرانِ پیر رح نے فرمایا تھا؟

"حضرت غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ جو شخص مصیبت میں مجھے پکارتا ہے میں اس کی مصیبت کو رفع کروں گا اور جو سختی کے وقت میرا نام لے کر مجھے پکارتا ہے میں اس کی سختی کو دور کرتا ہوں۔" (تفریح الخاطر صفحہ ۱۲۷)

رضاخانیو! تم پر خالق کائنات کا کس قدر غضب نازل ہے کہ کبھی بھی سچی بات تمہاری زبان سے نہیں نکلی۔ اس ناعاقبت اندیش فرقہ کو حق گوئی جیسی نعمت کیسے حاصل ہو جب کہ یہ فرقہ متال و مضل اولیائے کرام کی طرف کذب بیانی منسوب کرنے میں یگانہ ہے جیسا کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف کذب منسوب کیا ہے کہ حضرت شیخ جیلانی رح نے فرمایا کہ جو کوئی مصیبت اور سختی میں مجھے پکارتا ہے میں اس کی مصیبت اور سختی کو دور کرتا ہوں۔ یہ سراسر جھوٹ ہے۔ کیونکہ حضرت پیران پیر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے بیٹے عبدالوہاب کو وصیت کی کہ بیٹے جب مصیبت اور سختی پیش آئے حق تعالیٰ کو پکارا کرو اور جب ہی کوئی حاجت پیش آئے تو اللہ تعالیٰ سے مانگو اور توحید کو لازم پکڑو۔ توحید کو لازم پکڑو۔ توحید کو لازم پکڑو۔ (فتوح الغیب)

اب حضرت پیران پیر رحمۃ اللہ علیہ کی واضح تعلیمات کے ہوتے ہوئے ہم کیسے مان لیں کہ حضرت پیر صاحب نے فرمایا کہ جب مصیبت و سختی پیش آئے تو مجھے پکارا کرو۔ رضاخانی اہل بدعت کا یہ عقیدہ کہ اولیائے کرام مصیبت و سختی میں حاجت روائی فرماتے ہیں یہ عقیدہ قرآن کریم کے خلاف ہے۔ حق تعالیٰ کا ارشاد ہوتا ہے:۔

وَاِذَا مَسَّ الْاِنْسَانَ الضُّرُّ دَعَانَا لِجَنْۢبِهٖٓ اَوْ قَاعِدًا اَوْ قَآئِمًا فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُ ضُرَّهٗ مَرَّ كَاَنْ لَّمْ يَدْعُنَآ اِلٰى ضُرٍّ مَّسَّهٗ كَذٰلِكَ زُيِّنَ لِلْمُسْرِفِيْنَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ۔ (پ ۱۱)

ترجمہ:۔ اور جب انسان کو تکلیف پہنچتی ہے تو لیٹے اور بیٹھے اور کھڑے ہوئے

کی حالت میں ہمیں پکارتا ہے ۔ پھر جب ہم اس سے اس تکلیف کو دُور کر دیتے ہیں تو اس طرح گذر جاتا ہے گویا کہ ہمیں کسی تکلیف پہنچنے پر پکارا ہی نہیں تھا۔ اسی طرح بیباکوں کو پسند آیا ہے جو کچھ وہ کر رہے ہیں۔"

قرآنِ کریم کی تعلیمات سے معلوم ہوا کہ جب ہی مصیبت و سختی میں پکارو تو خالقِ کائنات ہی کو پکارا کرو ۔ وہی ذاتِ لایزال اپنے بندوں کی مصیبتوں اور سختیوں کو دور کرنے والی ہے ۔

صلوٰۃِ حاجت یا مشرکانہ عمل

نمازِ حاجت پڑھنے والے کے لئے اس کی کیفیت ذرا تفصیلاً بیان کرتا ہوں ۔ وہ یوں کہ نمازی اس طرح نیت کرے ۔ دو رکعت نماز صلوٰۃ الاسرار یا صلوٰۃ قضاءِ حاجت ۔ عبادت اللہ کی منہ طرف قبلہ شریف کے اللہ اکبر ۔ پھر سورۃ فاتحہ کے بعد سورۃ اخلاص گیارہ مرتبہ پڑھے اور اس طرح دوسری رکعت میں بھی پڑھے ۔ پھر سلام پھیرنے کے بعد یہ کہے (یا شیخ الثقلین یا قطب الربانی یا غوث الصمدانی یا محبوب السبحانی یا محی الدین ابا محمد السید عبد القادر الجیلانی اغثنی و امدادنی فی قضاء حاجتی ھذہ یا قاضی الحاجات) پھر کھڑے ہو کر گیارہ قدم بغداد کی طرف چلے اور ہر قدم کے ساتھ یہ کلمات پڑھے (یا شیخ الثقلین یا قطب الربانی یا غوث الصمدانی یا محبوب السبحانی ابا محمد السید

عبد القادر الجیلانی) پھر اپنے داہنے پاؤں کو بائیں پاؤں پر رکھ کر اوّلاً گیارہ مرتبہ درود شریف پڑھے پھر سورۃ فاتحہ اور سورۃ اخلاص اور اذا جاء نصر اللہ ہر ایک گیارہ گیارہ مرتبہ پڑھے۔ پھر یہ کہے (یا جنود اللہ و یا عباد اللہ اغیثونی وامدادنی فی قضاء حاجتی ھذہ یا قاضی الحاجات آمین آمین یا شیخ الثقلین یا قطب الربانی یا غوث الصمدانی یا محبوب السبحانی یا محی الدین ابا محمد السید عبد القادر جیلانی) پھر مراقبہ کرے اور نماز کی جگہ بیٹھ کر ایک سو آٹھ بار کلمہ توحید پڑھے۔ پھر سجدے میں جاکر یہ پڑھے (یا روح القدس و یا جنود اللہ یا عباد اللہ اغیثونی وامدادنی فی قضاء حاجتی ھذہ یا قاضی الحاجات آمین آمین۔ (تفریح الخاطر صفحہ ۱۲۷-۱۲۸)

مندرجہ بالا وظیفہ شرکیہ عمل ہے۔ اہل سنت وجماعت علمائے دیوبند کا عقیدہ ہے کہ اولیائے کرام اس قسم کے کسی شرکیہ وظیفہ کی کسی کو بھی ہرگز تعلیم نہیں دیتے۔ جو کوئی اس قسم کے شرکیہ عمل کی تعلیم دیتا ہے وہ قرآن وحدیث سے روگردانی کر رہا ہے اور وہ باغی ہے شریعت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ و السلام کا۔

ملک الموت خدا کی طرف سے خط لایا تھا؟

(تو شیخ عبد القادر جیلانیؒ جب وفات پانے لگے تو شام کے وقت ملک الموت نے خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک ملفوظ خط لاکر آپ کے فرزند

حضرت شیخ عبدالوہاب کو دیا خط کی پشت پر یہ عبارت لکھی تھی۔
"یہ خط محب کی طرف سے محبوب کو پہنچے" شیخ عبدالوہاب خط کو دیکھ کر رو پڑے اور افسردہ ہو گئے اور ملک الموت کے سمیت حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے پاس گئے۔ اس سے سات روز قبل آپ کو عالم علوی کی طرف منتقل ہونے اور وطن اصلی کی طرف لوٹنے (یعنی وفات پانے) کا علم ہو چکا تھا۔"

(تفریح الخاطر صفحہ ۱۲۹)

رضاخانی یہودیوں کا یہ عقیدہ کہ پیرانِ پیر رحمۃ اللہ علیہ جب وفات پانے لگے تو حق تعالیٰ کی طرف فرشتہ ایک خط لایا جو کہ پیرانِ پیر رحمۃ اللہ علیہ کے بیٹے عبدالوہاب کو دیا گیا۔ پھر عبدالوہاب فرشتہ کو لے کر اپنے باپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ قبل اس کے حضرت شیخ جیلانیؒ کو سات روز پہلے موت کا علم ہو چکا تھا۔ یہ ایسا ہی جھوٹ ہے جیسا کہ کوئی دن کو رات کہے اور رات کو دن کہے۔ کیونکہ یہ خط والا قصہ حضرت شیخ جیلانی کی کسی معتبر تصنیف میں مرقوم نہیں۔ یہ رضاخانی اختراع ہے۔

شیخ جیلانیؒ بیل کے پیچھے؟

ایک دن (شیخ عبدالقادر جیلانیؒ) گھر سے باہر سیر کے لئے نکلے۔ یہ یوم عرفہ تھا۔ راستے میں کسی کسان کا بیل جا رہا تھا آپ اس کے پیچھے پیچھے جا رہے تھے کہ یکایک بیل نے مڑ کر آپ کی طرف دیکھا اور بزبانِ انسانی بولا گویا ہوا۔

مَا لِهٰذَا خُلِقْتَ وَلَا بِهٰذَا أُمِرْتَ۔

ترجمہ: "(اے عبدالقادرؒ) تو اس لئے نہیں پیدا کیا گیا اور نہ تجھے اس کا حکم دیا گیا ہے۔"

حضرت اس پُر اسرار بیل کے ذریعے یہ اشارہ غیبی پاکر حیران رہ گئے۔

(تذکرہ سیدنا غوثِ اعظم صفحہ ۴۸)

ناشر شعاع ادب۔ لاہور۔

رضاخانی اہل بدعت نے واقعہ مذکور میں حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی توہین کی ہے۔ کیونکہ عبارت مذکور سے تو یہ لازم آتا ہے کہ حضرت پیران پیرؒ کو اتنا بھی شعور نہیں تھا کہ میں کس مقصد کے لئے دنیا میں بھیجا گیا ہوں۔ گویا کہ ایک بیل نے حضرت جیلانی کو دنیا میں آنے کے مقصد کی طرف رہنمائی کی۔ اب سوچیں کہ اس میں حضرت پیران پیرؒ کی تعظیم ہے یا توہین۔

رضاخانی عقیدے سے تو یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ آیت قرآنی وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ کا مفہوم حضرت جیلانیؒ نہیں سمجھ سکے۔

ایک سو چالیس ولی بنا دیئے

ایک دن ایک فقیر کافی دیر تک حضرت (شیخ عبدالقادر جیلانیؒ) کی خدمت میں حاضر رہا اور عرض کیا سیدی! پہلے تو یہاں روزانہ دریائے سخاوت ٹھاٹھیں مارا کرتا تھا لیکن آج بالکل سکون ہے اور دریائے سخاوت تھما ہوا معلوم ہوتا ہے۔ اس وقت ایک سو چالیس گمراہ اور بدکار لوگ مجلس میں موجود تھے۔ آپ نے ان سب کو اپنے دونوں جانب کھڑا کر لیا اور پھر ان پر اپنی توجہ ڈالی۔

ایک ہی نظر میں سب کے دل کی دنیا بدل گئی اور سب سرِ تسلیم خم ولایت پر فائز ہو گئے۔ آپ نے فرمایا جا آج کی سخاوت یہی ہے۔"

(تذکرہ سیدنا غوث اعظم صفحہ ۱۵۵)

ناشر۔ شعاع ادب۔ لاہور

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف یہ منسوب کرنا کہ انہوں نے ایک نظر سے ایک سو چالیس گمراہ بدکاروں کو مقام ولایت پر فائز کر دیا اور حضرت پیرانِ پیر رح لوگوں کے دلوں پر حکومت کرتے تھے۔ یہ عقیدہ قرآن کے خلاف ہے۔ کیونکہ تمام مخلوقات کے دلوں پر حق تعالیٰ کا قبضہ و کنٹرول ہے۔ وہی ذاتِ قدیم مُقَلِّبُ الْقُلُوْب ہے۔

ولی نے موت کی خبر دی

(شیخ عبدالقادر جیلانی رح) کا ایک شاگرد علم فقہ میں نہایت غبی تھا اور کند ذہن تھا لیکن آپ اس کے ساتھ بہت محنت کرتے۔ آپ کے ایک عقیدت مند ابن سمحل نے ایک دن کہا۔ سیدی! آپ ایسے کند ذہن طالب علم پر ایسی محنت فرماتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ ایک ہفتہ کے بعد یہ محنت ختم ہو جائے گی۔ ابن سمحل کہتے ہیں کہ جب ساتواں دن آیا تو وہ طالب علم یکایک بیمار ہو گیا اور شام سے پہلے ہی فوت ہو گیا۔ (تذکرہ سیدنا غوثِ اعظم صفحہ ۱۵۵)

ناشر شعاع ادب۔ لاہور

بقول رضاخانیوں کے کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے قبل از وقت موت کی خبر دے دی۔ اس سے رضاخانی اس باطل عقیدے

پر قائم ہیں کہ اولیائے کرام کو سب کچھ معلوم ہوتا ہے جو بھی مستقبل میں پیش آنے والا ہو۔ جو یہ عقیدہ رکھے وہ از روئے شریعتِ اسلامیہ بہت بڑا گمراہ ہے۔ کیونکہ کوئی کہاں مرے گا یا کب مرے گا خالقِ کائنات کے سوا کوئی نہیں جانتا ہے۔

حضرت عبدالقادر جیلانیؒ نے چیل کو ہلاک کر دیا

ایک دن (شیخ عبدالقادرؒ) آپ اپنی مجلس میں وعظ فرما رہے تھے۔ اس وقت سخت تیز ہوا چل رہی تھی۔ اتنے میں ایک چیل شور مچاتی ہوئی مجلس پر سے گزری جس سے اہلِ مجلس کے خیالات پراگندہ ہو گئے۔ آپ نے اوپر نظر اٹھائی اور فرمایا: "اے ہوا اس چیل کا سر اڑا دے"۔ یہ الفاظ ابھی زبانِ مبارک پر ہی تھے کہ چیل کا سر ایک طرف اور دھڑ دوسری طرف جا گرا"۔

(تذکرہ سیدنا غوثِ اعظم صفحہ ۱۵۷)

ناشر۔ شعاع ادب۔ لاہور

عبارت مذکورہ سے رضاخانی اہلِ بدعت سادہ لوح مسلمانوں کو دھوکا دینے میں کامیاب ہو جاتے ہیں کہ پیرانِ پیر صاحب تصرف میں مختارِ کل ہیں۔ حتیٰ کہ ہوا پر بھی حضرت پیرانِ پیر کا قبضہ ہے۔ حالانکہ یہ بات حضرت پیرانِ پیر سے ہرگز ثابت نہیں۔ کیونکہ کسی جاندار کو بلا وجہ ہلاک کرنا شرعاً جائز نہیں اور اولیائے کرام کسی جاندار پر ظلم نہیں کرتے۔ یہ سب کچھ اہلِ بدعت کا جھوٹ ہے تاکہ لوگ پیرانِ پیر کو صاحبِ تصرف اور مختارِ کل سمجھیں جو کہ سراسر جہالت اور دینِ اسلام سے بُعد کی علامت ہے۔

شیخ عبدالقادر جیلانیؒ نے چڑیا کو ہلاک کر دیا؟

(شیخ عبدالقادرؒ) ایک دفعہ وضو کر رہے تھے کہ ایک چڑیا اڑتے ہوئے آئی اور آپ پر بیٹ کر دی اور بیٹ کرتے ہی چڑیا مر کر گر پڑی۔

(تذکرہ سیدنا غوث اعظم صفحہ ۱۵۸)

افسوس کہ رضاخانی جھوٹ بولنے میں مسیلمہ کذاب کو بھی مات کر گئے کہ قبل ازیں یہ ذکر کیا کہ حضرت پیرانِ پیر نے ایک چیل کو ہلاک کر دیا اور اب یہ ذکر کیا کہ حضرت پیرانِ پیر صاحب نے ایک چڑیا کو بیٹ کرنے کے جرم میں ہلاک کر دیا۔

اس قسم کی بیہودہ و لغو باتوں کو پڑھ کر ہم تو اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ رضاخانی اہلِ بدعت جھوٹ بولنے میں مسیلمہ کذاب کی اولاد ہیں ورنہ اس قسم کا مکروہ دھندا ترک کر دیتے لیکن رضاخانی ازلی بدبخت ہیں۔ یہ اپنے کو جہنم میں ڈال سکتے ہیں لیکن جھوٹ جیسا قبیح فعل ہرگز ترک نہیں کر سکتے۔ جب تک رضاخانی جھوٹ نہ بولیں اس وقت تک ان کا معدہ ٹھیک نہیں رہتا۔

شیخ عبدالقادر جیلانیؒ نے جہاز کو ڈوبنے سے بچایا؟

ایک دن آپ اپنے مدرسہ میں درس و تدریس میں مشغول تھے کہ یکایک آپ کا چہرہ مبارک سُرخ ہو گیا اور آپ نے اپنا ہاتھ چادر کے اندر کر لیا۔ کچھ دیر بعد جب باہر نکالا تو آستین سے پانی ٹپک

رہا تھا۔ طلباء آپ کے جلال سے مبہوت ہو گئے اور کچھ دریافت نہ کر سکے۔ اس واقعہ کے دو ماہ بعد کچھ سوداگر بحری سفر کے بعد بغداد پہنچے اور بہت سے تحائف لے کر حضرت (شیخ عبدالقادر جیلانیؒ) کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ نے طلباء کے سامنے ان کا حال پوچھا۔ سوداگروں نے بیان کیا کہ دو ماہ ہوئے ہم پُرسکون سمندر میں سفر کر رہے تھے کہ یکایک تیز و تند ہوا چلنے لگی اور سمندر میں ایک ہولناک تلاطم پیدا ہوا۔ ہمارا جہاز گرداب میں پھنس کر ڈوبنے لگا۔ اس وقت بے اختیار ہماری زبان سے یا شیخ عبدالقادر جیلانیؒ نکلا۔ ہم نے دیکھا کہ ایک ہاتھ غیب سے برآمد ہوا اور اس نے جہاز کو کھینچ کر کنارے پر لگا دیا۔ طلبہ نے اس واقعہ کی تاریخ پوچھی تو وہی تھی جس دن آپ نے بھیگی ہوئی آستین اپنی چادر سے نکالی تھی۔"

(تذکرہ سیدنا غوثِ اعظم صفحہ ۱۶۳)

ناشر۔ شعاع ادب۔ لاہور

رضاخانی اہلِ بدعت شرک کرنے میں مشرکینِ مکہ سے بھی بڑھ گئے ہیں حالانکہ جب مشرکینِ مکہ دریاؤں میں سفر کرتے باد و باراں کے طوفان اٹھتے، کشتیوں کو غرق ہونے کا خطرہ لاحق ہوتا تو اس وقت غیراللہ کو بھول کر خالص ایک اِلٰہ واحد کو پکارتے تھے۔

ارشاد ہوتا ہے کہ:۔

فَاِذَا رَكِبُوْا فِي الْفُلْكِ دَعَوُا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ۔
فَلَمَّا نَجّٰىهُمْ اِلَى الْبَرِّ اِذَا هُمْ يُشْرِكُوْنَ۔ (پ ۲۱)

ترجمہ:۔ "پھر جب کشتی میں سوار ہوتے ہیں تو خالص اعتقاد سے اللہ ہی

کو پکارتے ہیں۔ پھر جب انہیں نجات دے کر خشکی کی طرف لے آتا ہے فوراً ہی شرک کرنے لگتے ہیں۔"

وَ اِذَا غَشِیَهُمْ مَّوْجٌ كَالظُّلَلِ دَعَوُا اللّٰهَ مُخْلِصِیْنَ لَهُ الدِّیْنَ۔ (پ۲۱)

ترجمہ:۔" اور جب انہیں سائبانوں کی طرح موج ڈھانک لیتی ہے تو خالص اعتقاد سے اللہ ہی کو پکارتے ہیں۔"

وَجَرَیْنَ بِهِمْ بِرِیْحٍ طَیِّبَةٍ وَّفَرِحُوْا بِهَا جَآءَتْهَا رِیْحٌ عَاصِفٌ وَّجَآءَهُمُ الْمَوْجُ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ وَّظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ اُحِیْطَ بِهِمْ دَعَوُا اللّٰهَ مُخْلِصِیْنَ لَهُ الدِّیْنَ۔ (پ۱۱)

ترجمہ:۔" اور وہ کشتیاں لوگوں کو موافق ہوا کے ذریعے سے لے کر چلتی ہیں۔ اور وہ لوگ ان سے خوش ہوتے ہیں تو ناگہاں تیز ہوا چلتی ہے اور ہر طرف سے ان پر لہریں چھانے لگتی ہیں اور وہ خیال کرتے ہیں کہ بے شک وہ لہروں میں گھر گئے ہیں تو سب خالص اعتقاد سے اللہ ہی کو پکارنے لگتے ہیں۔"

اس آیت میں ان مدعیان اسلام کے لئے بڑی عبرت ہے جو جہاز یا کشتی کے طوفان میں گھر جانے کے وقت بھی خدائے واحد کو چھوڑ کر غیر اللہ کو مدد کے لئے پکارتے ہیں۔ فتح مکہ کے بعد ابوجہل کا بیٹا عکرمہ مسلمان نہ ہوا تھا، مکہ سے بھاگ کر بحری سفر اختیار کیا۔ تھوڑی دور جا کر کشتی کو طوفانی ہواؤں نے گھیر لیا۔ ناخدا نے مسافروں سے کہا کہ ایک خدا کو پکارو۔ یہاں تمہارے معبود کچھ کام نہ آئیں گے۔ عکرمہ نے کہا کہ یہ ہی تو وہ خدا ہے جس کی طرف

محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہم کو بلاتے ہیں۔ اگر دریا میں ربِ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے بغیر نجات نہیں مل سکتی تو خشکی میں بھی اس کی دستگیری اور اعانت کے بغیر نجات پانا محال ہے۔ اے خدا! اگر تو نے اس مصیبت سے نکال دیا تو میں واپس ہو کر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ہاتھ میں ہاتھ دے دوں گا۔ مجھے امید ہے کہ وہ اپنے اخلاقِ کریمہ سے میری تقصیرات کو معاف فرمائیں گے۔ چنانچہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر مشرف باسلام ہوئے۔ چنانچہ مشرکینِ مکہ مصیبت کے وقت اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو نہیں پکارتے تھے اور اس حقیقت سے بھی تو باخبر ہیں کہ آج لوگوں کو زمین پر یا سمندر میں جب کوئی بہت بڑا مہلک واقعہ اور سخت خطرناک حالات پیش آجائیں، تو وہ ان کو پکارنے لگتے ہیں جو نہ نفع و نقصان پر قادر ہیں نہ دیکھتے ہیں اور نہ سنتے ہیں۔ بعض تو خضرؑ اور الیاسؑ کو پکارتے ہیں اور رضاخانی مشرکین تو یہ مشرکینِ مکہ سے بھی گئے گزرے ہیں کہ جب کشتی کو تیز و تند ہوا آلیتی ہے یا جہاز کے غرق ہونے کا اندیشہ ہو تو یہ بدنصیب لوگ یا شیخ عبدالقادر اغثنی پکارتے ہیں یا کہتے ہیں بہاؤالحق بیڑا دھک یا خواجہ معین الدین کو یوں پکارتے ہیں:۔

بہ گردابِ بلا اُفتاد کشتی
مدد کن یا معین الدین چشتی (العیاذ باللہ)

چنانچہ جس نے صرف اللہ کو مصیبت کے وقت پکارا تو وہ ان خوفناک مصائب سے نجات پا جائے گا۔ جو اپنے مصائب میں غیر اللہ کو پکارے گا تو وہ تباہ و برباد ہو گیا اور وہ بہت بڑا مشرک ہے۔ حق تعالیٰ کا ارشاد ہے:۔

اِنَّهٗ مَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ

الْجَنَّةَ وَمَاوٰهُ النَّارُ ۔ (پ ۶)

ترجمہ:۔ "بے شک جس نے اللہ کا شریک ٹھہرایا سو اللہ نے اس پر جنت حرام کی اور اس کا ٹھکانہ دوزخ ہے۔"

رضاخانی اہل بدعت کو چاہیئے کہ شرک و بدعت سے تائب ہو جائیں اور توحید و سنت پر عمل پیرا ہو کر اپنے آپ کو جہنم کی دہکتی ہوئی آگ سے بچائیں۔

شیخ عبدالقادرؒ نے چوہے کو ہلاک کر دیا؟

(حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ) ایک رات آپ کچھ لکھ رہے تھے کہ ایک چوہے نے چھت میں سے کئی بار مٹی گرائی۔ آپ نے ہر بار مٹی صاف کی لیکن چوہا باز نہ آیا۔ آخر آپ نے اوپر نظر اٹھائی اور فرمایا: "تیرا سر اڑ جائے" اسی وقت وہ چوہا مر کر گر پڑا۔ (تذکرہ غوث اعظم۔ صفحہ ۱۶۲)

ناشر۔ شعاع ادب۔ لاہور

قارئین کرام! واقعہ مذکور سے قبل بھی آپ رضاخانیوں کی لغویات پڑھ چکے ہیں جو ان بدقسمت لوگوں نے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب کی ہیں۔ اہل بدعت سے سوال ہے کہ کیا مقام ولایت اس چیز کا نام ہے کہ کبھی چیل کو ہلاک کر دینا، کبھی چڑیا کو ہلاک کر دینا اور کبھی چوہے کو ہلاک کر دینا۔

ہم یہ بات نہیں سمجھ سکے کہ اہل بدعت اس قسم کی فضولیات کو حضرت پیر صاحب کی طرف منسوب کر کے پیرانِ پیر حضرت شیخ صاحب کو کیا ثابت کرنا چاہتے ہیں۔

کبوتری اور قمری نے انڈے دیے؟

ایک دفعہ آپ شیخ ابوالحسن علی بن احمد الازجی رح کی عیادت کے لئے ان کے مکان پر تشریف لے گئے۔ انہوں نے ایک کبوتری اور ایک قمری پال رکھی تھی۔ شیخ ابوالحسن رح نے حضرت (شیخ عبدالقادر جیلانی رح) سے عرض کیا کہ حضور اس قمری نے نو ماہ سے بولنا ترک کر دیا اور یہ کبوتری چھ ماہ سے انڈے نہیں دیتی۔ آپ نے قمری سے مخاطب ہو کر فرمایا "اے قمری! اپنے رب کی تسبیح کر"۔ آپ کا ارشاد سنتے ہی قمری نہایت خوش الحانی سے بولنے لگی۔ پھر آپ نے کبوتری سے فرمایا "اے کبوتری! اپنے مالک کو فائدہ پہنچا"۔ چند دن اس کبوتری نے انڈے دیئے اور بچے نکالے اور پھر کبھی بیمار نہ ہوئی۔ قمری اس کے بعد کبھی خاموش نہ ہوئی۔ بغداد کے لوگ اکثر شیخ ابوالحسن رح کے گھر اس کی آواز سننے آتے تھے۔

(تذکرہ سیدنا غوث اعظم صفحہ ۱۹۷-۱۹۸)

ناشر۔ شعاع ادب۔ لاہور۔

واقعہ مذکورہ سے رضاخانی اہل بدعت لوگوں نے ذہنوں میں شیطان کی طرح وسوسہ ڈالتے ہیں کہ حضرت پیران پیر رحمۃ اللہ علیہ کا پرندوں پر بھی قبضہ تھا۔ جب قمری کو حضرت پیر صاحب نے مخاطب فرما کر کہا کہ بولنا شروع کر دے تو قمری اس زور سے بولنے لگی کہ بغداد کے تمام لوگ اس قمری کی آواز کو سننے لگے اور جب شیخ صاحب نے کبوتری کو مخاطب فرمایا کہ اپنے مالک کو فائدہ پہنچا تو اس نے اپنے گھروں میں انڈے دینے شروع کر دیئے۔ اس قسم کی بے بنیاد باتوں سے رضاخانی یہ

رہتا۔" (تذکرہ غوث اعظم۔ صفحہ ۱۹۸)

ناشر۔ شعاع ادب۔ لاہور

رضاخانی لونچڑوں کا عقیدہ ہے کہ ایک ولی جو بغداد شہر سے گزر رہا تھا لیکن اس کے دل میں آیا کہ مقام ولایت پر میری مثل کوئی نہیں۔ بس اس ولی کے دل میں اتنا خیال آنا تھا کہ ادھر حضرت پیران پیر رحمۃ اللہ علیہ نے توجہ کر کے اس کی ولایت سلب کر لی یعنی کہ مقام ولایت سے معزول کر دیا اور وہ شیخ جیلانی کے دروازے پر چت پڑا مقام ولایت پر فائز ہونے کی بھیک مانگ رہا تھا لیکن درگاہ جیلاں میں اس کی درخواست قبول نہیں ہو رہی تھی کہ اتنے میں شیخ علی بن الہیتی رح کی آمد ہوئی تو اس معزول شدہ ولی نے ان کی خدمت میں گذارش کی کہ آپ حضرت پیران پیر کی خدمت میں میری سفارش کریں کہ وہ مجھے مقام ولایت پر فائز کر دیں۔

بس اس سفارشی کا حضرت شیخ جیلانی رح کی خدمت میں پہنچنا ہی تھا کہ خود حضرت پیران پیر نے شیخ علی بن الہیتی رح سے فرمایا کہ آج ایک ولی بغداد سے گزرتا ہوا جا رہا تھا کہ بوجہ غرور میں نے اس کی ولایت سلب کر دی ہے اب میں وہ آپ کو دیتا ہوں تو شیخ علی بن الہیتی رح کا اتنا کہنا تھا کہ حضرت پیران پیر نے آپ کے حق میں سفارش قبول کر لی ہے تو بس اتنے میں وہ معزول شدہ ولی ہوا میں پرواز کر گیا۔ بعدہٗ حضرت پیران پیر رح نے فرمایا کہ وہ ولی متکبرانہ انداز میں پرواز کرتا ہوا شہر بغداد سے جا رہا تھا۔ اس کے تکبر کی وجہ سے میں نے اس کو ولایت سے معزول کر دیا اور وہ پرواز کرنے کی قوت سے محروم ہو گیا۔ اگر وہ آپ کی خدمت میں سفارش کی گذارش نہ کرتا تو وہ قیامت تک یونہی پڑا رہتا۔ یہ واقعہ اول تا آخر جھوٹ پر مبنی ہے۔ کیونکہ حضرت شیخ

عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی کسی معتبر تصنیف سے یہ واقعہ مذکور ثابت نہیں۔ اور یہ بھی یاد رکھیں کہ کسی ولی کو مقام ولایت پر فائز کرنا یا کسی ولی سے مقام ولایت کو سلب کرنا یعنی کہ کسی کو ولایت سے محروم کرنا یہ تمام کے تمام اختیارات خالقِ کائنات کو ہی حاصل ہیں۔ وہی مختارِ کل ذات ہے ۔ جیسے چاہے ویسے کرے ۔ وہی عزت و ذلت دینے کا مالک ہے۔ جس خالقِ لایزال نے پیرانِ پیر کو مقام ولایت پر فائز کیا ہے۔ وہی ذاتِ قدیم بقیہ تمام کے تمام اولیائے کرام کو مقام ولایت پر فائز کرنے والی ہے۔ وہی ذاتِ قدیم مختارِ کل ہے۔ حضرت پیرانِ پیر کے بارے میں اختیار کا عقیدہ رکھنا شریعتِ محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام سے بعض کی علامت ہے۔

شیخ عبدالقادر جیلانیؒ سانپ سے ہم کلام ہوتے!

(حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ) ایک دفعہ مدرسہ نظامیہ میں مسئلہ قضاء و قدر پر گفتگو فرما رہے تھے۔ بہت سے لوگ وہاں حاضر تھے۔ یکایک ایک بڑا سانپ چھت سے گرا اور اپنا پھن اٹھا کر سامنے کھڑا ہو گیا۔ لوگ ڈر کر ادھر اُدھر ہو گئے لیکن آپ نہایت اطمینان سے بیٹھے رہے اور تقریر جاری رکھی۔ سانپ تھوڑی دیر اپنا منہ ہلا کر چلا گیا۔ لوگوں نے پوچھا کہ حضور اس سانپ نے کیا کہا۔ آپ نے فرمایا یہ سانپ کہتا تھا کہ میں نے بہت سے اولیاء اللہ کو آزمایا لیکن آپ جیسی استقامت کسی میں نہ پائی۔ (تذکرہ غوث اعظم صفحہ ۱۶۹) ناشر۔ شعاعِ ادب۔ لاہور

یہ کتنی مضحکہ خیز بات ہے کہ مدرسہ نظامیہ کی چھت سے ایک بہت بڑا سانپ گرا اور وہ سانپ پیرانِ پیرؒ کی استقامت دیکھ کر اپنے منہ کو حرکت دینے لگا اور پیرانِ پیرؒ اس کے منہ کی حرکت سے یہ بات بخوبی سمجھ گئے کہ سانپ یہ کہہ رہا ہے کہ آپ سے قبل بہت سے اولیاءِ کرام میرے اس طرح گرنے سے ثابت قدم نہیں رہے لیکن میں نے آپ کو اپنے مقام پر ثابت قدم پایا۔ ہمیں معلوم نہیں کہ جب قرآن کریم نے اولیائے کرام کے مقام کو بیان کر دیا تو پھر رضاخانیوں کو کس سانپ نے ڈس لیا ہے کہ وہ پیرانِ پیر کی استقامت سانپ کی گواہی سے ثابت کر رہے ہیں۔ رضاخانیوں کے دل و دماغ میں شرک و بدعت کا جو سانپ بیٹھا ہوا ہے وہ ان سے اس قسم کی خلافِ شرع حرکات کروا رہا ہے۔

غائبانہ امداد کی!

شیخ ابوعمر عثمان اور شیخ عبدالخالق حریمیؒ کا بیان ہے کہ ۲ر صفر ۵۵۵ھ کو ہم مدرسہ میں شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کی خدمت میں حاضر تھے کہ یکایک آپ نے کھڑانویں پہنیں اور وضو کر کے دو رکعت نماز پڑھی۔ سلام پھیر کر آپ نے زور سے نعرہ مارا اور ایک کھڑاؤں پاؤں سے اتاری اور ہوا میں اچھال دی۔ یہ کھڑاؤں آناً فاناً نظروں سے غائب ہو گئی۔ پھر آپ نے ایک اور نعرہ مارا اور دوسری کھڑاؤں بھی ہوا میں پھینک دی۔ آپ اس وقت غایت جلال کی حالت میں تھے۔ اس لئے ہم میں سے کسی کو جرأت نہ ہوئی کہ آپ سے کھڑاؤں پھینکنے کا سبب پوچھے۔ زیادہ سے زیادہ

ہم نے یہ کیا کہ اس واقعہ کا دن اور وقت لکھ لیا۔ تین دن کے بعد بغداد میں ایک قافلہ آیا۔ اہلِ قافلہ آپ کی خدمت میں بہت سے تحائف اور زر نقد لائے اور ان کے ساتھ آپ کی دونوں کھڑانویں بھی حاضر کیں۔ ہم نے ان سے ان کا حال دریافت کیا تو انہوں نے بتایا کہ ۲ر صفر ۵۵۵ھ کو فلاں وقت ہمارا قافلہ ایک جنگل سے گزر رہا تھا کہ بہت سے مسلح ڈاکو ہم پر ٹوٹ پڑے اور سب کچھ لوٹ لیا۔ اس وقت ہم نے سیدنا غوثِ اعظمؓ کی دُہائی دی یکایک ہم نے دو خوفناک نعرے سُنے جن سے سارا جنگل لرز اٹھا۔ تھوڑی دیر بعد وہ قزاق دوڑتے ہوئے ہمارے پاس آئے اور کہا خدا کے لئے ہمیں معاف کر دو اور چل کر اپنا مال لے لو۔ ہم ان کے ساتھ گئے اور دیکھا کہ ان کے دو سردار مرے پڑے ہیں اور یہ دونوں کھڑانویں ان کے سینوں پر رکھی ہیں۔ ہم نے اپنا مال و اسباب واپس لے لیا اور آج یہاں پہنچے۔

اس واقعہ کا وقت ملایا گیا جب آپ نے کھڑانویں ہوا میں پھینکی تھیں۔ (تذکرہ غوثِ اعظم صفحہ ۱۷۱-۱۷۲)

ناشر۔ شعاعِ ادب۔

رضاخانیوں نے واقعہ مذکور کو ذکر کرتے وقت اتنا بھی نہیں سوچا کہ جھوٹ جیسی اخبث مرض سے بچنا کس قدر ضروری ہے اور جھوٹ کو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے منافق کی علامت بیان فرمایا ہے لیکن رضاخانی اہل بدعت نے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق یہ من گھڑت قصہ بیان کیا ہے کہ جب جنگل میں ایک تجارتی قافلہ جا رہا تھا تو اس قافلہ والوں کو ڈاکوؤں نے لوٹ

لیا تو اس وقت قافلہ والوں نے حضرت پیران پیرؒ کی دہائی دی تو عین اس وقت حضرت پیر صاحب نے اپنے مدرسہ میں وضو کرکے دو رکعت نماز ادا کی تو سلام پھیرنے کے بعد فوراً ہی ایک زوردار نعرہ لگا کر اپنی ایک کھڑاں کو ہوا میں زور سے پھینکا۔ پھر دوسرا نعرہ لگایا اور دوسری کھڑاں ہوا میں پھینک دی تو کھڑاؤں کا پھینکنا ہی تھا کہ جو ڈاکو تجارتی قافلہ کو لوٹ چکے تھے یہ کھڑائیں ان ڈاکوؤں کے دو سرداروں کے سر پر مرسلا دھار بارش کی طرح پڑنے لگیں جس کے نتیجہ میں دونوں سردار اللہ کو پیارے ہو گئے اور کھڑاؤں نے ان کے سینہ پر قرار پکڑا۔ جب ڈاکوؤں نے اپنے سرداروں کی عبرت ناک سزا کو دیکھا تو پکار کر کہا کہ اپنا تمام سامان واپس لے لو اور ہماری جان بخشی کرو۔ رضاخانی اہلِ بدعت اس قسم کی من گھڑت باتیں بیان کرکے عوام کو یہ بتلانا چاہتے ہیں کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ اپنے غلاموں کی ہر جگہ اور ہر وقت دستگیری، مشکل کشائی، حاجت روائی فرماتے ہیں۔ جب ہی حضرت پیران پیر کو پکارا جائے تو وہ فوراً امداد کو پہنچتے ہیں۔

یہ عقیدہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کے خلاف ہے اور جو بات شریعتِ اسلامیہ کے خلاف ہو وہ مردود ہے۔

ولی کے جسم پر مکھی نہیں بیٹھتی تھی؟

رضاخانی عقیدہ ہے کہ شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کے جسم پر مکھی نہیں بیٹھتی تھی۔ عبارت ملاحظہ ہو:۔

"شیخ محمد بن خضرؒ سے روایت ہے کہ میرے والد نے مجھے بتایا کہ میں تیرہ سال تک شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کی خدمت میں رہا لیکن میں نے

آپ کے جسم مبارک پر کبھی مکھی بیٹھتے نہیں دیکھی اور نہ ہی کبھی آپ کی ناک سے رینٹھ یا دہن مبارک سے بلغم نکلتے دیکھی۔"

(تذکرہ سیدنا غوث اعظم۔ صفحہ ۱۷۵)

ناشر۔ شعاعِ ادب۔ لاہور

قارئین کرام! مکھی کا جسم پر نہ بیٹھنا امام الانبیاء حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان ہے۔ حضرت پیرانِ پیر کے متعلق یہ عقیدہ رکھنا کہ ان کے جسم پر مکھی نہیں بیٹھتی تھی یہ سراسر جہالت، حماقت اور بدبختی کی علامت ہے علاوہ ازیں شیخ محمد بن خضر سے یہ بات ہرگز منقول نہیں اور اہلسنت وجماعت علمائے دیوبند کا عقیدہ ہے کہ اولیائے کرام کے منہ سے کوئی بات بھی خلافِ شریعتِ اسلامیہ ہرگز نہیں نکلتی۔ یہ سب کچھ رضاخانیوں کی افسانہ نگاری ہے۔

خضر علیہ السلام نے پیرانِ پیر کا کلام سُنا؟

آپ کے خادم خطاب کا بیان ہے کہ:۔

"ایک دن آپ وعظ فرما رہے تھے کہ یکایک آپ پر ایک عجیب کیفیت طاری ہوئی اور آپ وعظ ترک کر کے تمام اہلِ مجلس کے سامنے ہوا میں پرواز کرنے لگے۔ دورانِ پرواز آپ کی زبان سے یہ الفاظ نکلے "آپ اسرائیلی ہیں اور میں محمدی کچھ دیر یہاں تشریف رکھیئے اور اس محمدی کی چند باتیں سُن لیجئے"۔ چند لمحات کے بعد آپ ممبر پر تشریف لے آئے اور پھر وعظ میں مشغول ہو گئے۔ مجلس برخاست ہوئی لوگوں نے دورانِ پرواز آپ کے ارشادات کی وضاحت چاہی۔ آپ نے فرمایا: حسنِ اتفاق سے آج حضرت خضر علیہ السلام

کاغذ اس طرف ہوا۔ میں ان سے مجلس میں تشریف آوری کے لئے کہہ رہا تھا۔ چنانچہ انہوں نے میری درخواست قبول کرلی اور مجلس میں کچھ دیر میرا کلام سنتے رہے۔"

(تذکرہ سیدنا غوث اعظم صفحہ ۱۹۶)

ناشر۔ شعاع ادب۔ لاہور

رضا خانیوں کا عقیدہ ہے کہ حضرت پیران پیر ایک مرتبہ مجلس میں وعظ فرما رہے تھے کہ یکایک ہوا میں پرواز کیا اور آپ کی زبان پر یہ الفاظ جاری ہوئے کہ آپ اسرائیلی ہیں اور میں محمدی ہوں"۔ بعد ازاں حضرت پیران پیر نے حضرت خضر علیہ السلام کو گھیر کر اپنی مجلس وعظ میں آنے کا حکم دیا، اور حضرت خضر علیہ السلام پیران پیر کا وعظ و نصیحت سن کر واپس چلے گئے۔

یہ من گھڑت واقعہ بیان کرتے وقت رضا خانیوں نے عالم آخرت کو فراموش کر دیا اور یہ بھی نہیں سوچا کہ ایک ولی کی عظمت بیان کرتے ہوئے ایک نبی کی توہین کا ارتکاب کر رہے ہیں۔ حالانکہ امام الانبیاء حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو کوئی انبیائے کرام کی توہین کرے اسے قتل کیا جائے۔ واقعہ مذکورہ سے حضرت خضر علیہ السلام کی شان میں شدید توہین ہے۔

دین آدمی کی شکل میں!

ایک دفعہ سیدنا غوث اعظمؒ سے کسی نے پوچھا کہ آپ محی الدین کے لقب سے کیسے مشہور ہوئے۔ آپ نے جواب میں اپنا ایک عجیب مکاشفہ بیان کیا۔ فرمایا: ایک دن بغداد سے باہر گیا ہوا تھا۔ واپس آیا تو راستے میں ایک بیمار اور خستہ حال شخص کو دیکھا جو ضعیف و

لاغری کے سبب چلنے سے عاجز تھا۔ جب میں اس کے پاس پہنچا تو کہنے لگا: اے شیخ! مجھ پر اپنی توجہ کر اور اپنے دم مسیحا نفس سے مجھے قوت عطا کر۔ میں نے بارگاہِ رب العزت میں اس کی صحت یابی کے لئے دعا مانگی اور پھر اس پر دم کیا۔ میرے دیکھتے ہی دیکھتے اس شخص کی لاغری اور نقاہت یک لخت دور ہو گئی۔ اور وہ تندرست و توانا ہو کر اٹھ کھڑا ہوا اور کہنے لگا، عبدالقادر! مجھے پہچانا؟ میں نے کہا نہیں۔ وہ بولا: میں تمہارے نانا کا دین ہوں۔ ضعف کی وجہ سے میری یہ حالت ہو گئی ہے۔ اب اللہ تعالیٰ نے تیرے ذریعے سے مجھے حیاتِ تازہ عطا کی ہے۔ تو محی الدین ہے اور اسلام کا مصلحِ اعظم ہے۔ میں اس شخص کو چھوڑ کر بغداد کی جامع مسجد کی طرف روانہ ہوا۔ راستہ میں ایک شخص ننگے پاؤں بھاگتا ہوا میرے پاس سے گزرا اور بلند آواز سے پکارا: سیدی محی الدین۔ میں حیران رہ گیا۔ پھر میں نے مسجد میں جا کر دو گانہ ادا کیا۔ جونہی میں نے سلام پھیرا میرے چاروں طرف لوگ انبوہ در انبوہ جمع ہو گئے اور محی الدین، محی الدین کے فلک شگاف نعرے لگانے لگے۔ اس سے پہلے کبھی کسی نے مجھے اس لقب سے نہیں پکارا تھا۔"

(تذکرہ سیدنا غوثِ اعظم صفحہ ۱۰۳-۱۰۴)

ناشر۔ شعاعِ ادب۔ لاہور

واقعہ مذکور میں مکاشفہ کا ذکر ہے یہ مکاشفہ حضرت پیرانِ پیر کی کسی معتبر کتاب سے قطعاً ثابت نہیں۔ بقول رضا خانیوں کے کہ ایک مرتبہ حضرت

پیرانِ پیر نے ایک بوڑھے شخص کو دیکھا جو لاغر ضعیف تھا۔ حضرت شیخ کے سوال کرنے پر اس کمزور شخص نے جواب دیا کہ میں دینِ اسلام ہوں اور میں نہایت لاغر و کمزور ہو چکا ہوں۔ آپ اپنے دمِ مسیحا نفس سے مجھے قوت عطا فرمائیں، جس کی وجہ سے شیخ محی الدین آپ کا لقب مشہور ہوا وغیرہ وغیرہ۔ حالانکہ یہ محض جھوٹ و بے اصل ہے۔

رضاخانی اہلِ بدعت سے سوال ہے کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ سے پہلے کثیر التعداد اولیائے کرام تشریف لائے۔ کیا کسی نے دینِ اسلام کو قوت نہیں بخشی اور کیا بقیہ اولیائے کرام نے دینِ اسلام کو پھیلانے کا فریضہ سرانجام نہیں دیا اور رضاخانی امت کا یہ کہنا کہ حضرت پیرانِ پیر سے پہلے دینِ اسلام مردہ ہو چکا تھا اور کسی نے دینِ اسلام کو زندہ نہیں کیا۔

معلوم ہوا کہ حضرت پیرانِ پیر سے قبل جتنے نیک انسان گزرے ہیں یعنی صحابہ کرام و تابعین و تبع تابعین، اولیائے کرام سب نے دینِ اسلام کو قوت نہیں بخشی اور کسی نے محی الدین کا فریضہ سرانجام نہیں دیا۔ اس قسم کے غلیظ عقیدے سے ہر ایک کو حق تعالیٰ محفوظ فرمائے۔ آمین

ولی نے جنس تبدیل کر دی؟

حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کے والد لاولد تھے۔ ان کی زوجہ سیدنا غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور اولاد کے لئے دعا کی طالب ہوئیں۔ آپ نے ان کے حق میں دعا مانگی اور پھر فرمایا جاؤ اللہ تعالیٰ تمہیں فرزند عطا کرے گا۔ خدا کی قدرت اسی شب حاملہ ہو گئیں۔ نو ماہ بعد بچہ پیدا ہوا تو وہ لڑکی تھی۔ آپ کو اطلاع

تو اس کو پیرانِ پیر لڑکا بنا دیتے ہیں اور جس کو حق تعالیٰ بانجھ رکھیں تو اس کو بھی حضرت پیر صاحب اولاد عطا کرتے ہیں۔

اس کے ساتھ ساتھ رضاخانی امت سے دریافت طلب امر یہ ہے کہ حضرت پیرانِ پیر کی پیدائش سے پہلے جنس تبدیل کرنے پر کس کی ڈیوٹی لگی ہوئی تھی۔ نیز شیخ شہاب الدین سہروردیؒ جنس تبدیل شدہ ولی ہیں۔

حق تعالیٰ ہر ایک کو اس قسم کی یاوہ گوئی سے محفوظ رکھے۔

سر بند غائب؟

(حضرت شیخ عبد القادر جیلانیؒ) ایک دن آپ وعظ فرما رہے تھے کہ عمامہ کا پیچ کھل گیا لیکن آپ کو خبر نہ ہوئی۔ یہ دیکھ کر تمام اہلِ مجلس نے اپنے عمامے سروں سے اتار کر آپ کے ممبر کے نیچے پھینک دیئے جب آپ وعظ سے فارغ ہوئے تو آپ نے خادم کو حکم دیا کہ سب لوگوں کے عمامے واپس دے دو۔ خادم نے حکم کی تعمیل کی لیکن ایک سر بند باقی رہ گیا۔ مجلس میں کوئی اس کا لینے والا باقی نہ رہا تھا آپ نے وہ سر بند خادم سے لے کر اپنے دوش مبارک پر رکھ لیا، جہاں سے وہ فوراً غائب ہو گیا۔ لوگوں کو حیران ہوتے دیکھ کر آپ نے فرمایا، اصفہان میں ہماری ایک عارفہ بہن رہتی ہے۔ اس نے جب مجلس والوں کو عمامے پھینکتے دیکھا تو برداشت نہ کر سکی کہ ان سے پیچھے رہ جائے۔ چنانچہ اس نے بھی اپنا سر بند اتار کر پھینک دیا، اور پھر جب میں نے اسے اپنے کندھے پر رکھا تو اس نے اٹھا لیا۔

(تذکرہ سیدنا غوث اعظمؒ صفحہ ۱۸۲)

رضا خانی اہلِ بدعت مندرجہ بالا افسانہ کو شیخ عبد القادر جیلانیؒ کی طرف بایں الفاظ منسوب کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت پیر صاحب وعظ فرما رہے تھے اور دورانِ وعظ آپ کے عمامہ کا پیچ کھل گیا۔ جس کا حاضرینِ مجلس کمال اتباع کرتے ہوئے اپنے اپنے سروں سے عمامے اتار کر حضرت پیرانِ پیر کے ممبر کے نیچے پھینک دیئے۔ شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ وعظ سے فارغ ہوئے تو اپنے خادمِ خاص کو حکم دیا کہ ہر ایک کو اپنا اپنا عمامہ واپس کر دو۔ چنانچہ خادمِ خاص نے حکم کے مطابق عمل کیا اور ایک سربند باقی رہ گیا۔ وہ حضرت پیرانِ پیر صاحب نے لے کر اپنے کندھے پر رکھ لیا اور وہ فوراً غائب ہو گیا۔ حاضرینِ مجلس نے سربند کا راز دریافت کیا تو حضرت پیر صاحب نے جواب دیا کہ جب تم نے اپنے اپنے عمامے اتار کر ممبر کے نیچے پھینکے تو ہماری ایک عارفہ بہن جو کہ اصفہان کی رہائش پذیر تھی۔ وہ اس عجیب منظر کو دیکھ کر برداشت نہ کرتی ہوئی اپنا سربند پھینک دیا اور جب میں اس کے سربند کو اپنے کندھے پر رکھا تو اس نے ہاتھ بڑھا کر اٹھا لیا۔ رضا خانی اہلِ بدعت نے اس افسانہ نگاری کو ولایت اور کمال اتباع کی شرافت کا نام دیا حالانکہ یہ کمال اتباع نہیں بلکہ ضلالت ہے۔ اپنے سر سے عمامہ اتار کر زمین پر پھینکنا ہے۔ یہاں اگر حضرت پیر صاحب کا اتباع کرنا ہی تھا تو اپنے اپنے عمامے کے پیچ کھول دیتے۔ اپنے عمامہ کو زمین پر پھینکنا تو حضرت پیرانِ پیر سے ثابت نہیں۔

بقول رضا خانیوں کے حضرت پیر صاحب نے تو اپنے عمامہ کو زمین پہ پھینکا نہیں۔ بہر حال اس قسم کے بناوٹی قصے کہانیاں بیان کرنے سے اہلِ بدعت کا مقصد ہوتا ہے کہ لوگوں کے ذہنوں میں یہ بات بیٹھ جائے کہ پیرانِ پیر سے تعلق رکھنے والوں کی نظر فوق العرش سے لے کر تحت الثریٰ تک

پہنچتی ہے حالانکہ یہ عقیدہ قرآن و حدیث کے صریح خلاف ہے۔

سارا بغداد شعلوں کی لپیٹ میں؟

ایک دفعہ ایک بوڑھا ایک جوان لڑکے کے ہمراہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا۔ یہ جوان میرا فرزند ہے۔ اس کے لئے دعا فرمائیے۔ درحقیقت یہ لڑکا اس بوڑھے کا فرزند نہیں تھا۔ اس کے دانستہ جھوٹ بولنے پر سید نا غوث اعظم رح کو جلال آگیا اور آپ نے فرمایا:۔

کار شما با من ایں چہ رسید

یہ فرما کر آپ تو غصہ کی حالت میں گھر تشریف لے گئے لیکن بغداد میں جگہ جگہ آگ بھڑک اٹھی۔ لوگ ایک جگہ سے بجھاتے تو دوسری جگہ سے شعلے بھڑک اٹھتے۔ غرض ہر طرف شور محشر بپا ہو گیا اور لوگوں میں خوف و ہراس پھیل گیا۔ آپ کے ایک ہمعصر ولی اللہ شیخ بقا بن بطور رح کو اطلاع ملی تو وہ دوڑے دوڑے آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور رو رو کر کہنے لگے "یا سیدی! بر خلق رحم کن کہ ہلاک شدند" (اے آقا لوگوں پر رحم کیجئے کہ ہلاک ہو رہے ہیں) اس وقت آپ کا غصہ سرد ہو گیا اور اسی کے ساتھ ہر طرف امن و سکون ہو گیا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا کبھی آگ لگی ہی نہیں تھی۔

(تذکرہ سید نا غوث اعظم رح صفحہ ۱۸۳)

ناشر۔ شعاع ادب۔ لاہور

رضاخانی اہلِ بدعت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق یوں غلو سے کام لیتے ہیں کہ ایک بوڑھے آدمی نے ایک لڑکے کی طرف جھوٹی نسبت کی جس کی پاداش میں حضرت پیر صاحب اس قدر غیض و غضب میں آئے اور گھر تشریف لے گئے اور شیخ جیلانیؒ کے گھر تشریف لے جانے کے فوراً بعد پورے بغداد میں گھر گھر آگ کے شعلے بھڑک اٹھے اور لوگ جہاں سے آگ کو بجھاتے آگ دوسری جگہ بھڑک اٹھتی تو شیخ جیلانیؒ کے ایک ہمعصر ولی کو ایک المناک واقعہ کی خبر ملی تو وہ حضرت پیرانِ پیر کی خدمت میں حاضر ہو کر آہ و زاری کی کہ میرے آقا اس مخلوقِ خدا پر رحم کرو۔ بعدہٗ بغداد کے ہر گھر سے آگ کے شعلے بھڑکنے بند ہو گئے۔

بہرحال ولی حق تعالیٰ مقرب بندہ ہوتا ہے وہ کسی کو تکلیف نہیں دیتا اور رضاخانی اہلِ بدعت کا حضرت پیرانِ پیرؒ کے بارے میں یہ عقیدہ رکھنا کہ بوڑھے آدمی کے جھوٹ بولنے کا شیخ جیلانیؒ کو علم ہوا تو حضرت پیر صاحب کے جلال نے پورے بغداد میں تباہی مچادی۔ اگر ولی چاہے تو ایک پل میں پوری کائنات کے نظام کو بدل کے رکھ دیں۔ یہ عقیدہ مخلوق کے بارے میں قائم کرنا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فرامین کو پسِ پشت ڈالنا ہے اور جس نے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے فرامین کو پسِ پشت ڈال دیا وہ فی النار ہوا۔

گدھے فوراً رک گئے؟

ایک دفعہ آپ (شیخ عبدالقادر جیلانیؒ) اپنے صاحبزادگان شیخ عبدالرزاقؒ اور شیخ عیسیٰؒ کے ہمراہ نمازِ جمعہ کے لئے تشریف لے جا رہے تھے۔ راستے میں کرتوال شہر اور کچھ دوسرے سرکاری ملازم

گدھوں پر تین مشکے لاد کر لے جا رہے تھے۔ آپ نے پوچھا: یہ کیا ہے اور تم کہاں جا رہے ہو؟ ان لوگوں نے چلتے چلتے جواب دیا کہ اس میں شراب ہے اور بادشاہ کے لئے جا رہی ہے۔ آپ یہ سُن کر غضبناک ہو گئے اور فرمایا: "رُک جاؤ"۔ لیکن ان لوگوں نے آپ کا حکم نہ مانا۔ اب آپ نے گدھوں سے مخاطب ہو کر فرمایا: "تم رُک جاؤ"۔ گدھے فوراً رُک گئے۔ اس کے ساتھ ہی کوتوال اور دوسرے سرکاری ملازمین کے پیٹ میں شدید درد اٹھا اور وہ بگڑ کر تڑپنے لگے۔ اب انہوں نے توبہ کی۔ حضرت (شیخ عبدالقادر جیلانیؒ) کو رحم آگیا، اور فرمایا: "جاؤ"۔ انہوں نے اٹھ کر جب مشکوں کو کھولا تو اس میں شراب کی بجائے سرکہ تھا۔

جب بادشاہ کو اس واقعہ کی اطلاع ملی خوف سے لرز اٹھا، اور اسی وقت دربار سے اٹھ کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ معافی مانگی اور آئندہ شراب پینے سے توبہ کر لی۔

(تذکرہ سیدنا غوث اعظمؒ صفحہ ۱۸۶-۱۸۷)

ناشر۔ شعاع ادب۔ لاہور

رضاخانی اہلِ بدعت حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی کرامت بیان کرتے ہوئے یوں توہین کا ارتکاب کرتے ہیں کہ کوتوال شہر کے لوگ اور کچھ سرکاری ملازم گدھوں پر شراب کے مشکے لاد کر جا رہے تھے۔ حضرت پیران پیرؒ نے دریافت فرمایا تو انہوں نے چلتے چلتے جواب دیا کہ یہ شراب ہے۔ لیکن رُکے نہیں۔ پیر صاحب کو ان کے نہ رُکنے کا اس قدر صدمہ ہوا کہ آپ جلال میں آکر کہنے لگے کہ اے لوگو رُک جاؤ لیکن ان لوگوں نے حضرت پیر صاحب

ہے جو پانی کے کنارے یا کنوئیں کی منڈیر پر کھڑا ہو کر پانی کی طرف ہاتھ پھیلائے اور آہ وزاری کے ساتھ اس سے التجا کرے کہ وہ اس کے منہ میں آ کر اس کی پیاس بجھائے تو پانی کبھی بھی اس کے منہ میں نہیں آئے گا اور نہ اس کی پیاس بجھائے گا۔ کیونکہ پانی جماد محض ہے سمجھنے سننے اور جاننے بوجھنے کی جس سے محروم ہے۔ اور حاجت روائی کی قدرت کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

جس طرح پانی پکارنے والے کی پکار کو سن سکتا ہے اور نہ اس کی مقصد برآری کرنے کی قدرت ہی رکھتا ہے۔ بعینہٖ یہی حال ان خود ساختہ معبودوں کا ہے جن کو مشرکین پکارتے ہیں۔ جس طرح پانی اس معاملے میں بے بس ہے اور اسے پکارنے پر کوئی فائدہ مرتب نہیں ہو سکتا بالکل اسی طرح معبودان باطلہ اس سلسلے میں بے بس ہیں اور ان کو پکارنے میں کوئی نفع اور مصلحت نہیں ہے اور ان کو پکارنا سراسر صدا بصحرا ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ اس کی تفسیر اس طرح فرماتے ہیں کہ حاجات و مشکلات میں غیر خدا کو پکارنے والے کی مثال:۔

۱۳۔ ھو کالعطشان علی شفۃ البئر فلا یبلغ قعر البئر ولا الماء یرتفع الیہ۔

(تفسیر قرطبی جلد ۹ صفحہ ۳۰۱)

ترجمہ:" اس پیاسے آدمی کی سی ہے جو کنوئیں کی منڈیر پر کھڑا ہو، نہ وہ کنوئیں کی تہ تک پہنچ سکتا ہے اور نہ پانی ہی تہ سے بلند ہو کر اس کے پاس آ سکتا ہے"۔

جلیل القدر تابعی امام مجاہد بن جبر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔

۱۴۔ ان الذی یدعوالھا من دون اللہ کالظمآن الذی

کی ایک نہ سُنی اور اپنے سفر کو جاری رکھا۔ لیکن حضرت پیر صاحب نے اپنے کمال ولایت کے دبدبے اور رعب سے کام لیتے ہوئے گدھوں کو حکم دیا کہ رُک جاؤ اور گدھے فوراً حکم کی تعمیل کرتے ہوئے رُک گئے۔ رضا خانی حضرت پیران پیر کی کرامت کو یوں بیان کرتے ہیں کہ انسانوں نے تو حضرت پیر صاحب کا حکم نہ مانا لیکن گدھوں نے فوراً حکم مان لیا۔

رضا خانیو! اب خود ہی سوچو اور اپنے گریبان میں منہ ڈال کر سوچو، اور سمجھو کہ اس واقعہ میں حضرت پیران پیر کی توہین ہے یا کہ تعظیم۔ یقیناً توہین ہے کہ جس کو اہلِ بدعت کرامت کا نام دے رہے ہیں۔ جب سرکاری ملازم یہ شراب کے مٹکے بادشاہ کی خدمت میں لے کر پہنچے تو وہ شراب سرکہ بن گئی۔ بہرحال شراب کا سرکہ بن جانا یہ ولی کی کرامت ہے، اور کرامت خرقِ عادت ہوتی ہے۔ حق تعالیٰ اپنے مقبول بندوں میں سے جس کے ہاتھ پر چاہیں کرامت ظاہر کر دیتے ہیں۔ ولی اپنی مرضی سے کرامت کو ظاہر نہیں کر سکتا۔ بہرحال کرامت ظاہر کرنے میں ولی کو کچھ اختیار نہیں ہوتا۔

اہلِ بدعت ایسے واقعات بیان کر کے لوگوں کو بتلاتے ہیں کہ دیکھو جی حضرت پیران پیرؒ کا حکم گدھوں پر بھی چلتا ہے اور پھر شراب کو سرکہ بنا دیا اور اولیائے کرام کو طاقت حاصل ہے کہ وہ جس چیز کو چاہیں بنا ڈالیں۔ حتیٰ کہ دودھ کو پانی بنا دیں اور پانی کو دودھ بنا دیں۔ اس قسم کے تمام تر اختیارات اولیائے کرام کو حاصل ہیں۔

قرآن و حدیث کے مطالعہ سے تو انسان اس نتیجہ پر پہنچتا ہے کہ مخلوق کو کچھ اختیار حاصل نہیں۔ تمام تر اختیارات خالقِ لایزال کو حاصل ہیں۔

مخلوق کے بارے میں اختیارات کا عقیدہ رکھنا ان کو خدائی مسند پر بٹھانا ہے گمراہی ہے۔

بیت اللہ منتقل ہو گیا؟

آپ کے ایک ہمعصر شیخ ابو مدین رح بڑے پہنچے ہوئے بزرگ تھے۔ ایک دن انہوں نے اپنے مرید ابو صالح ولد جان محمد الزکائی رح کو حکم دیا کہ بغداد جا کر شیخ عبد القادر جیلانی رح سے فقر کی تعلیم حاصل کرو۔ چنانچہ وہ اپنے مرشد کے حکم کے مطابق حضرت کی خدمت میں بغداد پہنچے۔ خود ان کا بیان ہے کہ میں نے شیخ عبد القادر رح جیسا جلال کسی میں نہیں دیکھا۔ انہوں نے مجھے حکم دیا کہ میرے خلوت خانہ کے دروازے پر بیس دن بیٹھو۔ میں نے حکم کی تعمیل کی۔ بیس دن پورے ہوئے تو آپ نے اپنے قبلہ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا ابو صالح! ادھر دیکھو۔ میں نے دیکھا تو اپنے آپ کو عین بیت اللہ کے سامنے پایا۔ پھر فرمایا اس طرف دیکھو۔ میں نے دوسری طرف دیکھا تو اپنے شیخ ابو مدین رح کو کھڑا پایا۔ پھر آپ نے مجھ سے پوچھا "اب تم بیت اللہ جانا چاہتے ہو یا اپنے شیخ کے پاس بجا" میں نے عرض کی "اپنے شیخ کے پاس"۔ پھر فرمایا "ایک قدم میں جانا چاہتے ہو یا جس طرح آئے تھے ویسے ہی؟" میں نے عرض کیا جس طرح آیا تھا ویسے ہی جاؤں گا۔"

(تذکرہ سیدنا غوث اعظم صفحہ ۱۸۸-۱۸۹)

ناشر۔ شعاع ادب لاہور

رضا خانی عقیدہ ہے کہ ایک بزرگ اپنے شیخ کے حکم کے مطابق حضرت پیرانِ پیر سے فقر کی تعلیم حاصل کرنے کے لئے حاضر ہوئے۔ فقر کا کورس پورا کرنے کے بعد حضرت پیرانِ پیر نے حاضر ہونے والے کو فرمایا کہ قبلہ کی طرف دیکھو۔ جب دیکھا تو بیت اللہ کو اپنے سامنے پایا گویا کہ بیت اللہ منتقل ہو کر ولی کی خدمت میں حاضر ہوا۔ پھر دوسری طرف دیکھنے کا حکم دیا تو اس ولی نے اپنے شیخ کو پایا۔ بعدہٗ پیرانِ پیر نے دریافت فرمایا کہ ایک قدم میں اپنے شیخ کی خدمت میں جانا چاہتے ہو یا جیسے آئے ہو۔ جواب دیا جیسے آیا ہوں۔

بقول رضا خانیوں کے کہ حضرت پیرانِ پیر کو اختیار حاصل ہے کہ وہ بیت اللہ کو منتقل کر کے ایک ولی کی خدمت میں حاضر کر دیں لیکن تعجب ہے اس بات پر کہ جب امام الانبیاء حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک خواب دیکھا کہ آپ اور آپ کے کچھ اصحاب مکہ مکرمہ میں امن کے ساتھ داخل ہوئے اور عمرہ کر کے بعض اصحاب نے سر منڈایا اور بعض نے کتروایا۔ یہ خواب سنتے ہی دلوں میں جو بیت اللہ کی محبت اور شوق کی چنگاری دبی ہوئی تھی وہ بھڑک اٹھی اور زیارت بیت اللہ کے شوق نے سب کو بے چین اور بے تاب کر دیا۔

یوم دو شنبہ یکم ذی القعدہ ۶ھ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بقصد عمرہ مدینہ منورہ سے مکہ معظمہ کا قصد فرمایا۔ تقریباً پندرہ سو مہاجرین اور انصار آپ کے ہمراہ تھے۔ ذوالحلیفہ پہنچ کر ہدی کے قلادہ ڈالا اور اشعار کیا عمرہ کا احرام باندھا اور بسر بن سفیان کو جاسوس بنا کر قریش کی خبر معلوم کرنے

کے لئے آگے روانہ فرمایا۔ چونکہ ارادہ جنگ کا نہ تھا اس لئے کسی قسم کا سامانِ حرب اور سلاحِ جنگ ساتھ نہیں لیا۔ صرف اتنے ہتھیار ساتھ رکھے جتنا کہ مسافر کو ضروری اور لازمی ہے اور وہ بھی نیام میں۔ جب آپ عذیر الشطاط پر پہنچے تو آپ کے جاسوس نے آپ کو یہ اطلاع دی کہ قریش نے آپ کی خبر پاتے ہی لشکر جمع کیا ہے اور آپ کے مقابلہ کے لئے نکل گئے ہیں اور یہ عہد کیا ہے کہ آپ کو کہ مکرمہ میں داخل نہ ہونے دیں گے اور یہی ہوا کہ قریش مکہ نے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب کو مکہ مکرمہ میں داخل نہ ہونے دیا۔

حضرات گرامی! اب آپ ہی سوچیں اور سمجھیں اور رضاخانی اہل بدعت کے عقیدے پر خون کے آنسو روئیں کہ امام الانبیاء حبیب کبریا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تو حق تعالیٰ نے حدیبیہ کے مقام پر بیت اللہ منتقل نہیں فرمایا اور ایک ولی کے لئے شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے بیت اللہ کو منتقل کر دیا یہ کس قدر مضحکہ خیز بات ہے کہ شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ میں خالقِ کائنات سے زیادہ قوت ہے؟

رضاخانیوں کا اس سے اور مقصد ہی کیا ہو سکتا ہے۔ یہ بدقماش لوگ جب ہی کوئی بات کریں گے تو پیرانِ پیر رحمۃ اللہ علیہ کو پوری کائنات کا مالک، و خالق، کارساز ثابت کریں گے جو صریح کفر ہے۔

آفتاب رو بہ قبلہ ہو گیا

ایک دفعہ آپ کی شہرت سُن کر جیلان سے تین بزرگ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ دیکھا کہ آپ کا خادم آپ کے سامنے کھڑا ہے اور

آپ کا آفتابہ رو بہ قبلہ نہیں ہے۔ ان بزرگوں کے دل میں کچھ کراہت پیدا ہوئی کہ آپ کی شہرت تو چار دانگ عالم میں پھیلی ہوئی ہے لیکن آفتابہ کے رو بقبلہ ہونے کا خیال نہیں۔ معاً آپ نے خادم کی طرف نظر اٹھائی۔ وہ بے ہوش ہو کر گر پڑا اور آفتابہ فوراً خود بخود رو بقبلہ ہو گیا۔ یہ بزرگ شرمندہ ہو گئے اور آپ سے معذرت کی۔

(تذکرہ سیدنا غوث اعظم صفحہ ۱۹۳)

ناشر۔ شعاع ادب۔ لاہور

رضاخانی اہل بدعت واقعہ مذکورہ سے حضرت پیران پیر کی رفعت و منقبت ثابت کرنے کے لئے بے بنیاد واقعات پیش کرتے ہیں۔ حالانکہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی ولایت سب کو مسلم ہے بلکہ اولیاء کرام کے سردار ہیں لیکن حضرت پیر صاحب کو ڈرامہ بنا کر لوگوں کے سامنے پیش کرنا کہاں کی شرافت و دیانت ہے۔

رضاخانیو! ذرا عقل کے ناخن لو اور ہوش میں آؤ کہ تم آئے دن کیا کیا گل کھلا رہے ہو۔

مستقبل کا پتہ بتا دیا؟

ابوالحجر الحرانی رح کا بیان ہے کہ ایک دفعہ میں حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رح کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنی جائے نماز بچھا کر آپ کے قریب بیٹھ گیا۔ آپ نے مغایری طرف دیکھا اور فرمایا تمہیں ایک دن بادشاہ کا قرب نصیب ہوگا اور سلطنت میں بڑا رتبہ

ملے گا۔ جب میں حران واپس آیا تو سلطان نور الدین شہیدؒ نے مجھے اپنا مصاحب بنا لیا اور پھر ناظم اوقاف کے عہدہ پر مقرر کر دیا۔ اس وقت مجھے سیدنا غوث اعظمؒ کا قول یاد آیا۔

(تذکرہ سیدنا غوث اعظم صفحہ ۱۹۳)

ناشر۔ شعاع ادب۔ لاہور

مندرجہ بالا عبارت سے رضا خانی یہ ثابت کرنے کی مذموم حرکت کرتے ہیں کہ حضرت شیخ عبد القادر جیلانیؒ نے مستقبل کا پتہ بتا دیا حالانکہ اس عبارت سے مستقبل کی خبر جان لینا قطعاً ثابت نہیں ہوتا۔ بعض اوقات انسان کوئی بات زبان سے نکالے تو کبھی ویسے ہی ہو جاتی ہے۔ لیکن اس قسم کی بات کو مستقبل پر فٹ کرنا بہت بڑی حماقت ہو گی

مستقبل کی خبریں دینا حق تعالیٰ کی شان ہے۔ ہاں مخلوق میں سے حق تعالیٰ اپنے برگزیدہ گروہ انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کو بذریعہ وحی مستقبل کی باتوں سے باخبر کرتے ہیں۔ لیکن وہ بھی حق تعالیٰ کے بتلانے سے بغیر بتلائے کچھ معلوم نہیں ہوتا۔

فلسفہ کو قرآن میں بدل دیا؟

شیخ ابو المظفر منصور بن المبارکؒ کا بیان ہے کہ اوائل شباب میں مجھے علم فلسفہ میں بہت دلچسپی تھی اور اس علم کی کتابیں پڑھ پڑھ کر میرے خیالات بھی فلسفیانہ ہو گئے تھے۔ ایک دن میں فلسفہ کی ایک کتاب ہاتھ میں لئے سیدنا غوث اعظمؒ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے مجھے دیکھتے ہی فرمایا منصور یہ کتاب تیرا بُرا ساتھی ہے اسے

چھوڑ دو۔ مجھے اس کتاب اور اس کے مندرجات سے بڑی دلچسپی تھی۔ میں حضرتؒ کے ارشاد کی تعمیل میں تامل کیا۔ آپ نے فرمایا اسے کھولو۔ جب میں نے کتاب کھولی تو دیکھا کہ تمام حروف غائب ہیں اور وہ کتاب محض سفید اوراق کا مجموعہ ہے۔ آپ نے کتاب میرے ہاتھ سے لے لی اور اس کی ورق گردانی کرتے ہوئے فرمایا یہ فضائلِ قرآنی کی کتاب ہے اور ابن الغزلیں کی تصنیف ہے۔ میں نے اب جو اس کتاب کو دیکھا تو فی الواقع وہ فضائل قرآنی کی کتاب تھی اور نہایت خوش خط لکھی ہوئی تھی۔ میں حیران رہ گیا۔ آپ نے فرمایا "منصور! توبہ کرو۔ جو بات دل میں نہ ہو وہ زبان سے کبھی نہ کہو"۔ میں نے عرض کیا "میں سچے دل سے توبہ کرتا ہوں"۔ اس کے بعد جب میں وہاں سے اٹھا تو فلسفہ کے تمام علوم میرے دل سے محو ہو چکے تھے۔

(تذکرہ سیدنا غوثِ اعظم صفحہ ۱۹۴)

ناشر۔ شعاع ادب۔ لاہور

واقعہ مذکور حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی کرامت ہے اور اہل سنت وجماعت علمائے دیوبند اولیائے کرام کی کرامات کے قائل ہیں۔ ولی کے ہاتھ پر کرامت کے ظہور سے یہ قطعاً لازم نہیں آتا کہ ولی اختیار رکھتا ہے۔ حالانکہ جو خود پیدا ہوا ہو وہ مختار کیسے ہو سکتا ہے۔ رضاخانیوں نے مخلوق کو مختار کل کا سرٹیفکیٹ جاری کرنے کو مداری کا کھیل سمجھ رکھا ہے۔ ان بدقسمت لوگوں کو شریعتِ اسلامیہ کا کوئی پاس نہیں۔ یہ اپنی من مانی کرتے ہیں اور اپنی عقل کے مطابق دینِ اسلام کو ڈھالنے کے چکر میں رہتے ہیں۔ جو کہ

ابلیسی آئین ہے۔

طویل عمر کی بشارت دی؟

رضاخانی اہلِ بدعت کا عقیدہ ہے کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک شخص کے سوال کے جواب میں فرمایا کہ تم طویل العمر ہو۔ چنانچہ ایسے ہی ہوا۔ عبارت ملاحظہ فرمائیں:۔

"آپ کے خادم شیخ ابوعبداللہ محمد بن ابوالفتح السہروریؒ کا بیان ہے کہ حضرت مجھے ہمیشہ محمد طویل کے نام سے پکارا کرتے تھے۔ حالانکہ میرا قد طویل نہیں تھا۔ ایک دن میں نے عرض کیا: "سیدی! میں تو لوگوں سے چھوٹا ہوں، آپ مجھے طویل فرماتے ہیں"۔ فرمایا: "تو طویل العمر ہے"۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ شیخ ابوعبداللہ محمد ایک سو تنتیس برس تک جیئے۔

(تذکرہ سیدنا غوثِ اعظم صفحہ ۱۵۱)

ناشر۔ شعاع ادب۔ لاہور

واقعہ مذکور سے رضاخانی کوتاہ فہم حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ حضرت پیر صاحب غیب دان ہیں اور مستقبل میں تمام پیش آنے والے واقعات سے باخبر ہیں۔ حتیٰ کہ اپنے مریدین کے خطرات قلبی و اچھے بُرے اعمال کو بھی جانتے ہیں۔ غرض ان سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں۔ ان کو خدا تعالیٰ نے سیاہ و سفید کا مالک بنا دیا ہے۔ حالانکہ یہ عقیدہ قرآن کے بھی خلاف ہے اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے بھی خلاف ہے۔

اگر رضاخانی اہل بدعت واقعہ مذکورہ سے حضرت پیران پیر کو غیب دان مانتے ہیں تو پھر دریافت طلب امر یہ ہے کہ ماں اپنے بچے کو پیار سے کہہ دیتی ہے کہ بیٹا! اللہ تعالیٰ تمہاری عمر دراز کرے یا کوئی باپ اپنی اولاد میں سے کسی کو کہہ دے کہ بیٹا! اللہ تعالیٰ تمہیں طویل العمر بنائے تاکہ تم بڑھاپے کی حالت میں میرے کام آسکو۔ تو والدین کے کہنے کے مطابق بیٹا طویل العمر ہو جائے تو کیا بچے کے والدین کو بھی غیب دان مان لیا جائے گا؟ کیونکہ انہوں نے کہا کہ بیٹا! اللہ تمہیں طویل العمر کرے۔ حالانکہ والدین کے کہنے سے عمر تو لمبی نہیں ہو سکتی۔ ہاں اتنا کہہ دینے سے حق تعالیٰ بچے کی عمر میں برکت فرما دیتے ہیں والدین کی دعا کی برکت سے بچہ جتنی زندگی گزارتا ہے۔ سکھ و چین و عزت و وقار سے گزارتا ہے۔

بصورت دیگر اگر کوئی شخص بس سٹاپ پر کھڑا ہو اور کوئی دوسرا شخص یہ کہہ دے کہ یہ آدمی ابھی بس پر بیٹھ کر چلا جائے گا تو دوسری دیر کے بعد یہ شخص بس پر بیٹھ کر چلا جاتا ہے تو کیا اس کہنے والے شخص کو غیب دان کہا جائے گا۔؟ یا کوئی آدمی علم کیافہ سے کہتا ہے کہ دیوار بوسیدہ لہٰذا گر جائے گی تو وہ دیوار گر گئی تو ایسے شخص کو غیب دان کہا جائے؟

رضاخانی شیاطین کی عقل کا جنازہ نکل چکا ہے کہ پہلی بات تو یہ ہے کہ واقعہ مذکورہ آپ کے خادم شیخ ابو عبداللہ محمد بن الفتح سے کسی معتبر کتاب میں ثابت ہی نہیں۔ اگر بالفرض بقول اہل بدعت کے اس واقعہ کو مان ہی لیا جائے کہ حضرت شیخ جیلانی رح کے طویل العمر کہنے سے وہ شخص طویل العمر ہو کر ایک سو سنتیس سال عمر پا کر دنیا سے رخصت ہوا حضرات گرامی! پیر صاحب نے بطور شفقت فرما دیا ہوگا کہ تم طویل العمر ہو گے تو اتفاقاً اس کی عمر طویل

ہوئی تو اس سے یہ مطلب اخذ کرنا کہ حضرت پیرانِ پیر رحمۃ نے زبان سے طویل العمر کہہ دیا۔ لہٰذا یہ خدائی حکم کی حیثیت رکھتا ہے سراسر باطل ہے۔ کیونکہ بعض اوقات انسان کوئی بات ویسے ہی کہہ دیتا ہے لیکن وہ بالکل درست ثابت ہو جاتی ہے تو کیا اس پر بھی غیب دانی کا عقیدہ رکھا جائے۔؟

رضا خانیو! ذرا ہوش میں آؤ اور آنکھوں سے شرک و بدعت کی عینک اتار کر سوچو اور سمجھو کہ اگر کوئی ولی بذریعہ کشف کوئی بات بتلا بھی دے تو دوسروں کے لئے اس پر عقیدہ رکھنا تو درکنار صاحبِ کشف کے لئے بھی وجہت و دلیل نہیں ہوتا۔ بہر حال عالم الغیب فقط حق تعالیٰ کی ذات ہے۔

چھت گرنے کی اطلاع دی؟

ایام محرم ۵۵۹ھ میں ایک دن سیدنا غوثِ اعظم رح اپنے مہمان خانہ میں تشریف فرما تھے۔ تین سو کے قریب لوگ بھی آپ کی خدمت میں حاضر تھے۔ یکایک آپ اُٹھ کر مہمان خانہ سے باہر تشریف لے گئے اور تمام لوگوں کو باہر آنے کے لئے پکارا۔ سب لوگ دوڑ کر باہر آئے۔ ان کا باہر آنا تھا کہ اس مکان کی چھت دھڑام سے گر پڑی۔ آپ نے فرمایا "میں بیٹھا ہوا تھا کہ مجھے غیب سے اطلاع دی گئی کہ اس مکان کی چھت گرنے والی ہے۔ چنانچہ میں باہر آگیا اور آپ لوگوں کو بھی اپنے پاس بلا لیا کہ کوئی دب نہ جائے۔

(تذکرہ سیدنا غوثِ اعظم صفحہ ۱۵۱)

ناشر۔ شعاع ادب۔ لاہور

اس واقعہ سے رضاخانی اہلِ بدعت مذہبی فضا کو متعفن کرنے کی مذموم حرکت کرتے ہیں کہ حضرت پیرانِ پیر مستقبل میں پیش آنے والی ہر مصیبت سے مطلع فرماتے اور آپ غیب دانی میں مہارت تامہ کے مالک ہیں۔ اگر رضاخانیوں کو شرک و بدعات سے فرصت مل جائے تو قرآن کریم کا مطالعہ کرنے سے یہ بات اظہر من الشمس واضح ہو جائے گی کہ مخلوق کے متعلق اس قسم کے عقائد رکھنا پرلے درجے کی حماقت ہے اور قرآنی تعلیمات سے انحراف کرنا اور اپنے آپ کو جہنم کا ایندھن بنانا ہے۔

علاوہ ازیں اگر رضاخانی اعلیٰ حضرت مولوی احمد رضاخان بریلوی غضب اللہ علیہ کی تعلیمات میں اپنے آپ کو اس قدر فنا کئے ہوئے ہیں کہ ان کو قرآن کا مطالعہ کرنے کی قطعاً فرصت نہیں تو پھر مندرجہ ذیل واقعہ کا جواب دیں۔

بندہ ناچیز حقیر فقیر پرتقصیر ایک مرتبہ اپنے فاضل دوست حضرت مولانا قاری گلزار احمد عیب اور حضرت مولانا حافظ قاری سعید احمد کے ساتھ موڈسمن آباد لاہور ایک ہوٹل میں کھانا کھانے بیٹھے تو بندہ کے منہ سے یہ بات نکل گئی کہ وہ سامنے دیوار پر دراڑیں پڑی ہوئی ہیں۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ ہمارے اوپر گر جائے اور باہر بیٹھ کر کھانا کھائیں گے۔ ہم ابھی اٹھ کر باہر نکلے ہی تھے کہ فوراً ہوٹل کی دیوار گر گئی۔ تو رضاخانی اہل بدعت سے سوال ہے کہ بندہ ناچیز کے متعلق غیب کا عقیدہ رکھو گے؟

ماھو جوابکم فھو جوابنا۔

اہل سنت وجماعت علمائے دیوبند کا عقیدہ ہے۔

عَالِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ (پ۲۸)

بارش موقوف ہوگئی!

رضا خانی اہل بدعت حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی شان میں یوں غلو کرتے ہیں :۔

"ایک دن سیدنا غوث اعظمؒ اپنے مدرسہ میں وعظ فرما رہے تھے۔ سامعین ہزاروں کی تعداد میں جمع تھے۔ یکایک سیاہ بادل گھر آئے اور موسلا دھار بارش شروع ہو گئی۔ لوگ بارش سے بچنے کے لئے منتشر ہونے لگے۔ آپ نے آسمان کی طرف نظر کی اور کہا: مولائے کریم میں تیرے بندوں کو جمع کرتا ہوں اور تو ان کو منتشر کرتا ہے۔ معاً بارش تھم گئی اور لوگ جم کر بیٹھ گئے۔ شیخ عدی بن مسافرؒ اور حضرت کیمانیؒ جو اس موقع پر موجود تھے بیان کرتے ہیں کہ مدرسہ کے اندر جہاں تک سامعین موجود تھے بارش کا ایک قطرہ بھی نہیں گرتا تھا۔ لیکن مدرسہ کے باہر بارش بدستور جاری رہی"

(تذکرہ سیدنا غوث اعظمؒ صفحہ ۱۵۰)

ناشر۔ شعاع ادب۔ لاہور

واقعہ مذکور کسی معتبر کتاب سے ہرگز ثابت نہیں اور اس قسم کے بے بنیاد اور من گھڑت واقعات کو پیش کرنے سے حضرت پیران پیر کا صاحب تصرف اور مختار کل ہونا قطعاً ثابت نہیں ہوتا۔ زیادہ سے زیادہ کھینچ تان کر واقعہ مذکور ثابت بھی ہو جائے تو یہ حضرت شیخ جیلانیؒ کی کرامت ہوگی اور کرامت خرق عادت ہوتی ہے اس میں ولی کا کوئی عمل دخل نہیں ہوتا۔ حق تعالیٰ اپنے نیک بندوں میں سے جس کے ہاتھ پر چاہیں تو ظاہر فرما دے اور حق تعالیٰ

کی مرضی اور چاہنے کے بغیر ہرگز صادر نہیں ہو سکتی۔ معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ ہی کرامت کو ظاہر کرنے والے ہیں ولی کو کچھ اختیار نہیں۔ اور اس بات کو ہوا دینا کہ جس جگہ حضرت پیران پیر وعظ فرماتے تھے اس جگہ پر بارش کی ایک بوند تک نہ گرتی تھی اور بقیہ جگہ پر بارش بدستور ہوتی رہتی تھی اور جب حضرت شیخ اپنے خاص مُوڈ میں آکر کہنے لگے کہ اے اللہ! میں اپنے بندوں کو وعظ کے لئے جمع کرتا ہوں اور تو ان کو منتشر کرتا ہے تو حضرت پیران پیر کے ابھی جملے ختم ہی ہونے تھے کہ بارش تھم گئی۔

رضاخانی اہل بدعت ایسی بیہودہ اور لغویات کو ذکر کر کے سادہ لوح مسلمانوں کے ذہنوں میں یہ بات ڈالتے ہیں کہ جو بات حضرت پیران پیر فرمادیں بس وہی ہوتی ہے۔ گویا کہ اہل بدعت کے بقول ساری کائنات پر حضرت پیران پیر کا قبضہ ہے اور ہر چیز پر حضرت شیخ جیلانی رح کا حکم چلتا ہے اور بغیر حضرت پیران پیر کی مرضی کے ایک پتہ نہیں گرتا اور تمام کائنات کا نظام حضرت پیر صاحب خود چلا رہے ہیں / اسی لئے رضاخانی اہل بدعت یوں حضرت پیران پیر سے استعانت طلب کرتے ہیں:۔

امداد کن امداد کن　　از بندہ غم آزاد کن
در دین و دنیا شاد کن　　یا شیخ عبد القادرا

قبلہ اہل صفا حضرت غوث الثقلین
دستگیر ہمہ جا حضرت غوث الثقلین

(تذکرہ سیدنا غوث الثقلین صفحہ ۱۵)

عصائے مبارک روشن ہو گیا؟

شیخ ابو عبدالملک قزّاز رح کا بیان ہے کہ ایک رات میں مدرسہ عالی میں کھڑا تھا۔ اتنے میں سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رح وہاں تشریف لائے۔ آپ کے دستِ مبارک میں عصا تھا۔ آپ کو دیکھ کر میرے دل میں خواہش پیدا ہوئی کہ اس وقت آپ کی کوئی کرامت دیکھوں۔ معاً آپ میری طرف دیکھ کر مسکرائے اور اپنا عصائے مبارک زمین میں گاڑ دیا۔ وہ روشن ہو کر چمکنے لگا اور مدرسہ میں ہر طرف روشنی پھیل گئی۔ ایک گھنٹہ تک عصائے مبارک اسی طرح چمکتا رہا۔ پھر آپ نے اسے زمین سے اٹھالیا تو جیسا تھا ویسا ہی ہو گیا۔

(تذکرہ سیدنا غوثِ اعظم صفحہ ۱۵۴)

ناشر۔ شعاع ادب۔ لاہور

رضاخانی فرقہ شریعتِ اسلامیہ کا اس قدر باغی ہو چکا ہے کہ معمولی سی بات کو یوں بڑھا چڑھا کر پیش کرتے ہیں کہ گویا کہ پُر کا پرندہ بنا دیتے ہیں تاکہ لوگ یہ سمجھیں کہ جب حضرت پیرانِ پیر اپنے عصا سے روشنی پیش کر سکتے ہیں تو کیا وہ مشکل کشائی و حاجت روائی نہیں فرما سکتے؟۔ جب ہی رضاخانی حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رح کی کوئی کرامت بھی بیان کریں تو ان کا مدعا یہ ہوتا ہے کہ لوگ حضرت شیخ صاحب کو صاحبِ تصرف اور مختارِ کل سمجھیں اور یہ عقیدہ رکھیں کہ جب ہی مصیبت و صعوبت کے وقت پکارو تو یا شیخ عبدالقادر اغثنی کہو۔ حالانکہ یہ کھلا شرک ہے۔

جن بھاگ گیا؟

ایک دفعہ ایک شخص آپ کی خدمت میں اصفہان سے حاضر ہوا۔ اور عرض کیا کہ یا حضرت میری بیوی کو اکثر مرگی کے دورے پڑتے ہیں۔ بہت علاج کئے لیکن کسی سے کچھ افاقہ نہ ہوا۔ آپ نے فرمایا یہ مرگی نہیں ہے بلکہ سراندیپ کا ایک شریر جن خانس تیری بیوی کو ستاتا ہے۔ اب تو گھر جا اور جب تیری بیوی کو دورہ پڑے تو اس کے کان میں کہنا۔ عبدالقادر جو بغداد میں رہتا ہے تجھ سے کہتا ہے کہ پھر نہ آنا مارا جائے گا۔ اس شخص نے ایسا ہی کیا اور اس کی بیوی بالکل شفایاب ہوگئی۔ دس سال بعد وہ پھر بغداد آیا اور بیان کیا کہ جس دن سے میں نے حضرت کے ارشاد کے مطابق عمل کیا ہے میری بیوی کو کبھی دورہ نہیں پڑا۔

(تذکرہ سیدنا غوث اعظم۔ صفحہ ۱۵۲)

ناشر۔ شعاع ادب۔ لاہور

رضا خانیو اکس قدر تمہارے اوپر حق تعالیٰ کی پھٹکار پڑ رہی ہے کہ تم کس طرح بے باکی سے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف مشرکانہ تعلیم کی نسبت کر رہے ہو۔ حالانکہ حضرت شیخ صاحب بہت بڑے موحد اور سید الاولیاء ہیں۔ وہ شریعت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے خلاف ہرگز تعلیم نہیں دے سکتے۔ ولی کامل کی علامت یہ ہے کہ اس کا قول و فعل شریعت اسلامیہ کے خلاف نہیں ہوگا بلکہ عین مطابق ہوگا۔

اہل سنت وجماعت علمائے دیوبند کا عقیدہ ہے کہ حضرت پیران پیر سے

یہ قطعاً منقول نہیں کہ انہوں نے اس شخص کو یہ فرمایا ہو کہ جب دورہ پڑے تو یہ کہنا کہ عبدالقادر بلکہ شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیفات سے اس بات کا واضح ثبوت ملتا ہے کہ جب ہی مصیبت کے وقت پکارو تو اللہ ہی کو پکارو۔ وہی خالق حاجات کا پورا کرنے والا ہے اور تمام زندگی حضرت پیران پیر اپنی حاجات میں اس وحدہٗ لاشریک کو پکارتے رہے۔ تو یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ وہ مشرکانہ تعلیم دیں، ہرگز نہیں دے سکتے۔ رضاخانی اہل بدعت جب ہی پناہ لیتے ہیں تو اغیار کے سائے میں پناہ لیتے ہیں جو کہ گمراہی ہے۔

لاغر اونٹنی برق رفتار بن گئی!

ایک دن شیخ ابوحفص عمر بن صالح حدادی اپنی اونٹنی لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ میرا حج پر جانے کا ارادہ ہے لیکن میری یہ اونٹنی نہایت لاغر ہے اور طویل سفر کرنے سے معذور ہے اور کوئی سواری میرے پاس نہیں ہے۔ آپ نے یہ سن کر اپنا ہاتھ اس اونٹنی کی پیشانی پر رکھا اور اپنے قدم مبارک سے اسے ایک ٹھوکر لگائی۔ شیخ ابوحفص کا بیان ہے کہ اس کے بعد وہ اونٹنی نہایت توانا ہو گئی اور برق رفتاری میں سب اونٹنیوں پر بازی لے گئی۔

(تذکرہ سیدنا غوث اعظم۔ صفحہ ۱۵۹)

ناشر۔ شعاع ادب۔ لاہور

واقعہ مذکور بیان کرنے سے یہ قطعاً ثابت نہیں ہوتا کہ شفا کا ڈیو حضرت شیخ

عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ہے۔ ہر مسلمان کو یہ عقیدہ رکھنا ضروری ہے کہ شفاء کا ڈپو خالقِ کائنات کے پاس ہے۔ وہ ذات جس کو چاہے شفاء دے دے اور جس کو چاہے شفاء سے محروم رکھے۔ شفاء اور بیماری اس ذاتِ قدیم کے اختیار میں ہے۔ رضاخانیوں کا یہ عقیدہ کہ حضرت پیر صاحب کے پاؤں کی ٹھوکر سے شفاء حاصل ہوئی۔ یہ امام الانبیاء حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کے خلاف ہے۔ اس قسم کے واقعات کو ذکر کرنے سے اہل بدعت کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ حضرت پیرانِ پیر مریضوں کو شفاء دینے پر بھی قدرت رکھتے ہیں۔ حالانکہ یہ اہلِ بدعت کا زعم فاسد ہے۔

پیرانِ پیر کا پانی پر چلنا

ایک دفعہ سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رح کئی دن تک بغداد سے غائب رہے۔ اہلِ بغداد بہت مضطرب ہوئے اور آپ کی جستجو کرنے لگے۔ کسی شخص نے آکر بتایا کہ میں نے آپ کو دریائے دجلہ کی طرف جاتے دیکھا ہے۔ لوگوں کا ایک انبوہِ کثیر دریا پر پہنچا۔ دیکھا کہ آپ دریا کے پانی پر چل کر ہجوم کی طرف آرہے ہیں اور ہزارہا مچھلیاں انبوہ در انبوہ آکر آپ کے پاؤں چوم رہی ہیں۔ اتنے میں نماز کا وقت ہوگیا۔ لوگوں نے دیکھا کہ ایک بہت بڑی سبز جائے نماز آپ کے عین سامنے ہوا میں معلق ہوگئی۔ اس پر دو سطریں لکھی ہوئی تھیں۔ ایک سطر میں آلا اِنَّ اَوْلِیَاءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ۔

اور دوسری سطر میں سَلَامٌ عَلَیْکُمْ اَھْلَ الْبَیْتِ اِنَّہٗ

حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔ لکھا ہوا تھا۔

آپ اس جائے نماز پر کھڑے ہو گئے اور بہت سے افراد غیب سے نمودار ہو کر آپ کے پیچھے صفیں باندھ کر کھڑے ہو گئے۔ ان لوگوں کے چہرے نہایت باوقار تھے اور آنکھیں پُرنم تھیں۔ اہلِ بغداد نے بھی اب کنارے پر اپنی صفیں آپ کے پیچھے باندھ لیں اور سب نے عجیب کیف و سرور کے عالم میں نماز ادا کی۔ نماز کے بعد آپ نے یہ دعا بلند آواز میں پڑھی:۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ حَبِیْبِکَ وَ خَیْرَتِکَ مِنْ خَلْقِکَ اِنَّکَ لَا تَقْبِضُ رُوْحَ مُرِیْدٍ اَوْ مُرِیْدِہٖ اِلَّا ذَدَابِیْ اِلٰی تَوْبَۃٍ۔

ترجمہ:۔ "الٰہی تیرے حبیب اور بہترین خلائق حضور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو وسیلہ بنا کر تیری بارگاہ میں التجا کرتا ہوں کہ تو میرے مریدوں کے مریدوں کی روح توبہ کے بغیر قبض نہ کرے۔"

اس وقت آپ کے لبوں پر سے ایک سبز رنگ کا نور نکل رہا تھا جس کا رُخ آسمان کی جانب تھا۔ دعا کے خاتمہ پر رجال الغیب نے آمین کہی اور غیب سے سب لوگوں نے یہ آواز سُنی۔

اَبْشِرْ فَاِنِّیْ قَدِ اسْتَجَبْتُ لَکَ۔

ترجمہ:۔ "خوش ہو جاؤ۔ میں نے تمہاری دعا قبول کر لی۔"

(تذکرہ سیدنا غوث اعظم۔ صفحہ ۱۵۹-۱۶۰)

ناشر۔ شعاعِ ادب۔ لاہور

رضاخانی لونچڑوں نے قصہ مذکور میں حضرت عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ

کی طرف ایک بہت بڑا جھوٹ منسوب کیا ہے۔ لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكَاذِبِيْنَ۔

رضا خانی یہ ابلیسی آئین کے پیروکار ہیں اس لیے ان کے منہ سے سچی بات کا نکلنا دشوار ہو چکا ہے۔ یہ جب بھی بات کریں گے تو شریعت اسلامیہ کے قوانین کو پس پشت ڈال کر من گھڑت قصے اور بے بنیاد باتیں بیان کریں گے جن کا دینِ اسلام کے ساتھ دُور کا بھی واسطہ نہ ہو۔ جب ہی اہلِ بدعت نے پیرانِ پیر رحؒ کے متعلق گفتگو کی تو حضرت پیر صاحب کو ایک خدائی انداز میں پیش کرتے ہیں اور سادہ لوگ یہ سمجھنے پر مجبور ہو جاتے ہیں کہ اب ہم حضرت پیرانِ پیر رحؒ کو خالق سمجھے یا مخلوق۔

علاوہ ازیں اہلِ بدعت نے حضرت پیر صاحب رحؒ کی مدح سرائی میں ایک من گھڑت قصہ کا سہارا لیا ہے کہ حضرت پیر صاحب رحؒ بغداد سے کئی دن غائب رہے تو بہت تلاش کے بعد علم ہوا کہ حضرت پیر صاحب تو دجلہ پر تشریف فرما ہیں۔ جب لوگ دجلہ کی طرف گئے تو لوگوں نے دیکھا کہ حضرت پیر صاحب پانی پر چل رہے ہیں اور مچھلیاں ان کے قدموں کو بوسہ دے رہی ہیں۔ پھر نماز کا وقت ہوا تو لوگوں نے ان کے عین سامنے سبز رنگ کی ایک جائے نماز دیکھی۔ اس پر دو سطریں تحریر تھیں۔ پھر آپ اس جائے نماز پر کھڑے ہو گئے اور غیب سے بہت سے افراد نے آپ کے پیچھے صفیں باندھ کر نماز ادا کی اور آپ کو تلاش کرنے والوں نے بھی دجلہ کے کنارے آپ کی اقتدا میں نماز کی نیت باندھ لی اور بعد فراغت نماز کے حضرت پیرانِ پیر رحؒ نے دعا کی کہ اے اللہ! میرے مریدوں کو اور مریدوں کے مریدوں کو بغیر توبہ کے نہ مارنا تو اس پر رجال الغیب سے آمین کی آواز آئی اور یہ

آواز غیب سب لوگوں نے سُنی۔ یہ تمام واقعہ مذکور اوّل تا آخر لفظ بلفظ جھوٹ پر مبنی ہے۔ کیونکہ یہ واقعہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کی تعلیمات کے خلاف ہے کیونکہ اولیائے کرام کا اسلامی تعلیمات پر مکمل عمل ہوتا ہے۔ کوئی بات بھی جو کہ خلافِ شرع ہو ان سے ہرگز صادر نہیں ہوتی۔ اکثر باتیں رضاخانی اہلِ بدعت نے کرامات کا نام دے کر حضرت پیران پیر رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب کر دی ہیں۔ اہلِ بدعت اس قدر دیوث ہو چکے ہیں کہ اولیائے کرام میں خدائی صفات مانتے ہیں اور اس عقیدے کا برملا اظہار کرتے ہیں کہ اولیائے کرام ہر وقت ہر جگہ جو کوئی انہیں اپنی مصیبت و حاجت میں پکارے گا اولیائے کرام پکارنے والے کی حاجت روائی و مشکل کشائی کرتے ہیں۔ جو کہ قرآنی تعلیمات کے صریح خلاف ہے۔ لیکن جو واقعات، کاذبہ کو فلاح دارین سمجھے اس کا کیا علاج ہے۔

عذابِ قبر سے نجات؟

ایک دن بغداد کا ایک باشندہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: یا حضرت! آج میں نے اپنے والد مرحوم کو خواب میں دیکھا وہ عذاب میں مبتلا تھے اور کہہ رہے تھے کہ شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کی خدمت میں حاضر ہو کر میرے لئے دعائے مغفرت کراؤ۔ آپ نے یہ سُن کر نہایت خشوع و خضوع سے اس شخص کے والد کے حق میں دعا فرمائی۔ دوسرے دن وہ شخص پھر حاضر ہوا اور کہنے لگا یا حضرت! آج میں نے خواب میں اپنے والد کو نہایت عمدہ حالت میں دیکھا وہ سبز لباس میں ملبوس تھے اور نہایت شاداں و فرحاں

تھے۔ انہوں نے مجھے بتایا کہ اللہ تعالیٰ نے شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی دعا کی بدولت مجھے عذابِ قبر سے نجات دی اور اپنی رحمتوں سے نوازا۔

(تذکرہ سیدنا غوث اعظم۔ صفحہ ۱۴۹)

ناشر۔ شعاعِ ادب۔ لاہور

رضاخانی شاطر و عیار ہونے میں اپنی مثال آپ ہیں کہ واقعہ مذکور میں حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ کسی اور ولی کا نام کیوں نہیں لیا گیا کیونکہ اہلِ بدعت اپنے زعم فاسد کی بنا پر یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ سے اللہ تعالیٰ نے پختہ وعدہ کیا ہے کہ جو تیرا نام لے گا یا جو تیرا مرید ہو گا یا تیرے مرید کا مرید ہو گا اس کو عذاب نہ دوں گا۔ بس یہی وجہ ہے جس کی وجہ سے حضرت پیرانِ پیر کا نام استعمال کیا گیا ہے ورنہ اس وقت اور بھی تو اولیائے کرام موجود تھے۔ کسی اور ولی کا نام کیوں نہیں لیا گیا کہ فلاں ولی کے پاس جاؤ اور دعا کراؤ تاکہ حق تعالیٰ عذاب سے نجات دیں۔ یہ بات اپنی جگہ مسلمہ ہے کہ حشر میں اعمالِ صالحہ ہی کام آئیں گے۔ کوئی نسبت ہرگز کام نہ دے گی۔ بصورتِ دیگر اگر حق تعالیٰ انصاف پہ آجائیں تو پھر کوئی بھی جنت کا مستحق نہیں ہو سکتا۔ دخولِ جنت حق تعالیٰ کی رحمت و نظرِ کرم پر موقوف ہے۔ اگر کوئی شخص تمام زندگی شرک و بدعات و بدکاری میں گزار دے تو پھر خواب میں آکر اپنے لواحقین کو آکر کہہ دے کہ فلاں ولی سے جاکر دعا کرا دو تاکہ عذاب سے بچ جاؤ۔ عبث ہے کیونکہ اسے اپنے کئے ہوئے بُرے اعمال کا مزا چکھنا پڑے گا تاکہ اس کو معلوم ہو کہ میں دنیا میں رہ کر خالقِ کائنات کی نافرمانی کیسے کرتا رہا اور توحید و سنت پر عمل کرنے کی

بجائے شرک و بدعات کو فلاحِ دارین سمجھتا رہا۔ آج اس چیز کا صلہ مل رہا ہے جو ہم نے دنیا میں کمایا تھا۔

اگر ایسے ہی عذابِ الٰہی سے ہر شخص بچ جائے تو پھر دنیا میں کوئی شخص بھی اعمالِ صالحہ نہ کرے گا اور مرنے سے پہلے اپنے عزیز و اقارب کو کہہ دے گا کہ میرے مرنے کے بعد فلاں دلی سے دعا کرا دینا تاکہ عذابِ الٰہی سے بچ جاؤں۔ یہ بہت بڑی حماقت ہے

رضاخانیوں کا قصہ مذکور ذکر کرنا دینِ اسلام کے خلاف یہ بھی ایک بہت بڑی سازش ہے کہ لوگ اعمالِ صالحہ ترک کر دیں اور دعا پر تکیہ لگا کر بیٹھ جائیں۔

حضراتِ گرامی! رضاخانیوں نے جھوٹ بولتے وقت اپنے بُرے انجام کو ہرگز نہیں سوچا کہ جھوٹ کا بہت بُرا انجام ہوتا ہے لیکن اپنے طریقہ واردات کے مطابق عوام کالانعام کو یہ تاثر دینے میں کامیاب ہو جاتے ہیں کہ جب دربارِ جیلاں کے مریل کتے میں اس قدر طاقت ہے کہ ایک قوی شیر کو پھاڑ ڈالے تو پھر شیخ کے غلام میں کس قدر طاقت ہو گی۔

بڑے افسوس کی بات ہے کہ رضاخانی اہل بدعت نے بڑی جرأت اور دلیری سے ایک بے بنیاد بات کو حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب کر دیا کہ ——— جب زندہ پیل رحمۃ اللہ علیہ حضرت شیخ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو قبل از اپنے شیر کے لئے گائے طلب کی جب حاضرِ خدمت ہونے کے بعد روانہ ہوئے تو اپنے معمول کے مطابق گائے طلب کی تو حضرت شیخ نے گائے بھی دی اور ساتھ ہی ایک اپنا مریل کتا بھی دے دیا۔ جب زندہ پیل رح کے اشارہ کرنے سے شیر نے گائے

کو کھانا چاہا۔ ابھی پلٹا ہی تھا کہ شیخ کے مریل کتے نے اس شیر کو چیر پھاڑ ڈالا تو رضا خانیوں نے اس واقعہ میں ایک مریل کتے کا ذکر اس لیے کیا ہے تاکہ عوام کالانعام یہ سمجھیں کہ جب حضرت شیخ کے ایک مریل کتے میں اتنی قوت ہے کہ وہ شیر کو چیر پھاڑ ڈالے تو پھر اندازہ لگاؤ کہ ان کے مرید میں کس قدر قوت ہوگی۔ اور وہ کس قدر طاقت کا پاور ہاؤس ہوگا۔

کتے کو شیر پر غالب کر دیا؟

سیدنا شیخ عبد القادر جیلانی رح کے ایک ہمعصر ولی اللہ شیخ احمد جام زندہ پیل رح ایک ہیبت ناک شیر پر سوار ہو کر پھرا کرتے اور جب شہر میں جاتے وہاں کے باشندوں سے اپنے شیر کی خوراک کے لئے ایک گائے طلب کیا کرتے تھے۔ ایک دفعہ پھرتے پھرتے بغداد پہنچے اور سیدنا غوث اعظم رح کے پاس کہلا بھیجا کہ میرے شیر کے لئے ایک گائے بھیج دیجئے۔ آپ نے جواب میں کہلا بھیجا کہ جلد ہی گائے آپ کو بھیج دی جائے گی۔ شیخ احمد جام رح کی آمد کی اطلاع آپ کو ایک دن پہلے ہی مل چکی تھی اور آپ نے ایک گائے تلاش کر رکھی تھی۔ شیخ احمد جام رح کا پیغام ملنے پر آپ نے ایک خادم کے ساتھ وہ گائے روانہ کر دی۔ ایک مریل سا کتا آپ کے دروازے پر پڑا رہتا تھا۔ وہ بھی گائے کے ساتھ ہو لیا۔ جب گائے احمد جام رح کے پاس پہنچی تو انہوں نے اپنے شیر کو اشارہ کیا کہ لے تیری خوراک آ پہنچی۔ شیر فوراً گائے پر جھپٹا۔ ابھی وہ گائے

تک نہیں پہنچا تھا کہ مریل کتے نے اچھل کر شیر کو پکڑ لیا اور اپنے پنجوں سے اس کا پیٹ پھاڑ ڈالا اور اس گائے کو ہنکاتا ہوا واپس سیدنا غوث اعظم رح کے پاس لے آیا۔ شیخ احمد جام بہت نادم ہوئے اور حضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر معافی کے خواستگار ہوئے۔

(تذکرہ سیدنا غوث اعظم، صفحہ ۱۶۲)

ناشر۔ شعاع ادب۔ لاہور،

اس واقعہ کا کسی معتبر کتاب میں ذکر نہیں۔ یہ بالکل سفید جھوٹ ہے اور ایک ولی پر خالص الزام ہے کہ وہ جس کے پاس جاتے اس سے اپنے شیر کے لئے ایک گائے طلب کرتے تھے اور دوسری بات یہ ہے کہ رضاخانی فرقہ ایسا چالباز اور شاطر ہے کہ ایسی عبارات لوگوں کے سامنے بیان کر کے یہ تاثر دیتے ہیں کہ دیکھو جی جب حضرت پیران پیر رح کے مریل کتے میں اس قدر قوت ہے کہ وہ شیر پر حملہ آور ہو کر اس کو چیر پھاڑ ڈالے تو پھر حضرت شیخ کے غلاموں میں کس قدر قوت ہو گی۔ پھر عوام کالانعام اتنی سی گفتگو سن کر جھومنے لگتے ہیں کہ جی حضرت پیران پیر کے غلاموں کی طاقت کا کیا کہنا۔ ہر وقت پیر صاحب ہر آن ہر جگہ پر اپنے غلاموں کے ساتھ ہوتے ہیں۔ اور فوراً حاضر ہو کر امداد کو پہنچتے ہیں۔

رسن کہ ہاتھ مرید کا چلتا ہے اور طاقت پیران پیر کی ہوتی ہے تو پھر کیوں نہ کامرانی ہو۔ بس اس قسم کے لایعنی واقعات ہی بیان کرنا اور پھر ان پر عقیدہ کی بنیاد رکھنا ہی دین اسلام کے خلاف خطرناک سازش ہے اور حشر کے دن جس سادہ لوح مسلمان کو اہل بدعت واقعات کاذبہ

سُنا سُنا کر دینِ اسلام سے دُور کر رکھا ہے وہی حشر کے دن اس شاطر فرقہ کے خلاف خالقِ کائنات کی عدالت میں رِٹ دائر کریں گے تو پھر اہل بدعت اپنے کئے ہوئے فعل پر اس قدر پشیمان ہونگے کہ سوائے دردناک عذاب کے کچھ پلے نہیں پڑے گا۔

بابرکت قمیص؟

ایک دفعہ حضرت شیخ علی بن ابی نصر الہیتیؒ اپنے مرید شیخ علی بن ادریس یعقوبیؒ کو سیدنا غوثِ اعظمؒ کی خدمت میں لے گئے۔ آپ شیخ علی بن ابی نصر الہیتیؒ سے بہت محبت رکھتے تھے۔ ان کی رعایت سے آپ شیخ علی بن ادریس یعقوبیؒ کے ساتھ نہایت تلطف سے پیش آئے اور ازراہِ شفقت اپنی قمیص اتار کر انہیں پہنا دی۔ پھر ان سے مخاطب ہو کر فرمایا: علی! تم نے تندرستی کی قمیص پہن لی۔ شیخ علی بن ادریس یعقوبیؒ کا بیان ہے کہ اس قمیص مبارک کو پہنے ہوئے آج مجھے پینسٹھ برس ہو چکے ہیں لیکن آج تک مجھے کوئی بیماری نہیں ہوئی۔

(تذکرہ سیدنا غوثِ اعظمؒ صفحہ ۱۷۳)

ناشر۔ شعاع ادب۔ لاہور

اس قصہ کو ذکر کرنے سے اہلِ بدعت کا مطلب یہ ہے کہ جس شخص کو حضرت پیرانِ پیرؒ نے اپنا کُرتہ دیا تو اس شخص نے پینسٹھ برس عمر گذاری لیکن حضرت شیخ کے کُرتہ کی وجہ سے وہ کبھی بیمار نہ ہوا۔

بقول رضاخانیوں کے اگر پیرانِ پیر کے کُرتہ سے بیماری قریب نہیں آسکتی

تو پھر امام الانبیاء حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی تو اپنا کرتہ مبارک عبداللہ بن ابی منافق کو پہنایا لیکن کچھ فائدہ نہ ہوا۔ جب امام الانبیاء جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم اقدس سے مس ہونے والا کرتہ کچھ فائدہ نہ دے سکا تو پھر امتی کے کرتہ سے فائدہ سوچنا ہی بہت بڑی جہالت ہے۔

حملہ آور فوج کو پسپا کر دیا!

ایک دفعہ بغداد پر ایک عجمی بادشاہ نے چڑھائی کی اور اس کی زبردست افواج نے شہر کا محاصرہ کر لیا۔ خلافتِ عباسیہ اس وقت زوال پذیر تھی اور عباسی خلیفہ میں دشمن کا مقابلہ کرنے کی سکت نہیں تھی۔ چنانچہ وہ آپ سے دعا کا طالب ہوا۔ آپ نے شیخ علی بن ابی نصر الہیتی رحمۃ سے فرمایا۔ دشمن افواج کو پیغام بھیجو کہ وہ یہاں سے چلی جائیں انہوں نے اپنے خادم کو بلا کر کہا کہ حملہ آور لشکر میں جاؤ۔ اس کے پرلے سرے پر چادر کا ایک خیمہ ہو گا۔ اس میں تین اشخاص بیٹھے ہوں گے۔ ان سے کہنا تم بغداد چلے جاؤ۔ اگر وہ کہیں کہ ہم کسی دوسرے کے حکم سے آئے ہیں۔ تو تم کہنا کہ میں بھی دوسرے کے حکم سے آیا ہوں۔ خادم نے اسی طرح عمل کیا۔ جب اس نے ان تینوں آدمیوں کو حضرت (شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ) کا پیغام دیا تو کہنے لگے "ہم خود نہیں آئے کسی دوسرے کے حکم سے آئے ہیں"۔ خادم نے کہا "میں بھی کسی دوسرے کے حکم سے آیا ہوں۔ اتنا سنتے ہی ان لوگوں نے خیمہ لپیٹ لیا اور چلتے بنے

ان کے ساتھ ہی سارا حملہ آور لشکر محاصرہ اٹھا کر چل دیا۔
(تذکرہ سیدنا غوث اعظم رح صفحہ ۱۸۵)
ناشر۔ شعاعِ ادب۔ لاہور

اس واقعہ سے اہلِ بدعت یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ تمام مخلوقات پر حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا قبضہ ہے اور حضرت پیرانِ پیر ہی دلوں کے پھیرنے والے ہیں۔ جیسا کہ عباسی خلیفہ نے اپنی کمزوری دیکھ کسی کی پیرانِ پیر کے ہاں شکایت کی تو حضرت پیرانِ پیر کا پیغام عجمی بادشاہ نے سنتے ہی اپنا فیصلہ بدل دیا۔ حالانکہ یہ عقیدہ رکھنا قرآنِ کریم کی تعلیمات کے خلاف ہے قرآنِ کریم کا ارشاد ہوتا ہے کہ تمام کائنات پر حق تعالیٰ کا قبضہ ہے اور اسی کی بادشاہت ہے اور تمام مخلوقات کے دلوں پر حق تعالیٰ کی حکومت ہے۔ وہی خالقِ کائنات دلوں کو پھیرنے والا ہے۔ وہ ذاتِ لایزال جس کو چاہے عزت سے نواز دے اور جس کو چاہے ذلیل کر دے۔ تمام کی تمام قوتیں خالقِ لایزال کو حاصل ہیں جو کوئی مخلوق کے بارے میں ایسا عقیدہ رکھے وہ پکا ابلیس ہے۔

خیانت پر عبرتناک تنبیہ فرمادی

شیخ ابوبکر تمیمیؒ کا بیان ہے کہ ایک دفعہ میں حج کی نیت سے مکہ معظمہ جا رہا تھا۔ راستے میں ایک جیلانی مسافر کا ساتھ ہو گیا اثنائے سفر وہ شخص سخت بیمار ہو گیا۔ حتیٰ کہ اسے اپنے مرنے کا پورا یقین ہو گیا۔ چنانچہ اس نے مجھے دس دینار، ایک چادر اور ایک کپڑا اور وصیت کی کہ جب بغداد واپس جاؤ تو یہ چیزیں

شیخ عبد القادر جیلانی رح کی خدمت میں پیش کر دینا اور ان سے درخواست کرنا کہ میرے لئے دعائے مغفرت کریں۔ اس کے بعد وہ فوت ہو گیا۔ حج کے بعد میں بغداد واپس آیا تو میری نیت بدل گئی اور میں نے اس مرحوم شخص کی امانت اپنے پاس رکھ لی۔ ایک دن کہیں جا رہا تھا کہ سرِ راہ شیخ عبد القادر جیلانی رح سے ملاقات ہو گئی۔ میں نے آپ سے مصافحہ کیا، تو آپ نے میرا ہاتھ پکڑ کر زور سے دبایا اور فرمایا "ابو بکر! تم دس دینار کی خاطر خوفِ خدا سے عاری ہو گئے"۔ ان کا یہ ارشاد سُن کر مجھ پر لرزہ طاری ہو گیا اور میں بے ہوش ہو کر گر پڑا۔ جب ہوش آیا تو دوڑا ہوا گھر گیا اور اس جیلانی کی امانت لا کر سیدنا غوثِ اعظم رح کی خدمت میں پیش کر دی۔

(تذکرہ سیدنا غوثِ اعظم رح صفحہ ۱۸۴)

ناشر۔ شعاعِ ادب۔ لاہور

قصہ مذکور سے رضاخانی اہلِ بدعت یہ بات پھیلانے کی بے جا سعی کرتے ہیں کہ حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رح پوشیدہ باتوں کے جاننے والے ہیں۔ حالانکہ یہ محض باطل ہے۔ ہاں اگر ولی کو بذریعہ کشف کسی بات کا علم ہو جائے تو اس پر عقیدے کا دار و مدار ہرگز نہیں ہوتا۔ کیونکہ عقیدے کا دار و مدار نص قطعی پر ہونا چاہیئے اور شریعتِ اسلامیہ کا فیصلہ ہے کہ ولی کا کشف دوسروں کے لئے حجت ہونا تو درکنار خود صاحبِ کشف کے لئے بھی حجت اور دلیل نہیں ہوتا۔ ہر مسلمان کو اس آیتہ کریمہ کے مطابق عقیدہ رکھنا ضروری ہے:

اِنَّ اللّٰہَ عَلِیْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝ (القرآن)

ترجمہ:۔ بے شک اللہ تعالیٰ ہی سینے کے بھیدوں کو جاننے والا ہے"۔
جو شخص آیت بالا کے مفہوم پر پختہ یقین رکھتا ہے تو وہ شخص غیر اللہ کے متعلق ایسا عقیدہ قطعاً قائم نہیں رکھ سکتا کہ غیر اللہ پوشیدہ باتوں کے جاننے والے ہیں۔ جو کوئی یہ عقیدہ رکھے کہ حضرت پیران پیرؒ پوشیدہ باتوں کے جاننے والے ہیں۔ وہ آیتِ بالا کا کھلا منکر ہے اور منکر کے لئے عذاب شدید ہے۔

مخفی حالات سے باخبری!

شیخ زین الدین ابو الحسن مصریؒ کا بیان ہے کہ میں اپنے دوست کے ہمراہ حج کر کے بغداد آیا۔ ہمارے پاس سوائے ایک چھری کے کچھ نہ تھا۔ اسے فروخت کر کے چاول خریدے اور پکا کر کھائے لیکن شکم سیر نہ ہوئے۔ اس کے بعد شیخ عبد القادر جیلانیؒ کی مجلس میں حاضر ہوئے۔ آپ نے ہمیں دیکھ کر خادم سے فرمایا کہ چند فقراء حجاز سے آئے ہیں۔ انکے پاس ایک چھری کے سوا کچھ نہ تھا۔ غریبوں نے اسے فروخت کر کے چاول کھائے لیکن ان کا پیٹ نہیں بھرا۔ ان کے لئے کھانا لاؤ۔ ہم حضرتؒ کی گفتگو سُن کر سخت حیران ہوئے۔ خادم کھانا لینے گیا تو میرے دل میں شہد کھانے کی خواہش پیدا ہوئی۔ اور میرے رفیق کو کھیر کی اشتہا پیدا ہوئی۔ اتنے میں خادم دو طباق لایا ایک میں کھیر تھی اور دوسرے میں شہد۔ خادم نے کھیر والا طباق میرے سامنے رکھ دیا اور شہد والا میرے دوست کے سامنے۔

آپ نے فرمایا "نہیں نہیں شہد کا طباق زین الدین کے سامنے رکھو اور کھیر کا اس کے ہمراہی کے سامنے۔ میں اب بے اختیار ہو گیا اور آپ کے قدموں پر گر پڑا۔ آپ نے فرمایا:۔

"مرحبا واعظِ مصر"

(تذکرہ سیدنا غوثِ اعظم رح صفحہ ۲۰۳)

ناشر۔ شعاع ادب۔ لاہور

رضاخانی جہلاء مذکورہ عبارت سے یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ لوگوں کے مخفی حالات سے بھی باخبر رہتے ہیں یعنی کہ غیب کی باتوں کے جاننے والے ہیں۔ چنانچہ بعض باتوں سے اولیائے کرام بذریعہ کشف مطلع ہو جاتے ہیں۔ لیکن ولی کا کشف ظنی ہوتا ہے نہ کہ یقینی۔ اس پر عقیدے کا دارومدار ہرگز نہیں ہوتا۔

Www.Ahlehaq.Com

بے شک اللہ ہر چیز کو جاننے والا ہے"۔

وَاللّٰہُ یَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَمَا کُنْتُمْ تَکْتُمُوْنَ ۔ (پ)

ترجمہ:۔" اور اللہ کو معلوم ہے جو تم ظاہر کرتے اور جو چھپ کر کرتے ہو"۔

یَوْمَ یَجْمَعُ اللّٰہُ فَیَقُوْلُ مَاذَآ اُجِبْتُمْ

قَالُوْا لَا عِلْمَ لَنَا اِنَّکَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ ۔ (پ)

ترجمہ:۔" جس دن اللہ سب پیغمبروں کو جمع کرے گا۔ پھر کہے گا، تمہیں کیا جواب دیا گیا تھا۔ وہ کہیں گے کہ ہمیں کچھ خبر نہیں تو ہی چھپی باتوں کو جاننے والا ہے"۔

حضرات گرامی مندرجہ بالا آیات کریمہ سے ثابت ہوا کہ رضا خانی اہل بدعت کا عقیدہ قرآنی تعلیمات کے سراسر خلاف ہے۔

اب ہم آخر پر آکہ حضرت مولوی احمد رضا خان غضب اللہ تعالیٰ علیہ کے ملفوظات کا اقتباس نقل کرتے ہیں کہ وہ ولی کے غیب کے متعلق کیا فتویٰ صادر فرماتے ہیں:۔

عرض:۔ حضور! ایک صاحب پہلے محدث صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے یہاں مدرسہ میں پڑھتے تھے۔ اب ان کی حالت یہ ہے کہ اکثر مخفی باتیں بتلاتے ہیں۔ لوگوں کا ہجوم زیادہ ہے اور نماز وغیرہ کی پابندی نہیں ہے۔

ارشاد:۔ ایک صاحب اولیائے کرام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم میں سے تھے۔ آپ کی خدمت میں بادشاہ وقت قدم بوسی کے لئے حاضر ہوا۔ حضور کے پاس کچھ سیب نذر میں آئے تھے۔ حضور نے ایک سیب دیا اور کہا کھاؤ۔ عرض کیا حضور بھی نوش فرمائیں۔ آپ نے

بھی کھائے اور بادشاہ نے بھی۔ اس وقت بادشاہ کے دل میں خطرہ آیا کہ یہ جو سیب میں بڑا اچھا خوش رنگ سیب ہے، اگر اپنے ہاتھ سے اٹھا کر مجھ کو دے دیں تو جان لوں گا کہ یہ ولی ہیں۔ آپ نے وہی سیب اٹھا کر فرمایا۔ ہم مصر گئے تھے وہاں سے ایک جگہ جلسہ بڑا بھاری تھا۔ دیکھا کہ ایک شخص ہے اس کے پاس ایک گدھا ہے۔ اس کی آنکھوں پر پٹی بندھی ہے۔ ایک چیز ایک شخص کی دوسرے کے پاس رکھ دی جاتی ہے۔ اس گدھے سے پوچھا جاتا ہے گدھا ساری مجلس میں دورہ کرتا ہے۔ جس کے پاس ہوتی ہے سامنے جاکر سر ٹیک دیتا ہے۔

یہ حکایت ہم نے اس لئے بیان کی کہ اگر یہ سیب ہم نہ دیں تو ولی ہی نہیں اور اگر دے دیں تو اس گدھے سے بڑھ کر کیا کمال کیا یہ فرما کر سیب بادشاہ کی طرف پھینک دیا۔ بس یہ سمجھ لیجئے کہ وہ صفت جو غیر انسان کے لئے کمال نہیں اور وہ جو غیر مسلم کے لئے ہو سکتی ہے مسلم کے لئے کمال نہیں۔

(ملفوظات احمد رضا خان بریلوی جلد ۴ صفحہ ۱۲۱)

مافی الضمیر ظاہر کر دیا

شیخ بدیع الدین ابو القاسم رح کا بیان ہے کہ ایک دفعہ میں مسند امام احمد بن حنبل رح کا ایک نسخہ خریدنے بغداد آیا۔ یہاں ہر شخص کو شیخ عبد القادر رح کے علم و فضل اور کرامات کی تعریف میں

رطب اللسان پایا۔ میں نے ارادہ کر لیا کہ میں بھی آپ کی خدمت میں جاؤں گا۔ اگر وہ فی الواقع صاحب باطن ہوتے تو میرے ضمیر کا حال جان جائیں گے۔ پھر میں نے دل میں سوچا کہ جب میں شیخ عبد القادرؒ کی خدمت میں جاؤں تو وہ میرے سلام کا جواب نہ دیں اور مجھ سے منہ پھیر لیں۔ پھر اپنے خادم سے کہیں اس شخص کی پیشانی کے داغ برابر ایک چھوہارا اور دو دانگ شہد لے آؤ جب یہ چیزیں خادم لے آئے تو آپ اپنی کلاہ مبارک مجھے پہنا دیں اور میرے سلام کا جواب دیں۔ شیخ ابو القاسمؒ فرماتے ہیں کہ میں نے جو دل میں سوچا تھا خدا کی قسم ویسا ہی وقوع پذیر ہوا اور پھر سیدنا غوث اعظمؒ نے مجھ سے فرمایا، کیوں ابو القاسم تم یہی چاہتے تھے۔ میں شرم کے مارے پانی پانی ہو گیا اور آپ کے ہاتھ پر بیعت کر کے آپ کی شاگردی اختیار کر لی۔

(تذکرہ سیدنا غوث اعظم صفحہ ۲۰۱-۲۰۲)

ناشر۔ شعاع ادب۔ لاہور)

حضرات گرامی! عبارت مذکورہ سے رضاخانی اہل بدعت کا عقیدہ ہے کہ اولیائے کرام دلوں کی باتوں کو جانتے ہیں اور دل کی ہر بات سے واقف ہوتے ہیں حالانکہ دلی کا کشف اور الہام ظنی ہے۔ کسی پر تو کیا خود ولی پر بھی اس کا الہام حجت یعنی واجب العمل نہیں۔ قرآن کریم کا ارشاد ہے:۔

اِنَّ اللّٰهَ عٰلِمُ غَيْبِ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝ (پ ۲۲)

ترجمہ، بے شک اللہ آسمانوں اور زمین کے غائب جانتا ہے بے شک

وہ سینوں کے بھید خوب جانتا ہے۔"

اب آخر میں مولوی احمد رضا خان بریلوی کا فیصلہ بھی ملاحظہ فرمائیں کہ وہ مقامِ ولایت کے متعلق کیا فرماتے ہیں :۔

"محض کشف دلیل ولایت نہیں۔"

(ملفوظات احمد رضا خان بریلوی جلد ۴ صفحہ ۱۱)

"کشف مسلم تو مسلم کبھی غیر مسلم کو بھی ہوتا ہے۔ صاحبِ کشف ہونے سے ولی ہو جانا ضروری نہیں۔"

(ملفوظات احمد رضا خان بریلوی جلد ۴ صفحہ ۱۲)

قارئینِ محترم! اگر کوئی ولی بذریعہ کشف دل کی کسی بات سے واقف ہو جائے تو اس پر یہ عقیدہ ہرگز نہیں رکھنا چاہیئے کہ اولیائے کرام دلوں کی باتوں کے جاننے والے ہیں۔ بعض اوقات انسان جیسے سوچتا ہے ویسے ہی ہو جاتا ہے۔ بہرحال عقیدے کا دار و مدار نص قطعی پر ہوتا ہے نہ کہ کشف و کرامت پر۔

آلہ حضرت کا کرامتی اُلو؟

آلہ حضرت مولوی احمد رضا خان بریلوی غضب اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ :۔

تین صاحب جا رہے تھے۔ دور سے ایک جنگل میں دیکھا کہ بہت آدمیوں کا مجمع ہے۔ ایک راجہ گدی پر بیٹھا ہے حواری حاضر ہیں۔ ایک فاحشہ ناچ رہی ہے۔ شمع روشن ہے۔ یہ صاحب تیر اندازی میں بڑے مشاق تھے۔ آپس

میں کہنے لگے کہ اس مجلس میں فسق و فجور کو درہم برہم کرنا چاہیئے کیا تدبیر کی جائے۔ ایک نے کہا کہ راجہ کو قتل کر دو کہ سب کچھ اسی نے کیا ہے۔ دوسرے نے کہا کہ اس ناچنے والی عورت کو قتل کر دو۔ تیسرے صاحب نے کہا کہ اسے بھی قتل نہ کرو وہ خود نہیں آئی؛ راجہ کے حکم سے آئی ہے۔ اپنی غرض تو مجلس کا درہم برہم کرنا ہے۔ اس شمع کو گل کرو۔ یہ رائے پسند ہوئی۔ انہوں نے ناک کر شمع کی لو پر تیر مارا۔ شمع گل ہوئی۔ اب نہ وہ راجہ رہا نہ حاشیہ نہ مجمع۔ نہایت تعجب ہوا۔ بقیہ رات وہیں گزاری۔ جب صبح ہوئی تو دیکھا کہ ایک اُلو مرا پڑا ہے اور اس کی چونچ میں وہی تیر لگا ہے۔ تو معلوم ہوا کہ یہ سب کام اُسی اُلو کی روح کر رہی تھی۔

(ملفوظات احمد رضا خان بریلوی جلد ۴ صفحہ ۱۲-۱۳)

ابو الفرح بن الہامی رح ابتدا میں سیدنا غوث اعظم رض کی کرامات کا انکار کرتے تھے لیکن آپ سے ملاقات کرنے کا شوق بھی تھا۔ ایک دن عصر کے وقت آپ کے مدرسہ کے قریب سے گزرے۔ اس وقت مدرسہ کی مسجد میں نمازِ عصر کی تکبیر کہی جا رہی تھی اور جماعت کھڑی ہو گئی تھی۔ ابو الفرح کو عجلت میں وضو کرنا یاد نہ رہا اور دوڑ کر جماعت میں شامل ہو گئے۔ جب نماز سے فارغ ہوئے تو سیدنا غوث اعظم رض نے ان سے مخاطب ہو کر فرمایا: فرزندِ من تم نے غلطی سے نماز بے وضو پڑھ لی ہے۔ وضو کر کے دوبارہ نماز ادا کرو۔ ابو الفرح حیران رہ گئے اور اسی دن سے آپ کے معتقد ہو گئے۔

(تذکرہ سیدنا غوث اعظم رض صفحہ ۱۹۹) ناشر شعاع ادب لاہور

مندرجہ بالا عبارت میں مرقوم ہے کہ یہ حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی کرامت ہے کہ لیکن رضاخانی اہل بدعت اس قدر حضرت پیران پیر کی محبت میں اندھے ہو چکے ہیں کہ وہ یہ کرامت بیان کر کے مذہبی فضا کو مکدر کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ حضرت پیران پیر دلوں کی ہر بات کو جاننے والے ہیں اور کوئی بات حضرت شیخ سے پوشیدہ نہیں حتیٰ کہ حضرت پیران پیر صاحب سینہ کے بھیدوں سے واقف ہیں اور شیخ صاحب فوق العرش سے لے کر تحت الثریٰ تک جاننے والے ہیں۔ حالانکہ قرآن اس عقیدے کی تردید کرتا ہے۔

ناجائز ادّعا کا ثمرہ؟

شیخ مظفر منصور رح کا بیان ہے کہ ایک دن آپ اپنی مجلس میں تکیہ لگائے بیٹھے تھے۔ حاضرین مجلس سے کچھ لوگوں نے بیان کیا کہ فلاں صاحب کرامت بزرگ کہتے ہیں کہ میں حضرت یونس علیہ السلام کے مقام سے گذر چکا ہوں۔ آپ کو یہ سُن کر جلال آگیا اور فرمایا بس بس ان کا کام تمام ہو چکا۔ حاضرین مجلس اٹھ کر ان کی طرف روانہ ہو گئے۔ وہاں پہنچے تو دیکھا کہ وہ فوت ہو چکے تھے۔ حالانکہ کچھ دیر پہلے بالکل تندرست تھے۔

(تذکرہ سیدنا غوث اعظم رح صفحہ ۱۹۸)

ناشر۔ شعاع ادب۔ لاہور۔

حضرات گرامی! اب اس عبارت سے اہل بدعت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کو مختار کل ثابت کرتے ہیں، کہ ان کی توجہ کرنے سے وہ ولی فوت

ہو گیا۔ جو محض باطل ہے۔ حالانکہ ہر مسلمان کو یہ عقیدہ رکھنا چاہیئے کہ مخلوق کو کچھ اختیار نہیں ہوتا۔ تمام کے تمام اختیارات خالقِ کائنات کو ہی حاصل ہیں جیسا کہ قرآن مجید کا ارشاد ہے:۔

فَمَنْ يَّمْلِكُ لَهٗ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا۔ (پ ۶)

ترجمہ:۔ "سو تو اللہ کے ہاں اس کے لئے کچھ نہیں کر سکتا"۔

قُلْ لَّآ اَمْلِكُ لِنَفْسِيْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ۔ (پ ۹)

ترجمہ:۔ "کہہ دو میں اپنی ذات کے نفع اور نقصان کا بھی مالک نہیں مگر جو اللہ چاہے"۔

وَاتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اٰلِهَةً لَّا يَخْلُقُوْنَ شَيْئًا وَّهُمْ يُخْلَقُوْنَ وَلَا يَمْلِكُوْنَ لِاَنْفُسِهِمْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا وَّلَا يَمْلِكُوْنَ مَوْتًا وَّلَا حَيٰوةً وَّلَا نُشُوْرًا۔ (پ ۱۸)

ترجمہ:۔ "اور انہوں نے اللہ کے سوا ایسے معبود بنا رکھے ہیں جو کچھ بھی پیدا نہیں کر سکتے۔ حالانکہ وہ خود پیدا کئے گئے ہیں اور وہ اپنی ذات کے لئے نقصان اور نفع کے مالک نہیں اور موت اور زندگی اور دوبارہ اٹھنے کے بھی مالک نہیں"۔

دل کی خواہش کا علم ہو گیا!

مظفر جرمی سے روایت ہے کہ چہار شنبہ کی رات کو میں آپ کے مدرسہ میں سویا کرتا تھا تاکہ صبح میں مجلس میں شرکت کر سکوں اور

اس کے قریب بیٹھ سکوں۔ ایک رات سخت گرمی تھی۔ نیچے سونا بہت مشکل تھا۔ اس میں مدرسہ کی چھت پر لیٹ گیا۔ وہیں اوپر ایک کمرہ تھا۔ جس میں سیدنا غوث اعظم رح تشریف فرما تھے۔ لیٹتے ہی میرے دل میں کھجوریں کھانے کی خواہش پیدا ہوئی۔ عین اسی وقت سیدنا غوث اعظم رح نے اپنے کمرے کی کھڑکی کھولی اور میرا نام لے کر فرمایا: "لو بھئی کھجوریں کھالو۔ اب تو تمہاری خواہش پوری ہوگئی"۔ میں فرطِ حیرت سے دم بخود ہوگیا۔ کیونکہ آپ مجھے جانتے نہیں تھے۔

(تذکرہ سیدنا غوثِ اعظم رح صفحہ ۱۹۸)

ناشر۔ شعاع ادب۔ لاہور

رضاخانی اہلِ بدعت اس عبارت کو سامنے رکھ کر لوگوں میں یہ بات پھیلاتے ہیں کہ حضرت پیرانِ پیر انسان کی ہر خواہش سے واقف ہیں۔ خواہش چاہے جیسی ہی ہو حالانکہ یہ عقیدہ قرآن کے خلاف ہے۔

واقعہ مذکور حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی کرامت ہے، اور کرامت خرقِ عادت ہوتی ہے ہمیشہ نہیں ہوتی اور کرامت کے ظاہر کرنے میں ولی کو کچھ اختیار نہیں ہوتا۔ خالقِ کائنات اپنے نیک بندوں میں سے جس کے ہاتھ پر چاہیں ظاہر فرمادیں وہ ذاتِ قدیم ہی اپنے بندوں کی خواہشات سے واقف ہے۔

علمِ کلام سیکھنے سے محو کردیا!

حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی رح اوائل عمر میں علمِ کلام و

فلسفہ سے بہت شغف رکھتے تھے اور علم کلام کی کئی کتابیں حفظ کر کے اس میں درجہ کمال حاصل کر لیا تھا۔ آپ کے چچا آپ کو اس علم کے نقصانات سے آگاہ کرتے تھے اور منع کرتے تھے کہ اس میں دلچسپی لینا چھوڑ دو۔ لیکن وہ باز نہیں آتے تھے۔ ایک دن چچا انہیں پکڑ کر حضرت غوث اعظم کی خدمت میں لے گئے اور ماجرا بیان کیا۔ آپ نے شیخ شہاب الدین کو اپنے پاس بلایا اور ان کے سینے پر اپنا ہاتھ پھیرا۔ حضرت شیخ شہاب الدین کا اپنا بیان ہے کہ سیدنا حضرت غوث اعظم رح کے ہاتھ پھیرتے ہی علم کلام یکسر میرے سینے سے محو ہو گیا۔

(تذکرہ سیدنا غوث اعظم رح صفحہ ۱۹۷)

ناشر۔ شعاع ادب۔ لاہور

مندرجہ بالا عبارت سے رضا خانیوں کا عقیدہ ہے کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ صاحب اختیار ہیں جیسا کہ انہوں نے شیخ شہاب الدین سہروردی کو علم کلام سے محروم کر دیا۔ حالانکہ مخلوق کے متعلق اختیار کا عقیدہ رکھنا قرآن کے خلاف ہے۔

ارشاد ہوتا ہے:۔

قُلْ فَمَنْ يَّمْلِكُ لَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا اِنْ اَرَادَ بِكُمْ ضَرًّا اَوْ اَرَادَ بِكُمْ نَفْعًا بَلْ كَانَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ۝ (پ ۲۶)

ترجمہ:۔ "کہہ دو کہ وہ کون ہے جو اللہ کے سامنے تمہارے لئے کسی

چیز کا (کچھ بھی) اختیار رکھتا ہو۔ اگر اللہ تمہیں کوئی نقصان یا کوئی نفع پہنچانا چاہیئے بلکہ اللہ تمہارے سب اعمال پر خبردار ہے۔"

اللہ کا قرآن اس بات کا اعلان کر رہا ہے کہ مخلوق کو کچھ اختیار نہیں کہ وہ نفع و نقصان پہنچا سکیں۔ نفع و نقصان کا اختیار حق تعالیٰ ہی کو حاصل ہے۔ وہی مختار کل ذات ہے۔

زندگی کے حالات بتا دیئے!

۵۶۰ھ میں آپ کے ایک عقیدت مند خضر حسینی موصل خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے۔ آپ پر اس وقت کشفی حالت طاری تھی۔ ان سے مخاطب ہو کر فرمایا: "اے خضر موصل چلا جا وہاں تیرے ہاں اولاد پیدا ہوگی۔ پہلے بچے کا نام محمد رکھنا، اسے سات سال کی عمر میں بغداد کا ایک نابینا حافظ قرآن مجید حفظ کرائے گا۔ اور تیری عمر ۹۴ سال ایک ماہ اور سات دن ہوگی۔ اور تو اربل میں بقائمی ہوش و حواس وفات پائے گا۔ آپ کے حکم کے مطابق خضر حسینی موصل جا کر مقیم ہو گئے۔ وہاں صفر ۶۰۱ھ میں ان کے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوا۔ جس کا نام انہوں نے محمد رکھا۔ وہاں ایک نابینا حافظِ قرآن رہتا تھا۔ محمد کی عمر سات سال کی ہوئی تو اس حافظ کی شاگردی میں دے دیا گیا۔ اس نے سات ماہ میں محمد کو قرآن حفظ کرایا۔ اس وقت خضر حسینی نے اس سے اس کا نام اور وطن پوچھا تو

اس نے بتایا کہ میرا نام علی ہے اور میرا وطن بغداد ہے۔ معاً خضر حسینی کو سیدنا غوث اعظم رح کی پیشگوئی یاد آگئی۔ یہ محمد بعد میں حافظ ابوعبداللہ محمد کے نام سے مشہور ہوئے۔ ان کا بیان ہے کہ میرے والد خضر حسینی نے ۹ صفر ۹۲۵ھ کو اربل میں چورانوے سال ایک ماہ اور سات دن کی عمر میں وفات پائی۔ اس وقت ان کے حوش وحواس بالکل صحیح تھے۔

(تذکرہ سیدنا غوث اعظم رح صفحہ ۱۸۹-۱۹۰)

ناشر۔ شعاع ادب۔ لاہور

حضرات گرامی! رضا خانی اہل بدعت کا عقیدہ اللہ کے قرآن اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے بھی خلاف ہے۔

خالق کائنات نے اپنے محبوب امام الانبیاء حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے اعلان کرایا۔ فرمایا:۔

قُلْ لَّا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ ۔ وَمَا يَشْعُرُوْنَ اَيَّانَ يُبْعَثُوْنَ ۔ (پ ۲۰)

ترجمہ:۔ "آپ کہہ دیجئے کہ جتنی مخلوقات آسمانوں اور زمین میں موجود ہیں (ان میں سے) کوئی بھی غیب نہیں جانتا بجز اللہ تعالیٰ کے اور انہیں اس کی بھی خبر نہیں کہ کب اٹھائے جائیں گے"۔

ارض وسماء زمین وآسمان کی کوئی خاکی نوری یا ناری مخلوق غیب نہیں جانتی۔ غیب اگر جانتا ہے تو صرف ایک اللہ تعالیٰ جانتا ہے۔ علم غیب خاصہ خدا ہے۔ کتنے ظالم ہیں وہ لوگ جو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اولیائے

کرام کے لئے علم غیب کا ادّعاء باطل کرتے ہیں جب کہ خالقِ لایزال نے اپنے پیارے حبیب حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانِ مبارک سے یہ اعلان کرایا کہ زمین و آسمان میں کوئی بھی غیب نہیں جانتا۔ مگر اللہ تو عالم الغیب ہونے کی صفت اللہ رب العزت کے ساتھ خاص ہے۔ یہ صفت کسی مخلوق کے لئے ثابت نہیں۔

ارشاد فرمایا:۔

وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَا اِلَّا هُوَ ۔ (پ)

ترجمہ:۔ "اور اسی کے پاس غیب کی کنجیاں ہیں۔ جنہیں ان کے سوا کوئی نہیں جانتا"

معلوم ہوا کہ غیب کے خزانے اور غیب کی کنجیاں سب اللہ کے پاس ہیں۔ اور کسی کو ان تک رسائی نہیں۔ غیب صرف اللہ تعالیٰ جانتا ہے اس کے سوا اور کسی کو غیب کا علم نہیں۔

قُلْ لَّآ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِيْ خَزَآئِنُ اللّٰهِ وَلَآ اَعْلَمُ الْغَيْبَ وَلَآ اَقُوْلُ لَكُمْ اِنِّيْ مَلَكٌ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ ۔ (پ)

ترجمہ:۔ "کہہ دو میں تم سے یہ نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں اور نہ میں غیب کا علم رکھتا ہوں اور نہ یہ کہتا ہوں کہ میں فرشتہ ہوں۔ میں تو صرف اس وحی کی پیروی کرتا ہوں جو مجھ پر نازل کی جاتی ہے"

اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْاَرْحَامِ وَمَا تَدْرِيْ نَفْسٌ مَّاذَا

تَكْسِبُ غَدًا وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ بِأَيِّ أَرْضٍ تَمُوتُ
إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ۔ (پ ۲۱)

ترجمہ:" بیشک اللہ ہی کو قیامت کی خبر ہے اور وہی بارش بھیجتا ہے اور وہی جانتا ہے جو کچھ ماؤں کے پیٹوں میں ہوتا ہے اور کوئی نہیں جانتا کہ کل کیا کرے گا اور کوئی نہیں جانتا کہ کس زمین پر مرے گا بیشک اللہ جاننے والا خبردار ہے"

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول ہے کہ ان پانچ باتوں کو نہ تو کوئی مقرب فرشتہ جانتا ہے اور نہ کوئی برگزیدہ نبی۔ اگر کسی نے دعویٰ کیا کہ ان میں سے کوئی بات جانتا ہے تو اس نے قرآن کریم کا انکار کیا اور قرآن کی مخالفت کی۔

هٰذِهٖ خَمْسَةٌ لَا يَعْلَمُهَا مَلَكٌ مُقَرَّبٌ وَلَا نَبِيٌّ مُصْطَفًى فَمَنِ ادَّعٰى اَنَّهٗ يَعْلَمُ شَيْئًا مِنْ هٰذِهٖ فَاِنَّهٗ كَفَرَ بِالْقُرْاٰنِ لِاَنَّهٗ خَالَفَهٗ

(تفسیر خازن۔ مطبوعہ مصر جلد ۳ صفحہ ۴۴۵)

صرف پانچ باتوں کا نہیں بلکہ کسی غیب کی بات کا بھی کسی کو علم نہیں۔

یہاں یہ مراد نہیں کہ صرف پانچ باتوں کا علم اللہ تعالیٰ کے سوا دوسرے کسی کو نہیں اور ان کے علاوہ دوسری غیب کی باتوں کا علم لوگوں کو ہے بلکہ مراد یہ ہے کہ غیب کی کسی بات کا بھی کسی کو کوئی علم نہیں۔

اسی طرح جب کسی کو اپنی موت وحیات کا علم نہیں کہ موت کس جگہ آئے گی یا کب مرے گا یا کتنی عمر پائے گا تو وہ دوسروں کی موت وحیات

وغیرہ کا کسی کو کیا علم ہو گا۔

غرض کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی کچھ آئندہ کی بات اپنے اختیار سے نہیں جان سکتا۔

اور اہل بدعت کا شیخ عبد القادر جیلانی رح کے متعلق یہ عقیدہ خضر حسینی موصل خدمت میں حاضر ہوئے تو حضرت جیلانی رح نے ان کو یہ خوشخبری دی کہ آپ کے ہاں لڑکا پیدا ہو گا اور جب اس کی عمر سات سال کی ہو گی تو بغداد شہر کے ایک حافظ صاحب اس لڑکے کو قرآن مجید حفظ کرائیں گے اور تیری عمر ۹۴ سال ایک ماہ اور سات دن ہو گی اور یہ پیشگوئی بالکل صحیح ثابت ہوئی۔

لیکن رضاخانیوں کا یہ عقیدہ مذکورہ شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق محض باطل ہے جو قرآن و حدیث کی تعلیمات کے صریح خلاف ہے۔

چنانچہ ایک مرتبہ حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے امام الانبیاء حبیب کبریا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ اطہر پر آپ کی خدمت اقدس سے عرض کیا کہ اے اللہ کے نبی ؐ! آپ مجھے بتائیں کہ میری عمر کتنی باقی ہے تاکہ میں نفلی حج کر سکوں۔ کیونکہ حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عشق رسالت میں اس قدر سرشار تھے کہ مدینہ منورہ سے باہر ایک قدم بھی نہیں رکھتے تھے تاکہ مجھے مدینہ منورہ میں موت آئے۔ بس یہی دل کی خواہش تھی جس کی بنا پر حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بقیۂ عمر کے متعلق سوال کیا تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے امام مالک رح کو پنجے کا اشارہ فرمایا۔ یعنی کہ پانچ انگلی کا۔ تو امام مالک رح حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس اشارہ سے بہت زیادہ پریشان ہو گئے کہ

اس سے مراد پانچ منٹ، پانچ گھنٹے، پانچ ماہ یا پانچ سال مراد ہیں۔ غرض کہ تعین مدت معلوم نہیں ہو سکی۔ تو اس فکر مندی کے عالم میں امام مالکؒ نے اپنے شاگرد کو حکم دیا کہ حضرت علامہ ابن سیرینؒ کی خدمت میں حاضر ہو کر اس خواب کی تعبیر پوچھو اور یہ مت بتانا کہ یہ خواب میرے استاد امام مالکؒ کو آیا ہے۔ شاگرد نے اپنے استاد صاحب کے حکم کے مطابق حضرت علامہ ابن سیرینؒ کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنے استاد صاحب کا خواب پیش کیا تو فوراً حضرت علامہ ابن سیرینؒ کہنے لگے کہ یہ خواب تو امام مالکؒ کو آیا ہے۔ سائل حیران ہو گیا کہ حضرت ابن سیرینؒ کو کیسے علم ہوا۔ میں نے تو اپنے استاد صاحب کا نام تک نہیں بتلایا۔ سائل کے پوچھنے پر ابن سیرینؒ نے جواب دیا کہ میں غیب نہیں جانتا۔ یہ علم قضائہ ہے کہ اس خواب کا حدیث کی طرف اشارہ ہے اور امام مالکؒ اس وقت کے بہت بڑے محدث ہیں اور یہ خواب محدث کے سوا کسی اور کو نہیں آسکتا۔ کیونکہ اس خواب میں پانچ انگلیوں کے اشارہ سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ فرمادیا کہ ان پانچ باتوں کا علم حق تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ فرمایا کہ غیب کی کنجیاں پانچ ہیں۔ انہیں اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا:۔

۱۔ قیامت کا علم اللہ ہی کے پاس ہے کہ کب آئے گی۔

۲۔ بارش کب ہو گی اور کتنی ہو گی اور کہاں ہو گی اور کہاں نہ ہو گی۔ یہ بھی اللہ جانتا ہے۔

۳۔ ماں کے رحم میں کیا ہے۔ ایک بچہ ہے یا دو بچے۔ لڑکا ہے یا لڑکی۔ سوکھا ہے یا ہرا۔ نامکمل ہے یا مکمل۔ زندہ ہے یا مردہ۔ یہ بھی اللہ ہی جانتا ہے۔

۴۔ کوئی شخص نہیں جانتا کہ وہ کل کیا عمل کرے گا۔

۵۔ کوئی شخص نہیں جانتا کہ وہ کس جگہ مرے گا، اور کتنی زندگی گزارنے کے بعد مرے گا اور اس کی کتنی عمر باقی ہے۔

یہ سب کچھ اللہ ہی جانتا ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ سب باتوں کا جاننے والا ہے اور وہی علیم و خبیر ہے۔

شاگرد نے واپس اپنے استادِ محترم کی خدمت میں آکر خواب کی تعبیر بتلادی اور حضرت علامہ ابن سیرین رح کی تمام باتیں من وعن بتلادیں۔

یہ غیب نہیں بلکہ علم قضاء ہے۔ اس میں غیب کا کوئی دخل نہیں۔ تو حضرت امام مالک رح کے اس خواب سے بھی معلوم ہوگیا کہ کوئی شخص کتنی عمر پائے گا اور کب مرے گا اور کتنے سال، مہینے، دن، گھنٹے گزار کر مرے گا۔ یہ سب کچھ خالقِ کائنات ہی جانتا ہے۔ مخلوق میں سے کوئی بھی نہیں جانتا۔ جو کوئی شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں یہ عقیدہ رکھیں کہ انہوں نے اپنے عقیدت مند کو بتلادیا کہ تم اتنے سال، اتنے مہینے اتنے دن گزار کر مرو گے تو وہ از روئے شریعت اسلامیہ یکاعز ازیل ہے۔

یہ بات واضح ہے کہ جس کو اپنی زندگی کے بارے میں کچھ علم نہیں کہ میں کتنے سال، کتنے مہینے، کتنے دن گزاروں گا تو اس کے بارے میں یہ عقیدہ قائم کرنا کہ وہ جانتا ہے۔ تو وہ باغی ہے قرآن و حدیث کا اور جو قرآن و حدیث سے بغاوت کرتا ہے تو وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں سمجھے۔

حال سلب ہو جائے گا؟

رضاخانی عقیدہ ہے کہ سید احمد رفاعی بغداد جانے والوں کو وصیت کرتے تھے کہ شیخ عبدالقادر جیلانی رح کی زیارت نہ کرنے والے شخص کی ولایت

سلب ہو جائے گی اور اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ جو شخص شیخ عبد القادر جیلانیؒ کی زیارت کرے گا اس کا حال سلب نہیں ہوگا۔ عبارت ملاحظہ ہو:۔

(سید احمد رفاعی) ہمیشہ اپنے بھائی کی اولاد اور اپنے مریدوں کو حضرت غوثِ پاک رضی اللہ عنہ کی زیارت کی وصیت کرتے رہتے تھے۔ ایک دن ایک شخص آپ سے بغداد کے سفر کے لیے رخصت ہوا تھا۔ آپ نے فرمایا: جب تم بغداد میں جاؤ تو سب سے پہلے اگر حضرت غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ زندہ ہوں تو ان کی اگر فوت ہو چکے ہوں تو ان کی قبرِ انور کی زیارت کرو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ سے وعدہ ہے کہ جو شخص بغداد جائے اور آپ کی زیارت نہ کرے۔ اس کا حال سلب ہو جائے گا۔ اگرچہ مرنے کے کچھ ہی پہلے سلب ہو جائے۔ اس کے بعد غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کا قول نقل فرمایا کہ نے نصیب ہے وہ جس نے آپ کی زیارت نہ کی۔

(تفریح الخاطر صفحہ ۱۲۱)

حضراتِ گرامی: اہلِ سنت وجماعت علمائے دیوبند کا عقیدہ ہے کہ ولی کامل حضرت سید احمد رفاعی رحمۃ اللہ علیہ نے ہرگز یہ نہیں فرمایا کہ جو شخص بغداد جائے اور وہاں جا کر حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت نہ کرے گا تو حق تعالیٰ اپنے محبوب بندے حضرت پیر جیلانیؒ کے ساتھ کیے ہوئے وعدہ کے مطابق اس شخص کی ولایت سلب کر دیں گے اور وہ کہیں کا بھی نہیں رہے گا۔ یاد رکھیں کہ اولیائے کرام رحمہم اللہ تعالیٰ سے اس قسم کی خلافِ شرع باتیں قطعاً صادر نہیں ہوتیں۔ یہ سب کچھ رضا خانیوں کی اپنی اختراع ہے۔ لگتا یوں ہے کہ بانسِ بریلی کی خانقاہ کے کسی ملنگ کی حالتِ سکر کی گفتگو ہے، جو ہر وقت

مشرک و بدعت کے نشہ میں مست رہتے ہیں اور یہ حقیقت ہے کہ اولیاء کرام کی طرف اکاذیب کو منسوب کرنا یہ رضاخانی بدقماشتوں کا ہی شیوہ ہے۔

پیر نے مرید سے معافی مانگی؟

ایک دفعہ سیدنا غوث اعظمؒ چند خدام کے ہمراہ قبرستان شونیزیہ میں فاتحہ خوانی کے لئے تشریف لے گئے۔ ہر قبر پر تھوڑی تھوڑی دیر ٹھہرے لیکن حماد الرباسیؒ (جو آپ کے استاد طریقت تھے) کی قبر پر آپ بہت دیر تک کھڑے رہے حتیٰ کہ آفتاب بلند ہو گیا اور دھوپ تیز ہو گئی۔ پھر آپ چل کھڑے ہوئے۔ اس وقت چہرہ اقدس پر بشاشت تھی۔ خدام نے عرض کیا "سیدی! شیخ حماد کی قبر پر آپ بہت دیر ٹھہرے اس کا کیا سبب ہے"؟ آپ نے فرمایا "آج سے بائیس سال قبل ۱۵ شعبان ۴۹۹ھ جمعۃ المبارک کے دن کا ذکر ہے کہ میں شیخ حماد اور کچھ دوسرے لوگوں کے ہمراہ جمعہ کی نماز کے لئے گھر سے روانہ ہوا۔ جب ہم دریا کے پل پر پہنچے تو شیخ حمادؒ نے زور سے دھکا مار کر مجھے پانی میں گرا دیا۔ اس وقت سخت سردی کا موسم تھا اور دریا کا پانی برف کی طرح سرد تھا۔ میں نے کپڑے اتار کر غسل جمعہ کی نیت کر لی۔ چند کتابیں میرے پاس تھیں وہ میں نے ہاتھ بلند کر کے بھیگنے سے بچا لیں۔ باہر نکل کر میں نے اپنا صوف کا جبہ نچوڑ کر پھر پہن لیا۔ لیکن سردی سے مجھے بہت اذیت ہوئی۔ دوسرے لوگوں نے مجھے پھر پانی میں گرانا چاہا، لیکن شیخ حمادؒ نے انہیں سخت ڈانٹ پلائی اور فرمایا کہ میں نے شیخ عبدالقادرؒ

کو امتحان کے لئے گرایا تھا۔ مجھے معلوم ہے کہ ان میں پہاڑ کی سی استقامت ہے۔ وہ وقت گزر گیا مگر آج میں جب شیخ حمادؒ کی (قبر) پر پہنچا تو دیکھا کہ بہشتی لباس پہنے ہوئے ہیں۔ سر پر ایک تاج مرصع ہے اور ہاتھ میں سونے کی نعلیں ہیں لیکن ایک ہاتھ شل ہے۔ میں نے اس ہاتھ کے شل ہونے کا سبب پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ فلاں دن میں نے تمہیں دھکا دے کر پانی میں گرایا تھا اسی سبب سے میرا یہ ہاتھ بیکار کر دیا تھا۔ اب خدا کے لئے مجھے معاف کر دو۔ میں نے کہا: میں نے آپ کو سچے دل سے معاف کر دیا۔ پھر شیخ حمادؒ نے کہا: اب بارگاہِ الٰہی میں دعا کرو کہ وہ میرا ہاتھ درست کر دے۔ میں نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے۔ پانچ سو اولیاء اللہ میری دعا کے ساتھ آمین کہتے تھے۔ اللہ نے میری دعا قبول فرمائی اور شیخ حمادؒ کا ہاتھ درست کر دیا۔ پھر انہوں نے اس ہاتھ سے میرے ساتھ مصافحہ کیا اور میں ان سے رخصت ہوا۔ یہی وجہ میرے ہاں زیادہ ٹھہرنے کی تھی۔

(تذکرہ سیدنا غوثِ اعظم۔ صفحہ ۱۶۱-۱۶۲)

رضاخانی اہل بدعت کو بات کرتے وقت ذرا بھر شرم نہیں آئی کہ ہم جو کہہ رہے ہیں۔ کیا اس سے ولی کامل کی توہین تو نہیں ہو رہی۔

حضراتِ گرامی! بات یہ ہے کہ یہ واقعہ کسی معتبر سند کے ساتھ کسی معتبر کتاب میں مرقوم نہیں کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کو لوگوں کی موجودگی میں دریا کے کنارے چلتے چلتے ان کے شیخ طریقت حماد رحمۃ اللہ علیہ نے پانی میں دھکا دے کر گرا دیا اور سردی کا موسم تھا۔ پانی میں گرنے کی وجہ سے حضرت جیلانیؒ

کو سخت اذیت کا سامنا کرنا پڑا لیکن جب حضرت شیخ جیلانی رح اپنے شیخ طریقت کی قبر پر حاضر ہوئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ ان کے شیخ حماد رحمۃ اللہ علیہ کا ایک بازو شل ہو چکا ہے تو شیخ نے اپنے مرید حضرت جیلانی کی خدمت میں گذارش کی کہ آپ مجھے معاف فرمائیں۔ کیونکہ جب میں نے آپ کو سردی کے موسم میں دریا میں گرا دیا تھا تو اس جرم کی پاداش میں حق تعالیٰ نے میرا یہ بازو شل کر دیا ہے اور آپ معاف فرما دیں۔ بعدہٗ حضرت جیلانی رح نے اپنے شیخ کو معاف کر دیا تو شیخ نے عرض کی کہ آپ دعا کریں کہ میرا ہاتھ درست ہو جائے۔ جب حضرت جیلانی رح نے دعا کے لئے ہاتھ بلند کئے تو آپ کے ساتھ پانچ سو اولیائے کرام نے بھی دعا کی اور ساتھ ساتھ آمین بھی کہتے جاتے۔ بعد ازاں اسی ہاتھ سے مصافحہ کر کے شیخ جیلانی رح سے رخصت ہوئے وغیرہ وغیرہ۔

یہ قصہ بالکل من گھڑت ہے۔ رضاخانی پیر جیلانی رح کی تعریف میں غلو کرتے ہوئے ان کے شیخ کی شدید توہین کر بیٹھے۔

ایک صریح جھوٹ کا سہارا؟

شیخ ابو سعید عبداللہ بن احمد بغدادی کا بیان ہے کہ ایک دفعہ میری کنواری جوان بیٹی کسی ضرورت سے مکان کی چھت پر گئی۔ وہاں سے اسے کوئی جن اٹھا کر لے گیا۔ میں نے بہتیری جستجو کی لیکن اس کا کچھ پتہ نہ چلا۔ ہمیں اس کی جدائی سے کسی کو چین نہیں پڑتا تھا۔ بالآخر میں سیدنا غوث اعظم رح کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ کو اپنی بپتا سنائی۔ آپ نے فرمایا۔ آج رات تم بغداد سے باہر ویرانہ کی طرف

کے فلاں ٹیلے پر چلے جانا اور وہاں بِسْمِ اللّٰہِ عَلٰی نِیَّۃِ عَبْدُالقَادِر پڑھ کر زمین پر دائرہ کھینچ کر اس کے اندر بیٹھ جانا اور یہی پڑھتے رہنا۔ نصف شب کے بعد جنات کے گروہ مختلف صورتوں میں تمہارے پاس سے گزریں گے۔ ان سے خوف مت کرنا۔ صبح کے قریب جنات کا بادشاہ اپنے لاؤ لشکر سمیت گزرے گا اور تم سے تمہاری حاجت پوچھے گا۔ تم کہنا کہ مجھے شیخ عبدالقادر جیلانیؒ نے بھیجا ہے۔ پھر تم اپنی بیٹی کا واقعہ اس سے بیان کرنا۔ شیخ ابوسعید عبداللہ بن احمد کہتے ہیں کہ میں نے حضرت کے حسب ارشاد عمل کیا۔ صبح کے قریب شاہِ جنات مع لشکر آیا اور اس نے مجھ سے میری حاجت پوچھی۔ جب میں نے سیدنا شیخ عبدالقادرؒ کا اسم گرامی لیا تو وہ اپنی سواری سے اتر کر دست بستہ میرے سامنے کھڑا ہو گیا اور کہا کیا حکم ہے؟۔ میں نے اپنی بیٹی کے غائب ہونے کا سارا ماجرا بیان کیا۔ بادشاہ نے اسی وقت اپنے لشکر کو حکم دیا کہ جس شریر نے یہ حرکت کی ہے اسے ابھی میرے سامنے حاضر کرو۔ چند لمحوں میں بادشاہ کے لشکری ایک جن کو پکڑ کر لے آئے۔ اس کے ہمراہ میری بیٹی بھی تھی۔ لشکریوں نے بادشاہ کو بتایا کہ یہ ملک چین کے سرکش جنوں میں سے ہے۔ بادشاہ نے اس سے پوچھا "تو نے یہ حرکت کیوں کی؟" اس نے کہا "میں عشق کے ہاتھوں مجبور ہو گیا تھا"۔ بادشاہ نے اس کی گردن اڑانے کا حکم دیا اور لڑکی میرے حوالے کر دی۔ رخصت ہوتے وقت میں نے بادشاہ سے پوچھا "اے بادشاہ! کیا وجہ ہے کہ تو نے شیخ عبدالقادرؒ کا اتنا ادب کیا ہے؟" بادشاہ نے کہا "میری کیا مجال

ہے کہ میں حضرتؒ کے ادب میں کچھ کوتاہی کروں۔ جب وہ نظر اٹھاتے ہیں تو ان کی ہیبت و جلال سے جن و بشر کانپ اٹھتے ہیں۔ (تذکرہ سیدنا غوث اعظم صفحہ ۱۶۹ تا ۱۷۱)

رضاخانی اہل بدعت حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی محبت میں اس قدر اندھے ہو چکے ہیں کہ حضرت پیر صاحب کی مدح میں ایک من گھڑت قصے کا سہارا لینا پڑا کہ شیخ ابوسعید عبداللہ بن احمد بغدادی کی طرف منسوب کر کے یوں واقعہ پیش کیا کہ ایک مرتبہ شیخ ابوسعید عبداللہ بن احمد بغدادی کی کنواری لڑکی کو جنات نے اٹھالیا اور میں اپنی لڑکی کو تلاش کرنے میں بہت بڑی طرح ناکام ہوا۔ بالآخر حضرت شیخ جیلانیؒ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔ تو آپ نے ایک وظیفہ بتلایا کہ آج رات تم شہر سے باہر جنگل میں ایک ٹیلے پر بیٹھ جاؤ اور اپنے ارد گرد ایک دائرہ لگا کر یہ پڑھتے رہو۔ بسم اللہ علی نیتہ عبدالقادر۔ بس کثرت سے پڑھتے رہنا۔ بعدہٗ جنات کے بادشاہ حاضر ہوں گے۔ ان کو اپنی حاجت پیش کرنا۔ ایسے ہی ہوا کہ جب یہ وظیفہ پڑھا تو بادشاہ جنات اپنے لشکر کے ساتھ حاضر ہوا تو پوچھا آپ کی کیا حاجت ہے تو میں نے عرض کیا کہ میری لڑکی لاپتہ ہو چکی ہے تو اس نے اپنے لشکر والوں کو حکم دیا کہ جس شریر جن نے یہ حرکت کی ہے اس کو جلد از جلد پیش کیا جائے۔ بعد ازاں ایک شریر جن کو مع لڑکی کے پکڑ لایا گیا اور بادشاہ جنات نے لڑکی کو باپ کے حوالے کر دیا اور بادشاہ جنات نے کہا کہ میری کیا طاقت ہے کہ تم حضرت شیخ جیلانیؒ کا نام لو اور میں آپ کی حاجت کیوں نہ پوری کروں۔ جب کہ حضرت پیر صاحب کی جلالت کا یہ عالم ہے کہ جب نظر اٹھاتے ہیں تو ثقلین کانپ اٹھتے ہیں وغیرہ وغیرہ۔

حضراتِ گرامی! رضاخانی اہل بدعت نے واقعہ مذکور میں حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کی منقبت بیان کرنے میں خالص جھوٹ کا سہارا لیا ہے تاکہ لوگ یہ عقیدہ رکھیں کہ حضرت پیر صاحب کا نام لینے سے بادشاہِ جنات نے مغویہ کو برآمد کرا دیا اور حضرت جیلانیؒ کا نام لینے سے مشکلیں حل ہو جاتی ہیں بس اتنی سی بات کو ثابت کرنے کے لیے یہ سب کچھ کرنا پڑا۔ حق تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہر ایک کو جھوٹ جیسی اخبث لعنت سے بچائے۔

شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کی زوجہ کیساتھ

(شیخ عبدالقادر جیلانیؒ) کے صاحبزادے شیخ عبدالجبارؒ بیان کرتے ہیں کہ میری والدہ کسی تاریک کوٹھڑی یا مکان میں داخل ہوتیں تو وہاں شمع کی سی فلکی روشنی ہو جاتی۔ ایک دفعہ میرے والد ماجد نے یہ ماجرا دیکھا۔ چنانچہ وہ بھی اسی جگہ تشریف لے گئے جہاں میری والدہ کھڑی تھیں۔ آپ کے جاتے ہی وہ روشنی غائب ہو گئی۔ میری والدہ محترمہ حیران ہوئیں تو فرمایا: "یہ زرد روشنی شیطانی روشنی تھی۔ یہی وجہ ہے کہ میرے آتے ہی معدوم ہو گئی۔ اب میں اسے رحمانی روشنی میں تبدیل کیے دیتا ہوں۔ اس کے بعد وہ جب بھی کسی تاریک جگہ جاتیں وہاں دودھیا چاندنی جیسا نور پھیل جاتا۔

(تذکرہ سیدنا غوث اعظم۔ صفحہ ۲۱۶)

حضراتِ گرامی! یہ بھی شرک و بدعت کے پجاریوں کا عقیدہ ہے کہ جب حضرت شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کی زوجہ مکان میں داخل ہوئیں تو ان کے ساتھ

ایک شیطانی شمع روشن ہو جاتی تو جب حضرت شیخ صاحب نے اس کا ملاحظہ کیا تو فرمایا کہ شیطانی روشنی ہے۔ جب اس کو معدوم کر کے آپ کے ساتھ ایک رحمانی روشنی کو ملا دیتا ہوں۔ حالانکہ یہ کس قدر جہالت ہے کہ ایک طرف رضاخانیوں کا یہ عقیدہ کہ حضرت شیخ صاحب رح جب نظر اٹھاتے تو ثقلین کانپ اٹھتے اور دوسری طرف یہ عقیدہ کہ ان کی نر و جہ کے ساتھ شیطانی روشنی ہوتی تھی۔

اہل بدعت اپنے گریبان میں منہ ڈال کر سوچیں کہ ہم تضاد بیانی سے کیوں کام لے رہے ہیں اور جھوٹ جیسی لعنت کا طوق اپنے گلے میں کیوں پہن رکھا ہے۔

ان بدنصیب لوگوں کے منحوس چہروں پر حق تعالیٰ کی اس قدر پھٹکار ہے کہ جب بھی کوئی رضاخانی بدعتی مرتا ہے تو اس کے چہرے کی حالت ابتر ہو جاتی ہے اور دیکھنے والا اس بات کو تسلیم کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے کہ یہ کسی مغضوب علیہ کا چہرہ ہے۔

خیال میں ملاقات کرا دی۔؟

شیخ محمد بن خضر رح نے اپنے والد سے نقل کیا ہے کہ ایک دن میں سیدنا غوث اعظم رض کی خدمت میں بیٹھا ہوا تھا کہ دل میں خیال آیا کہ کیا خوب ہو اگر کبھی شیخ احمد کبیر رفاعی رح سے ملاقات ہو جائے۔ یہ خیال آنے کی دیر تھی کہ آپ نے میری طرف دیکھا اور فرمایا خضر یہ شیخ احمد کبیر رفاعی بیٹھے ہیں۔ ان سے ملاقات کر لو۔ میں نے حیران ہو کر اوپر نظر اٹھائی تو آپ کے پاس ایک پر جلال بزرگ کو بیٹھے پایا۔ میں نے انہیں مؤدبانہ سلام کیا۔ انہوں نے فرمایا:

"اے خضر! جو شخص شیخ عبد القادر جیلانی رح کو دیکھ لے اسے مجھ جیسے شخص کو دیکھنے کی آرزو نہیں کرنی چاہیئے"۔ یہ فرما کر شیخ احمد کبیر غائب ہو گئے۔

(تذکرۂ سیدنا غوث اعظم۔ صفحہ ۱۷۹-۱۸۰)

مذکورہ واقعہ سے رضا خانی اہل بدعت ثابت کرنے کی مذموم سعی کرتے ہیں کہ حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ لوگوں کے دلوں کے راز سے واقف ہیں جو کسی کے دل میں بات ہو۔ حتیٰ کہ حضرت پیر صاحب لوگوں کے دلوں کے خطرات سے بھی واقف ہیں۔ جیسا کہ شیخ محمد بن خضر رحمۃ اللہ علیہ کے والد کا بیان ہے کہ ایک دن میں حضرت شیخ جیلانی رح کی خدمت میں بیٹھا ہوا تھا تو میرے دل میں خیال ہی آیا کہ شیخ احمد کبیر رفاعی رح کی زیارت کروں تو فوراً حضرت شیخ جیلانی رح میری اس آرزو سے مطلع ہو کر فرمانے لگے کہ خضر یہ شیخ احمد کبیر رفاعی رح بیٹھے ہوئے ہیں ان سے ملاقات کر لو۔ میں متحیر ہو کر نظر اٹھائی تو ایک پُر وقار بزرگ کی زیارت کی اور انہوں نے فرمایا کہ میں نے حضرت پیر صاحب کی زیارت کا شرف حاصل کیا۔ اسے میری زیارت کا شوق نہیں ہونا چاہیئے۔ بس اتنا کہہ کر غائب ہو گئے۔

حضرات گرامی! اس واقعہ کی زیادہ سے زیادہ کھینچا تانی کی جائے تو یہ حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رح کی کرامت ہے اور کرامت خرق عادت ہوتی ہے اور عقیدے کا دار و مدار کرامات پر نہیں ہوتا بلکہ نص قطعی پر ہوتا ہے اور کرامت کا ظہور ولی کی مرضی سے ہرگز نہیں ہوتا بلکہ حق تعالیٰ جب چاہیں اور جس وقت چاہیں اپنی مرضی سے اپنے نیک بندوں میں کسی کے ہاتھ پر کرامت ظاہر فرما دیں جس میں ولی کو کچھ اختیار نہیں ہوتا۔

دلوں پر کس کا قبضہ ہے

رضاخانی ملاؤں کا عقیدہ ہے کہ لوگوں کے دلوں پر شیخ عبدالقادر جیلانی رح کا قبضہ ہے اور وہ مکمل اختیارات رکھتے ہیں۔ اگر وہ چاہیں تو دلوں کو پھیر دیں اور تمام مخلوق کے دل شیخ عبدالقادر جیلانی رح کے قبضہ قدرت میں ہیں اور شیخ جیلانی رح کے اختیارات کو ثابت کرنے کے لئے ایک من گھڑت کہانی کا سہارا لیا ہے۔

عبارت ملاحظہ ہو:۔

شیخ عمر بزاز رح کا بیان ہے کہ میں ۱۵ جمادی الآخر ۵۵۶ھ کو حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رح کی معیت میں نمازِ جمعہ کے لئے جا رہا تھا۔ راستے میں کسی شخص نے آپ کو سلام تک نہ کیا حالانکہ پہلے آپ جس راستے سے گزرا کرتے تھے ہجوم خلائق زیارت کے لئے ٹوٹ پڑتا تھا۔ میں حیران تھا کہ آج کیا ماجرا ہے۔ ابھی یہ بات میرے دل میں تھی کہ آپ نے مسکرا کر میری جانب دیکھا اور چاروں طرف سے لوگ سلام و زیارت کے لئے امڈ پڑے۔ آپ نے فرمایا: "کیوں عمر تیری یہی خواہش تھی۔ تمہیں معلوم نہیں کہ اللہ کے فضل سے لوگوں کے دل میرے ہاتھ میں ہیں چاہوں تو اپنی طرف سے پھیر دوں چاہوں تو اپنی طرف متوجہ کر لوں۔

(تذکرہ سیدنا غوث اعظم رح صفحہ ۱۷۶)

قارئین محترم! رضاخانی اہلِ بدعت اس واقعہ سے بھی یہی عقیدہ رکھتے ہیں کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ جو کسی کے دل میں بات کھٹکتی ہے

وہ اس سے مطلع ہو جاتے ہیں جیسا کہ شیخ عمر بزاز رح کا بیان ہے کہ ابھی ان کے دل میں آیا کہ حضرت پیر صاحب کو کسی نے سلام نہیں کیا تو ادھر لاتعداد لوگوں کے ہجوم نے حضرت پیر صاحب کو سلام و عقیدت کا نذرانہ پیش کیا اور حضرت پیر صاحب نے فرمایا کہ تمام لوگوں کے قلوب میرے قبضہ میں ہیں۔ چاہوں تو اپنی طرف پھیر لوں اور چاہوں تو متوجہ کر لوں۔

اہل سنت وجماعت علمائے دیوبند کا عقیدہ ہے کہ یہ بات پیر صاحب سے ہرگز منقول نہیں۔ کیونکہ حضرت پیر صاحب کا عقیدہ ان کی تصنیف لطیف "غنیۃ الطالبین" میں مرقوم ہے کہ تمام لوگوں کے دلوں پر حق تعالیٰ کا قبضہ ہے اور وہی ذات مقلب القلوب ہے۔ اور اسی ذات قدیم کے قبضہ میں پوری مخلوقات کے دل ہیں اور وہی ذات قدیم دلوں کی ظاہری اور پوشیدہ باتوں سے واقف ہے اور یہ حق تعالیٰ کی صفت ہے کہ اِنَّ اللّٰہَ عَلِیْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ۔ مخلوق میں سے کوئی بھی اس صفت کا حامل نہیں۔

مذکورہ بات زیادہ سے زیادہ ولی کامل کا کشف والہام ہے، جو دوسروں کے لئے تو حجت ہونا تو درکنار رہا خود صاحب کشف والہام کے لئے بھی حجت اور دلیل نہیں۔

اکابر اولیاء کی حاضری؟

"شیخ ابوالغنائم رح کا بیان ہے کہ ایک دفعہ میں آپ (یعنی شیخ عبدالقادر جیلانی رح) کی خدمت میں حاضر ہوا تو دیکھا کہ آپ کے پاس چار اجنبی اشخاص بیٹھے ہیں جنہیں میں نے پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا۔ میں ٹھٹک کر کھڑا ہو گیا۔ اتنے میں وہ اٹھ کر جانے لگے۔ آپ نے

مجھے خطاب کر کے فرمایا: "جاؤ۔ ان سے دعا کراؤ۔" میں دوڑ کر دروازے پر پہنچا اور ان چاروں اشخاص سے دعا کا طالب ہوا۔ انہوں نے فرمایا: "بھائی ہم کیا اور ہمارا دعا کیا، تم تو ایک عظیم المرتبت ہستی کی خدمت میں ہو جس کی دعا اور نظرِ شفقت کے ہم محتاج ہیں" یہ فرما کر وہ چاروں حضرات چلے گئے۔ میں نے واپس آ کر آپ سے پوچھا: "حضرت! یہ چاروں اشخاص کون تھے؟" فرمایا: "کوہ قاف کے اکابر اولیاء سے ہیں" اور دروازے سے نکلتے ہی اپنے اپنے مسکن پر پہنچ گئے۔"

(تذکرہ سیدنا غوثِ اعظمؒ صفحہ ۱۷۷)

اس واقعہ سے اہل بدعت یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ تمام کائنات کے کامل و اکمل انسان اور برگزیدہ گروہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام جس طرح حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں تو اسی طرح کوہ قاف کے اولیائے کرام بھی حضرت پیر صاحب کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں اور تمام کائنات کے انسان حضرت شیخ جیلانیؒ کے علوم و معارف کے محتاج ہیں۔

فرض کیا اگر واقعہ مذکورہ کسی مستند کتاب سے ثابت بھی ہو جائے۔ تو یہ اولیائے کرام کی کرامت ہے اور اولیائے کرام حق تعالیٰ کے حکم اور مرضی کے بغیر ذرہ بھر حرکت نہیں کر سکتے۔ یعنی اگر حق تعالیٰ چاہیں تو ایک ولی کو کئی جگہوں پر ظاہر فرما سکتے ہیں۔ اس میں ولی کو ہر جگہ میں منتقل ہونے کا کچھ اختیار حاصل نہیں۔ تمام کے تمام اختیارات خالقِ کائنات کو حاصل ہیں۔ وہی ذاتِ قدیم چاہے تو ایک انسان کو متعدد مقامات پر ظاہر فرما دے۔ یہ سب قوت و طاقت و اختیار خالقِ کائنات کو حاصل ہے اور اولیائے کرام کے متعلق یہ عقیدہ رکھنا کہ

وہ جب چاہیں، جس وقت چاہیں اپنی مرضی و ارادے سے ہر جگہ جا سکتے ہیں یہ قرآن و حدیث کے صریح خلاف ہے۔

بزرگوں کو زناکاری کا علم ہوتا ہے؟

ایک دفعہ آپ کے ایک خادم علی الصبح آپ کی خدمت میں روتے ہوئے حاضر ہوئے اور عرض کیا: "یا حضرت (شیخ عبدالقادر جیلانیؒ) میں ایک بڑے موذی مرض میں مبتلا ہو گیا ہوں۔ میرے حق میں شفایابی کی دعا فرمائیں۔ آپ نے فرمایا: "کہو کیا ہوا؟" اس نے کہا: "آج رات خواب میں میں نے ستر عورتوں سے مقاربت کی۔ اس طرح ستر بار مجھے غسل کی حاجت ہوئی۔" آپ نے فرمایا: "گھبراؤ نہیں مجھے اطلاع دی گئی کہ تم اپنی زندگی میں ستر بار زنا کے مرتکب ہو گے میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کر کے ان واقعات کو عالم بیداری سے عالم خواب میں تبدیل کرا لیا۔ انشاء اللہ اب تم اس گناہِ کبیرہ سے محفوظ رہو گے۔

(تذکرہ سیدنا غوثِ اعظمؒ صفحہ ۱۷۲)

قارئین کرام! بقول رضا خانی اہلِ بدعت کے یہ کس قدر مضحکہ خیز بات ہے کہ ایک شخص حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں آہ و زاری کرتا ہوا حاضر ہوا کہ حضرت میں ایک مہلک مرض میں مبتلا ہو گیا ہوں۔ آپ نے دریافت فرمایا تو اس نے عرض کیا کہ حضرت میں نے خواب میں ستر عورتوں سے زنا کیا ہے اور ستر مرتبہ نہانے کی ضرورت پیش آئی اور حضرت شیخ جیلانیؒ نے فرمایا کہ مجھے اطلاع ملی ہے کہ تم ستر مرتبہ بیداری میں زنا کرو گے تو

میں نے بیداری میں ہونے والی زناکاری کو خواب میں تبدیل کر دیا ہے۔
پہلی بات تو یہ ہے کہ خواب غیر اختیاری ہوتا ہے اور خواب میں سرزد ہونے والے گناہوں پر عند اللہ کچھ مواخذہ نہیں اور اہلِ بدعت کا یہ عقیدہ کہ حضرتِ پیر صاحب نے بیداری میں ہونے والے بُرے فعل کو خواب میں تبدیل کر دیا ہے یہ کافرانہ طرزِ عمل ہے۔

ہم اہلِ بدعت سے یہ بات پوچھنے میں حق بجانب ہیں کہ حضرت شیخ جیلانیؒ اپنی زندگی میں تو بیداری میں پیش آنے والے بُرے فعل کو خواب میں تبدیل کہتے تھے، تو کیا حضرت شیخ کی وفات کے بعد یہ اختیار ان کو اب بھی حاصل ہے یا کہ اس اختیار سے معزول ہو چکے ہیں۔ تو پھر بیداری میں ہونے والے بُرے کاموں کو خواب میں تبدیل کرنے پر کس کی ڈیوٹی لگی ہوئی ہے۔

پھر دریافت طلب امر یہ ہے کہ حضرت پیر صاحب کی خانقاہ پر دن رات اہلِ بدعت جو مخصوص کاروبار کرتے ہیں کیا وہ حضرت پیر صاحب کی زیرِ نگرانی ہوتا ہے اور حضرت شیخ جیلانیؒ اس سے مطلع ہوتے ہیں یا کہ اس سے بے خبر ہیں یا دیگر مقابر اولیاء پر جو افعال قبیحہ ہوتے ہیں کیا وہ اولیائے کرام بھی ہر فعل سے مطلع ہوتے ہیں یا کہ غافل رہتے ہیں۔

سینوا بالکتاب توجروا یوم الحساب۔

نوٹ:۔ اس قسم کا نجس عقیدہ رکھنے پر ہم اہلِ بدعت کو لعنۃ اللہ علیہ کا ہدیہ اخلاص پیش کرتے ہیں۔

شیخ عبدالقادر جیلانیؒ ابدالوں کو مقرر کیا کرتے ہیں

شیخ ابوالحسن بغدادیؒ سے روایت ہے کہ ۵۵۳ھ میں ایک رات میں آپ کی خدمت میں حاضر تھا۔ یکایک آپ اُٹھ کر باہر تشریف لے گئے۔ میں پانی کا لوٹا بھر کر آپ کے پیچھے پیچھے چلا لیکن آپ نے کچھ توجہ نہ فرمائی۔ چلتے چلتے آپ فصیل شہر کے دروازے پر پہنچے۔ دروازہ خود بخود کھل گیا اور آپ شہر سے باہر نکلے۔ میں بھی آپ کے پیچھے پیچھے رہا۔ چند قدم چلے تھے کہ ایک عظیم الشان شہر نظر آیا۔ آپ (یعنی شیخ عبدالقادر جیلانیؒ) اس میں داخل ہو کر ایک مکان کے اندر چلے گئے۔ وہاں چھ آدمی بیٹھے تھے۔ وہ ازراہ تعظیم کھڑے ہو گئے اور آپ کو سلام کیا۔ مکان کے ایک کونے سے کسی کے کراہنے کی آواز آ رہی تھی۔ تھوڑی دیر میں آواز بند ہو گئی۔ اتنے میں ایک شخص آیا اور اس کونے سے ایک میت کندھے پر اٹھا کر باہر چلا گیا۔ پھر ایک نصرانی وضع کا شخص آپ کے سامنے حاضر ہوا۔ اس کا سر برہنہ تھا اور بڑی بڑی مونچھیں تھیں۔ آپ نے اس کے سر اور لبوں کے بال تراشے پھر اسے کلمہ شہادت پڑھایا اور ان چھ اشخاص سے مخاطب ہو کر فرمایا: میں بہ حکم الٰہی اس شخص کو متوفی کا قائم مقام کرتا ہوں۔ ان اشخاص نے بیک زبان کہا: ہمارے سر آنکھوں پر۔" پھر آپ اس شہر سے باہر تشریف لے آئے۔ چند ہی قدم چلے تھے کہ بغداد کی شہر پناہ آ گئی۔ پہلے کی طرح اس کا دروازہ خود بخود کھل گیا، اور آپ اپنے دولت کدہ پر تشریف لے آئے۔ صبح ہوئی اور میں آپ

سے درس لینے بیٹھا تو آپ کو قسم دے کر رات کے واقعہ کی تفصیل پوچھی۔ آپ نے فرمایا پہلے عہد کرو کہ جب تک میں زندہ ہوں اس واقعہ کا اظہار کسی سے نہ کروگے۔ میں نے وعدہ کیا تو فرمایا: رات کو جس شہر میں ہم گئے تھے وہ نہاوند تھا۔ جو بغداد سے دُور دراز فاصلہ پر واقع ہے۔ مکان میں جو چھ آدمی تھے وہ ابدال وقت ہیں۔ جس شخص کے کراہنے کی آواز تم نے سُنی وہ ساتواں ابدال تھا اس وقت اس کا عالم نزع تھا۔ جب وہ واصل باللہ ہو گیا تو اس کی میت حضرت خضر علیہ السلام اٹھا کر لے گئے۔ جس آدمی کو میں نے کلمہ شہادت پڑھایا وہ قسطنطنیہ کا رہنے والا ایک عیسائی تھا۔ میں نے اللہ کے حکم سے مرحوم ابدال کی جگہ اسے ساتواں ابدال مقرر کیا۔ شیخ ابوالحسن بغدادی کہتے ہیں کہ میں اس واقعہ کی تفصیل سن کر مبہوت ہو گیا۔

(تذکرہ سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ صفحہ ۱۶۵-۱۶۶)

اس واقعہ سے اہل بدعت یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ مکمل اختیارات رکھتے ہیں کہ ایک ابدال کا انتقال ہوا تو جب اس کی میت حضرت خضر علیہ السلام اٹھا کر لے گئے تو ابدال کی سیٹ کو پُر کرنے کے لئے حضرت شیخ جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک قسطنطنیہ کے عیسائی کو کلمہ پڑھا کر اس مرحوم ابدال کے مقام پر فائز کر دیا اور رضاخانی کتب میں یہ بھی مرقوم ہے کہ حضرت شیخ جیلانی رحمۃ اللہ علیہ جس کو چاہیں چور سے ولی، غوث، قطب، ابدال بنا دیں اور جس کو چاہیں ان تمام تر مقامات سے معزول کر دیں اور وہ کہیں کا بھی نہ رہے، اور اس وقت تک کوئی ولی مقام ولایت پر فائز نہیں ہو سکتا کہ جب تک حق تعالیٰ

حضرت شیخ عبد القادر جیلانیؒ سے منظوری نہ لیں۔ العیاذ باللہ۔

حضرات گرامی! کسی کو ہدایت دینا، محروم رکھنا یہ تمام تر اختیارات حق تعالیٰ کو حاصل ہیں جس نے اولیائے کرام کو مقام ولایت عطا کیا ہے اور حق تعالیٰ جس کو چاہیں عزت دیں اور جس کو چاہیں ذلت دیں۔ ہدایت کا ڈپو خالق کائنات کے پاس ہے۔ جو خود پیدا ہوا ہو وہ کیسے ہدایت دے سکتا ہے۔ جو کوئی یہ عقیدہ رکھے کہ اولیائے کرام مختار کل ہیں اور گمراہ کو ہدایت دینے پر قادر ہیں وہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا باغی ہے۔

چھت گرنے کی اطلاع دی؟

رضاخانیوں کا عقیدہ ہے کہ شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے چھت گرنے کی اطلاع دی اور اولیائے کرام غیب کی باتیں جانتے ہیں کہ:۔

ایک دن سیدنا غوث اعظمؒ اپنے مہمان خانہ میں تشریف فرما تھے تین سو کے قریب لوگ بھی آپ کی خدمت میں حاضر تھے یکایک آپ اٹھ کر مہمان خانہ سے باہر تشریف لے گئے اور تمام لوگوں کو باہر آنے کے لئے پکارا۔ سب لوگ دوڑ کر باہر آئے۔ ان کا باہر آنا تھا کہ اس مکان کی چھت دھڑام سے گر پڑی۔ آپ نے فرمایا؟ میں بیٹھا ہوا تھا کہ مجھے غیب سے اطلاع دی گئی کہ اس مکان کی چھت گرنے والی ہے۔ چنانچہ میں باہر آگیا اور آپ لوگوں کو بھی اپنے پاس بلا لیا کہ کوئی دب نہ جائے۔

(تذکرہ سیدنا غوث اعظم ج صفحہ ۱۵۱)

قارئین کرام! عقیدہ مذکورہ حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمات

کے صریح خلاف ہے۔ اور نہ ہی حضرت شیخ کی کسی مستند کتاب سے یہ واقعہ ثابت ہے۔ کیونکہ حضرت شیخ کی تصنیفات سے یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ عالم الغیب حق تعالیٰ کی ذات ہے۔ حق تعالیٰ کے سوا کوئی غیب نہیں جانتا۔ حتیٰ کہ حضرت شیخ جیلانیؒ اپنی تصنیف "مرآۃ الحقیقۃ" مطبوعہ مصر میں تحریر فرماتے ہیں کہ جو یہ عقیدہ رکھے کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غیب جانتے ہیں پس وہ کافر ہے۔ کیونکہ غیب حق تعالیٰ کا خاصہ ہے۔ چھت گرنے کا واقعہ زیادہ سے زیادہ یہ حضرت صاحب کا کشف ہی ہو سکتا ہے اور کشف ظنی ہوتا ہے نہ کہ یقینی۔ جس پر عقیدے کی بنیاد رکھنا قطعاً جائز نہیں۔ علاوہ ازیں بعض اوقات انسان علم قیافہ سے نفع و نقصان کا اندازہ لگا لیتا ہے جس پر غیب کا اطلاق ہرگز صحیح نہیں اور جو کوئی یہ عقیدہ رکھے کہ حضرت شیخ عبد القادر جیلانیؒ غیب کے جاننے والے ہیں۔ از روئے شریعت وہ بہت بڑا کذاب ہے۔

مشرکانہ عمل کردہ؟

رضاخانی فرقہ ضالہ شرکیہ عقیدے کی یوں تعلیم دیتے ہیں کہ:۔
ایک دفعہ ایک شخص آپ کی خدمت میں اصفہان سے حاضر ہوا، اور عرض کیا کہ "یا حضرت! (عبد القادر جیلانیؒ) میری بیوی کو اکثر مرگی کے دورے پڑتے ہیں۔ بہت علاج کئے لیکن کسی سے کچھ افاقہ نہ ہوا"۔ آپ نے فرمایا: "یہ مرگی نہیں ہے، بلکہ سراندیپ کا ایک شریر جن فانس تیری بیوی کو ستاتا ہے۔ اب تو گھر جا اور جب تیری بیوی کو دورہ پڑے تو اس کے

کان میں کہنا کہ عبد القادر جو بغداد میں رہتا ہے تجھ سے کہتا ہے کہ پھر نہ آنا مارا جائے گا۔ اس شخص نے ایسا ہی کیا اور اس کی بیوی بالکل شفایاب ہوگئی۔ دس سال کے بعد وہ پھر بغداد آیا اور بیان کیا کہ جس دن میں نے حضرت کے ارشاد کے مطابق عمل کیا ہے میری بیوی کو کبھی دورہ نہیں پڑا۔

(تذکرہ سیدنا غوث اعظم رح صفحہ ۱۵۱-۱۵۲)

اہل سنت وجماعت علمائے دیوبند کا عقیدہ ہے کہ حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ بہت بڑے موحد اور سید الاولیاء ہیں۔ ان سے اس قسم کا شرکیہ عمل ہرگز ثابت نہیں۔ یہ رضا خانیوں کا حضرت شیخ پر افتراء ہے۔ کیونکہ حضرت شیخ جیلانی رحمۃ اللہ علیہ تمام زندگی توحید کا پرچار کرتے رہے۔ یہ کیسے تصور کیا جائے کہ وہ شرکیہ اقوال و افعال کی تعلیم دیتے ہوں گے جبکہ ان کی تحریر کردہ کتب توحید سے بھری پڑی ہیں اور حضرت شیخ جیلانی رح تمام زندگی اپنے تمام حوائج میں خالق کائنات کو پکارتے تھے اور اس کے نام کا وظیفہ پڑھتے تھے۔ جو خود حق تعالیٰ کے نام کا وظیفہ پڑھتا ہو وہ دوسروں کو اپنے نام کا وظیفہ پڑھنے کی کیسے تعلیم دے سکتا ہے۔ ہرگز نہیں دے سکتا۔ قطعاً نہیں دے سکتا۔ کیونکہ جس خالق لایزال کی پیدا کردہ مخلوق ہے اسی کا نام لینے سے ہی اس مخلوق کے شر سے نجات حاصل ہو سکتی ہے۔

حق تعالیٰ تمام مخلوقات کے مالک ہیں اور تمام مخلوقات حق تعالیٰ کی محکوم ہے۔

ولی مدد کرتا ہے؟

رضاخانی عقیدہ ہے کہ جو شخص بھی شیخ عبدالقادر جیلانی رح کو مصیبت کے وقت اپنی مدد کے لئے پکارے گا تو شیخ جیلانی رح اس شخص کی مدد فرمائیں گے، چاہے مرید کتنا ہی دور کیوں نہ ہو۔

عبارت ملاحظہ ہو:۔

حضرت غوث اعظم سیدنا شیخ محی الدین ابو محمد عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے مریدین و معتقدین و محبین کی مدد کے لئے خواہ نزدیک ہوں یا دور ہر وقت تیار ہیں۔ اس واسطے سلسلہ قادریہ میں وظیفہ یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیئاً للہ۔ معمول ہے۔

(تذکرہ سیدنا غوث اعظم رح صفحہ ۱۲۷ مطبوعہ کراچی)

قارئین کرام! یہ رضاخانی اہل بدعت کا حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ پر خالص افتراء ہے کہ میں اپنے مریدین و معتقدین کی مدد کے لئے ہر وقت ہر جگہ پہنچتا ہوں۔ خواہ میرے مرید کتنے ہی دور کیوں نہ ہوں۔

رضاخانی اہل بدعت نے اس جھوٹ کو حضرت شیخ جیلانی رح کی طرف منسوب کرتے وقت ذرہ بھر خوف خدا محسوس نہیں کیا۔ ان شیاطین نے سوچا کہ کوئی ایسا طریقہ ہونا چاہیئے کہ لوگ خدا تعالیٰ کو ایک ماننا چھوڑ دیں اور اپنی گمراہی کو حق پر مبنی سمجھ کر نہ صرف خوش رہیں بلکہ حق سے متنفر بھی رہیں۔ سو انہوں نے یہ طریقہ وضع کیا کہ لوگوں کو خدا تعالیٰ کی توحید سے ہٹانے یعنی کہ خدائی اختیارات میں کمی کرنے کے لئے لوگوں کے جذبات بندگی کا رخ خدا

تعالیٰ کے محبوب بندوں کی طرف پھیر دیا جائے تاکہ لوگ انبیاء و اولیاء کی بندگی کرتے ہوئے کہ محسوس نہ کریں کہ وہ کسی پتھر کے بُت کی پوجا کر رہے ہیں یا کہ اختیارات والی ذات کی بندگی کر رہے ہیں۔ سو خدا پر پختہ یقین نہ رکھنے والے لوگ رضاخانی شیاطین کی اس مکروہ چال میں پھنس گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے مقبول بندوں نے جب اس سازش کو محسوس کیا تو وہ اس کے خلاف عملی جہاد کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے۔ ایسے لوگوں میں سب سے نمایاں نام حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا ہے۔ انہوں نے اللہ تعالیٰ کے اختیارات کی وسعت کی تبلیغ میں تمام عمر صرف کر دی۔ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے جو ارشاداتِ توحیدِ خداوندی کی وضاحت میں تمام عمر بیان کئے ہر ایک توحیدِ خداوندی کو اپنا دستورِ حیات بنا کر اپنی نجات کا سامان کریں۔ چنانچہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔

"تم پر سب مصیبتیں صرف اللہ تعالیٰ کے سوا دوسری ذاتوں کو اللہ تعالیٰ جیسا سمجھنے اور ان پر بھروسہ کرنے کی وجہ سے نازل ہوتی ہیں"۔

(الفتح الربانی۔ صفحہ ۱۳۳)

سب سے بڑی بلا اور مرض یہ ہے کہ تو خدا کی پیدا کی ہوئی کسی ذات کو خدا تعالیٰ کے اختیارات میں شامل سمجھے یعنی نفع و نقصان دینے والا سمجھ کر اپنی نگاہِ التماس اس کی طرف رکھے (خواہ وہ ذات خدائے بزرگ و برتر کی کس قدر محبوب کیوں نہ ہو) کیونکہ ایسا کرنے سے خدا کے اختیارات میں کمی لازم آتی ہے جو خدا تعالیٰ کی شان کے خلاف ہونے کے علاوہ ایسا سمجھنے والے

نے غیر کی نشانی ہو گی۔ (الفتح الربانی صفحہ ۔۔۔)

کیا تم نے اللہ تعالیٰ کا ارشاد نہیں سنا کہ تم اپنی ہر مصیبت، مشکل اور پریشانی میں اللہ تعالیٰ کی طرف ہی رجوع کیا کرو۔ یعنی اس سے ہی مدد مانگا کرو تاکہ وہ تمہاری مشکلیں آسان فرمادے کیونکہ دکھ سکھ کے تمام اختیارات صرف اللہ تعالیٰ ہی کے ہاتھوں میں ہیں۔

(الفتح الربانی صفحہ ۸۶)

مومن یہ جانتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی دوسری ذات کے ہاتھ میں نہ نفع دینے کے اختیارات ہیں نہ نقصان کے نہ خیر کے اس کے سوا کسی کے ہاتھ میں ہے نہ شر۔ (الفتح الربانی صفحہ ۲۱۹)

اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور ذات سے نہ ڈرو اور ہر مشکل میں اللہ ہی کی طرف رجوع کیا کرو۔ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور ذات کی طرف مدد کے لئے رجوع نہ کرو۔ (الفتح الربانی صفحہ ۷۱)

اگر تو اپنے دل کی مکمل صفائی چاہتا ہے تو اپنے دل میں سے اللہ تعالیٰ کے سوا سب کو نکال کر اللہ تعالیٰ کو دل میں بسالے۔

(الفتح الربانی صفحہ ۸۵)

اس کا مطلب یہ ہے کہ تو ہر کام میں ہر حالت میں ہر حاجت میں ہر مشکل میں صرف ایک اللہ ہی کی طرف امداد کے لئے رجوع کر۔ اللہ کے سوا اور کسی ذات کی طرف رجوع نہ کر۔ کیونکہ ایسا کرنے سے خدا کی خدائی میں زد پڑتی ہے جو سراسر ظلم اور کفر ہے۔

حضرات گرامی! رضا خانی اہل بدعت کے باطل عقیدے کے تقابل میں آپ نے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف لطیف

الفتح الربانی سے چند اقتباسات ملاحظہ فرمائیے کہ جن کو پڑھ کر ایک باہوش بھی یہ سمجھنے پر مجبور ہو جاتا ہے کہ رضاخانی اہل بدعت، حامی شرک و بدعت اور باحی توحید و سنت ہیں جو آئے دن مذہب اسلام کے خلاف مذموم حرکات کر رہے ہیں لیکن حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان بھی ملاحظہ فرمائیں:۔

الاسلام یعلوا ولا یعلی علیہ ۔ (الحدیث)

کیا شیخ عبدالقادر جیلانیؒ نے فرمایا تھا!

حضرت غوثِ پاک رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میری تلوار میان سے کبھی ہوئی ہے۔ میری کمان پر چلہ چڑھا ہوا ہے۔ میرے سو خار تیر شست میں رکھے ہوئے ہیں۔ میرے تیر نشانہ پر پہنچنے والے ہیں۔ میرا تیر خطا نہیں کرتا۔ میرے گھوڑے پر زین کسا ہوا ہے۔ میں اللہ کی آتش سوزاں ہوں۔ میں احوال کا سلب کرنے والا ہوں۔ میں بحر بے کنار ہوں۔ میں وقت کا رہنما ہوں۔ میں اپنے غیر میں کلام کرنے والا ہوں۔ میں محفوظ ہوں۔ میں ملحوظ ہوں۔ اے روزہ دارو! اے رات کے جاگنے والو! اے پہاڑوں کے رہنے والو! پست ہوں تمہارے پہاڑ۔ اے صومعہ نشینو! منہدم ہوں تمہارے صومعے۔ اللہ کے امر کی طرف آؤ۔ میں اللہ کا امر ہوں۔ اے رستہ چلنے والو! اے مردود! اے پہلوانو! اے لڑکو آؤ اور اس سمندر سے فیض لو جس کا کنارہ نہیں۔

(تذکرہ سیدنا غوثِ اعظم صفحہ ۱۲۶۔۱۲۷۔ مطبوعہ کراچی)

حضراتِ گرامی! مذکورہ بالا اقوال میں سے کوئی ایسا قول بھی حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ سے قطعاً ثابت نہیں۔

حضرت شیخ جیلانیؒ ایک موحد ولی کامل ہیں۔ ان سے اس قسم کا ابلیسی دعویٰ ہرگز صادر نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ اولیائے کرام کا شریعت اسلامیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام پر مکمل عمل ہوتا ہے وہ خلافِ شرع باتوں کا ارتکاب نہیں کرتے۔ وہ ہر وقت ذکرِ الٰہی میں مشغول رہتے ہیں ان کا کوئی لمحہ یادِ الٰہی سے غافل نہیں رہتا۔ مذکورہ بالا دعوے تکبر پر مبنی ہیں اور متکبر حق تعالیٰ کی ذات ہے۔ مخلوق میں سے جو تکبر کا شکار ہوا وہ تباہ و برباد ہو گیا۔

بزرگ نجس عقیدے کی تعلیم دیا کرتے ہیں؟

ابوالمعالی کا قول ہے کہ پھر میں شیخ ابوالحسن علی حمار کے پاس آیا اور اس سے یہ ماجرا کہہ سنایا۔ اس نے کہا کہ میں نے شیخ ابوالقاسم عمر بزاز کو سنا کہتے تھے کہ میں نے سیدنا شیخ محی الدین عبدالقادر رضی اللہ عنہ کو سنا کہ فرماتے تھے۔ جس نے کسی مصیبت میں مجھ سے فریاد کی وہ مصیبت دور ہو گئی۔ جس نے کسی سختی میں میرا نام پکارا وہ سختی جاتی رہی۔

(تذکرہ سیدنا غوث اعظم صفحہ ۱۲۵ مطبوعہ کراچی)

قارئین کرام! رضاخانی اہل بدعت نے سراسر کذب بیانی سے کام لیا ہے۔ حالانکہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ ملاحظہ فرمائیں:۔

فاذا استقبلت بوجهك الخلق عند الوفات كان ایمانك باطلا۔

اگر تم نے کسی مصیبت کے وقت خدا کی بجائے کسی اور ذات کی طرف خواہ وہ رسول ہو یا نبی یا کوئی ولی ہو مدد کے لئے رجوع کیا تو سمجھو تمہارا ایمان جاتا رہا۔

(الفتح الربانی صفحہ ۶۶۱)

اب رضاخانیوں کو چاہیئے کہ حضرت شیخ کے فتویٰ کو مدِ نظر رکھتے ہوئے اپنے ایمان کا جائزہ لیں اور سوچیں کہ جو ہم کر رہے ہے کیا یہی دینِ اسلام کی خدمت ہے؟

ایک قدم سے بیت المقدس سے بغداد تک؟

ایک روز شیخ صدقہ بغدادی رضی اللہ عنہ حضرت غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کی خانقاہ میں آئے اور بیٹھ گئے۔ اور دوسرے مشائخ بھی حضرت کی آمد کے انتظار میں بیٹھے ہوئے تھے۔ جب حضرت نکلے تو کرسی پر رونق افروز ہوئے اور کچھ کلام نہ فرمایا اور نہ قاری کو حکم دیا کہ کوئی آیت پڑھے مگر لوگوں میں بڑا وجد پیدا ہوا۔ شیخ صدقہ نے اپنے جی میں کہا کہ حضرت نے کچھ کلام نہیں فرمایا اور نہ قاری نے کچھ پڑھا۔ یہ وجد کہاں سے۔ حضرت غوثِ پاک رضی اللہ عنہ نے شیخ کی طرف نگاہ کی اور فرمایا میرا ایک مرید بیت المقدس سے یہاں تک ایک قدم میں آیا ہے اور اس نے میرے ہاتھ پر توبہ کی ہے۔ حاضرین مجلس تمام اس کی ضیافت میں ہیں۔ شیخ نے دل میں کہا۔ جس کا ایک قدم بیت المقدس سے بغداد تک ہو وہ کس بات سے توبہ کرتا ہے

اور اُسے پیر کی کیا ضرورت ہے۔ حضرت نے شیخ کی طرف توجہ کی اور فرمایا وہ جو ہوا میں اُڑتا ہے توبہ کرتا ہے کہ پھر ایسا نہ کرے گا اور وہ محتاج ہے اس بات کا کہ میں اسے محبتِ الٰہی کا طریقہ سکھاؤں۔

(تذکرہ سیدنا غوثِ اعظم رضی صفحہ ۱۲۵-۱۲۶ مطبوعہ کراچی)

قارئین محترم! اس واقعہ کو بیان کرنے سے رضاخانی اہلِ بدعت کا مقصد ہی یہی ہے کہ جب حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بیت المقدس سے حاضر ہونے والا ایک مرید ایک قدم میں پہنچنے کی قوت رکھتا ہے تو حضرت شیخ جیلانی رضی جو کہ سید الاولیاء ہیں۔ وہ تو پلک جھپکتے ہی ہر جگہ ہر وقت پہنچنے کی قوت رکھتے ہیں بلکہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ ہر جگہ ہر وقت ہر آن موجود ہیں اور اپنے مریدوں کی دستگیری فرماتے ہیں۔

اس عبارت سے اہل بدعت کا مقصد یہ ثابت کرنا ہے کہ ہر ایک یہی عقیدہ رکھے کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ اختیارات کے مالک ہیں۔ یہ عقیدہ قرآنی تعلیمات کے بالکل خلاف ہے۔ کیونکہ مذکورہ باتیں حضرت شیخ جیلانی رحمۃ اللہ علیہ سے منقول نہیں۔

ولی نے جنگل میں امداد کی؟

ابو المعالی عبدالرحیم بن مظفر بن مہذب قرشی نے بیان کیا کہ حافظ ابو عبداللہ محمد بن محمود بن البخار بغدادی نے بغداد میں ہمیں خبر دی کہ مجھے شیخ عبداللہ جبائی نے لکھا اور میں نے ان کے خط سے

نقل کیا کہ میں ہمدان میں اہلِ دمشق میں سے ایک شخص سے ملا جس کو ظریف کہتے تھے اس نے ذکر کیا کہ میں نیشاپور یا کہا خوارزم کے راستے میں بشر فقرنی سے ملا اور اس کے ساتھ چودہ اونٹ شکر سے لدے ہوئے تھے۔ اس نے مجھ سے بیان کیا کہ ہم ایک خطرناک جنگل میں اُترے جہاں خوف کے مارے بھائی بھائی کا ساتھ نہ دیتا تھا۔ جب ہم نے شروع رات بوجھ لادے تو چار لدے ہوئے اونٹوں کو نہ پایا۔ میں نے ہر چند تلاش کی مگر نہ ملے۔ قافلہ چل دیا اور میں اونٹوں کو ڈھونڈنے کے لئے پیچھے رہ گیا اور شتربان بھی میری خیر خواہی کے لئے میرے ساتھ ٹھہر گیا۔ ہم نے اونٹوں کو ڈھونڈا مگر نہ پایا۔ جب صبح نمودار ہوئی تو مجھے سید شیخ محی الدین عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ قول یاد آیا کہ اگر تو کسی سختی میں مبتلا ہو تو مجھے پکار وہ سختی جاتی رہے گی۔ اس لئے میں نے یوں فریاد کی، یا شیخ عبد القادرؒ میرے اونٹ گم ہو گئے ہیں۔ یا شیخ عبد القادرؒ میرے اونٹ گم ہو گئے ہیں۔ پھر مشرق کی طرف توجہ کی تو میں نے فجر کی روشنی میں ٹیلے پر ایک شخص کو دیکھا جس پر نہایت سفید کپڑے تھے۔ وہ اپنی آستین سے مجھے اشارہ کر رہا تھا یعنی کہہ رہا تھا کہ ادھر آؤ۔ جب ہم ٹیلے پر چڑھے تو وہاں کسی کو نہ پایا۔ پھر ہم نے چاروں اونٹ ٹیلے کے نیچے بیٹھے دیکھے۔ وہ ہم نے پکڑ لئے اور قافلے سے جا ملے۔

(تذکرہ سید نا غوث اعظم۔ صفحہ ۱۲۴-۱۲۵ مطبوعہ کراچی)

قارئین کرام: رضا خانی اہل بدعت کی عقل کا ماتم کیجئے کہ جھوٹ بولنے میں مسلمہ

کذّاب کو بھی مات کر گئے ہیں اور جھوٹ جیسی مرض کو رضا خانیوں نے اپنی غذا سمجھ رکھا ہے اور جب تک اہل بدعت قدم قدم پر جھوٹ نہ بولیں تو ان کے عقیدے خراب ہو جاتے ہیں۔ یہ اس قدر مضحکہ خیز بات ہے کہ اہل دمشق میں سے ایک شخص کے شکر سے لدے ہوئے اونٹ گم ہو گئے۔ بہت تلاش کیا مگر ناکامی ہوئی۔ جب صبح ہوئی تو مجھے سید شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا قول یاد آیا کہ مصیبت اور سختی کے وقت مجھے پکارو، فوراً امداد کو پہنچوں گا۔ تو میں نے کہا: "یا شیخ عبدالقادرؒ میرے اونٹ گم ہو گئے ہیں اور میرے اونٹ تلاش کر دو"۔ تو کیا دیکھتا ہوں کہ مشرق کی طرف ایک ٹیلے پر ایک شخص یعنی کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمیرے اونٹ جو شکر سے لدے ہوئے تھے ان کو ہانک کر میری طرف لا رہے ہیں اور ساتھ ساتھ مجھے آواز دے رہے ہیں کہ اپنے اونٹ سنبھال لو وغیرہ وغیرہ۔

حضرات گرامی! یاد رکھیں کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ ایسی تعلیم بالکل منقول نہیں کیونکہ حضرت شیخ جیلانیؒ کا فتویٰ بھی ملاحظہ فرمائیں۔ وہ فرماتے ہیں:۔

دع عنك الشرك بالخلق و وحد الحق عزّ و جل هو خالق الاشياء جميعاً يا طالب الاشياء من غيره ما انت عاقل هل شئ ليس هو في خزائن الله عزّ وجلّ۔

ترجمہ:۔ "خدا کے ساتھ خدا کی پیدا کی ہوئی شخصیتوں کو شریک کرنا چھوڑ دے اس کے اختیارات میں کسی اور کو شریک نہ جان۔ وہی سب کا پیدا کرنے والا ہے۔ نفع اور نقصان کے سب اختیارات اللہ ہی کے ہاتھ میں ہیں۔ خدا کے سوا دوسروں سے مدد مانگنے والے تو بیوقوف

ہیں ۔ کیا ایسی بھی کوئی چیز ہے جو خدا کے خزانوں میں نہ ہو"۔

یعنی جب سب چیزیں خدا کے پاس موجود ہیں تو پھر ان لوگوں سے مانگنے کا کیا فائدہ جنہوں نے خود خدا سے مانگ کر لی ہوں ۔ کیوں نہ انسان خدا سے مانگے ۔ قرآن پاک میں اللہ پاک کا ارشاد ہے :۔

اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ ۔

ترجمہ :۔ "کیا ایک اللہ ہی اپنے بندے کی تمام حاجتیں پوری کرنے کے لئے کافی نہیں ۔"؟

کیوں نہیں ۔ صرف بیوقوف کے لئے کافی نہیں ۔

(الفتح الربانی صفحہ ــــ)

تم پر لازم ہے کہ اللہ پاک کے سوا کسی اور ذات پر بھروسہ نہ کرو ۔ یعنی کسی اور ذات کو دکھ سکھ ، نفع و نقصان دے سکنے والا نہ سمجھو اور کسی سے کسی قسم کی امید نہ رکھو بلکہ جو کچھ مانگنا ہو ساری کائنات کے خالق سے ہی مانگو یعنی جب تم بھی اللہ کے اور چیزیں بھی اللہ کی تو پھر تم کسی اور سے کیوں کچھ مانگو ۔ خواہ وہ ذات رسول ؐ یا ولی اللہ ہی کی کیوں نہ ہو ۔ کیونکہ وہ بھی اللہ ہی سے سب کچھ مانگتے ہیں ۔ تم بھی ان کے نقش قدم پر چلو ۔

(الفتح الربانی صفحہ ۲۳۳)

اللہ پاک جیسا کوئی دوسرا نہیں ہے اور وہ دور و نزدیک سے ہر انسان کی آواز زور سے پکارے یا آہستہ سے وہی سننے والا اور وہی سب کے حالات پر نظر رکھنے والا ہے ۔ اللہ پاک کے پیارے اللہ کے سوا کسی دوسری ذات کی خوشنودی نہیں چاہتے ۔ وہ اللہ کے سوا کسی دوسری ذات سے مدد نہیں مانگتے ۔ کیونکہ وہ یہ بات اچھی طرح

سمجھ چکے ہوتے ہیں کہ جو ذات زمین و آسمان کے اندر باہر کی تمام کائنات کی مالک و مختار ہے۔ کیوں نہ وہ بھی اسی سے ہر حاجت اور ہر مراد مانگیں۔ جنہوں نے خود خدا سے مانگ کر کچھ لے رکھا ہو ان سے کچھ مانگنا ویسے بھی درست نہیں۔

(الفتح الربانی صفحہ ۲۲۹)

خافوہ ولا تخافوا غیرہ وارجوہ ولا ترجوا غیرہ۔ (الفتح الربانی صفحہ ۷۱)

ترجمہ:۔ "اللہ پاک کے سوا کسی اور ذات سے نہ ڈرو اور ہر مشکل میں اللہ ہی کی طرف رجوع کرو۔ اللہ کے سوا کسی اور ذات کی طرف مدد کے لئے رجوع نہ کرو۔"

یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہو گئی کہ جب ہی مصیبت اور مشکل میں پکارو تو خالق لایزال کو پکارا کرو جیسا کہ آپ نے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رح کا فتویٰ بھی ملاحظہ فرمایا۔

ہم رضاخانیوں سے سوال کرتے ہیں کہ صرف اتنا ہی بتا دیں کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ تو دنیا سے رخصت ہو چکے تو اب اگر اونٹ گم ہو جائیں تو حضرت شیخ جیلانی رح کے بعد اولیائے کرام میں سے اونٹ تلاش کرنے پر کس کی ڈیوٹی لگی ہوئی ہے۔

یا حضرت شیخ کے ولادت سے پہلے اگر کسی کے اونٹ گم ہو جاتے تو کون تلاش کرتا تھا۔

بینوا توجروا

ولی نے بھنی ہوئی مرغی زندہ کردی!

بغداد کی ایک عورت اپنے لڑکے عبداللہ کو ساتھ لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ سیدی میرا یہ فرزند آپ سے بے حد عقیدت رکھتا ہے۔ میں چاہتی ہوں کہ یہ آپ سے فیض حاصل کرے۔ اسے اپنی غلامی میں قبول فرمائیے۔ آپ نے اس عورت کی استدعا قبول کر لی اور آپ کی خدمت میں رہنے لگا۔ حضرت نے اسے چند اذکار و اشغال کی تلقین فرمائی اور مجاہدہ و ریاضت کا حکم دیا۔ چند دن کے بعد عبداللہ کی ماں اپنے فرزند کو دیکھنے آئی۔ عبداللہ بہت دبلا اور زرد رو نظر آرہا تھا اور جو کی روٹی کھا رہا تھا۔ یہ دیکھ کر حضرتؒ (شیخ عبدالقادر جیلانیؒ) کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ آپ بھی اس وقت کھانا تناول فرما رہے تھے۔ ایک قاب میں بھنی ہوئی مرغی رکھی تھی جس میں سے کچھ کھا رہے تھے اور ہڈیاں پاس پڑی تھیں۔ اس عورت سے صبر نہ ہو سکا اور کہنے لگی: "حضرت! آپ تو مرغی کھاتے ہیں اور میرے بچے کو جو کی روٹی کھلاتے ہیں"۔ یہ سن کر آپ نے اپنا ہاتھ مرغی کی ہڈیوں پر رکھا اور فرمایا: قومی باذن اللہ الذی یحی العظام وھی رمیم۔ (کھڑی ہو جا اس اللہ کے حکم سے جو بوسیدہ ہڈیوں کو زندہ کرتا ہے)۔ آپ کا اتنا فرمانا تھا کہ مرغی زندہ ہو کر اٹھ کھڑی ہوئی اور بولنے لگی۔ وہ عورت سکتے میں آگئی۔ آپؒ (شیخ عبدالقادر جیلانیؒ) نے اس سے مخاطب ہو کر فرمایا: "تیرا لڑکا

جب اس درجے پر پہنچ جائے گا اُس وقت جو جی چاہے کھائے۔ اِس وقت اس کے لئے جو کی روٹی ہی مناسب ہے۔" وہ عورت بہت نادم ہوئی اور عفو تقصیر کی خواستگار ہوئی۔

(تذکرہ سیدنا غوث اعظمؒ صفحہ ۱۴۷-۱۴۸)

قارئین کرام! بھنی ہوئی مرغی کو زندہ کرنا یہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی کرامت ہی ہو سکتی ہے اور اہلِ سنت وجماعت علمائے دیوبند کراماتِ اولیاء کے قائل ہیں۔ لیکن ایک بات یاد رکھیں کہ کرامت خرقِ عادت ہوتی ہے ہمیشہ نہیں ہوتی جو ولی اپنی مرضی اور اختیار سے دکھانا چاہے تو ہرگز نہیں دکھا سکتا۔ ہاں اگر حق تعالیٰ کسی ولی کے ہاتھ پر کرامت ظاہر کرنا چاہے تو وہ ظاہر فرما سکتے ہیں۔ اس میں ولی کو کچھ اختیار نہیں ہوتا۔ سب اختیارات حق تعالیٰ ہی کو حاصل ہیں۔ لیکن افسوس صد افسوس ہے اہلِ بدعت پر جو اس قسم کی کرامات بیان کر کے اولیائے کرام کو مختارِ کل ثابت کر کے مذموم حرکت کرتے ہیں جو شریعت اسلامیہ کے صریح خلاف ہے۔

ولی کا پانی پر قبضہ؟

ایک دفعہ دریائے دجلہ میں خوفناک سیلاب آیا اور پانی دریا کے کناروں سے اُچھل کر بغداد کی طرف بہنے لگا۔ اہلِ بغداد گھبرا اُٹھے اور سیدنا غوثِ اعظمؒ کی خدمت میں حاضر ہو کر دعا کے خواستگار ہوئے حضرت نے اسی وقت اپنا عصا لیا اور لوگوں کے ساتھ چل پڑے۔ دریا کے کنارے پر پہنچ کر اپنا عصائے مبارک وہاں گاڑ دیا اور فرمایا: "بس یہیں رُک جاؤ۔" آپ کا اتنا فرمانا تھا کہ طغیانی تھم گئی اور سیلاب کا

پانی اترنا شروع ہو گیا۔ حتیٰ کہ دریا کناروں کے اندر اپنی اصلی حد پر بہنے لگا۔

(تذکرہ سیدنا غوث اعظم رح صفحہ ۱۴۹-۱۵۰)

قارئین کرام! اہل سنت وجماعت علمائے دیوبند کا عقیدہ ہے کہ پانی، ہوا غرض کہ ہر چیز پہ خالق کائنات کا قبضہ وکنٹرول ہے اور رضا خانی اہل بدعت کا یہ عقیدہ حضرت عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے عصائے مبارک سے پانی کو روک دیا تو اس کا مطلب پھر یہ ہوا کہ خدا تعالیٰ پانی کو چلانے والا ہے اور حضرت شیخ جیلانی رح پانی کو روکنے والے ہیں۔ العیاذ باللہ۔ حالانکہ حضرت شیخ عبد القادر جیلانی نے یہ تعلیم دی ہے کہ یہ عقیدہ رکھیے کہ سب بھلائیاں اللہ ہی کے اختیار میں ہیں۔ دینا نہ دینا، غریبی وامیری، عزت وذلت سب اللہ کے ہی ہاتھ میں ہے۔ اس کے اختیارات میں کوئی اور شامل نہیں۔ عقلمند وہ ہے جو صرف اللہ ہی کے در کا ہو کر رہے یعنی اللہ کے سوا کسی اور سے اپنی کوئی حاجت اور پریشانی بیان کر کے مدد طلب نہ کرے۔ (الفتح الربانی صفحہ ۲۸)

اللہ پاک کی توحید کو ماننے کا مطلب یہ ہے کہ نفع اور نقصان کی خاطر اللہ پاک کے سوا کسی اور کی طرف نہیں دیکھنا چاہیئے۔

(الفتح الربانی صفحہ ۴۳۲)

پرہیزگار بن جاؤ یعنی ظاہری اور باطنی دونوں قسم کے شرک سے بچو۔ ظاہری شرک تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نبیوں، رسولوں اور ولیوں کے بت بنا کر ان بتوں سے یا ان کی قبروں سے حاجتیں اور مرادیں نہ مانگو اور باطنی شرک تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کو نفع ونقصان دینے والا

نہ سمجھو خواہ وہ اللہ پاک کی کتنی ہی کوئی محبوب ذات ہو۔ کیونکہ پیغمبروں اور ولیوں کی اعلیٰ شان کا اس بات سے کچھ تعلق ہی نہیں۔ یہ صفتیں تو صرف اللہ تعالیٰ کے لئے خاص ہیں۔ پیغمبر کو پیغمبر ہی سمجھنا چاہیئے اور ولی کو ولی ہی سمجھنا چاہیئے۔ پیغمبر یا ولی کا خدائی اختیارات کا مالک نہ ہونا ان کی شان کے قطعاً خلاف نہیں۔ خدا کو خدا کے مقام پر رکھو اور رسول ؐ کو رسول ؐ کے مقام پر اور ولی کو ولی کے مقام پر رکھو۔ ایک دوسرے کو ایک دوسرے کے اختیارات کا مالک سمجھنا شرک ہے۔

(الفتح الربانی صفحہ ۲۳۱)

بربادی ہے تیرے لئے کہ تو نماز میں کھڑے ہو کر اللہ اکبر یعنی اللہ ہی سب سے بڑا ہے۔ کہتا ہے حالانکہ تو اپنے اس دعویٰ میں جھوٹا ہے۔ حقیقت میں خدا کی پیدا کی ہوئی شخصیتیں تیرے خیال میں خدا جیسے اختیارات میں خدا سے بڑھ کر ہیں۔ خدا سے توبہ کر اور کوئی اچھا عمل خدا کے سوا کسی اور ذات کے لئے نہ کر یعنی ہر عمل خدا کی رضا کی خاطر ہی کر۔ خدا کی رضا کی طلب ہی اصل توحید ہے۔

(الفتح الربانی صفحہ ۲۰۱)

نماز میں تیرے اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ۔ (اے اللہ ہم صرف تیری عبادت کرتے ہیں اور صرف تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں کہنے کا پھر کیا مطلب ہوا۔ (یہی ہوا) کہ تیری ہی تابعداری کرتے ہیں اور تجھ ہی سب سے بڑا اختیارات والا سمجھا؟ اوروں سے تو کب بے نیاز ہوا۔؟

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی واضح تعلیمات سے معلوم

ہوا کہ جو خدا تعالیٰ پانی کو چلانے والا ہے وہی خدا اس پانی کو روکنے والا۔ مخلوق میں سے کوئی اس صفت کا مستحق نہیں۔

ایک مرتبہ گجرات شہر میں پانی کا سیلاب آگیا تو ضعیف الاعتقاد لوگ دوڑتے ہوئے شاہ دولہ کے پاس گئے کہ حضرت شاہ صاحب سیلاب آگیا اور گجرات شہر غرق ہونے کو ہے۔ یہ کشتی لیجئے اور پانی کی بندش کریں، تو شاہ دولہ نے کشتی لی اور بندش کرنے کی بجائے پانی کا راستہ کھول دیا، اور لوگ چیخ و پکار کرنے لگے کہ شاہ صاحب ہم نے آپ کو کشتی دی ہے کہ پانی کو بند کرو اور آپ نے پانی کو کھول دیا تو شاہ دولہ نے جواب دیا کہ

جدھر راضی مولا
اُدھر شاہ دولا

مطلب یہ ہے کہ جیسے میرا خدا راضی ہے میں بھی ویسے ہی راضی ہوں یعنی کہ میں کچھ نہیں کر سکتا۔ تو معلوم ہوا کہ مخلوق کو کچھ اختیار نہیں ہوتا سب کے سب اختیارات حق تعالیٰ ہی کو حاصل ہیں۔

اہل بدعت کا یہ عقیدہ کہ حضرت شیخ صاحب نے پانی کو روک دیا یہ عقیدہ فاسد ہے۔ کیونکہ حضرت شیخ جیلانی رح اس قسم کے عقائد رکھنے والے کو مشرک قرار دیتے ہیں۔

ولی غیب کی بات جانتا ہے؟

آپ کے خادم شیخ ابو عبداللہ محمد بن ابو الفتح السہروردی رح کا بیان ہے کہ حضرت (شیخ عبدالقادر جیلانی رح) مجھے ہمیشہ محمد طویل کے نام سے پکارا کرتے تھے۔ حالانکہ میرا قد طویل نہیں تھا۔ ایک دن میں نے عرض کیا: سیدی

میں تو لوگوں سے چھوٹا ہوں۔ آپ مجھے طویل فرماتے ہیں۔ (شیخ جیلانیؒ نے فرمایا) تو طویل العمر ہے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ شیخ ابو عبداللہ محمد ایک سو سینتیس برس تک جیے اور دُور دراز مقامات کی سیاحت کی۔

(تذکرہ سیدنا غوث اعظمؒ صفحہ ۱۵۰-۱۵۱)

قارئین کرام! مذکورہ بالا عبارت سے اہل بدعت یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ غیب کی باتوں کے جاننے والے ہیں جو کہ سراسر باطل اور حضرت شیخ جیلانیؒ کی تعلیمات کے صریح خلاف ہے اور شیخ جیلانیؒ کا اپنے خادم کو طویل العمر فرمانے سے اتفاقاً اس کی عمر لمبی ہو بھی گئی ہو تو اس سے یہ لازم ہی نہیں کہ حضرت شیخ جیلانیؒ کو غیب کا جاننے والا کہا جائے۔ کیونکہ جس کسی کو اپنی عمر کے بارے میں علم نہ ہو کہ میں طویل العمر ہوں گا یا نہیں تو اس کا قول دوسرے کسی کے بارے میں کیسے درست جان لیں۔

شریعت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے مطابق ہر ایک یہی عقیدہ رکھے کہ خالقِ کائنات ہی عالم الغیب ہیں اور کسی کی عمر کے متعلق مخلوق میں سے کوئی نہیں جانتا کہ کوئی کتنی عمر پائے گا۔ ہر ایک انسان کی عمر کے بارے میں حق تعالیٰ ہی جاننے والے ہیں کہ فلاں طویل العمر ہوگا اور فلاں طویل العمر نہیں ہوگا۔

غیب خاصۂ خدا ہے۔ حق تعالیٰ ہی غیب کی باتوں کے جاننے والے ہیں۔ مخلوق میں سے کوئی اس کا مستحق نہیں جس کو اپنی عمر کے متعلق معلوم نہ ہو کہ میں طویل العمر ہوں گا یا نہیں تو دوسرے کے بارے میں اس کی

بات کیسے درست مان لیں لیکن مخلوق میں سے کوئی بھی دعویٰ نہیں کر سکتا کہ میں لمبی عمر پانے والا ہوں یا نہیں ۔ ہاں ایک بات ہے کہ حضرت شیخ جیلانیؒ نے ویسے ہی اپنے خادم کو کہہ دیا ہو کہ تم لمبی عمر والے ہو تو اس سے یہ عقیدہ رکھنا کہ اس کی عمر طویل ہوئی لہٰذا حضرت شیخؒ نے غیب کی خبر دی یہ عقیدہ قرآن وحدیث کی واضح تعلیمات کے صریح خلاف ہے۔

ہر انسان کو یہ عقیدہ رکھنا چاہیئے کہ جو اپنی عمر کے بارے میں اتنا بھی نہیں جانتا کہ میں کب مروں گا اور میری عمر کتنی ہے یا میں کتنی عمر گزار کر مروں گا تو وہ دوسروں کے متعلق کیسے لب کشائی کر سکتا ہے۔

اہل سنت وجماعت کا عقیدہ ہے کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے ہرگز ایسا نہیں فرمایا ۔ یہ رضا خانی اہل بدعت نے حضرت شیخ پر الزام دھر دیا ہے ۔

ولی کا بارش پر قبضہ؟

ایک دن سیدنا غوث اعظمؒ اپنے مدرسہ میں وعظ فرما رہے تھے سامعین ہزاروں کی تعداد میں جمع تھے ۔ یکایک سیاہ بادل گھر آئے اور موسلا دھار بارش شروع ہو گئی ۔ لوگ بارش سے بچنے کے لئے منتشر ہونے لگے ۔ آپ نے آسمان کی طرف نظر کی اور کہا مولائے کریم میں تیرے بندوں کو جمع کرتا ہوں اور تو ان کو منتشر کرتا ہے ۔ معاً بارش تھم گئی اور لوگ جم کر بیٹھ گئے ۔ شیخ عدی بن مسافرؒ اور حضرت کیمانیؒ جو اس موقعہ پر موجود تھے بیان کرتے ہیں کہ مدرسہ کے اندر جہاں تک سامعین موجود تھے بارش کا ایک قطرہ

بھی نہیں گرتا تھا لیکن مدرسہ کے باہر بارش بدستور جاری رہی۔
(تذکرہ سید ناغوث اعظم۔ صفحہ ۱۵۰)

قارئین کرام! واقعہ مذکورہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمات کے خلاف ہے۔ کیونکہ حضرت شیخ جیلانیؒ کا عقیدہ ہے کہ حق تعالیٰ ہی بارش کے برسانے والے ہیں اور وہی جاننے والے ہیں کہ بارش کہاں ہوگی اور کہاں نہ ہوگی اور جہاں حق تعالیٰ چاہیں وہاں بارش ہوگی جہاں حق تعالیٰ نہ چاہیں وہاں پر بارش نہیں ہوگی۔ یہ تمام اختیارات حق تعالیٰ ہی کو حاصل ہیں اور حق تعالیٰ ہی بارش کے برسانے والے ہیں جیسا کہ ارشادِ خداوندی ہے:۔

وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ (القرآن)

اور وہی بارش برساتا ہے۔

تو یہ بات ظاہر ہے جو خالقِ کائنات بارش برساتا ہے۔ وہی جہاں چاہے گا برسائے گا اور جہاں نہ چاہے گا وہاں نہ برسائے گا اور اسی کے حکم سے بارش برستی ہے اور اسی کے حکم سے بارش رکتی ہے۔ مخلوق میں سے کسی کا بارش کے برسانے اور روکنے پر ذرہ بھر اختیار نہیں۔ رضاخانی اہلِ بدعت کا یہ فاسد عقیدہ کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ نے جب آسمان کی طرف نظر اٹھائی تو فوراً بارش مدرسہ کے اندر برسنا بند ہوگئی اور مدرسہ کے باہر موسلا دھار بارش برستی رہی۔ یہ عقیدہ قرآن و حدیث کے خلاف ہے۔ چنانچہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔

انی منع انت مشرك بالخلق متوكل عليهم

يجب عليك ان تعلم ان احدا منهم لا

ینفعك ولا یضرك ۔

(الفتح الربانی صفحہ ۳۲۱)

اس عبارت کا مفہوم یہ ہے کہ :-

تو کب تک خدا کے پیدا کئے ہوؤں کو خدا کے اختیارات میں شریک سمجھتا رہے گا ؟ تجھ پر یہ لازم ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کے اختیار میں نہ نفع دینا ہے نہ نقصان ۔ خواہ وہ خدا کا کتنا ہی محبوب ہو خدا کی خدائی میں یعنی خدائی اختیارات میں کوئی شامل نہیں ۔

اب قرآن کریم کا بھی ارشاد ملاحظہ فرمائیں :-

قُلْ اِنِّیْ لَآ اَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَّلَا رَشَدًا ۔ (پ ۲۹)

ترجمہ :- "کہہ دو میں نہ تمہارے کسی ضرر کا اختیار رکھتا ہوں ، اور نہ کسی بھلائی کا ۔"

قرآنِ کریم کے ارشاد سے یہ بات روزِ روشن کی طرح واضح ہو گئی کہ خالقِ کائنات ہی تمام کے تمام اختیارات کے مالک ہیں اور مخلوق کو کچھ اختیار نہیں اور جو خود پیدا کئے گئے ہوں وہ اختیارات کے مالک کیسے بن سکتے ہیں ۔

شیخ جیلانیؒ کی نسبت سے معاف کر دیا ؟

بغداد کے علماء میں سے ایک عالم فاضل نماز جمعہ ادا کرنے کے بعد بمعہ تلامذہ قبرستان کی طرف فاتحہ خوانی کے لئے نکلے ۔ راستہ میں ایک سیاہ سانپ دیکھا تو اسے اپنے عصا سے مار ڈالا ۔ تھوڑی دیر کے

بعد اسے ایک لمبے گرد و غبار نے ڈھانپ لیا تو اچانک نظروں سے غائب ہو گیا۔ یہ دیکھ کر شاگرد حیران ہو گئے۔ کچھ دیر بعد دیکھا کہ استاد صاحب ایک عمدہ لباس پہنے آ رہے ہیں۔ آگے بڑھ کر استقبال کیا اور احوال اور لباس کے متعلق دریافت کیا استاد صاحب فرمانے لگے کہ جب مجھ پر غبار چھایا تو جنّ پکڑ کر ایک جزیرہ میں لے گئے۔ پھر دریا میں مجھے غوطہ دے کر اپنے بادشاہ کے پاس لے گئے۔ میں نے دیکھا کہ وہ ایک ننگی تلوار ہاتھ میں لے تخت پر کھڑا ہے اور اس کے سامنے ایک نوجوان مقتول پڑا ہے۔ جس کا سر زخمی ہے اور جسم پر خون بہہ رہا ہے۔ میرے متعلق سوال کیا کہ یہ کون ہے۔ جنوں نے کہا یہی قاتل ہے اس نے میری طرف غصہ کی حالت میں دیکھا اور کہا: اے شہر کے استاد تو نے اس نوجوان کو ناحق کیوں قتل کر دیا ہے۔ میں نے انکار کیا اور کہا خدا کی قسم میں نے اسے قتل نہیں کیا۔ آپکے خادموں نے مجھ پر افترا باندھا ہے۔ انہوں نے بادشاہ سے عرض کی کہ اس کے ہاتھ کا خون سے لتھڑا ہوا عصا اس بات کی دلیل ہے کہ اس نے ہی قتل کیا ہے۔ دیکھا تو عصا کو واقعی خون لگا ہوا تھا۔ مجھ سے اس خون کے متعلق پوچھا تو میں نے کہا، اس سے تو میں نے ایک سانپ کو مارا ہے اور یہ اس کا خون ہے۔ بادشاہ کہنے لگا ارے جاہل وہ سانپ یہی میرا بیٹا ہے۔ یہ سنتے ہی ہکا بکا رہ گیا۔ پھر قاضی کی طرف متوجہ ہوا اور کہا یہ شخص اپنے قاتل ہونے کا اقراری ہے۔ تم اس کے قتل کا حکم دے دو۔ قاضی نے

میرے قتل کا حکم دیا۔ بادشاہ تلوار کھینچ کر مجھ پر وار کرنے لگا تو میں اپنے دل میں اپنے شیخ استاد حضرت غوث اعظمؒ کی طرف ملتجی ہوا اور مدد طلب کی۔ فوراً ایک نورانی مرد نمودار ہوا اور بادشاہ سے کہنے لگا اس شخص کو قتل نہ کیجیو یہ تو سلطان الاولیاء شیخ عبدالقادر گیلانیؒ کا مرید ہے۔ اگر وہ اس کے سبب تم پر عتاب فرمائیں گے تو تم کیا جواب دو گے۔ آپ کا نام سنتے ہی اس نے تلوار ہاتھ سے ڈال دی اور مجھے کہا اے شہری استاد میں نے حضرت غوث اعظمؒ کے ادب و تعظیم کی خاطر تجھے اپنے بیٹے کا قصاص معاف کیا۔ اب تم ہی اس مقتول کا جنازہ پڑھاؤ اور اس کے لئے مغفرت کی دعا مانگو۔ پھر اس نے مجھے یہ خلعت پہنا کر اُن جنوں کے ساتھ رخصت کر دیا جو مجھے وہاں لے کر گئے تھے۔ وہ اس مکان میں چھوڑ کر میری نظر سے غائب ہو گئے۔

رضی اللہ عن سیدی الغوث الاعظم

(تفریح الخاطر۔ صفحہ ۷۶ تا ۷۸)

حضرات گرامی! رضا خانی اہل بدعت نے واقعہ مذکورہ اس لئے پیش کیا ہے تاکہ عوام کالانعام یہ سمجھیں کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا جنات پر بھی قبضہ ہے اور تمام جنات اور ان کا بادشاہ بھی حضرت شیخ جیلانیؒ کے نام سے کانپتے ہیں جیسا کہ اہل بدعت کا عقیدہ ہے کہ حضرت شیخ جیلانیؒ کے ایک مرید نے سیاہ سانپ کو مار ڈالا اور جنات اس سانپ کے قاتل کو پکڑ کر بادشاہ جنات کے پاس لے گئے اور جب بادشاہ جنات نے قتل کا بدلہ لینے کے لئے تلوار اٹھائی تو آواز آئی کہ یہ شخص حضرت شیخ کا مرید ہے اسے کچھ نہ کہا جائے

ورنہ حضرت شیخ جیلانیؒ حنبلی المسلک ہیں، وہ اپنے جلال سے تمام جنات کو تباہ و برباد کر دیں گے تو بادشاہِ جنات نے اس جن کے قاتل کو معاف کر دیا۔ تو قاتل نے دل میں حضرت شیخ جیلانیؒ کو پکارا تو فوراً ایک نورانی شکل والے بزرگ نمودار ہوئے اور انہوں نے بادشاہ کو کہا کہ یہ شخص جس کو تم جن کے بدلہ میں قتل کرنا چاہتے ہو یاد رکھو یہ حضرت شیخ جیلانیؒ کا مرید ہے اس کو ہرگز قتل نہ کرنا ورنہ حضرت شیخ جیلانیؒ تمہیں تباہ و برباد کر دیں گے۔ بادشاہِ جنات نے اتنی بات سُنی اور اسے چھوڑ دیا اور کہا تم کو حضرت شیخ جیلانیؒ کی نسبت سے معاف کر دیا اور تم ہی اس مقتول جن پر نمازِ جنازہ پڑھو اور اس کے لئے دعائے مغفرت کرو اور یہ بھی عجیب لطیفے کی بات ہے کہ رضاخانی مذہب میں جنات کا جنازہ انسان پڑھتے ہیں اور یہ کیسا من گھڑت قصہ ہے۔ صرف اور صرف حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کے متعلق یہ ثابت کرنا ہے کہ ان کا نام لینے سے مصیبت دُور ہو جاتی ہے جو کہ سراسر باطل ہے۔

حضرت شیخ جیلانیؒ کے مرید کے متعلق یہ عقیدہ بھی اہلِ بدعت کا فاسد ہے کہ اس نے سانپ کو مارا جس جرم کی پاداش میں جنات اسے پکڑ کر اپنے بادشاہ کے پاس لے گئے حالانکہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:۔

اقتل موذی قبل الاذا۔ (الحدیث)

"موذی کو قتل کرو تکلیف دینے سے پہلے"۔

یہ کیسے مان لیں کہ جس کے قتل کا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام حکم فرمائیں اور اس کے قتل پر قصاص لیا جائے۔ بس یہ اہلِ بدعت کی یاوہ گوئی ہے۔ کیونکہ انہوں نے کبھی عقلمندی کی کوئی بات نہیں کی۔ کیونکہ یہ شرک و بدعت کے پوجاری ہیں۔ جس کے سبب ان پر حق تعالیٰ کا عذاب نازل ہے۔

بزرگ دل کی بات جانتے ہیں؛

شیخ المشائخ زین العلماء بدیع الدین ابو القاسم خلف بن عیاش شافعی نے ۶۰۵ھ میں بیان کیا ہے کہ شافعی زمانہ ابو عمرو عثمان بن اسماعیل نے مجھے بغداد میں بھیجا تاکہ میں ان کے لئے مسند امام احمد بن حنبل رح کا نسخہ حاصل کروں۔ جب میں بغداد میں آیا تو میں نے لوگوں کو شیخ محی الدین عبدالقادر رضی اللہ عنہ کے ذکر پر فریفتہ پایا۔ میں نے اپنے دل میں کہا اگر یہ شخص ایسا ہی ہے جیسا کہ کہا جاتا ہے تو میرے دل کی بات مجھے بتا دے گا۔ پھر میں نے خلاف عادت صورت سوچی اور اپنے جی میں کہا: میں چاہتا ہوں کہ میں سیدنا شیخ محی الدین عبدالقادر رضی اللہ عنہ کے پاس جاؤں اور ان سے سلام کہوں تو وہ میرے سلام کا جواب نہ دیں بلکہ مجھ سے منہ پھیر لیں اور اپنے خادم سے کہیں کہ اس آنے والے شخص کے قرعہ (جائے بے موازمر) کے مطابق چھوہارے کا ٹکڑا اور شہد ایک ایک دانگ کا لاؤ جو نہ دانہ بھر زیادہ اور نہ دانہ بھر کم ہو۔ جب خادم یہ دونوں چیزیں شیخ کے پاس لے آئے تو وہ پیشتر اس کے کہ میں ان سے سوال کروں کہ اپنی کلاہ مجھے پہنا دیں اور میرے سلام کا جواب دیں یہ جی میں ٹھان کر میں فوراً اٹھا اور شیخ کے مدرسے میں آیا۔ میں نے ان کو محراب میں بیٹھے پایا۔ انہوں نے میری طرف اس طرح نگاہ کی جس سے میں سمجھ گیا کہ ان کو ان تمام باتوں کا علم ہے جو میں نے دل میں ٹھان رکھی تھیں۔ میں نے ان سے سلام کہا۔ انہوں نے

میرے سلام (کا) جواب نہ دیا بلکہ مجھ سے اپنا منہ پھیر لیا اور اپنے خادم سے کہا کہ اس آنے والے شخص کے قرعہ کے مطابق چھوہارے کا ایک ٹکڑا اور شہد ایک ایک دانگ کا لاؤ، جو نہ دانہ بھر زیادہ اور نہ دانہ بھر کم ہو۔ اللہ کی قسم شیخ نے وہی الفاظ دہرائے جو میرے دل میں تھے اور ان میں سے کوئی بھی نہ چھوڑا جب خادم آگیا اور اس نے میری کلاہ لی اور اس میں چھوہارے کا ٹکڑا رکھا تو وہ کلاہ گویا اس ٹکڑے کے لئے قالب تھی اور شہد میرے آگے پیش کیا گیا۔ پھر شیخ نے اپنی کلاہ مجھے پہنا دی اور میرے سلام کا جواب دیا اور مجھ سے فرمایا، اے خلف تو یہ سب چاہتا ہے۔ یہ دیکھ کر میں نے آپ کی خدمت میں قیام کیا اور آپ سے علم پڑھا اور حدیثیں سُنیں۔

(تذکرہ سیدنا غوث اعظم۔ صفحہ ۱۱۴-۱۱۵)

اس واقعہ سے رضاخانی اہل بدعت کا مقصد یہ ہے کہ ہر ایک یہ عقیدہ رکھے کہ حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ دلوں کی باتوں سے واقف ہیں، جو بات بھی انسان کے دل میں کھٹکتی ہے حضرت پیر صاحب اس سے بھی آگاہ ہوتے ہیں۔ غرض جو کوئی اپنے دل میں جو بات سوچ کر جاتا حضرت پیر صاحب ویسے ہی کر دکھاتے جیسا کہ واقعہ مذکورہ میں ایک بناوٹی قصے کا سہارا لیا گیا ہے۔ اہل بدعت نے بناوٹی قصہ پیش کرتے وقت ذرہ بھر نہیں سوچا کہ کیا جو ہم حضرت پیر صاحب کی طرف منسوب کر دیتے ہیں۔ کیا یہ ان کی تعلیمات کے خلاف تو نہیں؟ لیکن جن کی کھوپڑیاں شرک کے موذی جراثیم سے گندی ہو چکی ہوں ان کو ایسی باتوں کا کب احساس ہو سکتا ہے۔ حالانکہ قرآن کریم کا ارشاد ہے:

اِنَّ اللّٰہَ عَلِیْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۔

ترجمہ:۔ "بے شک اللہ ہی سینوں کے راز سے واقف ہیں"۔

معلوم ہوا کہ حق تعالیٰ ہی دلوں کی بات کو جاننے والے ہیں۔ یہ خاصہ خداوندی ہے۔ حق تعالیٰ کے سوا کوئی بھی ہو سینہ کے راز سے ہرگز واقف نہیں ہو سکتا۔

اہلِ بدعت سے سوال ہے کہ اگر کوئی شخص گونگا ہو اور وہ بغداد شریف حضرت پیر صاحب کی خانقاہ پر چلا جائے اور دل میں اپنی حاجت پیش کرے تو کیا حضرت پیر صاحب اس کے دل کی بات کو سمجھ جائیں گے۔ ہرگز نہیں سمجھیں گے۔ جب صاحبِ قبر سائل کی بات ہی نہیں سمجھے گا تو اس کا سوال کیسے پورا کرے گا۔ اسی لئے شریعتِ اسلامیہ کے مطابق ہر ایک یہی عقیدہ رکھے کہ حق تعالیٰ ہی سینوں کے بھیدوں سے واقف ہیں۔ جو بات بھی انسان کے دل میں ہو اللہ تعالیٰ اس سے آگاہ ہیں۔ حتیٰ کہ جو گونگا بھی حق تعالیٰ کو اپنے دل میں پکارتا ہے اللہ اس گونگے کے دل کی بات کو جاننے والے ہیں اور اسی ذاتِ پاک کے قبضہ و کنٹرول میں تمام مخلوقات کے دل ہیں۔ جس طرف چاہتا ہے پھیر دیتا ہے۔

رضاخانی اہلِ بدعت کا یہ عقیدہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ دلوں کی بات جاننے والے ہیں یہ قرآن کے بھی خلاف ہے اور نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فرمان کے بھی خلاف ہے۔

یاد رہے کہ جس کا عقیدہ قرآن و حدیث سے متصادم ہوگا وہ فی النار ہوگا۔

شیخ عبدالقادر جیلانیؒ نے خدا کے ساتھ مقابلہ کیا؟

شیخ شہاب الدین سہروردی رضی اللہ عنہ جو سلسلہ سہروردیہ کے امام ہیں۔ آپ کی والدہ ماجدہ حضور غوث الثقلین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد ماجد کی خدمت میں حاضر ہوتی ہیں اور عرض کرتی ہیں کہ حضور دعا فرمائیں میرے لڑکا پیدا ہو۔ آپ نے لوحِ محفوظ میں دیکھا۔ اُس میں لڑکی مرقوم تھی۔ آپ نے فرمادیا کہ تیری تقدیر میں لڑکی ہے۔ وہ بی بی سُن کر واپس ہوئیں۔ راستہ میں غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ملے۔ آپ کے استفسار پر انہوں نے سارا ماجرا بیان کیا۔ حضور (شیخ عبدالقادر جیلانیؒ) نے ارشاد فرمایا جایئے لڑکا ہوگا مگر وضع حمل کے وقت لڑکی پیدا ہوئی۔ وہ بی بی بارگاہ غوثیت میں اس مولود کو لے کر آئیں اور کہنے لگیں حضور لڑکا مانگوں اور لڑکی ملے۔ فرمایا: یہاں تولاؤ۔ اور کپڑا ہٹا کر ارشاد فرمایا: دیکھو تو یہ لڑکا ہے یا لڑکی۔ دیکھا تو لڑکا۔ اور وہ یہی شیخ شہاب الدین سہروردیؒ علیہ الرحمۃ تھے۔ آپ کے حلیہ مبارک میں ہے کہ آپ کی پستان مثل عورتوں کے تھیں۔ (باغ فردوس صفحہ ۲۷)

قارئین محترم! اس باطل واقعہ کو ذکر کرنے سے رضاخانی اہل بدعت کا مطلب یہ ہے کہ عوام کالانعام حضرت شیخ جیلانیؒ کو مختارِ کل سمجھیں۔ جیسا کہ ذکر ہے کہ حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ محترمہ حضرت شیخ جیلانیؒ کے والد محترم کی خدمت میں حاضر ہوئی کہ حضرت جی دعا فرمائیں کہ میرے لڑکا پیدا ہو۔ جب آپ نے لوحِ محفوظ پر نظر اٹھائی تو فرمایا کہ تیری تقدیر میں

لوحِ محفوظ پر لڑکی لکھی ہوئی ہے تو یہ عورت مایوس ہو کر واپس آ رہی تھی کہ راستے میں حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات ہوئی تو حضرت پیر صاحب نے دریافت کیا تو اس عورت نے تمام واقعہ سُنایا تو حضرت پیر صاحب نے فرمایا کہ جا تیرے لڑکا پیدا ہوگا۔ جب ولادت ہوئی تو لڑکی پیدا ہوئی۔ یہ عورت بچی کو اٹھا کر حضرت پیر صاحب کی خدمت میں لائی اور عرض کی کہ حضرت میں آپ سے لڑکا مانگوں اور لڑکی ملے۔ آپ نے فرمایا قریب لاؤ۔ جب لایا گیا تو حضرت پیر صاحب نے لڑکی سے کپڑا اٹھایا تو ساتھ ہی فرمایا کہ دیکھو تو سہی یہ لڑکا ہے یا لڑکی۔ جب دیکھا تو لڑکا۔ اور یہ وہی لڑکا تھا جو بعد میں حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کے نام سے ایک ولی کامل مشہور ہوا اور اہل بدعت کا عقیدہ ہے کہ حضرت شیخ شہاب الدینؒ کی جنس تبدیل ہونے سے ان کے پستان مثل عورتوں کے تھے۔

لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔

اہل سنت وجماعت علمائے دیوبند کا عقیدہ ہے کہ لڑکے اور لڑکیاں دینے کی فیکٹری حق تعالیٰ ہی کے پاس ہے۔ وہ ذات جسے چاہے لڑکے عطا کریں اور جسے چاہے لڑکیاں عطا کریں اور جسے چاہے جڑواں دے اور جسے چاہے محروم رکھے اور جسے چاہے بانجھ رکھے۔ یہ تمام کے تمام اختیارات حق تعالیٰ کو حاصل ہیں۔ وہی ذات مختارِ کل ہے۔ جس کسی کا یہ عقیدہ ہو کہ شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ مختارِ کل ہیں وہ قرآن وحدیث کا منکر ہے۔

رضاخانی اہلِ بدعت سے سوال ہے کہ حضرت شیخ صاحب کی وفات کے بعد جنس تبدیل کرنے پر کس کی ڈیوٹی لگی ہوئی ہے یا کہ وہ اپنی قبر میں بھی جنس تبدیل کرنے کے فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔ بصورتِ دیگر حضرت

شیخ عبدالقادر جیلانی رح کی پیدائش سے پہلے جنس تبدیل کرنے پر کون معمور تھا۔

ولی نے موت کو خواب سے بدل دیا؟

ایک سوداگر نے مالِ تجارت خرید کر اپنے شیخ حضرت حماد دباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سفر کی اجازت چاہی۔ آپ نے مراقبہ کیا اور لوحِ محفوظ کو دیکھ کر فرمایا: اس سفر میں تمہارے جان و مال کا اندیشہ ہے، میں اجازت نہیں دیتا۔ اس کے بعد وہ سوداگر بارگاہِ غوثیت میں حاضر ہوتا ہے اور سفر کا ارادہ ظاہر کرتا ہے۔ حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ تمہارے شیخ حضرت حماد دباس نے سچ فرمایا۔ مگر میں اجازت دیتا ہوں۔ مختصر یہ کہ وہ سوداگر مال لے کر روانہ ہو جاتا ہے اور وہاں اسے نفع کثیر ہوتا ہے۔ واپسی میں ایک جگہ قافلہ قیام کرتا ہے۔ شب میں یہ سوداگر خواب دیکھتا ہے کہ رہزنوں نے تمام قافلہ کو لوٹ لیا اور اسے ذبح کر ڈالا۔ معاً اس کی آنکھ کھل جاتی ہے کہ تمام مال و اسباب پاس رکھا ہے۔ گلے پر ہاتھ پھیرتا ہے تو صحیح و سالم پاتا ہے مگر ہاتھ خون میں بھر جاتا ہے۔ غرض شہر کے قریب پہنچ کر خیال کرتا ہے کہ پہلے میں اپنے شیخ حضرت حماد دباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوں۔ یا حضور پُرنور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کہ سامنے سے اس کے شیخ تشریف لاتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ تو حضور غوثِ پاک ہی کی خدمت میں حاضر ہو کہ انہوں نے ستر بار بارگاہِ الٰہی میں تیرے لئے دعا کر کے قضا کو خواب میں بدل دیا۔ بارگاہِ غوثیت

میں یہ شخص حاضر ہوتا ہے اور قبل اس کے کہ کچھ عرض کرے۔
خود ہی حضور فرماتے ہیں کہ تمہارے شیخ نے سچ فرمایا۔ بے شک ہم
نے ستر بار بارگاہِ الٰہی میں دعا کر کے تمہاری موت کو خواب سے بدلا
ہے۔ (باغ فردوس۔ صفحہ ۲۷۔۲۸)

قارئین کرام! رضاخانیوں کا عقیدہ ہے کہ شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ
موت کے حکم کو منسوخ کر دیتے ہیں اور جسے خدا تعالیٰ مارنا چاہے تو
شیخ جیلانیؒ اس کو کبھی نہیں مرنے دیتے اور یہاں تک کوشش کریں گے
کہ اپنے مرید کی موت کو خواب میں بدل دیں گے۔ اس من گھڑت واقعہ کو
ذکر کرنے سے رضاخانی اہلِ بدعت کا مطلب یہ ہے کہ لوحِ محفوظ ہر وقت
اولیائے کرام کے پیشِ نظر ہوتی ہے۔ اور اولیائے کرام تحت الثریٰ سے لے
کر فوق العرش تک دیکھتے ہیں۔ خصوصاً حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی
رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق اہلِ بدعت کا یہ عقیدہ کہ وہ موت کو خواب میں بدل
دینے کا اختیار رکھتے ہیں جیسا کہ ذکر ہے۔

حضراتِ گرامی! ہر ایک نے موت کا ذائقہ چکھنا ہے اور کوئی بھی موت
سے بھاگ نہیں سکتا۔ موت اٹل ہے۔ ہر حال میں آنی ہے۔ مخلوق میں سے
کوئی بھی کسی کی موت کا وقت تبدیل نہیں کر سکتا۔ موت مقررہ وقت پر
آنی ہے صرف۔

وَيَبْقَىٰ وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ۔ (پ۲۷)

ترجمہ: "اور آپ کے پروردگار کی ذات باقی رہے گی جو بڑی شان اور
عظمت والا ہے"

جو کوئی حضرت شیخ جیلانیؒ کے متعلق یہ عقیدہ رکھتا ہو کہ وہ صاحبِ

اختیار ہیں حتیٰ کہ موت کو بھی خواب میں بدل دینے کا اختیار رکھتے ہیں وہ بہت بڑا لعین ہے۔ جب انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام جیسے برگزیدہ گروہ کو یہ اختیار نہیں رہا کہ وہ کسی کی موت کو خواب میں بدل دیتے تو اولیائے کرام خصوصاً حضرت شیخ صاحب کو یہ اختیار کہاں سے مل گیا کہ وہ موت کو خواب میں بدل دیں۔ اس قسم کی بے بنیاد باتوں سے حضرت پیر صاحب کا مختارِ کُل ہونا قطعاً ثابت نہیں ہوتا۔

یہ رضاخانی اس قدر بے غیرت ہو چکے ہیں کہ جنہوں نے دینِ اسلام کو موم کی ناک سمجھا ہوا ہے کہ جیسے چاہا موڑ لیا ورنہ ہر ایک ذی شعور پر واضح ہے ہر مسئلہ میں اختلاف ہو سکتا ہے لیکن موت ایک ایسی اٹل ہے کہ جس میں کسی کو بھی اختلاف نہیں اور خالقِ کائنات کے سوا مخلوق میں سے کسی کو قدرت نہیں کہ وہ کسی کی موت کو خواب میں بدل دے۔ جو خود سو جائیں اور یہ بھی معلوم نہیں کہ ہم سونے کے بعد اٹھیں گے یا نہیں وہ دوسروں کی موت کو خواب میں بدلنے میں کیسے قوت رکھتے ہیں۔ نیز جن کو اتنا بھی معلوم نہ ہو کہ ایک قدم اٹھائے اور دوسرا قدم اٹھے گا یا نہیں۔ یا ایک سانس لیا ہے اور دوسرا سانس آئے گا یا نہیں۔ تو اس کے متعلق یہ باطل عقیدہ قائم کیا جائے کہ وہ صاحبِ اختیار ہیں اور موت کو خواب میں بدل دینے کا اختیار رکھتے ہیں وہ مولوی احمد رضا خان بریلوی غضب اللہ علیہ کا امتی تو ہو سکتا ہے وہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا امتی کہلانے کا قطعاً مستحق نہیں۔

رضاخانی اپنے گریبان میں منہ ڈال کر سوچیں کہ جو عقیدہ ہم نے اپنایا ہوا ہے کیا ایسا عقیدہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات سے ملتا ہے ہرگز نہیں ملتا۔

رضاخانیو! نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فرامین پر عمل کرو اور احمد رضا بریلوی

کی پیروی چھوڑ دو۔ نجات پاؤ گے۔

حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا :۔

لا فلاح لک حتی تتبع الکتاب و السنۃ۔

(الفتح الربانی۔ صفحہ ۲۶۷)

ولی نے ہاتھ بڑھا کر مرید کا ستر ڈھانک دیا!

حضور پیران پیر دستگیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد ہے کہ اگر میرا مرید مشرق میں ہو اور میں مغرب میں ہوں اور اس کا ستر کھل جائے تو میں وہیں سے ہاتھ بڑھا کر اس کا ستر ڈھانک دوں۔ اور فرماتے ہیں کہ قیامت تک جو کوئی ہمارے سلسلے میں داخل ہوا اور اپنے آپ کو ہمارا مرید کہے بیشک وہ ہمارے مریدوں میں داخل ہے ہمیشہ ہم اس کے حامی و ناصر و دستگیر ہیں۔ مرتے وقت اس کو توبہ کی توفیق ملے گی۔ (باغ فردوس صفحہ ۲۸)

قارئین محترم! رضاخانی اہل بدعت کا عقیدہ ہے کہ حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید کا ستر کھل جائے یعنی وہ ننگا ہو جائے خواہ وہ مشرق و مغرب ہی میں کیوں نہ ہو۔ حضرت شیخ صاحب کا اتنا لمبا ہاتھ ہے کہ وہ اپنی جگہ پر بیٹھے بٹھائے ہاتھ لمبا کر کے اپنے مرید کے ستر کو ڈھانک دیتے ہیں اور فرمایا قیامت تک جتنے لوگ بھی ان کے مرید ہوں گے وہ ان کی دستگیری فرماتے رہیں گے اور کوئی مرید بھی بغیر توبہ کے نہیں مرے گا۔

اس کذب بیانی پر ہم رضاخانیوں کو ہدیہ اخلاص پیش کئے بغیر نہیں رہ سکتے کہ اللہ تعالیٰ ان شرک کے بیماریوں کو کروٹ کروٹ پر عذاب دے

تاکہ ان کو معلوم ہو جائیگا کہ جس طرح ہم نے دنیا میں دین اسلام کا نقشہ بگاڑا تھا آج اللہ نے ہمارے چہروں کو بگاڑ دیا ہے اور قیامت کے دن اللہ اس قسم کے بدبخت لوگوں پر نظرِ شفقت ہرگز نہیں فرمائیں گے کہ جنہوں نے اپنی نفسانی خواہشات کی بنا پر دینِ اسلام میں اختراعات پیدا کر دیں

رضاخانیوں سے سوال ہے کہ کیا اولیائے کرام اسی قسم کے کام پر معمور ہوتے ہیں اور دنیا میں ان کے آنے کا مقصد بھی یہی ہے کہ وہ اپنے مریدوں کے ستر ڈھانکتے رہیں ۔ یہ وہ ضال اور مضل رضاخانی فرقہ ہے جو اپنے کو حضرت پیر صاحب کا محبِ صادق بھی کہتے ہیں اور آئے دن نئے نئے نمونے کے جھوٹ تراش کر اس ولی کامل کی طرف منسوب کر کے اپنے کو کامیاب بھی تصور کرتے ہیں کہ ہم ہی اصلی اہلِ سنت ہیں اور اس ولی کامل کے نام پر اہل بدعت لاکھوں روپے جو گیارھویں کی شکل میں ہضم کرتے ہیں اور پھر حنبلی المسلک ولی کامل کی شان میں شدید توہین بھی کرتے ہیں۔

شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کھڑا کر دے گا؟

رضاخانی عقیدہ ہے کہ جو شخص شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کا مرید ہو اور وہ ٹھوکر کھا جائے تو شیخ جیلانیؒ اس کو پکڑ کر سیدھا کر دیں گے۔

عبارت ملاحظہ فرمائیں :۔

ارشاد غوثیت ہے کہ قیامت تک جو کوئی میرے سلسلے والوں میں سے ٹھوکر کھائے گا میں اس کو سنبھال لوں گا اور ہاتھ پکڑ کر کھڑا کر دوں گا۔ (باغِ فردوس صفحہ ۲۸)

مذہب اسلام اس بات کی تعلیم دیتا ہے کہ مخلوق کو کوئی اختیار نہیں۔ سب کے سب اختیارات ربِ ذوالجلال کو حاصل ہیں اور سب کائنات اس کی غلام ہے اور وہ تمام کائنات کا مالک و مختار ہے۔

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ بھی ملاحظہ ہو:۔

کل من یری الضر والنفع من غیر اللہ عز و جل فلیس یعبد لہ ھو عبد من رای ذالک منہ۔ (الفتح الربانی۔ صفحہ ۱۶۵)

اس عبارت کا مفہوم یہ ہے کہ:۔

"جو شخص نفع اور نقصان کو اللہ کے سوا کسی اور ذات کی طرف سے سمجھتا ہے وہ اللہ کا بندہ نہیں ہے بلکہ وہ اسی کا بندہ بن چکا ہے جس پر اس کا بھروسہ اور اعتماد ہے اور جس سے وہ امیدیں رکھتا ہے"

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کو مشکل کشا و حاجت روا و مختار کل سمجھنے والوں کے لئے ڈوب مرنے کا مقام ہے کہ حضرت شیخ صاحب تو کچھ حکم دیں اور تم ان کے حکم کے خلاف ان ہی کے نام پر شرک بھی کرو اور پھر ان کو ولی کامل ماننے کا منافقانہ دعویٰ بھی کرتے رہو۔

تعجب ہے تمہاری بے شرمی پر کہ حضرت شیخ نے مذکورہ بات ہرگز نہیں فرمائی اور تم نے حضرت شیخ کی طرف منسوب کر دی۔

حضرت شیخ رح نے فرمایا:۔

اطلبوا حوائجکم من الحق عز وجل لا من خلقہ۔ (الفتح الربانی۔ صفحہ ۹۹)

ترجمہ:۔ "اپنی حاجتیں صرف خدا ہی سے مانگو۔ اس کی پیدا کی ہوئی مخلوق

سے نہ مانگو۔"

لا مبتدع وتحدث فی دین اللہ عز وجل شیئا لم یکن۔ (الفتح الربانی۔ صفحہ ۳۲۱)

اللہ تعالیٰ کے دین میں ایسی نت نئی باتیں شامل نہ کرتے رہا کرو۔ جن باتوں کا وجود قرآن وسنت میں نہ ہو۔

ولی نے موت کو منسوخ کر دیا؟

بریلویوں کا عقیدہ ہے کہ اولیائے کرام موت کو منسوخ کرنے پر قدرت کاملہ رکھتے ہیں۔ عبارت ملاحظہ فرمائیں:۔

امام عارف باللہ سیدی عبدالوہاب شعرانی قدس سرہٗ الربانی کتاب مستطاب لواقح الانوار میں حالات حضرت شیخ محمد شربینی قدس سرہٗ میں لکھتے ہیں:۔

لما ضعف ولدہٗ احمد واشرف علی الموت و حضرت عزرائیل لقبض روحہٗ قال لہ الشیخ ارجع الی ربك فراجعہ فان الامر نسخ فرجع عزرائیل وشفی احمد من تلك الضغطہ وعاش بعدھا ثلثین عاما۔

ترجمہ:۔ جب ان کے صاحبزادے ناتواں ہو کر قریب مرگ ہوئے اور حضرت عزرائیل علیہ الصلوٰۃ والسلام ان کی روح قبض کرنے آئے۔ حضرت شیخ رحمہ اللہ نے ان سے گذارش کی کہ اپنے رب کی طرف واپس جائیے۔ اس سے پوچھ لیجئے کہ حکم موت منسوخ ہو چکا ہے عزرائیل

علیہ الصلوٰۃ والسلام پلٹ گئے۔ صاحبزادے نے شفاء پائی اور اس کے بعد تیس سال زندہ رہے۔

(عرفان شریعت۔ صفحہ ۱۵)

قارئین کرام! واقعہ مذکورسے رضاخانی اہلِ بدعت یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ اولیائے کرام مختارِ کل ہیں۔ حتیٰ کہ اس قدر وسیع اختیارات کے مالک ہیں کہ شیخ محمد شربینی کا لڑکا احمد جب بسترِ علالت پر تھا تو حضرت عزرائیل علیہ الصلوٰۃ والسلام حکم خداوندی کے مطابق حضرت شیخؒ کے بیٹے احمد کی روح قبض کرنے آئے تو حضرت شیخ محمد شربینی نے ڈانٹ ڈپٹ کی اور حضرت عزرائیلؑ کو کہا کہ واپس جاؤ۔ اپنے رب سے پوچھ لو کہ موت کا وقت منسوخ ہو چکا ہے۔ حضرت عزرائیلؑ شیخ محمد شربینی سے سخت و سست الفاظ سن کر واپس اپنے رب کے پاس پلٹ گئے اور صاحبزادے نے مزید تیس سال زندہ رہے۔ اب اس بے بنیاد واقعہ سے چند باتیں زیرِ طلب ہیں:۔

۱۔ جب حضرت عزرائیلؑ حق تعالیٰ کے حکم سے روح قبض کرنے آرہا ہے تو شیخ محمد شربینی کہتے ہیں کہ اے عزرائیلؑ واپس چلے جاؤ اور اپنے رب سے پوچھ لو کہ موت کا حکم منسوخ ہو چکا ہے تو اس سے یہ لازم آتا ہے کہ خدا تعالیٰ کا علم اس قدر ناقص ہے کہ جس کو اتنا بھی معلوم نہیں کہ (العیاذ باللہ) شیخ کے لڑکے احمد کی موت کا وقت منسوخ ہو چکا ہے اور میں عزرائیل کو حکم دے رہا ہوں کہ جاؤ شیخ محمد شربینی کے لڑکے احمد کی روح قبض کرو۔

۲۔ رضاخانی اہلِ بدعت کے اس عقیدے سے یہ بھی لازم آتا ہے کہ شیخ محمد شربینی کا علم کامل اور حق تعالیٰ کا ناقص۔ العیاذ باللہ۔

۳- اس عقیدے سے یہ بھی لازم آتا ہے کہ بندے کا حکم خدا تعالیٰ پر چلتا ہے۔ العیاذ باللہ۔

۴- اس عقیدے سے یہ بھی لازم آتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے روح قبض کرنے کے لئے ایک بزدل فرشتے کو مقرر کیا ہے جو شیخ کے سخت وسست الفاظ سن کر واپس آگیا۔ وغیرہ وغیرہ۔

حضرات گرامی! اہل بدعت کا ولی کامل یہ خالص افتراء ہے۔ اولیائے کرام سے اس قسم کی کوئی بات جو خلاف شریعت ہو قطعاً صادر نہیں ہوتی اور یہ واقعہ کسی معتبر کتاب سے ہرگز ثابت نہیں۔

علاوہ ازیں اگر مخلوق میں سے کسی کو کچھ اختیارات حاصل ہوتے تو انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام اور خصوصاً امام الانبیاء حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ضرور حاصل ہوتے کہ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا پیارا بیٹا حضرت ابراہیم نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سینہ مبارک پر کھیل رہا تھا تو حضرت عزرائیل علیہ السلام آئے اور انہوں نے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لخت جگر کی روح قبض کی۔ اگر مخلوق میں سے کسی کو کچھ اختیار ہوتا تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے اختیار سے اپنے پیارے بیٹے حضرت ابراہیم کی موت کو منسوخ کر دیتے لیکن جب انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام خصوصاً امام الانبیاء حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو موت کے منسوخ کرنے کا کچھ اختیار نہیں تو پھر امتی کو اختیار کا ڈھونگ کہاں سے مل گیا کہ اس نے حضرت عزرائیل کو واپس لوٹا دیا۔

صاف بات یہ ہے کہ جو اپنی موت وحیات کو منسوخ کرنے کا اختیار نہیں رکھتا تو وہ دوسروں کی موت کو کیسے منسوخ کر سکتا ہے۔

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔

لا تسئل الخلق شیئا فانهم عجزه فقراء لا یملکون لانفسهم ولا لغیرهم ضرا و لا نفعا۔ (الفتح الربانی صفحہ ۳۵۱)

اس عبارت کا مفہوم یہ ہے کہ :-

خدا کی پیدا کی ہوئی کسی مخلوق سے کوئی سوال نہ کر۔ کیونکہ وہ خود اللہ تعالیٰ کے سامنے عاجز اور فقیر ہیں۔ ان سے کوئی چیز نہ مانگ۔ انہیں اپنے لئے نہ کسی نفع اور نقصان حاصل کرنے کا اختیار ہے نہ کسی دوسرے کو نفع و نقصان پہنچانے کا اختیار ہے۔

انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام اور اولیائے کرام رحمہم اللہ تعالیٰ تو اللہ تعالیٰ کے احکام لوگوں تک عملی نمونہ بن کر پہنچانے کے لئے آتے ہیں۔ اپنی بادشاہی قائم کرنے کے لئے نہیں آتے بلکہ خدا تعالیٰ کی حاکمیت قائم کرتے ہیں۔

مختارِ کُل اللہ ہی ہے

قُلْ مَنْ بِیَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَیْءٍ وَّهُوَ یُجِیْرُ وَلَا یُجَارُ عَلَیْهِ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ سَیَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ قُلْ فَاَنّٰى تُسْحَرُوْنَ۔ (پ ۱۸)

ترجمہ:- "آپ (ان سے) پوچھئے کہ وہ کون ہے جس کے ہاتھ میں ہر چیز کی حکومت ہے اور وہ پناہ دیتا ہے اور اس کے مقابلہ میں کوئی پناہ نہیں دے سکتا۔ اگر تم جانتے ہو تو ضرور یہی جواب دیں گے کہ (یہ سب صفتیں) اللہ ہی کی ہیں۔ آپ کہیے کہ پھر تم کہاں سے جادو کے جاتے ہو؟"

یعنی مسحور و مدہوش ہو کر (ان تمام مقدمات کو ماننے کے بعد) حقیقت توحید کو نہیں سمجھتے۔ آیت مذکورہ سے ثابت ہوا کہ مختارِ کُل اللہ تعالیٰ ہی کی ذات ہے۔

حُسن کا شیدائی؟

خواجہ غلام فرید کا ملفوظ ملاحظہ فرمائیے اور رضاخانی اہلِ بدعت کی عقل کا ماتم کیجئے کہ بات کرتے وقت یہ نہیں سوچتے کہ جو کچھ ہم اُگل رہے ہیں کیا اس میں اولیائے کرام کی گستاخی تو نہیں ہو رہی۔

عبارت ملاحظہ ہو:۔

حضرت شیخ روزبہان بقلی قدس سرہٗ کا شمار بھی مشائخ کبار میں ہوتا ہے۔ ایک دفعہ آپ کا گزر ایک سرائے کے قریب سے ہوا۔ سرائے کے اندر ایک ماں اپنی حسین و جمیل بیٹی سے کہہ رہی تھی کہ بیٹی سرائے سے باہر نہ جانا ایسا نہ ہو کہ تمہارے حُسن کا بازار کم ہو جائے اور تاکہ تیرے خریدار مشتاق تر ہو جائیں۔ شیخ روزبہان بقلی نے باہر سے جواب دیا کہ حُسن کہاں چھپ سکتا ہے خواہ تم اسے ہزار پردوں میں چھپاؤ لیکن حُسن ظاہر ہو کر رہے گا اور عاشقوں کے دلوں کو کباب کر کے چھوڑے گا۔

(مقابیس المجالس۔ صفحہ ۴۱۳)

حضراتِ گرامی! اہلِ سنت و جماعت علمائے دیوبند کا عقیدہ ہے کہ حضرت شیخ بہان بقلی رحمۃ اللہ علیہ ولی کامل ہیں اور یہ رضاخانیوں کا ایک ولی کامل کے خلاف بے بنیاد پروپیگنڈہ ہے اور یہ حقیقت ہے کہ اہلِ بدعت سے

اولیائے کرام کے خلاف اس قسم کی مکروہ حرکات اکثر صادر ہو جایا کرتی ہیں اور اس مکروہ کاروبار کو اہلِ بدعت اپنی کامیابی اور دین کی خدمت سمجھتے ہیں مذکورہ بات کو ایک اللہ کے دوست کی طرف منسوب کرنا ولی کامل کی شان میں سنگین گستاخی ہے۔ حق تعالیٰ ہر ایک کو اولیائے کرام کی گستاخی سے محفوظ رکھے۔

عشق کا انجام کیا ہوتا ہے؟

حضرت شیخ اصمعی فرماتے ہیں کہ ایک دن مجھے راستے میں ایک نہایت ہی حسین و جمیل عورت ملی۔ ہم دونوں ایک دوسرے کو دیکھ کر رک گئے میں نے اس سے کہا کہ تو نے میرے دل و دماغ پر قبضہ کر لیا ہے۔ اس نے جواب دیا کہ میری بھی یہی حالت ہے لیکن میری ہمشیرہ ہے وہ اس قدر خوبصورت ہے کہ اگر آپ اسے دیکھ لیں تو مجھے بھول جائیں گے۔ میں نے کہا۔ وہ کہاں ہے؟ اس نے کہا آپ کے پیچھے کھڑی ہے۔ جب میں نے پیچھے کی طرف دیکھا تو اس عورت نے اس زور سے میرے منہ پر تھپڑ مارا کہ چہرہ لال ہو گیا اور کہنے لگی کہ کذاب بطال دل میرے ساتھ لگاتے ہو اور دیکھتے اور کو ہو۔

(مقابیس المجالس۔ صفحہ ۹۶)

قارئین کرام! واقعہ مذکور ولی کامل حضرت شیخ اصمعی رحمۃ اللہ علیہ سے قطعاً منقول نہیں۔ یہ اہلِ بدعت کا جھوٹ ہے۔ اولیائے کرام کی طرف اکاذیب کو منسوب کرنا یہ رضا خانی اہل بدعت کا ہی طرۂ امتیاز ہے۔ یہ اہل بدعت کی کمال وسیع النظری ہے ورنہ عام مسلمان تو اس قسم کی ناپاک جسارت بالکل نہیں کر سکتا۔ جب ہی کسی نے شریعتِ اسلامیہ کے خلاف مکروہ کردار ادا کیا، تو

رضاخانی اہلِ بدعت اپنی مثال آپ رہے۔ حالانکہ رضاخانی کتب سے اس بات کا بیّن ثبوت ملتا ہے کہ آلہ حضرت مولوی احمد رضا خان بریلوی غضب اللہ تعالیٰ علیہ بازارِ حُسن کی عورتوں سے بے پناہ محبت رکھتے تھے۔ یعنی کہ بازارِ حُسن کی عورتوں سے آلہ حضرت پاگل بریلوی کی محبت کا یہ عالم تھا کہ ایک مرتبہ بازارِ حُسن میں تشریف لے گئے تو کسی ہندو کا ایک طائفہ سے بغیر گواہوں کے نکاح کر دیا اور آلہ حضرت کی کمال ذہانت تھی کہ جب ہی بازارِ حُسن کی طرف تشریف لے جاتے تو آپ کبھی بھی راستہ نہیں بھولے اور آلہ حضرت احمد رضا بریلوی کے بازارِ حُسن کی عورتوں کے ساتھ تعلقات اس قدر وسیع تھے کہ آلہ حضرت ان کی محبت اور تعلقات کی لاج رکھتے ہوئے فتویٰ صادر فرمایا کہ بازارِ حُسن کی عورتوں کی آمدنی سے میلاد منانا جائز ہے۔

حضراتِ گرامی! واقعہ مذکور آلہ حضرت بریلوی کے ساتھ پیش آیا ہوگا۔ کیونکہ آلہ حضرت ہی ایسے حضرت تھے جو نفسانی خواہشات پر کنٹرول نہ رکھتے ہوئے بازارِ حُسن میں تشریف لے جایا کرتے تھے۔ یہ واقعہ جو پتھر مارنے کا ذکر ہے وہ آلہ حضرت احمد رضا خان بریلوی کے ساتھ پیش آیا تھا اور اہلِ بدعت نے فراڈ بازی سے کام لیتے ہوئے ایک ولی کامل کی طرف منسوب کر دیا تاکہ عوام الناس یہ نہ سمجھیں کہ آلہ حضرت جس کو بعض بدقسمت لوگ مجدد مائۃ حاضرہ کہتے ہیں وہ ان صفاتِ خبیثہ کا حامل رہا ہے۔ بس اتنی سی بات سے بچنے کے لئے ایک ولی کی شان میں توہین کرنے میں کوئی خوفِ خدا محسوس نہیں کیا۔ حق تعالیٰ ہر ایک اولیائے کرام کی شان میں توہین کا مرتکب ہونے سے بچائے۔

آمین ثم آمین

ایک عجیب انکشاف

ارشاد ہوا کہ حضرت محی الدین ؒ کا قول ہے کہ :۔

اَلْکَشْفُ حَیْضُ الرِّجَالِ وَ الْکَرَامَاتُ نِفَاسُ الرِّجَالِ۔

(مقابیس المجالس۔ صفحہ ۳۲۷)

یعنی کشف و کرامات مردوں کا حیض و نفوس ہے۔

اہل سنت وجماعت علمائے دیوبند کا عقیدہ ہے کہ کشف و کرامات کے خلاف اس قسم کی بدزبانی حضرت محی الدین رحمۃ اللہ علیہ سے ہرگز ثابت نہیں اور کشف و کرامات کو حیض و نفاس جیسے غلیظ خون سے تشبیہ دینا ہی پرلے درجے کی حماقت ہے اور اس قسم کی غلیظ حرکات رنڈا خانیوں سے ہی صادر ہوا کرتی ہیں جو اپنی خلافِ شرع حرکاتِ قبیحہ کو اولیائے کرام کی طرف منسوب کر دیتے ہیں حق تعالیٰ ہر ایک کو اس دھوکا دہی سے محفوظ رکھے۔

پیر کی پالکی

خواجہ غلام فرید کا ملفوظ ہے کہ :۔

شیخ عبدالرزاق کو ان کے پیر شیخ محمد بن حسین بن طاہر نے خرقہ خلافت و نعمت عطا کر کے جھنبھانہ کی طرف روانہ کیا تو بند پالکی میں سوار کیا اور شیخ محمد بن حسین نے پالکی کا ایک سرا اپنے کاندھے پر اٹھایا شیخ عبدالرزاق فرماتے ہیں کہ جب میرے پیر نے میری پالکی اٹھائی تو میرا سر عرشِ معلیٰ سے لگ رہا تھا۔

(مقابیس المجالس۔ صفحہ ۸۳۰۔۸۳۱)

حضرات گرامی! کسی معتبر و مستند کتاب میں یہ واقعہ مرقوم نہیں اور شیخ عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ نے ہرگز نہیں فرمایا کہ جب میرے پیر و مرشد نے میری پالکی کو اٹھایا تو میرا سر عرشِ معلی سے لگ رہا تھا۔ یہ رضاخانی اہلِ بدعت کا سفید جھوٹ ہے۔ کیونکہ رضاخانی اہلِ بدعت کی کھوپڑی میں ابلیس کا بسیرا ہے اور جس کے دل و دماغ پر شیطان کا قبضہ ہو ان سے سچ بولنے کی امید رکھنا ہی عبث ہے۔

بزرگ کی وصیت

حضرت خواجہ غلام فریدؒ کا ملفوظ ہے کہ:۔

حضرت نارووالہ نے اپنے وصال کے وقت تین امور کے لئے وصیت فرمائی تھی:۔

اوّل یہ کہ مبادا خوف کی وجہ سے مجھ سے ذکر جہری ترک ہو جائے اس لئے تم لوگوں پر واجب ہے کہ میرے گرد بیٹھ کر ذکر جہری کرنا۔

دوم یہ کہ میری موت کے وقت ایک بکرا ذبح کرنا۔

سوم تم آنکہ جب میرا جنازہ اٹھایا جائے تو جنازے کے آگے قوال عشقیہ غزلیں گاتے چلیں۔

(مقابیس المجالس صفحہ ۷۹۱)

قارئینِ محترم! اہلِ سنت و جماعت علمائے دیوبند کا عقیدہ ہے کہ اس قسم کی خلافِ شرع وصیت حضرت نارووالہ رحمۃ اللہ علیہ سے ثابت نہیں اور اولیائے کرام ایسی وصیت قطعاً نہیں کرتے جو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فرامین سے متصادم ہو۔ رضاخانی اہلِ بدعت کے جتنے اقوال و افعال جو شریعتِ اسلامیہ کے صریح

خلاف ہیں۔ تمام کے تمام اولیائے کرام کی طرف منسوب کرنے میں ہی اپنی عافیت سمجھتے ہیں۔ ہر انسان یہ عقیدہ رکھے کہ اولیائے کرام متبع سنت ہوتے ہیں۔ ان کا ہر لمحہ سنتِ نبوی کے مطابق گزرتا ہے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فرامین پر مکمل عمل ہوتا ہے اور اولیائے کرام ہر وقت ذکرِ الٰہی سے اپنی زبان کو تر رکھتے ہیں اور جس کا اوڑھنا بچھونا ہی ذکرِ الٰہی ہو وہ خلاف شرع وصیت ہرگز نہیں کر سکتا۔ ہاں آلہ حضرت مولوی احمد رضا خان بریلوی غضب اللہ تعالیٰ علیہ سے اس قسم کی خلافِ شرع وصیت ثابت ہے جو الفاظوں کا ہیر پھیر کر کے اہل بدعت نے ایک ولی کی طرف منسوب کر دی۔ ولی کے معنی اللہ تعالیٰ کا دوست۔ اور جو اللہ کا دوست ہو گا اس کا ہر قول و فعل قرآن و سنت کے مطابق ہو گا اور جو آلہ حضرت مولوی احمد رضا خان بریلوی غضب اللہ تعالیٰ علیہ کا مقلد ہو گا۔ اس کا ہر قول و فعل ابلیسی آئین کے مطابق ہو گا۔

شہوت پرستی کی انتہا!

خواجہ غلام فریدؒ حضرت حافظ محمد جمال ملتانیؒ کے خلیفہ مولوی گل محمد ملتانی کی ناشائستہ حرکات اور خلاف شرع وصیت کو بایں الفاظ ذکر کرتے ہیں:۔

مولوی گل محمد ملتانی حضرت حافظ محمد جمال ملتانیؒ کے خلیفہ تھے لیکن ان کی حالت سلب شدہ تھی۔ اس کا قصہ یوں ہے کہ حضرت خواجہ خدا بخش صاحب خیر پوری حضرت حافظ صاحبؒ کے خلیفہ، جانشین تھے بلکہ آپ حضرت حافظ صاحب کے فقر کی کنجی تھے (کلید فقر) اور حضرت حافظ صاحبؒ کے تمام اسرارِ فقر و کمالات کا ظہور ان کی بدولت ہوا۔ اس لئے آپ کا عرس

بھی حضرت خیر پوری کے ذمہ تھا۔

جب تک آپ زندہ رہے شیخ کا عرس کرتے رہے۔ چنانچہ ایک دفعہ عرس کی خاطر ملتان شریف گئے۔ حافظ صاحب کے دوسرے خلفاء بھی موجود تھے۔ چونکہ حضرت صاحب خیر پوری کے بعد مولوی گل محمد صاحب سب سے بڑے خلیفہ تھے۔ حضرت صاحب خیر پوری نے مولوی گل محمد کے مکان پر جا کر کہا کہ میں آپ کے پاس اس لئے آیا ہوں کہ جو کچھ مجھے حضرت حافظ صاحبؒ سے حاصل ہوا ہے، آپ کو دوں۔ لیکن انہوں نے رعونت اختیار کی اور کہا کہ اپنے گھر میں رکھو اور مجھے جلوہ گری مت دکھاؤ۔ مجھے اپنے پیر نے اس قدر دیا ہے کہ کسی اور کی ضرورت نہیں۔ آپ کو میں صرف پیر بھائی سمجھتا ہوں اور ادنیٰ اور بہتر جانتا ہوں۔ یہ سُنکر آپ رنجیدہ خاطر ہوئے اور خشمناک ہو کر واپس چلے گئے۔ اگرچہ آپ کمال درجہ کے حلیم الطبع اور رحیم تھے لیکن جب کسی پر غصہ آتا تھا تو کبھی نہیں ٹلتا تھا۔ چنانچہ اسی حالت میں آپ حضرت حافظ صاحب کے مزار پر حاضر ہوئے اور اپنی قوم کے ایک نوجوان کو حکم دیا کہ بندوق لے کر بیٹھ جاؤ۔ جب گل محمد آئے تو اسے گولی دینا۔

اس کے بعد فرمایا کہ اس واقعہ سے پہلے مولوی گل محمد کا خیال تھا کہ حضرت حافظ صاحب کا روضہ تعمیر کرائیں گے لیکن جب ان سے یہ ناشائستگی وقوع پذیر ہوئی تو حضرت صاحب خیر پوری رحؒ نے حضرت شیخ کا روضہ تعمیر کرایا۔ اس بے ادبی کے بعد مولوی گل محمد کی حالت سلب ہو گئی اور اُن سے خصائل ذمیمہ اور افعال رذیلہ صادر ہونے لگے۔ چنانچہ پہلے وہ امین تھے اور لوگ ہزاروں روپے مالیہ سرکار وصول کر کے ان کے پاس

امانت رکھتے تھے لیکن اب انہوں نے انکار کر دیا کہ میرے پاس کسی کی امانت نہیں ہے۔ اس سے بے شمار مالِ حرام ان کے پاس جمع ہو گیا اور طوائف کو بلا کر ان کا رقص دیکھتے اور اپنی زبان پر روپیہ رکھ کر طوائف کو کہتے کہ اپنی زبان سے روپیہ اٹھا لو۔ آخر عمر میں بہت بوڑھے ہو گئے لیکن شہوتِ نفس اس قدر غالب تھی کہ بارہ سالہ لڑکی کے ساتھ شادی کی تمنا کرتے رہے۔

(مقابیس المجالس۔ صفحہ ۴۰۶ تا ۴۰۷)

حضراتِ گرامی! خواجہ غلام فرید نے مقابرِ اولیاء پر ہونے والے واقعہ کو بڑی دیانت داری سے ذکر فرمایا اور یہ حقیقت ہے کہ رضاخانی اہل بدعت میں مندرجہ بالا صفاتِ خبیثہ کے متصف افراد کثرت سے پائے جاتے ہیں اور مقابرِ اولیاء پر رضاخانی جو دن رات مخصوص کاروبار کرتے ہیں عوام الناس اس سے بخوبی واقف ہیں اور خدا شاہد ہے کہ اہل بدعت نے مقابرِ اولیاء کو بدکاری کے اڈے بنا رکھے ہیں۔ اور دن رات لوگوں کی بہو بیٹیوں کی عزت لوٹنے کو اپنی کرامت تصور کرتے ہیں اور ضعیف الاعتقاد عورتوں کو کہہ دیتے ہیں کہ ہمیں راضی نہیں کرو گی تو بزرگ بھی راضی نہیں ہوں گے اور بزرگوں کا ایسے ہی حکم ہے کہ ہمیں راضی کرو تمام بگڑے کام آسان ہو جائیں گے اور جو تمہارا کام نہ ہو گا ہم بزرگوں کے خادم ہیں ہم ان سے کروالیں گے اور یہ مردود لوگ ضعیف الاعتقاد عورتوں کو خانقاہ کے تبرک شریف کا چمچہ دے کر ان کی عزت پر ڈاکہ ڈالنے میں کامیاب ہو جاتے ہیں اور جو رضاخانیوں کے خطرناک نظریات اور ان کے مکروہ چہروں سے نقاب نوچے یہ اس کے خلاف پروپیگنڈہ کریں گے کہ اس کی بات نہ سننا یہ وہابی ہے۔ لفظ وہابی اہل بدعت کے ترکش کا آخری تیر ہے جسے استعمال کر کے سادہ لوح مسلمانوں کو شرک و بدعت کے پرفریب جال میں

پھنسا کر انہیں حامیٔ شرک و بدعت کا مصداق بنا دیتے ہیں۔

پیرانِ پیرؒ نے منکر نکیر سے گرز چھین لئے:

رضاخانیوں کا عقیدہ ہے کہ جس قبر میں شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کا مرید دفن ہوگا یا کوئی شخص شیخ جیلانیؒ سے عقیدت رکھتا ہو حتیٰ کہ کرنی ہندو بھی ہو تو اس کو عذابِ قبر نہیں ہوگا کیونکہ وہ شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کے ساتھ نسبت رکھتا ہے اور خدا تعالیٰ نے پیرانِ پیر سے وعدہ کیا ہے کہ جس قبر میں آپ کا مرید ہوگا اس سے حساب کتاب نہیں لیا جائے گا اور شیخ جیلانی خود قبر میں حاضر ہو کر منکر نکیر کے عذاب سے اپنے مرید کو چھڑا کر جنت میں داخل کریں گے اور اپنے مرید کو جہنم میں ہرگز داخل نہیں ہونے دیں گے۔

مندرجہ ذیل اشعار ملاحظہ فرمائیں :۔

دلچسپ حال لکھتا ہوں روشن ضمیر کا
بغداد والے حضرت پیرانِ پیر کا

ایک آپ کے مریدوں میں با اعتقاد تھا
غوث الوریٰ کی یاد میں ہر وقت شاد تھا

لیتا تھا اٹھتے بیٹھتے غوث الوریٰ کا نام
س مردِ باصفا کا یہی شغل تھا مدام

بیماری سے عاجز ہوا جبکہ وہ خوش کلام
لبریز آخرش ہوا عمرِ رواں کا جام

ایک بار پڑھ کے کلمہ طیبہ زبان سے
یا غوث کہہ کے کوچ کیا اس جہان سے

نہلا دھلا کے اس کو عزیزانِ ہم وطن
ایک عطر میں بسا ہوا پہنا دیا کفن

تیار کر کے اس کا جنازہ سجن سجن
لے کر غرض وخویش واقارب بصد پھبن

ہر گام پر تھا کلمہ شہادت کا بر زباں
پہنچا غرض بہ منزل مقصود کارواں

دفنا کے قبر میں اسے واپس ہوئے تمام
منکر نکیر آئے ہوئے اس سے ہمکلام

بندہ ہے کس کا امتی اس کا بتا تو نام
تکلیف دیں گے ورنہ تجھے ہم صبح و شام

لیکن مرید غوث نے اس سے نہ کچھ کہا
وہ پوچھتے تھے اور یہ خاموش ہی رہا

منکر نکیر اس کو ڈراتے تھے بار بار
غصہ سے اس پہ گرز اٹھاتے تھے بار بار

مَنْ رَّبُّكَ زبان پہ لاتے تھے بار بار
کلمہ یوں ہے وہ اس کو سناتے تھے بار بار

خاموش تھا مرید وہ پیرانِ پیر کا
منہ دیکھتا تھا قبر میں منکر نکیر کا

منکر نکیر کو نہ دیا اس نے جب جواب
غصہ سے اس پہ گرز اٹھایا وہیں شتاب

چاہا کہ اس مُرید پر جاری کریں عتاب
دیکھا مُرید غوث نے موقعہ ہے اب خراب

جھٹ منہ سے نام پاک لیا دستگیر کا
بغداد والے حضرت پیرانِ پیر کا

بولے نکیر بڑا دھوکہ کھا رہا ہے تو
کیا پوچھتے ہیں اور کیا بتلا رہا ہے تو

بیکار بات کس لئے سمجھا رہا ہے تو
کیوں پیر پیر قبر میں چلا رہا ہے تو

ناداں نہ پیر قبر میں کچھ کام آئے گا
پہچان جا خدا کو تو آرام پائے گا

بولا مُرید غوث یہاں آئیں گے ضرور
امداد میری قبر میں فرمائیں گے ضرور

تشریف اس مقام پہ وہ لائیں گے ضرور
آقا ہیں میرے مجھ پہ ترس کھائیں گے ضرور

منکر نکیر بولے غلط ہے تیرا خیال
مرقد میں کوئی آئے کسی کی نہیں مجال

یہ کہہ کر پھر مُرید پہ اس گرز کو اٹھا
چاہا کہ ایک وار میں کر ڈالیں فیصلہ

چلا کے اس مُرید نے تب دی ہے صدا
یا غوث المدد مجھے اب لیجئے بچا

آواز آئی غیب سے گھبرا نہ اے غریب
ہم آتے ہیں مدد کو تیری خوش ہو خوش نصیب

منکر نکیر ہو گئے حیران قبر میں
بولے جفا و ظلم کی یہ شان قبر میں

کس طرح آگیا ہے یہ انسان قبر میں
ہونے لگے تب اور پریشان قبر میں

دیکھی جھلک مُرید نے روشن ضمیر کی
بولا سواری آگئی پیران پیر کی

رکھا قدم جو قبر میں پیران پیر نے
گردن جھکا دی قبر میں منکر نکیر نے

دھمکا کے ان فرشتوں کو روشن ضمیر نے
دونوں کے گرز چھین لے دستگیر نے

منکر نکیر ہو گئے تب قبر سے فرار
درگاہ بے نیاز میں پہونچے وہ بے قرار

کی عرض دست بستہ خداوند ذوالجلال
فریاد سن ہماری تو دانائے بے مثال

ہر قدم میں ایک بندہ سے میں نے کیا سوال
بندہ ہے کس کا اُمتی کس کا بتا تو حال

اُس نے بجائے تیرے لیا نام پیر کا
ہم بولے اس سے قبر میں کیا کام پیر کا

ایک شخص ناگہاں اسی مرقد میں آگیا
دونوں ہمارے چھین لئے گرز اے خدا

بے ادبی اس نے کی ہے اسے جلد دے سزا
انسان ہو کے کتنی بڑی کی ہے یہ خطا

فرمایا تب خدا نے یہ منکر نکیر سے
واقف نہیں ہے تو میرے پیران پیر سے

جو چاہے وہ کرے اسے کل اختیار ہے
میں اس کا یار ہوں وہ میرا یارِ غار ہے

بیشک تمام پیروں کا وہ تاجدار ہے
سُن لے خدائی سب میری اس پر نثار ہے

تم نے تو اے فرشتو! بہت سخت بھول کی
جا کر مُریدِ غوث سے حُجت فضول کی

ہے خیریت اسی میں ایسا نہ اب کرو
اظہار اس خطا کا برابر سے سب کرو

جا کر فرشتو! جلدی سے معافی طلب کرو
محبوب ہے وہ میرا تم اس کا ادب کرو

آئے فرشتے دوڑ کے مرقد میں پھر شتاب
کی عرض دست بستہ میرے پیر لاجواب

بہر خدا معاف ہمارا کرو قصور
دوبارہ ہم سے ہو گی نہ ایسی خطا حضور

ہم آپ کے مُرید ہیں اے شاہ ذی شعور
پوچھیں گے اس طرح سے مُریدوں سے اے حضور

ماں جس طرح سے کرتی ہے بچوں کو اپنے پیار
ویسا حساب لیں گے مریدوں سے نامدار

جب جا چکے فرشتے تو آیا اُسے قرار
بولا مرید شکر ہے اے شاہ ذی وقار

تب بولے پھر مرید سے وہ غوثِ نامدار
آئے اگر کوئی تو ہمیں بھیجو پکار

یہ کہہ کر اس مرید سے غوث الوریٰ چلے
بولا مُرید پیر میرے رہنما چلے

ایک سچا واقعہ ہے یہ روشن ضمیر کا
بغداد والے حضرت پیرانِ پیر کا

(کراماتِ غوثِ پاک۔ مطبوعہ کراچی صفحہ ۵ تا ۹)

قارئین کرام! مندرجہ بالا اشعار کفریہ ہیں کہ شیخ عبد القادر جیلانیؒ ہر قبر میں حاضر ہو کر منکر نکیر سے گرز چھین لیتے ہیں اور اپنے مرید کو عذاب قبر ہرگز نہیں ہونے دیتے اور شیخ جیلانیؒ کے عقیدت مند سے بھی منکر نکیر سوال و جواب نہیں کرتے۔ حضرات گرامی! آپ نے رضاخانیوں کا غلیظ عقیدہ ملاحظہ فرمایا۔ اب حضور علیہ الصلوٰۃ و السلام کا ارشاد گرامی بھی ملاحظہ فرمائیں:۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا قُبِرَ الْمَیِّتُ اَتَاهُ مَلَكَانِ اَسْوَدَانِ اَزْرَقَانِ یُقَالُ لِاَحَدِهِمَا الْمُنْكَرُ وَلِلْاٰخَرِ النَّكِیْرُ فَیَقُوْلَانِ

مَا كُنْتَ تَقُوْلُ فِيْ هٰذَا الرَّجُلِ ؟ فَاِنْ كَانَ مُؤْمِنًا فَيَقُوْلُ هُوَ عَبْدُ اللّٰهِ وَرَسُوْلُهٗ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ فَيَقُوْلَانِ قَدْ كُنَّا نَعْلَمُ اَنَّكَ تَقُوْلُ هٰذَا۔ ثُمَّ يُفْسَحُ لَهٗ فِيْ قَبْرِهٖ سَبْعُوْنَ ذِرَاعًا فِيْ سَبْعِيْنَ ثُمَّ يُنَوَّرُ لَهٗ فِيْهِ ثُمَّ يُقَالُ لَهٗ نَمْ فَيَقُوْلُ اَرْجِعُ اِلٰى اَهْلِيْ فَاُخْبِرُهُمْ فَيَقُوْلَانِ نَمْ كَنَوْمَةِ الْعَرُوْسِ الَّذِيْ لَا يُوْقِظُهٗ اِلَّآ اَحَبُّ اَهْلِهٖ اِلَيْهِ حَتّٰى يَبْعَثَهُ اللّٰهُ مِنْ مَضْجَعِهٖ ذٰلِكَ۔ وَاِنْ كَانَ مُنَافِقًا قَالَ سَمِعْتُ النَّاسَ يَقُوْلُوْنَ قَوْلًا فَقُلْتُ مِثْلَهٗ لَا اَدْرِيْ فَيَقُوْلَانِ قَدْ كُنَّا نَعْلَمُ اَنَّكَ تَقُوْلُ ذٰلِكَ۔ فَيُقَالُ لِلْاَرْضِ اِلْتَئِمِيْ عَلَيْهِ فَتَلْتَئِمُ عَلَيْهِ فَتَخْتَلِفُ اَضْلَاعُهٗ فَلَا يَزَالُ فِيْهَا مُعَذَّبًا حَتّٰى يَبْعَثَهُ اللّٰهُ مِنْ مَضْجَعِهٖ ذٰلِكَ۔ (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

ترجمہ:- حضرت ابوہریرہ رضؓ کہتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب مردے کو قبر میں رکھ دیا جاتا ہے تو اس کے پاس دو فرشتے کالی گہری آنکھوں والے آتے ہیں۔ جن میں سے ایک کا نام منکر ہے اور دوسرے کا نکیر۔ وہ دونوں اس مردے سے پوچھتے ہیں۔ تو اس شخص کی نسبت کیا کہتا تھا (یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت) وہ مردہ جواب میں کہے گا کہ وہ خدا کے بندے اور خدا کے رسول ہیں۔ یہ (سُن کر) وہ دونوں فرشتے کہتے ہیں کہ ہمیں معلوم تھا۔ تو یہ جواب دے گا۔

اس کے بعد اس کی قبر کو ستر ستر گز طول و عرض میں کشادہ کر دیا جاتا ہے۔ پھر قبر میں روشنی کی جاتی ہے اور اس سے کہا جاتا ہے۔ "سورہ" مردہ ان سے کہتا ہے۔ میں اپنے اہل و عیال میں واپس جانا چاہتا ہوں تاکہ انہیں اس حال سے آگاہ کر دوں۔ فرشتے پھر (یہی) کہتے ہیں کہ (اب) تو سورہ جس طرح دلہن سوتی ہے۔ جس کو صرف وہی شخص جگا سکتا ہے جو اس کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب ہے یہاں تک کہ خدا تجھے اس جگہ سے اٹھائے (یہ کیفیت تو مومن مردہ کی ہے) اور جو (مردہ) منافق ہو وہ ان کے جواب میں کہتا ہے کہ میں جو کچھ لوگوں کو کہتے سنا تھا وہی میں کہتا تھا لیکن میں اس کی حقیقت سے ناواقف تھا۔ دونوں فرشتے اس کا جواب سن کر کہتے ہیں۔ ہم جانتے تھے تو ایسا کہے گا۔ پس زمین کو حکم دیا جائے گا کہ اسے دبائے۔ زمین اسے دبائے گی کہ اس کی پسلیاں ادھر کی اُدھر اور اُدھر کی ادھر نکل جائیں گی اور وہ ہمیشہ عذاب میں مبتلا رہے گا۔ یہاں تک کہ خدا اسے اُس جگہ سے اٹھائے۔ (ترمذی)

وَعَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَاْتِيْهِ مَلَكَانِ فَيُجْلِسَانِهٖ فَيَقُوْلَانِ لَهٗ مَنْ رَبُّكَ ؟ فَيَقُوْلُ رَبِّيَ اللّٰهُ ۔ فَيَقُوْلَانِ لَهٗ مَا دِيْنُكَ ؟ فَيَقُوْلُ دِيْنِيَ الْاِسْلَامُ ۔ فَيَقُوْلَانِ مَا هٰذَا الرَّجُلُ الَّذِيْ بُعِثَ فِيْكُمْ ؟ فَيَقُوْلُ هُوَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ۔ فَيَقُوْلَانِ لَهٗ وَمَا يُدْرِيْكَ ؟ فَيَقُوْلُ قَرَاْتُ

كِتَابَ اللّٰهِ فَآمَنَتْ بِهٖ فَصَدَّقْتُ فَذٰلِكَ قَوْلُهٗ
"يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ" اَلْاٰيَةَ
قَالَ فَيُنَادِيْ مُنَادٍ مِّنَ السَّمَآءِ اَنْ صَدَقَ عَبْدِيْ
فَافْرِشُوْهُ مِنَ الْجَنَّةِ وَاَلْبِسُوْهُ مِنَ الْجَنَّةِ وَافْتَحُوْا
لَهٗ بَابًا اِلَى الْجَنَّةِ فَيُفْتَحُ قَالَ فَيَاْتِيْهِ مِنْ رَّوْحِهَا
وَطِيْبِهَا وَيُفْسَحُ لَهٗ فِيْهَا مَدَّ بَصَرِهٖ - وَاَمَّا
الْكَافِرُ فَذَكَرَ مَوْتَهٗ قَالَ وَيُعَادُ رُوْحُهٗ فِيْ جَسَدِهٖ
وَيَاْتِيْهِ مَلَكَانِ فَيُجْلِسَانِهٖ فَيَقُوْلَانِ مَنْ رَّبُّكَ ؟
فَيَقُوْلُ هَاهْ هَاهْ لَا اَدْرِيْ - فَيَقُوْلَانِ مَا دِيْنُكَ ؟
فَيَقُوْلُ هَاهْ هَاهْ لَا اَدْرِيْ - فَيَقُوْلَانِ مَا هٰذَا الرَّجُلُ
الَّذِيْ بُعِثَ فِيْكُمْ ؟ فَيَقُوْلُ هَاهْ هَاهْ لَا اَدْرِيْ -
فَيُنَادِيْ مُنَادٍ مِّنَ السَّمَآءِ اَنْ كَذَبَ فَافْرِشُوْهُ مِنَ
النَّارِ وَاَلْبِسُوْهُ مِنَ النَّارِ وَافْتَحُوْا لَهٗ بَابًا اِلَى النَّارِ -
قَالَ فَيَاْتِيْهِ مِنْ حَرِّهَا وَسَمُوْمِهَا - قَالَ وَيُضَيَّقُ
عَلَيْهِ قَبْرُهٗ حَتّٰى تَخْتَلِفَ فِيْهِ اَضْلَاعُهٗ - ثُمَّ يُقَيَّضُ
لَهٗ اَعْمٰى اَصَمُّ مَعَهٗ مِرْزَبَةٌ مِّنْ حَدِيْدٍ لَوْ
ضُرِبَ بِهَا جَبَلٌ لَصَارَ تُرَابًا فَيَضْرِبُهٗ
بِهَا ضَرْبَةً يَّسْمَعُهَا مَا بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَ
الْمَغْرِبِ اِلَّا الثَّقَلَيْنِ فَيَصِيْرُ تُرَابًا ثُمَّ يُعَادُ
فِيْهِ الرُّوْحُ - (رَوَاهُ اَحْمَدُ وَاَبُوْ دَاوٗدَ)

ترجمہ :- حضرت براء ابن عازب رضؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مردے کے پاس

دو فرشتے آتے ہیں وہ اسے اٹھا کر بٹھاتے ہیں اور اس سے پوچھتے ہیں کہ تیرا رب کون ہے؟ وہ جواب میں کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے۔ پھر فرشتے پوچھتے ہیں کہ تیرا دین کیا ہے؟ وہ کہتا ہے کہ میرا دین اسلام ہے۔ پھر وہ پوچھتے ہیں کہ جو شخص (خدا کی طرف سے) تمہارے پاس بھیجا گیا تھا وہ کون ہے؟ وہ کہتا ہے وہ خدا کا رسول ہے۔ پھر فرشتے پوچھتے ہیں کہ کس چیز نے تجھے یہ باتیں کہاں سے معلوم ہوئیں؟ وہ کہتا ہے کہ میں نے خدا کی کتاب پڑھی، اس پر ایمان لایا اور اس کی تصدیق کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ یہی معنی ہیں خدا کے اس قول کے یُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ۔ الآیۃ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ پھر ایک شخص آسمان سے پکارے گا کہ میرے بندے نے سچ کہا، پس اس کے لیے جنت کا فرش بچھاؤ اور اسے جنت کا لباس پہناؤ اور اس کے واسطے جنت کی طرف ایک دروازہ کھول دو۔ چنانچہ جنت کی طرف کا دروازہ کھول دیا جائے گا جس سے ہوائیں اور خوشبوئیں آئیں گی اور حدِ نظر تک اس کی قبر کشادہ کر دی جائے گی۔ اب رہا کافر تو رسول اللہ نے اس کی موت کا ذکر فرمایا اور اس کے بعد کہا کہ پھر اس کی روح اس کے بدن میں ڈالی جاتی ہے اور اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں اور اٹھا کر پوچھتے ہیں کہ تیرا رب کون ہے؟ وہ کہتا ہے ہاہ ہاہ میں نہیں جانتا۔ پھر وہ پوچھتے ہیں کہ تیرا دین کیا ہے؟ وہ کہتا ہے ہاہ ہاہ میں نہیں جانتا۔ پھر وہ پوچھتے ہیں کہ وہ شخص کون ہے جو تم میں بھیجا گیا تھا؟ وہ کہتا ہے ہاہ ہاہ میں نہیں جانتا

پھر ایک پکارنے والا آسمان سے پکار کر کہے گا۔ یہ جھوٹا ہے اس کے لئے آگ کا فرش بچھاؤ اسے آگ کا لباس پہناؤ اور اس کے واسطے دوزخ کی طرف ایک دروازہ کھول دو۔ آپ نے کہا کہ دوزخ سے اس کے پاس گرم ہوائیں اور لُوئیں آتی ہیں اور اس کی قبر اس کے لئے تنگ کی جاتی ہے یہاں تک کہ اِدھر کی پسلیاں اُدھر اور اُدھر کی پسلیاں اِدھر نکل آتی ہیں۔ پھر اس پر ایک اندھا اور بہرا فرشتہ مقرر کیا جاتا ہے جس کے پاس لوہے کا گُرز ہوتا ہے (ایسا گُرز) کہ اگر اس کو پہاڑ پر مارا جائے تو وہ ریزہ ریزہ ہو جائے وہ اسے اس گرز سے مارتا ہے جس کی آواز مشرق سے مغرب تک تمام مخلوقات سُنتی ہے مگر انسان اور جن نہیں سنتے اور اس ضرب سے وہ ریزہ ریزہ ہو جاتا ہے اس کے بعد پھر اس کے اندر روح ڈالی جاتی ہے۔ (احمد۔ ابو داؤد)

میرے سُنی حنفی بھائیو! حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فرمان سے ثابت ہو گیا کہ اللہ کے فرشتے ہر میت سے سوال جواب کرتے ہیں اور قبر میں حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا منکر نکیر سے گرز چھیننے تو درکنار فرمان نبوی ﷺ کے مطابق سرے سے قبر میں حضرت شیخ جیلانیؒ کا حاضر ہونا ہی ثابت نہیں ہوتا جو عوام کالانعام رضاخانی اہل بدعت حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ وہ مافوق الاسباب میں مشکل کشا و حاجت روا ہیں اور ہر مرید کی قبر میں حاضر ہو کر منکر نکیر کے عذاب سے نجات دلاتے ہیں۔ اہل بدعت یاد رکھیں کہ وہ منکر نکیر ہیں جن کا معنیٰ ہے ڈراؤنی شکل والے۔ وہ منکر نکیر ہیں۔ وہ خانقاہ بریلی شریف کے مجاور نہیں ہیں جو ڈر کر بھاگ جائینگے۔

اب حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق رضاخانی اہل بدعت

کا باطل خیال اور انکشافِ حقیقت ملاحظہ فرمائیں :۔

پیر صاحب کے بارے عوام کا غلط خیال

— اور —

انکشافِ حقیقت

جیسے عوام کالانعام حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی قبر پر جاکر السلام علیکم وغیر ذالک کہتے ہیں اور ان سے حاجتیں، مرادیں، امدادیں مانگتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ پیر صاحب کی ذاتِ گرامی قبر مبارک میں صحیح سلامت تشریف فرما ہیں، وہاں وہ سنتے ہیں، ہمیں دیکھتے ہیں، پہچانتے ہیں، ہماری حاجتیں، مرادیں سُن کر خود پورا کرتے ہیں یا خدا پاک سے کہہ کر پورا کروا دیتے ہیں۔ حالانکہ اس قبر کے اندر پیر صاحب کا جسم مبارک نہیں ہے بلکہ پیر صاحب کا جسم مبارک سلامت بھی نہیں رہا تھا۔ خاک ہو چکا تھا۔ صرف کچھ ہڈیاں باقی تھیں جنہیں دریا میں پھینک دیا گیا تھا۔ جیسے شذرات الذہب جلد ۲ صفحہ ۲۱۳ میں یہ واقعہ موجود ہے اسی طرح ابو شمہ نے الروضتین فی الدولتین جلد ۱ صفحہ ۱۲ میں اور علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد رشید جمال الدین ابو المحاسن یوسف بن تغری بردی اتابکی نے النجوم الزاہرۃ جلد ۶ صفحہ ۱۴۲ میں لکھا ہے کہ عبید اللہ بن یونس بن احمد وزیر جلال الدین ابو المظفر حنبلی نے راتوں رات شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی قبر مبارک کھودنے کے لئے بناش بھیجے۔ جنہوں نے قبر مبارک کو کھودا تو محض ہڈیاں پڑی پائیں۔ ان ہڈیوں کو نکال کر دریا میں ڈال دیا اور کہنے لگا کہ یہ زمین وقف ہے۔ اس میں کسی کو دفن کرنے کی اجازت نہیں ہے اور عبارت اس کی یہ ہے :۔

وفیھا (سنۃ) توفی عبید اللہ بن یونس بن احمد الوزیر

جلال الدین ابو المظفر الحنبلی ولی حجابۃ الدیوان ثم استوزرہ الخلیفۃ وکان اماما عالما فی الاصلین (ای الدولتین) والحساب والھندسۃ والجبر والمقابلۃ غیر انہ شان امرہ بامور فعلھا۔ منھا انہ خرب بیت الشیخ عبد القادر الجیلانی وشتت اولادہ۔ ویقال انہ بعث فی اللیل من نبش علی الشیخ عبد القادر (رحمۃ اللہ تعالیٰ) ورمی بعظامہ فی اللجۃ وقال ھذا وقف ما یحل ان یدفن فیہ احد انتھیٰ کلامہ۔

جو کوئی یہ عقیدہ رکھے کہ قبر میں شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ اپنے ہر مرید کی قبر میں حاضر ہوتے ہیں اور جس مرید کو منکر نکیر عذاب دینا چاہیں حضرت پیر صاحب اس کو عذاب نہیں دینے دیں گے بلکہ منکر نکیر کو ڈانٹ ڈپٹ کرینگے اور دبدبہ اور رعب سے کہیں گے کہ میں اپنے مرید کو قطعاً عذاب نہیں دینے دوں گا حتیٰ کہ حضرت پیر صاحب عذاب دینے والے آلات بھی منکر نکیر سے چھین لیں گے وغیرہ۔ اہل سنت وجماعت علمائے دیوبند کے نزدیک ایسا غلیظ وکفریہ عقیدہ رکھنے والا شخص کافر، ملحد زندیق اور عزازیل ہے۔

خود مختار ہیں۔ ؟

خواجہ غلام فرید کا ملفوظ ملاحظہ فرمائیں:۔

کہ جس طرح انبیاء علیہم السلام حیات میں ممات میں خود مختار ہیں اسی طرح اولیائے کرام بھی (حیات و ممات میں) خود مختار ہیں۔

(مقابیس المجالس۔ صفحہ ۱۹۱)

قارئین کرام! چونکہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام میں سے کسی کی موت کا وقت آجائے تو حق تعالیٰ کی طرف سے حضرت عزرائیل علیہ السلام آکر پوچھتے ہیں کہ آپ نے زندہ رہنا ہے یا کہ اپنے رب کے پاس جانا ہے۔ اگر اللہ کا نبی یہ فرمادے کہ میں نے ابھی زندہ رہنا ہے تو جتنی زندگی وہ چاہے حق تعالیٰ اس کو اتنی ہی زندگی عطا فرماتے ہیں۔ اگر وہ فرمادے کہ میں دنیا میں نہیں رہنا چاہتا میں اپنے رب کے پاس جانا چاہتا ہوں تو حضرت عزرائیل علیہ السلام اس کی روح قبض کر لیتے ہیں، تو انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے سوا مخلوق میں سے کسی سے ایسا سوال حضرت عزرائیل علیہ السلام نہیں کرتے کہ آپ نے زندہ رہنا ہے یا اپنے رب کے پاس جانا ہے۔ شان صرف انبیائے کرام ہی کو حاصل ہے۔

حتیٰ کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جیسا مقدس گروہ بھی حیات و ممات میں ایسا مقام حاصل نہیں تو پھر اولیائے کرام جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مقام و مرتبہ کو چھو تک نہیں سکتے تو اولیائے کرام حیات و ممات میں کیسے خود مختار ہو سکتے ہیں۔ ہرگز نہیں ہو سکتے۔ جو جاہل اور احمق زمان یہ عقیدہ رکھے کہ اولیائے کرام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی طرح حیات و ممات میں خود مختار ہیں۔ وہ شریعتِ محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کا باغی ہے جو شریعتِ اسلامیہ کا باغی ہوا وہ فی النار ہوا۔

جیسا کہ جعلی غزالی دوراں رازی زماں نجات انسان مولوی احمد سعید کاظمی جو حقیقت میں محکمہ پولیس میں سی آئی ڈی کا رپورٹر اور قصاب قوم سے تعلق رکھنے والا تھا اور عوام کالانعام نے اس شیخ الحدث والنجس کو سید اور محدث مشہور کر دیا جو ایک مرتبہ ۱۴۰۱ھ میں شاہ رکن عالم رحمۃ اللہ علیہ کے سالانہ عرس پر تقریر کر رہا تھا اور یہ آیت تلاوت کی:۔

اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَاخَوْفٌ عَلَیْہِمْ وَلَاھُمْ یَحْزَنُوْنَ۔ (پ ۱۱)

آیت کا ترجمہ کرنے کے بعد جعلی غزالی دوراں رازی زماں کہتا ہے کہ جب یہ مسلمہ بات ہے، متفقہ فیصلہ ہے کہ اولیائے کرام کو کوئی حزن و ملال، خوف نہیں ہوگا تو پھر یہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی طرح معصوم ہوئے۔ (العیاذ باللہ) اور یہ صریح قرآن کی تحریف ہے اور امام الانبیاء حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:۔

من فسر القرآن بالرای فقد کفر۔

ترجمہ:۔ "جس نے قرآن کی تفسیر اپنی رائے اور مرضی سے کی پس تحقیق اس نے کفر کیا۔"

حضرات گرامی! مولوی احمد سعید کاظمی قصاب تمام زندگی حامی شرک و بدعت اور ماحی توحید و سنت رہا اور تمام عمر یہ مذہبی تیم اللہ جلالہ، اور امام الانبیاء حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و صحابہ کرام رضی اللہ عنہم و اولیائے کرام محدثین (رحمہم اللہ) دیوبند کی گستاخیاں کرتا رہا اور مخلوق کو خدائی اختیارات سونپتا رہا اور تمام زندگی اپنے مقلدین کو اس بات کی تعلیم دیتا رہا کہ جو کچھ بھی لینا ہو اولیائے کرام کے در سے مل جائے گا۔ کیونکہ اولیائے کرام مختار کل اور مشکل کشا، حاجت روا ہیں۔

بس اس قسم کی کذب بیانوں کی پاداش میں حق تعالیٰ کا اس بدقسمت انسان پر مرتے وقت ایسا غضب و قہر نازل ہوا کہ جب مولوی احمد سعید کاظمی قصاب مہتمم مدرسہ انوار العلوم ملتان کا ۴ جون ۱۹۸۶ء کو انتقال ہوا تو اس کی شکل مسخ ہوگئی۔ اور اس کے چہرے پر خدا تعالیٰ کی لعنت برس رہی تھی اور چہرے کی حالت اس قدر ابتر تھی کہ دیکھنے والا اس بات کو تسلیم کر لیتا کہ یہ چہرہ کسی گستاخ رسول کا چہرہ ہے۔ نیز مولوی احمد سعید کاظمی کے متعلق سننے میں یہ بات آئی ہے کہ بیت الخلاء میں طہارت حاصل کرنے کے لئے گئے تو وہیں روح پرواز ہوگئی۔

بس دعا ہے کہ حق تعالیٰ ہر ایک کو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا پکا سچا محب بنائے اور خالق کائنات ہر ایک مسلمان کو حامی توحید و سنت و قاطع شرک و بدعت بنائے۔

علاوہ ازیں رضاخانی مذہب کے شیخ المحدثین مولوی احمد سعید کاظمی قصاب کے شاگرد رشید رضاخانی مولوی غلام رسول سعیدی شیخ الحدیث مدرسہ نعیمیہ جو اپنی زندگی کے کافی عرصہ تک قلفیاں بیچتا رہا۔ کراچی شہر میں ایک پریس پر ملازم رہا۔ رضاخانی اہل بدعت کی بدقسمتی کہ اس شخص کو محدث مشہور کر دیا۔ یاد رہے کہ رضاخانی اہل بدعت میں کوئی محدث و مفسر نہیں ہوتے بلکہ کوئی قلفیاں بیچتا تھا اور کوئی محکمہ پولیس کا سی آئی۔ ڈی کا رپورٹر تھا اور اسی طرح جیسا کہ رضاخانی مولوی سردار احمد فیصل آبادی جو معزول پٹواری تھا، اور رضاخانی اہل بدعت نے اس کو بھی محدث مشہور کر دیا۔ اسی طرح مولوی سردار سنگھ آف فیصل آبادی کا جب انتقال ہوا تو گستاخی رسول کی وجہ سے اس کی شکل مسخ ہوگئی اور شکل پہچانی نہیں جاتی تھی اور اس کے منحوس چہرے پر حق تعالیٰ کی پھٹکار پڑ رہی تھی اور شکل اس قدر ڈراؤنی شکل تھی کہ کوئی شخص چہرہ دیکھنے کی جرأت نہ کرتا تھا حتیٰ کہ بریلویوں نے بغیر چہرہ دکھائے دفن کر دیا تھا۔

الغرض یہ بات بخوبی سمجھ لیں کہ جو کوئی بھی اہل سنت وجماعت علمائے

دیوبند کے خلاف زہر اگلتا رہا اور اہل حق علمائے دیوبند کی شان میں گستاخیاں کرتا رہا اور جس کسی نے بھی محدثین دیوبند کی علمی شہرت کو نقصان پہنچانا چاہا اور جس کسی نے علمائے ربانیین کہ جن کے تقویٰ وطہارت پر اللہ تعالیٰ کے فرشتے بھی رشک کرتے ہیں کے خلاف زبان درازی کی یا وہ بدنصیب زوال کے وقت کی پیداوار ہے۔ یاوہ ذمیم ہے اور کوئی ذی شعور انسان اہلسنت وجماعت محدثین دیوبند کی شان میں گستاخی کرنے کی ناپاک جسارت ہرگز نہیں کرسکتا۔

حضرات گرامی! واضح رہے کہ رضاخانی اہل بدعت جب ہی مرتے تو حق تعالیٰ کی ناراضگی کے سبب ان کی شکلیں مسخ ہوجاتی ہیں اور جب مرتے ہیں تو ان کے منحوس چہروں پر حق تعالیٰ کا غضب وقہر برس رہا ہوتا ہے اور دیکھنے والے یقین کرتے ہیں کہ یہ کسی ضال ومضل کا چہرہ ہے۔

بریلوی فتوے

بریلی کے فتووں کا سستا ہے بھاؤ
کہ بکتے ہیں کوڑی کے اب تین تین
خدا نے یہ کہہ کر انہیں ڈھیل دی
وَاُمْلِیْ لَھُمْ اِنَّ کَیْدِیْ مَتِیْنٌ

(مولانا ظفر علی خان رح)

بریلویوں کا عقیدہ کہ قائداعظم دوزخیوں کا کتا ہے

چنانچہ بریلوی مذہب کے مشہور مولوی حشمت علی نے جو کچھ آپ کے بارے میں مغلظات و شائستہ الفاظ استعمال کئے ہیں ان کو ذرا صبر و تحمل سے ملاحظہ کیجئے:

مسٹر محمد علی جناح بدمذہب ہے۔ یہ مذہب سارے جہان سے بدتر ہیں، جانوروں سے بدتر ہیں، جہنمیوں کے کتوں سے بدتر ہیں، کیا کوئی سچا ایماندار مسلمان کسی کتے اور وہ بھی دوزخیوں کے کتے کو اپنا قائد بنانا پسند کرے گا۔؟

(مسلم لیگ کی زریں بخیہ دری صفحہ ۴)

بریلویوں کا عقیدہ کہ قائداعظم کفریات بکا کرتے تھے

بریلوی مذہب کی مشہور کتاب تجانب اہل السنۃ میں قائداعظم کے بارے میں یوں گوہر فشانی کی گئی ہے:

مسٹر جینا ان کا قائداعظم ہے۔ اگر صرف انہیں دو کفروں پر اکتفا کرتا تو قائداعظم کی خصوصیت ہی کیا رہتی۔ لہٰذا وہ اپنی اسپیچوں، اپنے لکچرز میں نئے نئے کفریات قطعیہ بکتا رہتا ہے۔

(تجانب اہل السنۃ صفحہ ۱۱۹)

کھلے ہوئے مرتد؟

قائداعظم محمد علی جناح کے متعلق رضاخانیوں کی مزید بدزبانی ملاحظہ فرمائیں:

مسٹر (محمد علی) جناح جیسے کھلے ہوئے مرتد کو ہندو مسلم اتحاد کا سفیر

بلکہ سیاسی پیغمبر کہہ دیتا ہے۔

(مظاہر الحق الاجلی صفحہ ۳۳)

بریلویوں کا عقیدہ کہ قائد اعظم کافر و مرتد تھے

بحکم شریعت مشرجینا (قائد اعظم محمد علی جناح) اپنے ان عقائد کفریہ قطعیہ یقینیہ کی بنا پر قطعاً مرتد اور خارج از اسلام ہے اور جو شخص اس کے ان کفروں پر مطلع ہونے کے بعد اس کو مسلمان جانے یا اسے کافر نہ مانے یا اس کے کافر مرتد ہونے میں شک رکھے یا اس کو کافر کہنے میں توقف کرے وہ بھی کافر و مرتد شر اللئام اور بے توبہ مرا تو مستحق لعنت عزیز العلام۔

(تجانب اہل السنۃ صفحہ ۱۲۲)

میں اس موقعہ پر اس بات کی وضاحت بھی ضروری سمجھتا ہوں کہ تجانب اہل السنۃ نامی کتاب کسی پاگل اور دیوانے کا شاخسانہ اور شاہکار نہیں۔ اگرچہ میں خود تو تمام بریلوی امت کو پاگل ہی سمجھتا ہوں اور ایسی باتیں سوائے پاگل کے اور کوئی کہہ بھی کیسے سکتا ہے بلکہ بریلویوں کے نزدیک یہ کتاب ان کے مذہب کی تفصیلی سند ہے اور تمام امت بریلوی کے لئے اس کے جملہ مندرجات واجب العمل ہیں۔ یہ کتاب سنہ ۱۳۶۱ھ میں شائع ہوئی۔ اس پر مصنف کا نام مولوی محمد طیب داناپوری لکھا ہوا ہے مگر اس میں جو زبان استعمال کی گئی ہے وہ مولوی حشمت علی کی معلوم ہوتی ہے۔ مولوی حشمت علی کی ایک وصیت جو اس کتاب میں درج ہے وہ اس بات کی واضح دلیل ہے کہ یہ کتاب فی الواقع تو مولوی حشمت علی کی تحریر کردہ ہے اور وہ بعض مصالح اور مجبوریوں کے تحت پردے میں چلے جاتے

ہیں اور مولوی محمد طیب دانا پوری کو بطور ڈھال استعمال کرتے ہیں۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں :-

فقیر ..... کی اپنے تمام مخلص سُنی بھائیوں، دوستوں، عزیزوں مریدوں، متوسلوں کو یہ شرعی دینی نصیحت ہے کہ اس فتوائے مبارکہ (استجانب اہل السنۃ) کو اپنا دستور العمل بنائیں۔ اسی کو کھرا کھوٹا پرکھنے کا معیار ٹھہرائیں۔ اب اگر کوئی بریلوی مولوی یہ کہے کہ یہ کتاب ہمارے کسی قابل تقلید مولوی کی لکھی ہوئی نہیں تو یہ بات محض پانی پر لاٹھی مارنے کے مترادف ہوگی۔ اس کتاب میں بریلوی مذہب قائد اعظم کے بارے میں بڑی وضاحت سے موجود ہے کہ قائد اعظم کافر و مرتد دوزخیوں کے کتے اور کفر بکنے والے تھے۔ اس کو کافر نہ جاننے والا بھی اسی کی طرح کافر ہے۔ اگر یہ فتویٰ غلط ہے تو پھر میں بریلویوں سے ایک سوال کرتا ہوں کہ ذرا ہوش و حواس کی بحالی کے ساتھ جواب دیجئے۔

سوال :- کیا فرماتے ہیں علمائے بریلوی کہ۔

۱۔ قائد اعظم مسلمان تھے یا کافر۔؟

۲۔ اگر مسلمان تھے تو جن لوگوں نے انہیں کافر کہا اور لکھا وہ آپ کے نزدیک مسلمان ہیں یا کافر۔؟

۳۔ جنہوں نے قائد اعظم کو کافر لکھا وہ آپ کے مقتدا تھے یا نہیں اور ان کی وہ کتابیں جن میں انہوں نے اس خیال کی عکاسی کی ہے ان کو جلا دیا جائے یا نہیں۔؟

۴۔ قائد اعظم کو دوزخیوں کا کتا لکھنے والے کیا پاکستان کے غدار ہیں یا

وفادار ۔ ؟

۵۔ بریلوی مولویوں کا شمار کس زمرہ میں ہے ۔ ؟

بریلویوں کا عقیدہ کہ جو قائد اعظم کی تعریف کرے اس کا نکاح ٹوٹ جاتا ہے

"اگر مفتی کی تعریف حلال اور (قائد اعظم محمد علی) جناح کو اس کا اہل سمجھ کر کرتا ہے تو ۔۔۔ مرتد ہے۔ اس کی بیوی اس کے نکاح سے نکل گئی"۔

(الجوابات السنیہ علی زہاء السوالات اللیکیہ صفحہ ۳۲)

بریلوی امت کے اس فتوے سے پاکستان کے ان تمام مسلمانوں کے نکاح مسخ ہو گئے جو بانی پاکستان کی تعریف کرتے ہیں اور ہمارے صدر محترم جناب جنرل محمد ضیاء الحق صاحب کا نکاح سب سے پہلے ٹوٹ گیا ۔ مولانا ظفر علی خان صاحب مرحوم نے بریلی کے فتووں کا تعاقب کرتے ہوئے کیا خوب فرمایا تھا۔

بریلی کے فتووں کا سستا ہے بھاؤ
جو بکتے ہیں کوڑی کے اب تین تین
خدا نے انہیں یہ کہہ کر ڈھیل دی
وا ملی لھم ان کیدی متین

بریلوی مذہب میں مسلم لیگ کو چندہ دینا اور اسکی حمایت کرنا اسلام دشمنی ہے

بریلوی مذہب کے مشہور مولوی ابو البرکات کا فتویٰ ملاحظہ فرمائیں :۔

لیگ میں مرتدین شامل ہیں ۔ لیگ کی حمایت کرنا اور اس میں چندے دینا، اس کا ممبر بننا، اس کی اشاعت و تبلیغ کرنا، منافقین و مرتدین کی جماعت کو فروغ دینا اور دین اسلام سے دشمنی کرنا ہے۔ (الجوابات السنیہ صفحہ ۳۲)

بریلویوں کے نزدیک مسلم لیگی تو خیر کافر و مرتد پہلے ہی تھے لیکن شاہ احمد نورانی بھی پیر پگاڑا کی حمایت کر کے دینِ اسلام کے دشمن بن گئے۔ ٹھیک ہی تو ہے ان میں دین کا دوست کون ہے۔

اگرچہ بعض مسلمانوں کو مسٹر محمد علی جناح سے سخت سیاسی اختلافات تھے۔ لیکن اس کے باوجود ان کو مسلم لیگ کا جس میں مسلمانوں کی ایک بڑی اکثریت شریک تھی قائدِ اعظم تسلیم کرتے تھے لیکن رضاخانیوں کے مظہر اعلیٰحضرت مکفرِ اعظم نے قائدِ اعظم محمد علی جناح کی ذاتِ گرامی کو اپنی تکفیری تیر اندازیوں کا نشانہ بنایا۔ رضاخانیت کے اس تکفیری حکم کی صحت و درستگی کی روشنی میں ہندوستان و پاکستان کے وہ بے شمار مسلمان جو آج بھی قائدِ اعظم محمد علی جناح کو مسلمان مانتے ہیں کافر و مرتد ہو جائیں گے۔ اسی طرح ممالکِ اسلامیہ مصر و سوڈان، ایران و افغانستان، ترکستان و فلسطین، انڈونیشیا و ملائشیا و اسلامی مراکز مکہ مکرمہ، مدینہ طیبہ کے کروڑہا مسلمان اس لئے کافر و مرتد ہو جائیں گے کہ وہ آج بھی پاکستان کے موجد و مسلم لیگ کے مربی مسٹر محمد علی جناح کو مسلمانوں کا قائدِ اعظم مانتے و جانتے ہیں۔

بریلوی مذہب میں ڈاکٹر محمد اقبال صاحب ملحد و دہریہ تھے

فلسفی نیچریت ڈاکٹر اقبال صاحب نے اپنی فارسی و اردو نظموں میں دہریت اور الحاد کا زبردست پروپیگنڈہ کیا ہے۔ کہیں اللہ عزوجل پر اعتراضات کی بھرمار ہے۔ کہیں علمائے شریعت و آئمہ طریقت پر حملوں کی بوچھاڑ ہے۔ کہیں سیدنا جبریل امین و سیدنا موسیٰ کلیم و سیدنا عیسیٰ علیہم الصلوٰۃ والسلام کی تنقیصوں، توہینوں کا

انبار ہے۔ کہیں شریعتِ محمدیہ علیٰ صاحبہا وآلہ الصلاۃ والتحیۃ واحکام مذہبیہ وعقائدِ اسلامیہ پر تمسخر واستہزا و انکار ہے، کہیں اپنی زندیقیت و بے دینی کا فخر ومباہات کے ساتھ کھلا ہوا اقرار ہے۔ (تجانب اہل السنۃ صفحہ ۳۳۴، ۳۳۵)

بریلویوں کے نزدیک ڈاکٹر محمد اقبال نے دوسرا اسلام گھڑ لیا ہے

ڈاکٹر صاحب ایسے عقائد رکھتے ہوئے کیسے مسلمان ہیں۔ ڈاکٹر صاحب کے اسلام کی حقیقت ہماری سمجھ میں نہیں آتی۔ اگر ان اعتقادات کے باوجود بھی ڈاکٹر صاحب مسلمان ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے کوئی اور اسلام گھڑ لیا ہے اور وہ اپنے اسی گھڑے ہوئے اسلام کی بنا پر مسلمان ہیں۔

(تجانب اہل السنۃ صفحہ ۳۴۵)

مسلمانانِ اہلِ سنت خود ہی انصاف کریں کہ ڈاکٹر صاحب کے مذہب کو سچے دینِ اسلام کے ساتھ کیا تعلق ہے۔

(تجانب اہل السنۃ۔ صفحہ ۳۴۱)

بریلویوں کے نزدیک ڈاکٹر محمد اقبال دہریے و بے دین تھے

اور زمانہ کے مشہور شاعر ڈاکٹر اقبال بہت نمایاں ہستی رکھتے تھے۔ ان کی ضلحکلیت اپنی حد سے گذر کر شدید نیچریت و دہریت تک پہنچی ہوئی ہے۔ انہوں نے اپنے مضامین نظم ونثر کے ذریعے سے نیچریت کا زبردست پرچار کیا۔ (تجانب اہل السنۃ صفحہ ۲۸۹)

سائنس کے یہی وہ وہمیات کاذبہ اور خرافاتِ باطلہ ہیں جن کا پتا ڈاکٹر اقبال جیسا ترجمان حقیقت جب حضرات علماءِ اہل سنت کی درسگاہوں میں نہیں پاتا ہے تو وہ بھی آٹھ آٹھ آنسو رو رو کر بال جبریل کے صفحہ ۱۷ پر یہ مرثیہ گاتا ہے ۔۔۔۔۔۔ بالجملہ جو شخص سائنس کے وسوسات کاذبہ و ہوسات عاطلہ پر آنکھ بند کر کے ایمان لے آئے اور ان پر بھروسہ کر کے ارشادات الٰہیہ کو جھٹلائے وہ بحکم شریعتِ مطہرہ یقیناً بے ایمان و بے دین ہے۔

(تجانب اہل السنۃ صفحہ ۳۳۴)

زندیق ہو گیا؟

رضاخانی محمد طیب دانا پوری اپنی تصنیف "تجانب اہل السنۃ" میں لکھتے ہیں کہ ڈاکٹر اقبال صاحب کھل کر زندیق ہو گیا۔

الفاظ ملاحظہ فرمائیں :۔

ڈاکٹر صاحب کے فلسفہ کی حقیقت صوفی و ملا پر پھبتیاں اڑانا اللہ عزوجل کو کھری کھری بے نقط سنانا حور فردوس و تصور جنت کے معانی ضروریہ دینیہ سے انکار کرنا، یورپ کی لیڈیاں، یورپین طرز کی کوٹھیاں ان کی مراد بتایا ابلیس کی عظمت کے گیت گانا۔ غرض کھل کر زندیق ہو جانا ہے۔

(تجانب اہل السنۃ صفحہ ۳۴۳)

نوٹ :۔ رضاخانی اہلِ بدعت کو جو ڈاکٹر اقبال مرحوم کے ساتھ جو اصل دشمنی ہے اس کی وجہ ڈاکٹر اقبال صاحب نے خود بیان کی ہے :۔

حریف اپنا سمجھ رہے ہیں مجھے خدایان خانقاہی
انہیں یہ ڈر ہے کہ میرے نالوں سے شق نہ ہو سنگ آستانہ

واسلم علی ما فعلہ گھڑلیا ہے؟

رضا خانی اہل بدعت کا عقیدہ ہے کہ ڈاکٹر اقبال مرحوم نے کوئی اور اسلام گھڑلیا ہے۔ الفاظ ملاحظہ فرمائیں:۔

اگر ان اعتقادات کے باوجود بھی ڈاکٹر صاحب مسلمان ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے کوئی اور اسلام گھڑ لیا ہے اور وہ اپنے اسی گھڑے ہوئے اسلام کی بنا پر مسلمان ہیں ..... ڈاکٹر صاحب نے کمال صاف گوئی کے ساتھ اس امر کا بھی اظہار کر دیا ہے کہ ان کو یہ نیچر پرستی دہریت و زندیقیت یورپ کے فرنگیوں نے سکھائی ہے۔ (تجانب اہل السنۃ صفحہ ۳۴۵-۳۴۶)

بریلویوں کے نزدیک ڈاکٹر محمد اقبال کی زبان پر شیطان بولتا تھا

ڈاکٹر صاحب کی زبان پر ابلیس بول رہا ہے اور جو کچھ وہ کہتے ہیں ابلیس کی ترجمانی ہوتی ہے۔ (تجانب اہل السنۃ صفحہ ۳۴۰)

ڈاکٹر محمد اقبال صاحب اسلامی چمن کے ایک مہکتے ہوئے پھول تھے۔ جس کی بھینی بھینی خوشبو سے آج تک تمام عالم اسلام معطر ہے اور جس کی ضرب کلیم نے طلسم سامری شوکت فرعونی کو توڑ کر جلوہ طور کا ایک عرفانی منظر پیش کیا اور جس کی بال جبریل نے عرش الٰہی کے انوار و تجلیات سے اہل فرش کے دلوں کو روشن و منور کر دیا اور جس کے ارمغان حجاز نے عشق رسول و محبت الٰہی کی شمع محفل اسلام میں روشن

کر دی ۔ غرض کہ جس نے اپنی نغمہ نگاری و انقلاب آفریں ترانوں سے گلشنِ اسلام کے پھولوں میں شباب آفریں ۔ دن پھونک دی اور جس نے اپنے ایمان افروز شاعری سے مسلمانوں کے اندر حسن عمل و نیک کرداری کا ایک بے پناہ جذبہ پیدا کر دیا تو افسوس ہے کہ مومن قانت و مسلم کامل ترجمان حقیقت مصورِ فطرت شاعرِ اسلام کے ایمان و اسلام کو بھی بریلوی اُمت نے اپنے کفر و ارتداد کی بھٹی کا ایندھن بنا دیا ہے ۔ سب سے پہلے اس فرقے کے نقیب اعظم ، امیر المکفرین ، مظہر اعلیٰحضرت مولوی حشمت علی نے آپ کو بھی ضلالیت و نیچریت کا ایک ممتاز لیڈر تسلیم کیا ہے ۔ اس کے بعد آپ کی ایمانی شمع کو بھی کفر و ارتداد کی بادِ سموم کے تیز و تند جھونکوں سے گل کر دیا ہے ۔ ڈاکٹر محمد اقبال مرحوم پر ان کے اشعار کے تنقیدی سلسلہ میں مختلف قسم کے تکفیری و ارتدادی الزامات لگا کر بڑی ہوشیاری سے مذکورہ عبارات میں آپ کو اسلام سے خارج کر دیا ہے اور حسب عادت کفر و ارتداد کی بے دھڑک سنگ باری کی ہے اور آپ پر سائنس کی ایجاداتِ کاملہ کی دلدادگی و شیفتگی کا الزام لگا کر صاف لفظوں میں آپ کو کافر و مرتد کہہ دیا ہے ۔

ناظرین کرام ! ڈاکٹر اقبال صاحب مرحوم وہ نامور و ممتاز ہستی ہیں کہ جن کی انقلابی و روح افزا شاعری نے الحاد و دہریت کے خلاف اسلام کی زبردست حمایت کی ہے اور اس نے مسلمانانِ ہند کے دلوں میں اتنا سوز و گداز ، تاثر و انفعال کا بے پناہ جذبہ پیدا کر دیا کہ ہزاروں مسلمان اس سے متاثر ہو کر حسن عمل و نیک کرداری کے غازی بن گئے ہیں ۔ لیکن اس کا کیا علاج کہ ڈاکٹر محمد اقبال مرحوم اسلامی خدمات و ایمانی جذبات رضاخانیت کی بڑی بڑی آنکھوں میں کفر و ارتداد کے کانٹے بن کر چبھ رہے ہیں ۔ اسی سے رنجیدہ ہو کر ڈاکٹر اقبال مرحوم نے کہا ہے کہ ؎

مجھ کو تو سکھا دی ہے افرنگ نے زندیقی
اس دور کے مُلا ہیں کیوں ننگ مسلمانی

ڈاکٹر صاحب مرحوم کے اشعار جو دراصل اسلام کی صحیح ترجمانی کرتے ہیں لیکن رضاخانی کہتے ہیں کہ ان اشعار میں اسلام کی ترجمانی نہیں کی بلکہ ڈاکٹر صاحب نے شیطان کی ترجمانی کی ہے۔

اگر آپ مذکورہ فتویٰ کی تفصیل میں جائیں تو آپ کو معلوم ہوگا کہ یہ فتویٰ خود ایک عظیم کفر ہے جس کا محمد طیب داناپوری نے ارتکاب کیا اور حشمت علی نے اس کی تصدیق کرکے خوشی منائی اور تمام بریلوی امت نے آج تک اس کی تردید نہ کر کے کفر کا ارتکاب کیا ہے۔ خدا تعالیٰ بریلوی مذہب سے بچائے۔

الامان الحفیظ

بریلوی مذہب میں سرسید احمد خان خبیث اور مرتد ہے

یہ فتویٰ بریلویوں کے نبی کا ہے۔ آپ زبان کی شیرینی ملاحظہ فرمائیں:۔

عرض:۔ بعض (لوگ سرسید احمد خان) علی گڑھی کو سیّد کہتے ہیں۔

ارشاد:۔ وہ تو ایک خبیث مرتد تھا۔

(ملفوظات احمد رضا خان بریلوی جلد ۳ صفحہ ۷۷)

بریلویوں کے نزدیک سرسید احمد خان جہنم کے کُتّے ہیں

وہ جہنم کے کتے ہیں ان کا کوئی عمل قبول نہیں۔۔۔۔۔۔۔ گمراہوں کے لئے ان حدیثوں میں اصلاً بشارت نہیں۔ نہ کہ سیّد احمد خاں کی طرح کفار جس کا مسلک کفر قطعی کہ کافر پر ترحمت کی ہو ایک یقیناً حرام

ہے۔ (احکام شریعت جلد ۱ صفحہ ۸۰-۸۱)

نیچریت بھی مادر وہابیت کی دختر نوزائیدہ ہے اور اس کے عقائد اس سے بھی اخبث و انجس ہیں۔ اس کا بانی پیر نیچر سرسید احمد خاں کولی علی گڑھی ہے۔ (تجانب اہل السنۃ صفحہ ۲۰)

بریلویوں کے نزدیک سرسید احمد خاں کافر و مرتد ہے

بہر حال پیر نیچر (سرسید احمد خاں) کے کفریات قطعیہ یقینیہ میں سے کسی ایک ہی کفر قطعی پر مطلع ہونے کے بعد بھی اس کے کافر و مرتد ہونے میں شک رکھے یا اس کو کافر و مرتد کہنے میں توقف کرے وہ بھی بحکم شریعت مطہرہ قطعاً یقیناً کافر و مرتد اور بے توبہ مرا تو مستحق عذاب ابد ہے۔

(تجانب اہل السنۃ صفحہ ۸۶)

اس کے علاوہ تجانب اہل السنۃ کے صفحہ نمبر ۲۲-۲۳ میں آپ کی تکفیر کی گئی ہے۔ صفحہ نمبر ۳۵ - ۴۹ - ۵۹ - ۸۵ - ۲۱۸ - ۲۲۵ میں سرسید احمد کو مرتد اکفر پیر نیچر کے خطاب سے یاد کیا گیا ہے۔

اگرچہ علمائے حق کو سرسید احمد خاں کے مذہبی خیالات سے سخت اختلاف تھا یہی وجہ تھی کہ ان کی تفسیری غلطیوں کو علی الاعلان ظاہر کیا اور اس کی سخت سے سخت تردید و تنقید کر کے عام مسلمانوں کو بتایا کہ وہ خیالات اس قابل نہیں ہیں کہ مذہبی حیثیت سے ان کی طرف کچھ بھی توجہ کی جائے۔ لیکن اس کے باوجود ان کو نہ صرف مسلمان ہی بلکہ مسلمانوں کے ہمدرد و خیر خواہ سمجھتے ہیں اور آج ان کی اس خیر خواہی و ہمدردی کی روشن یادگار مسلم یونیورسٹی علی گڑھ ہے اور آج ہندوستان و پاکستان میں

جس قدر مسلم انگریزی اسکول و کالج ہیں وہ سب کے سب اسی مسلم یونیورسٹی کے علم فیض سے قائم ہیں۔ اسی طرح ان دونوں ملکوں میں جس قدر مسلم اعلیٰ عہدہ دار، افسروں، وکیلوں، بیرسٹروں، ڈپٹی کلکٹروں، پروفیسروں، ڈاکٹروں، انجینئروں وغیرہ کی تعداد موجود ہے۔ وہ سب کی سب اسی مسلم یونیورسٹی کے واسطہ یا بالواسطہ تعلیم یافتہ ہیں اور اس کا علمی فیض مسلمانوں کی ترقی و بہبودی میں ہمیشہ جاری رہے گا۔ ایسے شخص کے بارے میں رضاخانیت کے مشہور مکفر مولوی حشمت علی جو بقول سگ بارگاہ رضویہ ہیں اس انداز سے بول رہے ہیں کہ جو صرف آپ ہی کا حصہ ہے جو دربار رضویہ کا کتا ہونے پر فخر کرتے ہیں۔

ناظرین کرام! آپ نے اس سے قبل قائداعظم کے متعلق بریلوی امت کا فتویٰ دیکھا کہ انہوں نے قائداعظم کو بھی دوزخیوں کا کتا کہا ہے اور سرسید احمد خاں کے بارے میں بھی یہی حکم ہے۔ معلوم نہیں کہ بریلویوں نے دوزخ کے کتے کی اصطلاع کہاں سے نکالی ہے۔ کتا عام طور پر گھر کی حفاظت کرنے کے لئے رکھا جاتا ہے۔ اگر قائداعظم اور سرسید احمد خاں دوزخ کے کتے ہوں گے تو وہ غالباً بریلویوں کی دوزخ میں نگرانی کریں گے کہ ان کو دوزخ سے کوئی نکال کر نہ لے جائے۔ ان ناعاقبت اندیش لوگوں کو بس کفر کفر کی گردان ہی آتی ہے۔ قوم کا کوئی خیال نہیں کہ یہ کہاں جا رہی ہے۔ میں عام طور پر ان کے بارے میں کہا کرتا ہوں۔

سخت و ناعاقبت اندیش ہیں بریلوی مُلّا
قوم برباد ہوئی جاتی ہے مُلّا مُلّا

سرسیّد احمد خاں کے نورتن کی تکفیر

جس طرح بیدین اکبر بادشاہ نے اپنے نورتن بنائے تھے جو اس کے وزیرانِ حکومت اور مشیرانِ سلطنت تھے۔ اسی طرح پیر نیچر (سرسیّد احمد خاں) نے بھی اپنے نورتن بنا رکھے تھے جو پیر نیچر کے وزیرانِ نیچریت اور مشیرانِ دہریت اور مبلغینِ زندیقیت تھے جن کے نام یہ ہیں:۔

۱۔ نواب محسن الملک مہدی علی خان۔

۲۔ نواب اعظم یار جنگ مولوی چراغ علی خان۔

۳۔ نواب انتظار جنگ مولوی مشتاق حسین۔

۴۔ مولوی الطاف حسین حالی۔

۵۔ شمس العلماء مولوی ذکاء اللہ۔

۶۔ مولوی مہدی حسن۔

۷۔ سیّد محمود خاں۔

۸۔ شبلی نعمانی اعظم گڑھی۔

۹۔ ڈپٹی نذیر احمد خاں دہلوی۔

(تجانب اہل السنۃ صفحہ ۸۶-۸۷)

الغرض بریلوی امت کے اس رسولِ عالم تکفیری فتویٰ سے سرسیّد اور مذکورہ بالا محترم و نامور ہستیاں اور پھر ان کو مسلمان ماننے والے یا علی گڑھ مسلم یونیورسٹی سے واسطہ یا بالواسطہ تعلق رکھنے والے جس قدر بے شمار مسلمان ہیں وہ سب کے سب اس لئے کافر و بے ایمان ہیں کہ وہ سرسیّد احمد خاں کو مسلمان سمجھتے ہیں۔

حضرت علامہ شبلی نعمانیؒ کی تکفیر

علامہ موصوف ان مشاہیر اسلام میں سے تھے جن کی اسلامی خدمات پر دنیائے اسلام نے خراجِ تحسین و نذرِ عقیدت پیش کر کے ان کے کمال ایمان پر مہر تصدیق ثبت کر دی ہے۔ نہ صرف دار العلوم ندوہ و دار المصنفین اعظم گڑھ ہی کے اسلامی کارنامے ان کی ایمانی زندگی کے زرّیں شاہکار ہیں۔ بلکہ بذاتِ خود ان کی بے بہا اسلامی تصنیفات خصوصیت سے سیرۃ نبویؐ ان کے ایمان و اسلام کا حسن و جمال ہے لیکن افسوس کہ علامہ نعمانی جیسے مشہور خادمِ دین و ملت کے ایمانی کمالات پر رضاخانیوں نے اپنے کفر و ارتداد کا کالا تیل پھیر دیا ہے۔ چنانچہ اس گمراہ فرقہ کے نامور مکفرِ اعظم مولوی حشمت علی علامہ شبلی نعمانی کو اس فرقہ کا ممتاز لیڈر تجویز کر کے ان کو کفر و ارتداد کے دریا میں غرق کر دیا ہے۔ اس صلحکلیہ فرقہ کا تعارف اس طرح کرتے ہیں کہ :-

۱۔ صلحکلی کوئی مستقل مذہب نہیں بلکہ ہر اس شخص کو کہتے ہیں جو بد مذہبوں، بے دینوں، پر دو طرح سے اپنی ناراضگی ظاہر کرے۔

(تجانب اہل السنۃ صفحہ ۲۷۵)

۲۔ اس ناپاک ترین فرقہ صلحکلیہ کے افراد ہر طبقے میں ہیں اور ہر ایک طبقے میں علیحدہ، علیحدہ مختلف طریقوں سے صلحکلیت ملعونہ کا پرچار کرتے ہیں۔ (تجانب اہل السنۃ صفحہ ۲۷۸)

۳۔ اور ان صلحکلی نیچری لیڈروں کا مقصد سیاست کے پردے میں بے دینی اور دہریت پھیلانا ہے۔

ان صلحکلی لیڈروں میں اعظم گڑھ کے مولوی شبلی بہت نمایاں ہستی

لکھتے ہیں۔ (تجانب اہل السنۃ صفحہ ۲۸۹)

فرقہ صلحکلیہ اور اس کے لیڈر کافر ہیں

صلحکلیہ نابکار جو اللہ و رسول جل جلالہٗ و صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کھلی توہین و صریح تکذیب کرنے والوں کے کفر و ارتداد کو چھپانے ان کی تکفیر شرعی کو غلط و باطل ٹھہرانے کے لئے اپنی صلحکلیت نچھاورتے ہیں۔ یہ سب بحکم شریعت مطہرہ کفار مرتدین ہیں۔

(تجانب اہل السنۃ صفحہ ۴۵۳)

ان بے ایمان صلحکلیوں کا ملعون فریب ہے۔

(تجانب اہل السنۃ صفحہ ۲۸۱)

دوسری وجہ تکفیر

علامہ شبلی نعمانی کو فرقہ صلحکلیہ کے ممتاز لیڈر ماننے کے ساتھ نیچریوں کا بھی لیڈر کہہ کر ان پر کفر و ارتداد کی دوسری مہر لگادی:۔

۱۔ شبلی اعظم گڑھی کی نیچریت و دہریت اس کی کتابوں سیرۃ النبی و الفاروق و سیرۃ النعمان میں اپنے زندیقی کرشموں کی بہار و الحادی جوبنوں کی رو بہار دکھا رہی ہے۔ (تجانب اہل السنۃ صفحہ ۲۸۹)

۲۔ علامہ نعمانی مرحوم کی ایک مثنوی صبح اُمید پر غلط تنقید کرتے ہوئے آپ پر مندرجہ ذیل بے بنیاد الزامات کی وجہ سے کفر و ارتداد کی بوچھاڑ کی ہے لکھتے ہیں کہ:۔

شبلی اعظم گڑھی نے ایک مثنوی صبح امید لکھی جو نیچروں کے دار المصنفین نے شائع کی۔ (تجانب اہل السنۃ صفحہ ۲۸۹)

اس کے صاف و ستھرے اشعار پر غلط تنقید کر کے کفر و ارتداد کے یہ الزامات لگائے ہیں :۔

۱۔ پھر چل کر مرتد اکفر پیر نیچر (سر سید احمد خاں) کی منقبت میں قصیدہ خوانی کی ہے حتیٰ کہ اسے راہِ ہدایت کا خضر بنا ڈالا۔ پھر نواب محسن الملک و نواب وقار الملک و اشرف علی کی تحریری و تقریری تبلیغ نیچریت کی تعریف و توصیف کر کے صاف کہہ دیا۔

(تجانب اہل السنۃ صفحہ ۲۹۳)

۲۔ پھر آگے چل کر پیر نیچر (سر سید احمد خاں) کے قائم کردہ کالج (مسلم یونیورسٹی علی گڑھ) کی ثناء خوانی میں چند اشعار ہیں۔ یہاں تک کہ اس کو قوم اسلام کا پشت و پناہ اور اپنی آرزوؤں کا کعبہ بھی کہہ ڈالا۔ پھر سر سید کے عقائدِ کفریہ قطعیہ یقینیہ پر حضرات علمائے اہل سنت دامت برکاتہم نے جو فتاویٰ شرعیہ دیئے تھے بلکہ ان فتاویٰ شرعیہ کو باطل اور پیر نیچر کے عقائدِ کفریہ ملعونہ کو حق بھی کہہ دیا۔ پھر کالج نیچریت کے قائم ہونے کو قوم کے دن پھرنا کہا۔ آخر میں اس مرکز نیچریت منبع دہریت کے قیام و بقار کی دعا کر کے پھر بکدیا۔ (تجانب اہل السنۃ صفحہ ۲۹۴)

اس قسم کے لغو و غلط وجوہ کفر و ارتداد کے اظہار کے بعد علامہ نعمانی کو دائرۂ اسلام سے خارج کر دیا ہے۔ لکھتے ہیں کہ :۔

شبلی اعظم گڑھی کے ان اشعار کا کفر یقینی و ارتداد قطعی ہونا مہر نیم روز و ماہ نیم ماہ سے بھی بڑھ کر واضح روشن ہے۔

(تجانب اہل السنۃ صفحہ ۲۹۵)

۳۔ کیا کسی سُنی مسلمان اپنے دین و مذہب کی رُو سے ان کلماتِ ملعونہ کے

قائل (علامہ شبلی نعمانی) کے قطعی یقینی کافر و مرتد ہونے میں کچھ شک و شبہ رہ سکتا ہے۔ (تجانب اہل السنۃ صفحہ ۲۹۶)

شمس العلماء مولانا الطاف حسین حالی کی تکفیر

شمس العلماء مولانا الطاف حسین حالی بھی علامہ شبلی نعمانی کی طرح ان مشاہیر اسلام میں سے ہیں جن کی اسلامی خدمات پر اسلامی دنیا ناز و فخر کرتی ہے جنہوں نے اپنی ایک مُسدس سے اسلامی چمن کی اُن کلیوں و غنچوں میں جو خواب ناز میں محو و مست تھے ایسی روح پھونک دی کہ وہ مسکرائے نہیں بلکہ کھِل کھلا کر ہنس پڑے۔ افسوس کہ رضاخانیت کے سرغنہ اکبر مولوی حشمت علی کے نزدیک اسی مسدس حالی کے ایمانی ترانے و اسلامی نغمے کفر و ارتداد کے باعث ہیں۔

پہلی وجہ تکفیر

حالی کو بھی شبلی کی طرح صلحکلی و نیچری لیڈروں میں اونچا مقام دے کر کفر و ارتداد کی بھیانک گہرائیوں میں اتار دیا ہے لکھتے ہیں:۔

"اُن صلحکلی لیڈروں میں۔۔۔۔۔۔۔۔ الطاف حسین حالی بہت نمایاں ہستی رکھتے ہیں"

(تجانب اہل السنۃ صفحہ ۲۸۹)

ناظرینِ کرام: صلحکلیوں و نیچریوں کی تکفیر ملاحظہ کر چکے ہیں کہ کتاب مذکور صفحہ ۴۵۳ میں ان دونوں کو قطعاً یقیناً اسلام سے خارج اور کفار و مرتدین لکھا ہے۔

اس کے بعد مسدس حالی کے صاف و پاک اشعار پر غلط تنقید کر کے آپ

کے معاذ اللہ کافر و مرتد ہونے کا فتویٰ دیا ہے۔ لکھتے ہیں کہ:۔

۱۔ الطاف حسین حالی نے ایک مسدس لکھا جس کا نام مد و جزر اسلام رکھا۔ نیچری لیڈروں و صلحکلی واعظوں نے اس کی اشاعت میں ایڑی چوٹی کے زور لگا دیئے اس نے اپنے مسدس کے صفحہ ۳و۴ پر اپنے نیچری شاعر بن جانے کا سبب ان لفظوں میں لکھا ہے۔

(تجانب اہل السنۃ صفحہ ۲۹۷)

۲۔ شبلی و حالی دونوں کے اقوال سے اتنا ضرور ثابت ہو گیا کہ ان دونوں کو گمراہ و بے دین بنانے والی، ان دونوں کے دین و ایمان کو مٹانے والی وہی سرسید احمد خاں کو لی علی گڑھی کی کافرانہ و ساحرانہ نگاہ تھی۔

(تجانب اہل السنۃ صفحہ ۲۹۸)

۳۔ یہ کفریات ملعونہ تو وہی ہیں جو امام الوہابیہ اسماعیل دہلوی نے اپنی ناپاک کتاب تقویۃ الایمان میں لکھے۔

(تجانب اہل السنۃ صفحہ ۲۹۸)

۴۔ تو اس بے دین فاضل (حالی کو) کافر و مرتد ماننا پڑے گا۔

(تجانب اہل السنۃ صفحہ ۳۰۲)

۵۔ حالی امام الوہابیہ کی شاگردی میں ان سب کفروں کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر افترا کر دیا۔ (تجانب اہل السنۃ صفحہ ۲۹۹)

۶۔ اس کفر ملعون میں حالی و مشرقی دونوں متحد و مشترک ہیں۔

(تجانب اہل السنۃ صفحہ ۳۲۴)

۷۔ مشر حالی کے اس مُسدس میں بیسیوں کفریات کے انبار ہیں اور ہزاروں ضلالات کے طومار۔ (تجانب اہل السنۃ صفحہ ۳۳۴)

۸۔ بہر حال حالی و شبلی کا محض خدمتِ خلق و احسان الی الخلق کے حیلہ مکذوبہ و بہانہ کاذبہ کی بنا پر تمام مسلمانوں کو قطعاً کافر و بے دین بنانا ۔۔۔۔۔۔ قطعی کفر و ارتداد ہے اور یقینی زندقہ و الحاد۔

(تجانب اہل السنۃ صفحہ ۳۲۲)

اس کے علاوہ اسی کتاب مذکورہ کے صفحہ نمبر ۳۰۲-۳۰۴-۳۱۶-۳۱۷-۳۶۰ میں آپ پر ضلحکلیت و نیچریت اور تکذیب آیاتِ الٰہیہ و توہینِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تحریف مسائل ضروریہ کا الزام لگا کر آپ کو بھی معاذ اللہ کافر و مرتد کہا گیا ہے۔

بریلویوں کے نزدیک خواجہ حسن نظامی کافر و مرتد ہے جو اُسے کافر نہ سمجھے وہ بھی کافر ہے۔

۱۔ ہر سُنی مسلمان پر روشن و ظاہر ہے کہ خواجہ حسن نظامی اپنے کفریات قطعیہ یقینیہ کثیرہ کے سبب بحکمِ شریعتِ مطہرہ ایسا کافر و مرتد ہے کہ جو شخص اس کو مسلمان سمجھے یا اس کے کافر ہونے میں شک رکھے یا اس کو کافر و مرتد کہنے میں توقف کرے وہ بحکمِ شریعتِ اسلامیہ زندیق، بے دین خاسر ہے۔

(تجانب اہل السنۃ صفحہ ۱۶۰)

۲۔ خواجگی کے دعویدار، کفر کی تبلیغ کے ٹھیکیدار، اسلام کی مخالفت کے علمبردار کرشن کنہیا کے اُمتی مسٹر جٹادھاری خواجہ حسن نظامی دہلوی۔

(تجانب اہل السنۃ صفحہ ۱۳۹)

۳۔ مسلمانو! کیا اب بھی حسن نظامی کے کافر، مرتد، منافق، ملحد، زندیق،

بے دین ہونے میں کچھ شک رہ سکتا ہے۔

(تجانب اہل السنۃ صفحہ ۱۴۶)

۴۔ پیارے بھائیو! انصاف سے کہو مسلمان کہلانے والوں میں بحکم شریعت مطہرہ حسن نظامی سے بڑھ کر ڈبل کافر اور کون ہوگا۔

(تجانب اہل السنۃ صفحہ ۱۵۰)

اور اسی کتاب "تجانب اہل السنۃ" کے صفحہ نمبر ۱۲۵۔ ۱۳۳۔ ۱۳۵۔ ۱۳۷۔ ۱۳۸۔ ۱۴۸ میں خواجہ حسن نظامی دہلوی پر کفر و ارتداد، بے دینی و بے ایمانی کی سخت بارش کی گئی ہے۔

اسی طرح ان بدطینت مفتیوں نے دنیا کے تمام اچھے اچھے لوگوں کو اسلام کی آڑ بنا کر خوب رگیدا ہے۔ ان کا ایک فتویٰ ہے:۔

جس میں زندگی کے تمام شعبوں سے تعلق رکھنے والوں کو کافر کہا ہے۔ یعنی پنجابی۔ کمبوہ۔ عباسی۔ مسلم۔ کھتری۔ میمن۔ جولاہے۔ پٹھان۔ سبزی فروش۔ قصاب۔ درزی۔ کپڑا دھننے والے۔ ان گیارہ طبقوں سے متعلق تمام افراد کو کافر کہا ہے۔ (تجانب اہل السنۃ صفحہ ۹۱)

اگرچہ علمائے حق کو خواجہ حسن نظامی سے کچھ جزوی اختلافات ہیں لیکن اس کا نتیجہ کفر و ارتداد ہوا، یہ نہیں ہے مگر بریلوی امت کے یہاں تو ہر اختلاف موجب کفر و ارتداد ہے۔ اس لئے خواجہ صاحب کی دینی خصوصیات اسلامی روایات کے حامل ہونے کے باوجود پھر بھی ان کو کافرانہ نگاہوں سے ہی دیکھا گیا ہے۔

آپ سوچتے ہوں گے کہ بریلویوں کے نزدیک قائداعظم سے لے کر جولاہے تک سب لوگ کافر ہیں تو اس مکتبہ فکر میں کونسا آدمی ہے جو مسلمان ہے۔ بریلوی مذہب

میں اپنی جماعت کے علاوہ سب کو کافر و مرتد کہو۔ آپ نے سب کو کافر و مرتد کہنے کی مراحت پڑھ لی۔ اب اپنی جماعت کو بھی معلوم نہیں مسلمان کہتے ہیں یا نہیں۔ تسلسل کلام اور جذبات کی ہیجانی کیفیت سے تو معلوم ہوتا ہے کہ شاید اپنی جماعت کو بھی کافر کہہ دیں تو بعید نہیں۔ کیونکہ سابقہ تمام عبارتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ ان تمام فتووں کو صادر فرماتے وقت مفتی پر جنون کا غلبہ تھا اور پاگل سے کچھ بعید نہیں کہ اس کا اگلا قدم کہاں پڑتا ہے اور کہتا کیا ہے۔ مگر میرا خیال ہے کہ یہ بھی اسی مصنوعی پاگل کی طرح ہیں جو سارا دن بازار اور گلی کوچوں میں غل غپاڑہ مچاتا ہے، اور لوگوں پر پتھراؤ کرتا ہے، کسی کے پیچھے اینٹ اٹھا کر دوڑتا ہے، کسی کو گالیاں دیتا ہے اور لوگ پاگل سمجھ کر عفو و درگذر کر جاتے ہیں۔

لیکن جب شام کو گھر آتا ہے تو بالکل اچھا بھلا ہوتا ہے اور بچوں اور بیوی سے الفت و محبت کی باتیں کرتا ہے۔ بس یہی حال ان مذہبی دیوانوں اور اسلامی پاگلوں کا ہے کہ ساری دنیا کو کافر کہہ آئے۔ کسی پر کفر کا فتویٰ پھینکا، کسی کے پیچھے کفر کی گٹھ لے کر دوڑے اور جب گھر آئے تو فرماتے ہیں:۔

سب دنیا کافر مگر بریلوی نہیں؟

تفصیلی فتوٰی

ہندوستان میں جس قدر مسلمان کہلانے والے ہیں ..... سُنی (بریلوی) مسلمانوں کے علاوہ یہ تمام مدعیان اسلام بحکم شریعت مطہرہ کفار و مرتدین لئام ہیں۔ (تجانب اہل السنۃ صفحہ ۱۱۲)

دیکھا کیسی دلیری سے سب کو کافر کہہ دیا اور پھر پتہ نہیں وہ کونسی شریعت ہے

اور ساتھ مطہرہ بھی۔ جو اتنی ناپاک ہے کہ بریلویوں کے علاوہ ہندوستان اور تمام دنیا کے مسلمانوں کو مسلمان ہی نہیں سمجھتی۔ ایسی شریعت کسی احمق اور ذلیل متبنی کی ہو سکتی ہے۔ یہ زبان تو مرزا غلام احمد کی زبان ہے جو اپنے نہ ماننے والوں کو سور اور اولاد زانیہ سے یاد کرتا ہے۔ در اصل سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے باغی پر خداوند کریم کی جانب سے لعنت برستی اور کفر کی مار پڑتی ہے۔ اس لئے اس کے توشے دان میں سوائے لعنت اور کفر کے کچھ ہوتا ہی نہیں جسے وہ خرچ کرے۔ یہ بیچارے جو کشکول لے کر بیٹھے ہیں اس میں ان کے بارے میں لکھا ہے کہ یہ کافر ہیں۔ اس میں سے اپنے لئے کچھ نکال کر جب دیکھتے ہیں کہ یہ تو کفر ہے تو اس کو اپنے وجود سے دور کرنے کے لئے کبھی کسی کے سر پر مارتے ہیں اور کبھی کسی کے پیچھے لے کر دوڑتے ہیں اور جب واپس آکر پھر کشکول نکالتے ہیں تو وہی کفر کا کفر سامنے نظر آتا ہے۔ یہ بریلوی مذہب کی حقیقت ہے جو کھل کر سامنے آگئی۔

اعلیٰحضرت بریلوی کا فتویٰ کہ ہندوستان دار السلام ہے

چنانچہ آپ نے انگریز سرکار کی خوب تعریف کی جیسا کہ ایک جگہ ارشاد فرماتے ہیں:۔

ہمارے امام صاحب کے مذہب پر ہندوستان دار الاسلام ہے۔ ہرگز دار الحرب نہیں کہ دار الاسلام کے دار الحرب ہو جانے میں جو باتیں درکار ہیں بحمد اللہ یہاں قطعاً موجود نہیں۔ اہل اسلام اپنے معاملات میں آزاد ہیں اور حکام انگریز بھی علماء سے فتویٰ لے کر عمل اور حکم کرتے ہیں (لہٰذا ان کے احکام پر عمل کرنا ضروری ہوا)

اعلام الاعلام بان ہندوستان دار الاسلام۔

انگریز کی حکومت رحمت خداوندی ہے

انگریز سرکار کا حق نمک خواری ادا کرتے ہوئے ایک اور قصیدہ گوئی ملاحظہ فرمائیں :۔

حکومتِ برطانیہ مسلمانانِ ہندوستان کے واسطے رحمتِ خداوندی کی حیثیت رکھتی ہے۔ اس حکومت نے یہاں کے تمام فرقوں میں امن پیدا کرکے ان پر احسانِ عظیم کیا ہے۔ لہٰذا اس کے خلاف جہاد و قتال کس طرح جائز ہو سکتا ہے۔

(تلخیص رسالۃ الامارہ والجہاد، مصنفہ احمد رضا خاں بریلوی)

اعلیٰحضرت کا فتویٰ

انگریزی حکومت دار الاسلام ہے ؟

مسئلہ :۔ کیا فرماتے ہیں اعلیٰحضرت بریلوی اس مسئلہ میں کہ جمعہ کی نماز پڑھ کر اس کے بعد نماز ظہر پڑھنی چاہیئے یا نہیں ؟

الجواب :۔ ہندوستان بفضلہٖ تعالیٰ دار السلام یہاں کے شہروں میں جمعہ صحیح ہے۔ (احکام شریعت جلد ۲ صفحہ ۱۵۱)

دیکھا کہ اعلیٰحضرت بریلوی کیسے کیسے پینترے بدل بدل کر برطانیہ سرکار کو خوش کر رہے ہیں۔ ایک اور جگہ اسلامی بستی کی تعریف فرماتے ہوئے اپنے انگریز آقا سے

حصے میں کستوری استعمال کرنے کے لئے اشاروں ہی اشاروں میں کچھ رقم کا مطالبہ کرتے ہیں :-

اسلامی وہ بستی ہے جس کی عام آبادی فی الحال مسلمان آزاد یا زیر سلطنت اسلامی ہے یا پہلے ان دو حالتوں سے ایک پر تھی۔ اب غلبہ کفار ہوا مگر اس کے چاروں طرف اسلامی غلبہ ہے یا یہ بھی نہیں تو جب سے اب تک بعض شعائر اسلام بلا مزاحمت جاری ہیں۔ اگرچہ بادشاہ و حکام سب نامسلم ہوں۔

(فتاویٰ افریقہ صفحہ ۴۷)

یعنی بریلوی مذہب میں ہر وہ بستی اور ملک دارالاسلام اور اسلامی بستی ہے جس میں حکمران اگرچہ کافر، مشرک، یہودی، عیسائی ہوں مگر اس سلطنت میں رہنے والے مسلمانوں کو بعض شعائر اسلام بلا روک ٹوک ادا کرنے کی آزادی ہو۔ مثلاً وہ مسواک کر سکتے ہوں، غسل کر سکتے ہوں، شادی کر سکتے ہوں، ناخن کاٹ سکتے ہوں زیر ناف بال صاف کر سکتے ہوں، اپنی بیوی سے جائز حرکت کر سکتے ہوں اور نماز پڑھ سکتے ہوں وغیرہ وغیرہ۔

انگریز کو خوش کرنے کے لئے بے علم اعلحضرت بریلوی نے اس فتویٰ میں اپنی تمام تر قوت کو صرف کرنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں رکھا۔ اس تعریف سے تو روس، امریکہ اور اسرائیل یہودی حکومتیں بھی دارالاسلام ٹھہریں۔

اس تعریف کے بارے میں میں بریلوی امت سے پوچھتا ہوں کہ یہ تعریف آپ کے نزدیک درست ہے یا نہیں ؟ اگر درست ہے تو مہربانی فرما کر بذریعہ اشتہار اعلان فرمائیں اور تمام امت بریلویہ سے داد تحسین حاصل کریں اور اگر فتویٰ غلط ہے تو کیا اعلحضرت بریلوی نے اس فتویٰ سے آپ کا منہ کالا نہیں کر دیا ؟

لیکن ممکن ہے کہ آپ جواب میں ارشاد فرمائیں کہ جناب والا! میں تو ہر تیرے روز منہ کالا کرتا ہوں اس فتوے سے میری صحت پر کیا اثر پڑتا ہے۔ تو پھر جواب میں عرض کروں گا :-

بے حیا باش و ہرچہ خواہی کن

حضرت مولانا شاہ محمد اسماعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ کی تکفیر

اس میں کچھ شک نہیں کہ جس فرقے میں دورِ استیصال میں اعلیٰحضرت بریلوی کی بکثرت تحریریں اور ان سے زبان و قلم کی بے شمار برق رفتار حرکتیں موجود ہیں وہ اہل سنت والجماعت علمائے دیوبند کے اکابر عظام ہیں۔ چنانچہ سب سے پہلے بڑے خان صاحب نے ولی اللہی خاندان کے چشم و چراغ علمی و روحانی وارث حضرت مولانا شاہ محمد اسماعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ کی ذات گرامی کو اپنی تکفیری تیر اندازیوں کا نشانہ بنایا اور اب تک اس راہِ خدا کے شہید رحمۃ اللہ علیہ کو بلاوجہ و بلاسبب اپنے تکفیری کلاموں و بدگمانیوں کا تختۂ مشق بنا رکھا ہے اور کوئی گندے سے گندا اور جھوٹے سے جھوٹا الزام نہ ہوگا جس کو آپ کی طرف منسوب کر کے آپ کی تکفیر و تفسیق نہ کی گئی ہو۔ اعلیٰحضرت بریلوی نے محض آپ کے کفر وارتداد پر دو مستقل کتابیں الکوکبۃ الشہابیہ، وسل السیوف الہندیہ لکھی ہیں جس میں زبان کی شائستگی، اخلاق کی پاکیزگی کا ایک شاندار ریکارڈ محفوظ ہے اور اس کے ساتھ ہی اس سلسلہ میں ایسی کوئی کتاب نہیں ہے جس میں حضرت مولانا شاہ محمد اسماعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ کو بے نقط گالیاں دے کر اپنی تہذیب و شرافت کا روشن ثبوت نہ پیش کیا ہو۔ پھر تو اس کے بعد ان کی بارگاہ کے بڑے بڑے مشہور غلاموں نے آپ کے اسوۂ حسنہ کی پیروی میں اس زور و شور سے سلسلۂ تکفیر برپا کر رکھی ہے کہ شرافت و انسانیت بھی تھرا کر الامان والحفیظ کی صدا بلند کر رہی ہے۔ یہاں تک کہ

ان کے دربار کے کتنے نامور خدام و جاروب کش اس تکفیری لکیر کو اپنی تحریری و تقریری لاٹھیوں سے اس بدحواسی سے پیٹ رہے ہیں کہ لاٹھیاں ٹوٹ جاتی ہیں اور خود بھی زخمی ہو جاتے ہیں لیکن اس تکفیری حرکت سے باز نہیں آتے۔ چنانچہ اعلیٰحضرت بریلوی حضرت شہیدؒ کی جانب سے شر شر ہزار بلکہ بے شمار کفریات و شرکیات منسوب کرنے کے بعد یہ قطعی فیصلہ کرتے ہیں کہ :۔

"بالجملہ ماہ و نہر نیمروز کی طرح ظاہر کہ اس فرقہ ضالہ یعنی وہابیہ اسمٰعیلیہ اور اس کے امام نافرجام پر جزماً قطعاً یقیناً اجمالاً بوجوہ کثیر کفر لازم اور بلاشبہ جماہیر فقہائے کرام و اصحاب فتوٰے اکابر و اعلام کی تصریحات واضحہ پر یہ سب کے سب کافر باجماع آئمہ ان سب پر اپنے تمام کفریات ملعونہ سے بالتصریح توبہ و رجوع اور از سر نو کلمہ اسلام پڑھنا فرض و واجب ۔۔۔۔

(الکوکبۃ الشہابیہ صفحہ ۶۰)

اعلیٰحضرت بریلوی ملفوظات میں حضرت شاہ اسماعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں یوں فرماتے ہیں :۔

عرض :۔ اسماعیل دہلوی کو کیسا سمجھنا چاہیئے۔؟

ارشاد :۔ میرا مسلک یہ ہے کہ وہ یزید کی طرح ہے۔ اگر کافر کہے منع نہ کریں گے اور خود کہیں گے نہیں البتہ غلام احمد، سید احمد، خلیل احمد، رشید احمد، اشرف علی کے کفر میں جو شک کرے وہ خود کافر۔ من شک فی کفرہ وعذابہ فقد کفر۔

(ملفوظات اعلیٰحضرت بریلوی جلد ۱ صفحہ ۱۲۴)

اور اس کے علاوہ بھی بہت سے گندے الزامات حضرت امام شہیدؒ کی جانب منسوب کر کے آپ کے کفر و ارتداد پر مہر لگا دی۔

مکفرِ اعظم مظہرِ اعلیٰحضرت مولوی حشمت علی بریلوی اپنی مشہور کتاب "تجانب اہل السنتہ" میں حضرت شاہ اسماعیل شہیدؒ کو ان الفاظ سے یاد کیا ہے۔ وہ ان کی تہذیب و اخلاق کا ایک اعلیٰ نمونہ ہے۔ وہ لکھتے ہیں :-

۱- امام وہابیہ کا ۔۔۔۔۔۔۔ اس سے بڑھ کر نجس اور گندا کفر کون سا متصور ہو سکتا ہے۔ جو لوگ وہابیہ ہوں یا غیر مقلدین ایسے کفریات صریحہ کے معتقد ہیں۔ وہ سب بحکمِ شریعت کافر مرتد ہیں۔

(تجانب اہل السنتہ صفحہ ۵)

۲- ہمارے زمانہ کے وہابیہ غیر مقلدین بھی عموماً تقویۃ الایمان کی جملہ عبارات کثیرہ ملعونہ کو اُن کے مفاہیم صریحہ کفریہ پر حق و صحیح مانتے ہیں۔ لہٰذا بحکمِ شریعتِ مطہرہ ان پر بھی بعینہٖ وہ حکم شرعی (کفر و ارتداد کا) ہے جو دیوبندیہ مرتدین پر ہے۔

(تجانب اہل السنتہ صفحہ ۱۱)

۳- اسماعیل دہلوی رکن ایمان کو محض ضبط کہہ کر کافر ہوا۔ جب وہ کافر تو اس متبع اس کے معتقد تم اور دیوبندی سب کافر ہوئے۔

(کشف ضلال صفحہ ۹۴)

اس کے علاوہ بریلوی امت کے ہر چھوٹے بڑے ملّا نے امام شہید رحمتہ اللہ علیہ پر اپنی تہذیب و شرافت کو بالائے طاق رکھ کر کفر و ارتداد کی ایسی سنگباری کی ہے کہ جس سے اخلاق و شرافت کا جنازہ نکل جاتا ہے۔

حضرت شاہ سید احمد شہیدؒ کی تکفیر

جبکہ اعلیٰحضرت بریلوی اور اس کی امت نے حضرت امام شاہ اسماعیل شہیدؒ کے بارے میں ایسا شدید تکفیری فتویٰ صادر کیا جو ان کے کفر میں شک کرے یا ان کو اچھا جانے تو وہ بھی کافر ہے تو اس بنیاد پر قطعی حیثیت سے یہ لازم آتا ہے کہ حضرت شاہ سید احمد شہیدؒ اور ان کے ہزارہا مریدین و معتقدین بھی معاذ اللہ کافر و بے ایمان ہیں۔ کیونکہ آخر وقت تک آپ مولانا شاہ محمد اسماعیل شہیدؒ کے مومن کامل عارف باللہ، محافظ دین و شریعت، مجاہد ملت ہونے پر یقین رکھتے تھے۔ اس کے علاوہ بھی حال میں ایک کتاب "تاریخ اعیان وہابیہ" قومی پریس کانپور میں طبع ہو کر شائع ہوئی ہے جس کے مصنف مولوی محبوب علی خاں خطیب جامع مسجد مدن پورہ بمبئی ہیں۔ آپ کی تہذیب و اخلاق، علم و کمال کے ثبوت میں مولوی حشمت علی کا چھوٹا بھائی ہونا ضرورت سے زیادہ کافی ہے۔ آپ نے اس کتاب میں حضرت سید احمد شہیدؒ کو جن گندے و اخبث الفاظ سے یاد کیا ہے اگر اس سے ایک طرف آپ پر بڑے میاں تو بڑے میاں چھوٹے میاں سبحان اللہ کی کہاوت پوری صادق آتی ہے تو دوسری طرف اخلاق، تہذیب کی پیشانی عرق آلود ہو کر حیرت سے پوچھتی ہے۔ کیا یہی لوگ اسلامی تہذیب کے علمبردار اور ایمان و اخلاق کے تنہا ٹھیکیدار و نگران کار ہیں۔

ناظرین کرام! اپنے کلیجہ پر صبر و تحمل کی سل رکھ کر ان عمامہ بند مہذبوں کی تہذیب و شرافت کے چند نمونے ملاحظہ کریں:۔

۱۔ سید احمد صاحب کو عیاری، مکاری، جعل سازی میں بڑا کمال حاصل تھا۔ وہ انگریزوں کے بڑے کامیاب ایجنٹ و آلۂ کار تھے۔

(تاریخ اعیان وہابیہ صفحہ ۱۸)

۲- سید احمد مفرور از میدان جہاد انگریزوں کے تنخواہ دار اور پکے ایجنٹ اور پٹھو تھے۔ (تاریخ اعیان وہابیہ صفحہ ۲۱)

۳- اور سید احمد مفرور تکیوی اور ان کے اذناب مولوی ہی علمائے سوء اور اللہ تعالیٰ سے بے نیاز اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے بے نیاز اور بے شرم، بے غیرت، بے حیا، اور مسلمانوں کی مفید تحریکوں کو مٹانے والا اور انگریز کے پولیٹیکل ایجنٹ اور دشمنانِ اسلام کے پٹھو ہیں۔ (تاریخ اعیان وہابیہ صفحہ ۲۱)

۴- سید احمد مفرور مغضوب کی شان بھی معلوم فرمائیں تو سنیے سید احمد انتہائی غبی کند ذہن تھے۔

۵- بہرحال سید احمد بناوٹی شہید مفرور اور وہابیوں کے واجب الاطاعۃ امیر المؤمنین نرے جاہل اجہل ہی رہ گئے۔

(تاریخ اعیان وہابیہ صفحہ ۲۶)

۶- وہابیوں، دیوبندیوں کے امیر و شہید اور جنگ آزادی کے بنا پیتی علمبردار، دین کے دشمن، اسلام کے غدار اور علماء سوء اور خدا اور رسولؐ سے بے نیاز۔

(تاریخ اعیان وہابیہ صفحہ ۲۷)

۷- انگریز نے دونوں دین فروشوں کو روپے سے خرید کر اپنے کار خاص کے حصول کی غرض سے چھوڑ رکھا تھا اور یہ دونوں کٹر دشمن اسلام و مسلمین اور ملک و قوم کے غدار تھے۔ (تاریخ اعیان وہابیہ صفحہ ۴۵)

یہ پوری کتاب گالیوں، بدزبانیوں کا ایک ایسا شاندار مجموعہ و بھیانک آشیانہ ہے جس سے بریلوی امت کی تہذیب و شرافت کی پیشانی ہمیشہ روشن و تاباں رہے گی جس کا ایک ادنیٰ نمونہ آپ ملاحظہ کر کے رضاخانیت کے گلستان سے اس کی

اسلامی بہار کا اندازہ کر سکتے ہیں۔

اکابر علمائے دیوبند کی تکفیر

یعنی

حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی ؒ۔ شمس الاسلام قطب الاقطاب امام المحدثین حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی ؒ۔ محدثِ اعظم حضرت مولانا خلیل احمد مہاجر مدنی ؒ۔ حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی ؒ کی تکفیر

اعلیٰحضرت بریلوی کی تکفیری بھوک کو حضرت شاہ اسماعیل شہید ؒ تکفیر و تفسیق سے آسودگی نہ ہو تو آپ نے اپنے شوقِ تکفیر کو پورا کرنے کے لئے موصوف الصدر بزرگانِ ملت و اساطینِ اُمت کو منتخب کیا۔ چنانچہ زندگی بھر وہ خود اور اس کے بعد آج تک اُن کی اُمت مذکورہ بالا بزرگانِ دین کو تکفیر سازی و بد زبانی میں مصروف ہو کر اپنے نامۂ اعمال کی سیاہی اور اُن حضرات کے مراتب و حسنات میں اضافہ کر رہی ہے۔ احمد رضا خاں بریلوی نے مذکورہ بالا بزرگانِ ملت، محافظینِ سنت و شریعت کی جانب اپنے دماغ و ذہن کے نکالے ہوئے ایسے ایسے ناپاک و گندے عقیدے منسوب کئے جن کی نقل سے بھی ایمانی روح کانپتی و اسلامی شرافت سرنگوں ہو جاتی ہے۔ اس فرضی و دماغی عقیدوں کی بنا پر آپ نے یہ فتویٰ دیا کہ معاذ اللہ یہ مقدس حضرات سب کے سب ایسے قطعی و یقینی کافر و مرتد ہیں کہ جو ان کے کفر و ارتداد میں شک کرے یا ان کو اچھا جانے تو وہ بھی کافر و جہنمی ہے۔ اپنی مشہور کتاب "حسام الحرمین" میں موصوف الصدر بزرگانِ دین کے الگ الگ نام

لکھنے کے بعد تحریر کرتے ہیں کہ :۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ یہ طائفے سب کے سب کافر و مرتد ہیں ۔ باجماع امت اسلام سے خارج ہیں ۔ صفحہ ۱۱۳ سید احمد، خلیل احمد رشید احمد ، اشرف علی کے کفر میں جو شک کرے وہ خود کافر۔ اس میں (حسام الحرمین) نانوتوی و دیوبندیوں کی نسبت صاف صریح و تصریح ہے کہ :۔

من شك فی کفرہ فقد کفر۔

"جو اُن کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر ہے"

اس کے بعد مختلف کتابوں سے اپنی تائید و تصدیق میں نقل کرتے ہیں کہ :۔

"جو ان کے کفر و عذاب میں شک کرے خود کافر ۔۔۔۔۔ ہمارے آئمہ اعلام کا اتفاق ہے ۔ فرمایا جو کفر کی بات کہے وہ کافر ہے اور جو اس بات کو اچھا بتائے یا اس پر راضی ہو وہ بھی کافر ہے۔

(حسام الحرمین صفحہ ۱۱۳)

حمد و صلوٰۃ کے بعد میں کہتا ہوں کہ یہ طائفے جن کا تذکرہ سوال میں واقع ہے ۔ غلام احمد قادیانی اور رشید احمد اور جو اس کے پیرو ہیں جیسے خلیل احمد انبیٹھی اور اشرف علی وغیرہ ان کے کفر میں کوئی شبہ کی مجال بلکہ جو ان کے کفر میں شک کرے بلکہ کسی طرح کسی حال میں انہیں کافر کہنے میں توقف کرے اس کے کفر میں شک نہیں۔

(حسام الحرمین صفحہ ۴۳)

عالانکہ اس وقت اعلیٰحضرت بریلوی کی زندگی اور اس فتویٰ کے وقت ان

موصوف بزرگوں میں سے دو بزرگ محدث اعظم حضرت مولانا خلیل احمد مہاجر مدنی رح اور حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رح اس دنیا میں تشریف فرما تھے۔ ان حضرات نے اپنے تحریری و تقریری بیانوں و تذکروں میں ان منسوب کردہ خبیث عقیدوں سے سخت بیزاری و شدید نفرت ظاہر کی اور بار بار فرمایا بلکہ لکھ کر شائع بھی کیا کہ مولوی احمد رضا خان بریلوی نے جو عقائد و اقوال ہماری طرف منسوب کئے ہیں وہ التہام و کذب خالص ہے اور یہ خبیث مضمون افترا و کذب تو درکنار اس کا میرے قلب میں کبھی وسوسہ تک بھی نہیں آیا۔

دیکھو کتاب بسط البنان میں ان تمام توضیحی بیانوں براتوں، بیزاریوں کو احمد رضا خان بریلوی نے بچشم خود دیکھا اور آج تک ان کی امت و ذریت اپنی دونوں آنکھوں سے دیکھ رہی ہے۔ لیکن چونکہ رضا خانیوں کے ان تکفیری سرگرمیاں، تخریبی فتنوں کی بنیاد ضد و عناد، بغض و عداوت، ہوا و ہوس بلکہ یوں کہئے کہ اپنے معزز پیٹ کی خدمت گذاری اور قبروں کی حال گذاری پر ہے۔ اس لئے ان براتوں و توضیحی بیانوں کا ان کی ضدی طبیعتوں تکفیری ذہنوں پر نہ اثر ہوا نہ ہوگا۔ اس کے بعد مکفر اعظم مظہر اعلیحضرت مولوی حشمت علی بریلوی نے جو کچھ ان بزرگوں کی شان میں گل افشانیاں فرمائی ہیں۔ اس کی نقل سے تو تہذیب و انسانیت شرمندہ ہو جاتی ہے تاہم بطور نمونہ ملاحظہ کیجئے اور ان کے علم و تہذیب کی داد دیجئے۔ لکھتے ہیں کہ:۔

"دیوبندیت بھی اسی وہابیت کی ایک شاخ ہے۔ اس کا بھی مطمع نظر انبیاء و اولیاء علی سیدہم و علیہم الصلوٰۃ والسلام کی توہین و تنقیص ہے۔" (اجتناب اہل السنۃ صفحہ ۵)

مجمر توحیدوں کے امام اوّل ابلیس نے حکم خداوندی سے کفر وعناد کرکے اپنے آپ کو اس خبیثہ بئیسہ تقویۃ الایمان کا وارث ثابت کر دیا۔ کافران گنگوہ وانبیٹھ اس اپنے پیشوائے اوّل"

(استجاب اہل السنۃ صفحہ ۱۰)

"اور ابالئسہ نجد کے یہ وہ عقائد خبیثہ ہیں جن میں ان کے ساتھ شیاطین دیوبندی بھی برابر کے شریک ہیں"

(استجاب اہل السنۃ صفحہ ۲۶۸)

"اب تو معلوم ہوا کہ دیوبندی ونجدی دونوں ایک ہی طرح کے عقائد کفریہ رکھتے ہیں۔ کفر وارتداد میں دونوں ایک دوسرے کے سگے بھائی ہیں" (استجاب اہل السنۃ صفحہ ۲۶۸)

اسی کتاب کے صفحہ ۱۷ پر مرتد نانوتوی اور صفحہ ۲۰۳ پر مرتد تھانوی اور مرتدان گنگوہ وانبیٹھ جیسے سخت وکریہ الفاظ استعمال کرکے اپنی تہذیب و شرافت کا جنازہ نکال دیا ہے۔ اس کے علاوہ رضاخانیوں کا تمام لٹریچر ان موصوف الصدر بزرگانِ دین اور ان کے متوسلین کے بارے میں اسی قسم کے نہایت گندے وخراب الفاظ سے بھرا پڑا ہے۔

اس لئے تہذیب اجازت نہیں دیتی کہ اس سے زیادہ اور کچھ نقل کیا جائے جس کو ضرورت ہو ان کی کتابیں ملاحظہ کرے اور ان کی تہذیب وشرافت کی داد دے۔

دونوں کافر اور مرتد؟

دار التکفیر بریلی سے حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ

اور قطب الاقطاب حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی کے بارے میں بایں الفاظ فیصلہ صادر ہوتا ہے۔ الفاظ ملاحظہ فرمائیں :۔

"یہ دونوں حضرات وہابی ہونے کی وجہ سے کافر و مرتد ہیں اور جو رشید احمد اور اشرف علی کو کافر و مرتد نہیں کہتا وہ بھی کافر ہے اور مرتد ہے۔" (فتاویٰ افریقہ صفحہ ۱۲۴)

محدث دہلوی کافر؟

رضاخانی محرّفِ قرآن محمد عمر اچھروی اپنے تکفیری جال میں حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کو بایں الفاظ شامل کرتے ہیں :۔

"دہلی میں ایک شور برپا ہو گیا کہ ولی اللہ وہابی ہو چکا ہے۔ کافر ہو گیا ہے۔ چنانچہ حیات طیبہ کے صفحہ ۱۲ پر درج ہے کہ تمام علمائے اسلام نے متفقہ طور پر فتاویٰ کفر صادر کئے تو شاہ صاحب کا مجدی اور علمی وقار ھباءً منثوراً ہو گیا اور شاہ صاحب اپنے نئے مذہب وہابیت کی اشاعت کے واسطے اپنے خاندانی مذہب حنفی کو بدل کر محمدی رکھ لیا۔"

(مقیاس حنفیت صفحہ ۲۵۳ طبع اوّل)

تمام علمائے اسلام نے حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحؒ کے بارے میں ہرگز فتویٰ کفر نہیں دیا بلکہ دار التکفیر بریلی سے اس قسم کے تمام فتاویٰ صادر ہوتے ہیں۔ اگر مدرسہ بریلی شریف سے علمائے اُمّت کے بارے میں فتویٰ کفر صادر نہ ہوں تو پھر مدرسہ بریلی کے بنانے کا فائدہ ہی کیا ہوا۔ حقیقت یہ ہے کہ بریلی شریف کفر کا سپریم کورٹ ہے۔

مجلس احرار اسلام کے ارکان اور امام الہند حضرت مولانا ابوالکلام آزادؒ۔ شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سیّد حسین احمد مدنیؒ۔ مفتی اعظم ہند مولانا کفایت اللہ دہلویؒ۔ سرحدی گاندھی۔ عبدالغفار خاں پشاوری۔ امام اہلِ سنت مولانا عبدالشکور لکھنویؒ۔ حضرت مولانا احمد سعید دہلویؒ کی

پُر زور تکفیر

کتاب بجانب اہل السنۃ صفحہ ۴۵۲ میں ہندوستان کی اسلامی انجمنوں و فرقوں کی تکفیر کی گئی ہے۔ اس میں مجلس احرار اسلام کا ساتواں نمبر ہے۔ اس کے بعد مجلسِ احرار اسلام اور موصوف الصدر بزرگانِ ملت کو جن مہذب الفاظ میں یاد کیا گیا ہے۔ وہ بریلوی مذہب کی تہذیب و شرافت کا ایک روشن منارہ ہے۔

فرقہ احرار الشرار بھی فرقہ نیچریت کی ایک شاخ ہے۔ اس ناپاک فرقے کے بڑے بڑے مکتبین یہ ہیں: ملکی جی امام الخوارج مبلغ وہابیہ ایڈیٹر انجم۔ عبدالشکور کاکوروی۔ صدر مدرسہ دیوبند حسین احمد اجودھیا باشی۔ شبیر احمد دیوبندی۔ عطاء اللہ بخاری۔ حبیب الرحمٰن لدھانوی۔ احمد سعید دہلوی۔ نائی عن الاسلام کفایت اللہ شاہ جہانپوری۔ عبدالغفار خاں۔ سرحدی گاندھی۔ اس فرقہ کا سرغنہ ابوالکلام آزاد ہے جو امام الاحرار کہلاتا ہے۔ مرتد عبدالشکور ایڈیٹر انجم خارجی کاکوروی کے عقائد خبیثہ کی تفصیل بازغ سرد بالغ ۔۔۔ ملاحظہ ہو۔ (تجانب اہل السنۃ ص۱۶۰)

بہر حال جو شخص احراریوں کے ان ناپاک اقوالِ ملعونہ پر مطلع ہونے کے بعد بھی ان کے قائلین کے قطعی یقینی کافر و مرتد ہونے میں شک رکھے یا ان کو کافر مرتد کہنے میں توقف کرے وہ بحکم شریعت قطعاً یقیناً کافر مرتد ہے۔ (تجانب اہل السنۃ صفحہ ۱۷۷)

ان ناپاک ملعون عبارتوں میں دین سے آزاد مسٹر ابوالکلام آزاد مرتد نے صاف صاف بک دیا۔

(تجانب اہل السنۃ صفحہ ۱۶۸)

امام الوہابیہ اسماعیل دہلوی کی عبارتِ کفریہ سے جو ناپاک مطلب کھلم کھلا ظاہر ہے جس کا مرتد ابوالکلام آزاد نے قطعاً یقیناً التزام کیا اس کا ماننے والا اور ایسا بکنے والا قطعاً یقیناً کافر مرتد ہے اور بے توبہ مرا تو ابدی حالک و خاسر ہے۔

(تجانب اہل السنۃ صفحہ ۱۷۶)

اور اسی کتاب تجانب اہل السنۃ کے صفحہ نمبر ۸۹، ۱۶۴، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۹، ۱۶۴، ۱۷۶ میں امام الہند حضرت مولانا ابوالکلام آزاد کو مرتد ابوالکلام آزاد کے مہذب لفظ سے یاد کیا گیا ہے۔

بریلویوں کا فتویٰ کفر

وہابیہ و دیوبندیہ و قادیانیہ و روافض و نیاچہرہ و خاکساریہ و چکڑالویہ و احراریہ و جٹادھاریہ و آغاخانیہ و بابیہ و بہابیہ و ہابیہ غیر مقلدین و ہابیہ نجدیہ و لیگیہ غالیہ و صلحکلیہ غالیہ اپنے عقائد کفریہ قطعیہ یقینیہ کی بنا پر بحکم شریعت قطعاً یقیناً اسلام سے خارج اور کفار و

مرتدین جو مدعی اسلام ان میں سے کسی کے قطعی یقینی کفر یقینی اطلاع رکھتے ہوئے بھی اس کو مسلمان کہے یا اس کو کافر و مرتد ہونے میں شک رکھے یا اس کو کافر و مرتد کہنے میں توقف کرے وہ بھی کافر و مرتد ہے اور بے توبہ مرا تو مستحق نار ابد۔

(تجانب اہل السنۃ صفحہ ۲۵۳)

اہلِ بدعت کے علاوہ سب کافر؟

رضاخانی امت خوش فہمی میں مبتلا ہے کہ ہمارے علاوہ سب کافر ہیں۔ الفاظ ملاحظہ فرمائیں :۔

۲۔ ہندوستان میں جس قدر مسلمان اور مسلمان کہلانے والے ہیں جیسے مسلمانانِ اہل سنت و وہابیہ و دیوبندیہ و غیر مقلدین و روافض و خوارج و قادیانیہ و بابیہ و بہائیہ و چکڑالویہ و نیچریہ و گاہویہ و خاکساریہ کہ سُنی (بریلوی مسلمانوں) کے علاوہ یہ تمام مدعیانِ اسلام بحکم شریعتِ مطہرہ کفار و مرتدین لئام ہیں۔ (تجانب اہل سنۃ صفحہ ۱۱۲)

قارئینِ کرام! ذرا سوچیں اور غور کریں کہ مذکورہ بالا فتویٰ کی رُو سے تمام دنیا میں رضاخانی بریلویوں کے علاوہ کوئی مسلمان ہے؟

نوٹ:۔ انسان کا خرچ آمدن کے مطابق ہوتا ہے۔ اندازہ کیا جائے کہ جس کی طرف سے لعنت اور کفر کا خرچ اتنا زیادہ ہو اس کی آمدن کتنی ہو گی۔؟

۳۔ قادیانی، دیوبندی، نیچری، چکڑالوی، رافضی، ندوی، نجدی، گاندھوی خلافتی وغیرہ۔ یہ فتنے تو پیدا ہوتے ہی تھے مگر ان کے بعد ایک تازہ

فتنہ اور نکلا ہے جو اپنے پہلوں سے زیادہ صُمٌّ بُکْمٌ عُمْیٌ بہرا، گونگا، اندھا ہے یعنی فرقہ کہاریہ، زمینداریہ۔

(المقصورہ علیٰ رد ار الحمر الکفر)

کفر اور بے دینی؟

رضاخانیوں کا عقیدہ ہے کہ پاکستان کا مطالبہ اور حمایت کرنا کفر اور بے دینی ہے۔ الفاظ ملاحظہ فرمائیں:۔

۴۔ رہا پاکستان کا مطالبہ یعنی تقسیم ملک کہ اتنا لیگیوں کا اور اتنا ہندوؤں کا اس صورت میں احکام کفر ملک کے بڑے حصے میں لیگیوں کی رضا سے جاری ہوں گے کہ وہی اس تقسیم پر راضی اور اس کے طالب ہیں۔ احکام کفر پہ پر رضا کفر اور کم از کم بے دینی ہے۔

(اجمل انوار رضا صفحہ ۲)

محال ہے؟

اہل سنت علمائے دیوبند کے ساتھ احمد رضا کا تعصب ملاحظہ ہو۔

۵۔ عرض:۔ ایک جلسہ میں آریہ عیسائی اور دیوبندی، قادیانی وغیرہ جو اسلام کا نام لیتے ہیں وہ بھی ہوں وہاں دیوبندی کا رد کرنا چاہیئے۔

ارشاد:۔ کیوں کیا ان سے موافقت کی جائے گی۔ حاشا یہ محال ہے اسلام پر اس میں کوئی اعتراض نہیں۔

(ملفوظات احمد رضا بریلوی جلد ۳ صفحہ ۸۴)

بکیں اور بکوائیں؟

مسلم لیگیوں کے متعلق مظہر اعلیٰحضرت یوں رقمطراز ہیں :۔
ملاحظہ فرمائیے کہ ان مقاصد اساسیہ کے ماتحت لیگی لیڈروں نے وہ ناگفتی باتیں بکیں اور لوگوں سے بکوائیں ایسی ایسی ناکردنی حرکات کیں اور عوام سے کرائیں جن پر شریعتِ مطہرہ کی زبان سے الامان۔ الامان کی صدائیں آئیں ۔

(احکام نوریہ شرعیہ بر مسلم لیگ صفحہ ۱۹)

کفریہ ہیں؟

رضا خانی حشمت علی رقمطراز ہیں کہ مسلم لیگ کے اغراض و مقاصد کفریہ ہیں۔ الفاظ ملاحظہ فرمائیں :۔

ہر سُنی مسلمان پر شریعتِ مطہرہ کی روشنی میں روشن ہے کہ یہ سب اغراض و مقاصد صریح محرماتِ شرعیہ پر مشتمل اور حرام قطعی اور سخر باشد و بال و نکال و کفر و ضلال ہیں اور ان کے ہوتے ہوئے مسلم لیگ کی شرکت، رکنیت، امداد و اعانت بحکمِ شریعتِ مطہرہ اسی طرح گناہ و ممنوع حرام و ناجائز ہے۔ جس طرح ندوہ کانگریس کی رکنیت و شرکت و امداد و اعانت شرعاً حرام گناہ ہے ۔ (اجمل انوار رضا صفحہ ۳)

ہم تو خاموش کہ کہیں در ہم نہ ہو جائے زمانے کا نظام
وہ سمجھتے ہیں کہ ہمیں طاقتِ گفتار نہیں؟

خدام الحرمین بھی کافر؟

اسی پیر نیچر (سرسید احمد خاں) کے اذناب و متبعین و متقلدین و معتقدین وہ مرتدین نیا چہرہ ہیں جو مسلمانوں کے دین و ایمان اور ان کے دنیوی سروسامان پر ڈاکے ڈالنے کے لئے ہمیشہ نئی نئی کمیٹیاں، پارٹیاں گھڑتے رہتے ہیں۔۔۔ مسلم ایجوکیشنل کانفرنس و ندوۃ العلماء و خدام کعبہ و خلافت کمیٹی و جمعیۃ العلماء ہند و خدام الحرمین و اتحاد ملت و مجلس احرار و مسلم لیگ و اتحاد کانفرنس و مسلم آزاد کانفرنس و نوجوان کانفرنس و تمازی فوج و جمعیت تبلیغ الاسلام انبالہ و سیرت کمیٹی پٹی ضلع لاہور و امارات شرعیہ بہار شریف و آل پارٹیز کانفرنس وغیرہ کمیٹیاں۔ انہیں کفرہ نیا چہرہ نے اپنی نیچریت و دہریت پھیلانے اور بھولے بھالے مسلمانوں کو دین سے آزاد کرنے کے لئے وقتاً فوقتاً .... گھڑی ہیں۔ (بنجانب اہل السنۃ صفحہ ۹۰)

حرمین شریفین قرن شیطان؟

رضاخانی مولوی محمد عمر اچھروی ایک سوال کے جواب میں لکھتے ہیں کہ آمد حرمین شریفین قرنِ شیطان ہیں یعنی کہ شیطان کے سینگ۔

سوال:۔ آپ کے مقتدی پہلے جاکر نجدی کی اقتدا میں نماز پڑھتے رہے ہیں کیا ان کو توبہ کرائی اور دوبارہ کلمہ پڑھایا۔

جواب:۔ کیا آپ کے پیچھے جو حنفی غلطی سے نماز پڑھنے جاتا ہے تو آپ

ان کو پہلے توبہ کرواکر مقتدی بناتے ہو۔ یہ کتنا کچا سوال ہے۔ جو مقتدی میرا پختہ معتقد بنتا ہے وہ خدا کے فضل وکرم سے خود بخود وہابیت سے تائب ہوکر ہی مستقل ہوتا ہے۔ مجھے توبہ کرانے کی ضرورت نہیں ہوتی اور بعد از سماع قبول انشاء اللہ فقیر کا مقتدی قرن شیطان (یعنی حرمین شریفین) کا مقتدی نہیں بن سکتا۔

(مقیاس حنفیت صفحہ ۵)

حضرات گرامی! محرف القرآن والحدیث رضاخانی محمد عمر اچھروی ایک سوال کا جواب دیتے ہیں کہ جو میرا مقتدی ہے وہ قرن شیطان کا مقتدی ہرگز نہیں بن سکتا۔ یاد رکھیں کہ جو بدبخت و بدنصیب نامعاقبت اندیش اولیائے کرام آئمہ حرمین شریفین کو قرن شیطان کہتا ہے وہ اہل سنت وجماعت علمائے دیوبند کے نزدیک خود بڑا ابلیس ہے۔

یہی وطیرہ رہا

محرف القرآن والحدیث رضاخانی مولوی محمد عمر اچھروی کا آئمہ حرمین شریفین کے بارے بغض وعناد ملاحظہ فرمائیں:۔

"میرے ہم خیال ساتھی پچیس کی تعداد میں تھے جنہوں نے ان (آئمہ حرمین شریفین) کے پیچھے اقتدا نہیں کی بلکہ تتبع سے ثابت ہوا کہ اکثر مقلدین (احمد رضا خاں بریلوی) علیحدہ جماعت کرواتے ہیں جیسا کہ ہمارا بھی یہی وطیرہ رہا۔

(مقیاس حنفیت صفحہ ۴)

حضراتِ گرامی! رضاخانی محمد عمر اچھروی کا آئمہ حرمین شریفین کے خلاف اس قدر بغض و عناد تھا کہ رضاخانی بدقسمت نے اعترافِ حقیقت کیا ہے کہ میں اور میرے تمام رفقاء حج کرنے گئے تو میں اور تمام ساتھیوں نے آئمہ حرمین شریفین کی اقتدا میں نماز ادا نہیں کی بلکہ ہم ساتھیوں نے اپنی جماعت علیحدہ کروائی اور جتنے دن وہاں رہے ہم اپنی جماعت علیحدہ کرتے تھے اور ہمارا یہی وطیرہ رہا۔

حضرتِ گرامی! رضاخانی اہل بدعت پر حق تعالیٰ کی کس قدر پھٹکار اور لعنت برس رہی ہے کہ ان بدبخت و بدنصیب لوگوں کو امام الانبیاء حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مصلیٰ پر کھڑے ہونے والے ولی کامل شخص کی اقتدا میں نماز پڑھنے کی توفیق نہیں دیتا اور یہ منحوس لوگ وہاں کے طہارت خانوں میں وقت گزار دیتے ہیں اور آئمہ حرمین شریفین کی اقتدا میں نماز ادا نہیں کرتے اور یہ حقیقت ہے کہ جس پر صاحب مکان ناراض ہو اس کو اپنے گھر میں داخل نہیں ہونے دیتا تو اسی طرح جو لوگ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گستاخ ہوں تو حق تعالیٰ ان لوگوں کو اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے مصلیٰ پر امامت کرانے والے سعادت مند شخص کی اقتدا میں نماز ہرگز پڑھنے نہیں دیتا اور جو کوئی آئمہ حرمین شریفین سے بغض و عناد رکھتا ہو اس کے متعلق ارشادِ نبوی ہوتا ہے۔

مَنْ غَشَّ الْعَرَبَ لَمْ يَدْخُلْ فِي شَفَاعَتِي وَلَمْ تَنَلْهُ مَوَدَّتِي۔ (ترمذی)

(ترجمہ) "جو کوئی عرب والوں کے ساتھ بغض و عناد رکھے وہ میری شفاعت میں داخل نہیں اور نہ وہ میری محبت کا دعویدار ہے"۔

ارشادِ نبوی ہوتا ہے کہ جو کوئی عرب والوں کے ساتھ عداوت

رکھے گا وہ ایسے تباہ و برباد ہو جائے گا جیسے نمک پگھل جاتا ہے۔
اولیائے کرام، آئمہ حرمین شریفین کے ساتھ بغض و عناد اور ان کی شان میں گستاخی کرنے والے رضاخانی اہل بدعت ارشادِ نبوی ؐ کو مدِ نظر رکھ کر اپنا عبرتناک انجام خود سوچ لیں کہ ہمارا شمار کن لوگوں میں ہوگا۔

کسی پر حج فرض نہیں!

رضاخانیوں کے اس عقیدہ (کہ اب حج فرض نہیں) کو ان کی کتب سے ثابت کرنے سے پہلے یہ سمجھ لیجئے کہ یہ حج کی فرضیت کا انکار کیوں کرتے ہیں۔ دراصل ان کے نزدیک وہابی کافر ہیں اور مدینہ منورہ ۔مکہ معظمہ میں جو حکومت ہے وہ تاہنوز وہابیوں کی ہے اور جیسا کہ اعلیٰحضرت بریلوی اور اس کے تمام چیلوں کی تصریحات موجود ہیں کہ وہابی کافر ہیں تو گویا کہ مکہ مکرمہ اور مدینہ طیبہ میں حکومت کفار کی ہے اور وہ ابن سعود سے لے کر اب تک موجود ہے جیسا کہ رضاخانی ملاں مشکوک النسب انسان دیوبندی مذہب کا مؤلف لکھتا ہے:۔

> گو سب مارے گئے مگر چند ایک وہابیوں نے بظاہر اسلام کو قبول کر کے اپنا بچاؤ کر لیا اور درحقیقت وہابی ہی رہے اور خفیہ طور پر اپنی تبلیغ میں کوشاں رہے۔ بعدہٗ دوبارہ وہابیوں نے تنظیم کر کے عرب پر قبضہ کر لیا اور آج تک سعودی عرب میں سعودی حکومت کے نام "وہابی" حکومت قائم کئے ہوئے ہیں۔

(دیوبندی مذہب صفحہ ۵۷)

یہ روایت ثقہ ہے یا نہیں اس پر خود مؤلف کے الفاظ دلالت کر رہے ہیں اس لئے اس بات کی صحت اور عدم صحت پر میں بحث نہیں کرتا۔ بتلانا صرف یہ ہے کہ رضاخانیوں کے نزدیک موجودہ حکومت وہابیوں کی حکومت

ہے اور وہابیوں کو یہ کافر کہتے ہیں۔ تو مطلب یہ ہوا کہ مدینہ اور مکہ پر کفّار کی حکومت ہے اور اس لئے اب حج بھی فرض نہیں رہا اور یہ میرا کوئی استخراج نہیں بلکہ اس بات کی رضاخانیوں نے اپنی کتب میں وضاحت کی ہے جیسا کہ مولوی مصطفےٰ رضا خان لکھتے ہیں :۔

جب یہ معلوم ہو گیا تو ہم کہتے ہیں اور بجزم یقین کہتے ہیں کہ آج جب حجازِ مقدس میں ابن سعود منحوس و نامسعود و مخذول و مطرود و مردود اس کے ہمراہیان نامحمود کا نجس وجود ہے اور حسب بیان سائل فاضل و دیگر کثیر حضرات حجاج و افاضل امان مفقود ہے فرضیت (حج) ساقط ہے ادا غیر لازم ہے۔

(تنویر الحجہ صفحہ ۹)

چونکہ رضاخانی مذہب کے پانچ رکن ہیں اور اسلام کے بھی پانچ رکن ہیں۔ رضاخانیوں نے اپنے مذہب کے ارکان کی اہمیت کو لوگوں کے قلب و جگر میں مرکوز کرنا ہے اور وہ اس وقت تک نہیں ہو سکتا جس وقت تک کہ اسلام کے ارکان کی اہمیت کو لوگوں کے ذہنوں سے نکال نہ دیں اور حج کی فرضیت کا انکار دراصل اسلام کے انکار کا تدریجی عمل ہے۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے بھی ایسا ہی کیا تھا کہ پہلے جہاد کا انکار بعدہٗ ادعائے نبوت۔ اس نے بھی فرضی نبوت کے مزعومہ زینے پر جہاد کے انکار کے بعد قدم رکھا۔ اس کا بھی جہاد کی فرضیت حج کا انکار۔ اسلام سے انکار کا تدریجی عمل تھا اور اب بریلویوں نے بعینہٖ اس کے نقشِ پا پر چلتے ہوئے فرضیت حج کا انکار کیا اور اگلے اقدام کے لئے لنگوٹا کس رکھا ہے۔ کیا معلوم کب کود پڑیں۔

حج پر جانے والے پاگل، اندھے، بیوقوف ہیں

یہی مولوی مصطفےٰ رضا خان لکھتے ہیں کہ :-

یہاں سے یہ نتیجہ نکلا کہ اگر دفع شر الشرار لثام ناممکن ہو تو کسی کے نزدیک بھی اس وقت حج کرنا فرض نہیں رہتا اور ہر وہ شخص جس کے سر میں دماغ اور دماغ میں عقل اور پہلو میں دل اور دل میں ذرا سا انصاف اور چہرے پر آنکھیں اور آنکھوں میں حق کی روشنی اور کان اور کانوں میں قوت سمع موجود ہے۔ دیکھتا، سنتا، سمجھتا اور اعتراف کرتا ہے کہ آج نجدیاں نافرجام کے اس فتنے کی روک تھام حاجیوں سے ممکن ہے کو کس طرح ان پر حج فرض ہوگا۔

(تنویر الحجہ صفحہ ۱۲)

یہ عبارت اپنے مفہوم پر اتنی واضح ہے کہ اس پر مزید کسی تبصرے کی ضرورت نہیں ہے۔

رضا خانی ملاں کی خبیث حرکت

اور اہل سنت والجماعت عرس و میلاد کرنے والوں اور کھانے یا شرینی وغیرہ پر فاتحہ پڑھنے والوں اور گیارہویں شریف کرنے والوں کو صحیح العقیدہ مسلمان گردانتے ہیں۔ فلہٰذا فی زمانہ عرس اور فاتحہ کرنے والوں ہی کے پیچھے نماز پڑھنا صحیح ہے۔

(نجدی وہابی کی پہچان و تاریخ۔ صفحہ ۶۵)

ایک رضاخانی ملاں جو کہ مفتری اعظم مولوی احمد سعید کاظمی کی طرف نسبت کرتا ہے۔ اس کے فتویٰ سے معلوم ہوا کہ رضاخانیوں میں عرس اور فاتحہ کی اتنی اہمیت ہے کہ ان دونوں کو نہ کرنے یا ان دونوں کو صحیح اور درست نہ ماننے والا نہ ہی مسلمان ہے اور نہ ہی اس کے پیچھے نماز درست ہے۔ گویا کہ عرس اور گیارھویں کی مزیدار کھیر اور چاول ہی دین و اسلام ہیں تو یہ بھی معلوم ہو گیا کہ رضاخانیوں کے ایمان کا دارومدار ہی کھانے پینے کی چیزوں پر ہوتا ہے اور یہی وجہ ہے کہ رضاخانی کھانے پینے کے چکر میں شریعتِ محمدی کو ترک کر دینا ضروری سمجھتے ہیں۔

ختم شریف، تیجہ شریف، ساتہ شریف، گیارھویں شریف، سالانہ شریف اور میلہ شریف ان سب کو ہر فرض سے اہم فرض سمجھتے ہیں۔ گویا کہ مولوی احمد رضا بریلوی کی تربیت کا شاہکار ہیں۔

یہ بازاری زبان؟

عبداللہ ابن سبا یہودی کی مصنوعی اولاد محمد طیب داناپوری کا اندازِ گفتگو ملاحظہ فرمائیں:۔

اس کا مطلب تو یہ ہے کہ تمہارے دھرم میں جورو اور ماں دونوں ایک تمہارا باپ اور بیٹا دونوں ایک گوبر اور جلوہ دونوں ایک پاخانہ اور فیرینی دونوں ایک تمہارا منہ اور پاخانہ پھرنے کی جگہ دونوں ایک تمہاری بہنوں، بیٹیوں کے سب اعضاء اور غیر مردوں کے بدن دونوں ایک حلال و حرام دونوں ایک زنا اور نکاح۔ دونوں

ایک اپنی بیوی کے حقوقِ زوجیت ادا کرنا اور کسی مرد سے منہ کالا کرنا دونوں ایک ۔۔۔۔۔۔۔ تو اس پر کھلم کھلا عمل پیرا ہونے سے کیوں انکار ہے۔ کسی میدان، کسی تاریخ، کسی وقت کا اشتہار دے کر مجمع عام میں اس ابلیسی چیمبر توحید کے تماشے دکھاؤ، حلوے کے بدلے پاخانے کھاؤ، شربت کے بدلے پیشاب نوش فرماؤ، اپنی ماں، بہن، بیٹی، جورو کے ماتھوں پر جلی قلم سے الوقف فی سبیل الشیطان کا نائن بورڈ لکھوا کر برسرِ میدان پھراؤ۔ خود بھی اپنی پشت پر موٹے موٹے حروف میں وقف فی سبیل ابلیس کا بلا لگوا کر سارے میدان کا چکر لگاؤ اور امت لیگیہ کے سیاسی پیغمبر مسٹر (محمد علی) جناح نے بھی اپنے لیگی امتیوں کو حکم دیا ہے کہ عوام کی بے حد دلچسپی کے لئے اپنی عورتوں کو میدان میں لائیں۔

(بجانب اہل السنۃ صفحہ ۴۲۸)

نوٹ:۔ اس قسم کی غلیظ زبان کسی شریف زادے کی نہیں ہو سکتی۔

تمام تعلقات اور رشتے توڑ ڈالے!

رضاخانی محمد طیب داناپوری ابلیس لعین کے نقشِ قدم پر چلنے کی بایں الفاظ دعوت دیتے ہیں۔ الفاظ ملاحظہ فرمائیں:۔

تم نے کیا سنا؟ تم نے کیا سمجھا؟ سنو! اگر کوئی کافر مشرک دیوبندی، وہابی، نجدی، رافضی، تفضیلی، خارجی نام کا اہل حدیث غیر مقلد بنا ہوا اہل قرآن چکڑالوی پیر نیچری علی گڑھی کا پیر نیچری مرتد اعظم مشرقی کا متبع خاکساری قید مذہب و ایمان سے آزاد احراری، رافضی فوج

کا مرید مظلم لیگی حسن نظامی کا چیلا غرض کوئی بد مذہب، بد دین، دشمن خدا و رسول، خواہ تمہارا باپ ہو یا بیٹا، بھائی ہو یا شوہر، بیوی ہو یا ماں، استاد ہو یا مرشد المرشد یا استاذ الاستاذ، دوست ہو یا محب و خیر خواہ محسن و ہمدرد یا ہمدم۔ غرض کوئی ہو ایسے کو ٹھکرا دے۔ اس کو سنگ مذلت سے ٹکرا دے اور اس سے تمام تعلقات اور رشتے توڑ ڈالے۔

(التجانب اہل السنۃ صفحہ ۴۵۸)

نوٹ:۔ یُفَرِّقُوْنَ بِہٖ بَیْنَ الْمَرْءِ وَ زَوْجِہٖ۔ (القرآن الحکیم)

مذکورہ عبارت سے ظاہر ہے کہ رضاخانی اپنے بابا ابلیس لعین کے جانشین ہیں اور یہ اندھے ہو کر ابلیسی آئین پر عمل پیرا ہیں۔ مسلمانوں میں تفرقہ بازی کا مکروہ فریضہ سرانجام دینا یہ رضاخانیوں کا ہی حصہ ہے۔ جس کو حق تعالیٰ فہم سلیم سے محروم کر دے اس سے ایسی حرکاتِ قبیحہ ہی سرزد ہوتی ہیں۔

مولانا سید نذیر حسین دہلوی اور مولانا ثناء اللہ امرتسری

بلکہ تمام غیر مقلدین کی تکفیر

اس میں کوئی شک نہیں کہ حضرت سید صاحب موصوف۔

ہندوستان کے اہل حدیث جماعت کے ایک مقتدر پیشوا بلکہ اس جماعت میں شیخ اکمل مانے جاتے تھے لیکن مولوی احمد رضا خاں بریلوی نے آپ کی اور آپ کی جماعت کی علی الاعلان تکفیر کی ہے۔

حسام الحرمین میں جن فرقوں کے نام لے کر تکفیر کی ہے ان میں ایک آپ

کا نام بھی لیا ہے۔ لکھتے ہیں کہ :۔

اور وہ بھی کئی قسم کے ہیں۔ ایک امریہ امیر حسن و امیر سہوانیوں کی طرف منسوب اور نذیریہ نذیر حسین دہلوی کی طرف منسوب۔

(حسام الحرمین صفحہ ۱۰۱)

اس کے بعد آپ ان تمام فرقوں کے بارے میں جن کا وہ حسام الحرمین میں تذکرہ کر چکے ہیں لکھتے ہیں :۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ یہ طائفے سب کے سب کافر و مرتد ہیں۔ باجماع امت اسلام سے خارج ہیں۔

(حسام الحرمین صفحہ ۱۱۳)

اس کے بعد چھوٹے میاں صاحب مولوی حشمت علی بریلوی لکھتے ہیں :۔

اور نذیرین دہلویین و امیرین و سہوانیین و بشیرین و قنوجیین یعنی نذیر حسین دہلوی و محمد نذیر دہلوی و امیر احمد سہوانی و بشیر حسن قنوجی ..... الجملہ بابی بعید و نیچری پلید و بہائی عنید و مرزائی طرید و دیوبندی خوانی مرید وہابی شش امثالی شریدیہ چھون فرقے ..... بحکم شریعت مطہرہ قطعاً یقیناً کافر مرتد مستحق عذاب ابدی شدید و لعنت رب وحید۔

(تجانب اہل السنۃ صفحہ ۲۱۹)

جو لوگ وہابیہ ہوں یا غیر مقلدین ایسے کفریات صریحہ کے معتقد ہیں وہ سب بحکم شریعت کافر و مرتد ہیں۔

(تجانب اہل السنۃ صفحہ ۵)

اس ناپاک عبارت میں مرتد ثناء اللہ امرتسری سرغنہ غیر مقلدین

نے کھلے لفظوں میں بک دیا۔ (تجانب اہل السنۃ صفحہ ۲۴۷)

اور غیر مقلدین ثنائیہ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ سب کے سب بحکم شریعت مطہرہ مرتد اکفر ہیں اور بمقتضائے ظلمات بعضہا فوق بعض۔ کفر و ارتداد میں ایک دوسرے سے بڑھ کر ہیں۔

(تجانب اہل السنۃ صفحہ ۲۴۸)

اس کے علاوہ کتاب مذکور کے صفحہ نمبر ۹۰، ۱۷۵، ۲۴۷ میں ان حضرات اور ان کی جماعت اہل حدیث کی تکفیر مذکور ہے۔

لیکن حیرت و تعجب ہے کہ احمد رضا خاں بریلوی نے اس جگہ مولانا سید نذیر حسین دہلوی اور ان کی جماعت اہل حدیث و غیر مقلدین کو کافر و مرتد کہا ہے لیکن ایک دوسری جگہ غیر مقلدین کی اسی جماعت کو جن کے پیشوا مولانا سید نذیر حسین دہلوی ہیں مومن و مسلمان کہا ہے۔

موادی احمد رضا خاں بریلوی اس جماعت کے بارے میں لکھتے ہیں کہ :۔

"اور یہ (غیر مقلدین) ہزار ہیں جو چاہیں کہیں ہم ذلہا دان (غیر مقلدین) کو کفار نہ کہیں گے۔ ہاں ہاں یوں کہتے ہیں اور خدا اور رسول کے حضور کہیں یہ لوگ (غیر مقلدین) آثم ہیں خاطی ہیں، ظالم ہیں، بدعتی ہیں، ضال ہیں، مضل ہیں، غوی ہیں، مبطل ہیں مگر بیہات کافر نہیں، مشرک نہیں۔" (النہی الاکید صفحہ ۵۲، ۳۳)

احمد رضا خاں بریلوی کا ایک ہی فرقے کے بارے میں یہ متضاد و مختلف بیان کہ وہ کافر بھی ہے اور مسلمان بھی۔ اگر ایک طرف دروغ گو را حافظہ نباشد کا ثبوت پیش کر رہا ہے تو دوسری طرف ان کی ذاتی پوزیشن اتنی مشکوک

کر رہا ہے کہ ان کا ایمان و اسلام تو درکنار خود ان کی انسانیت ہی کے لالے پڑ گئے۔ کیا ایسا شخص ایک صحت مند و تندرست دماغ کا مالک ہو سکتا ہے جو ایک ہی فرقے کو مومن بھی کہتا ہے اور کافر بھی۔

دراصل بے گناہ مظلوموں کو ستانے اور ان کو تکفیری دکھ پہنچانے کا یہی نتیجہ ہوتا ہے کہ ظالم و جفاکار کے دل و دماغ کی چولیں ہل جاتی ہیں اور اس کا دماغی نظام درہم برہم ہو جاتا ہے تاکہ دنیا کو یہ معلوم ہو جائے کہ جو کچھ انہوں نے کیا ہے یا کہا ہے ان سب کی حقیقت نقش برآب اور شیخ چلی کے پھسپھسے افسانے سے زیادہ نہیں ہے۔

جنجلا کے مجھ کو ذبح تو صیاد نے کیا
اب رو رہا ہے منہ کو قفس پر دھرے ہوئے

حضرت مولانا سید محمد علی مونگیری کی تکفیر

حضرت موصوف الصدر ایک

شیخ وقت، مرشد زمانہ، مبلغ اسلام حضرت مولانا شاہ فضل الرحمٰن صاحبؒ گنج مراد آبادی کے خلیفہ، برحق، مرید صادق تھے۔ آپ کے روحانی فیوض و برکات سے خاص طور پر صوبہ بہار کے لکھوکھا مسلمان فیض یاب ہوئے ہیں اور آپ کے علمی و مذہبی کمالات سے اس صوبہ کا گوشہ گوشہ منور اور روشن ہے۔

آپ کی ایک امتیازی خصوصیات جو اس زمانہ کے پیروں میں بہت کم پائی جاتی تھی۔ یہ بھی تھی کہ تبلیغ حق اشاعت دین کا ایک بے پناہ جذبہ آپ کے سینہ مبارک میں جوش زن تھا۔ یہی وجہ تھی کہ جب اسلام کے پرانے دشمن عیسائیوں، آریوں، قادیانیوں نے اسلام و ہادیٔ اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کے

خلاف دل آزار فتنہ برپا کیا تو آپ کمر ہمت باندھ کر بڑی بہادری سے ان کے مقابلہ کے لئے میدانِ عمل میں نکل آئے۔ پھر تو اپنی لاجواب کتابوں و تحریروں سے دشمنوں کے منہ پر خاک ڈال دی اور قادیانیت کو تو اپنے تحریری شکنجوں میں کس کر اتنا معطل و بے کار کر دیا کہ اس میں ریںگنے کی بھی سکت باقی نہ رہ گئی۔ مسلمانانِ بہادر قادیانیت کی آتش زدسے محفوظ ہو کر جنت و نجات کے مستحق ہو گئے۔ کیونکہ آپ کے اندر عرفانی قابلیت و روحانی صلاحیت اور فیض رسانی کی طاقت موجود تھی۔ اس وجہ سے حضرت قطب الارشاد و مولانا فضل الرحمٰن گنج مراد آبادیؒ نے اپنی نیابت و خلافت کے لئے آپ کو منتخب کر کے فرمایا کہ ایک زمانہ ہوگا کہ کثیر خلقت تمہارے پاس آکر مرید ہوگی اور تم سے فیض ہوگا اور تعلیم پاویں گے۔

(کمالاتِ رحمانی صفحہ ۴۲)

لیکن افسوس کہ بریلی کے احمد رضا خاں نے ایسے ولی کامل، عارف، صادق، امام معرفت، ہادیٔ شریعت، محافظِ سنت کی محض اس بنا پر تکفیر کی ہے کہ آپ نے حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی بانی دار العلوم دیوبند کو ان کے اسلامی کارنامول و مذہبی خدمتوں کی وجہ سے حکیم الامت کے لقب سے یاد کیا ہے چنانچہ احمد رضا خاں بریلوی نے اپنی مشہور تکفیری کتاب حسام الحرمین صفحہ ۱۰۰ میں جس جگہ حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کی معاذ اللہ تکفیر کی ہے۔ اس کے ساتھ ہی آپ کے تعارف میں یہ الفاظ لکھے ہیں کہ اور یہ وہی نانوتوی ہے جسے محمد علی کانپوری (بعد کو مونگیری) ناظم ندوۃ نے حکیم الامت کا لقب دیا۔ اس کے بعد احمد رضا خاں بریلوی نے حضرت مولانا مونگیریؒ کے معاذ اللہ کفر و ارتداد کے ثبوت میں یہ لکھا ہے کہ :-

جو ان کے (حضرت نانوتوی ؒ) کے کفر و عذاب میں شک کرے خود کافر ہے ..... جو کفر کی بات کہے وہ کافر ہے اور جو اس بات کو اچھا بتائے یا اس پر راضی ہو وہ بھی کافر ہے۔"

(حسام الحرمین صفحہ ۱۱۳)

چونکہ حضرت مولانا شاہ مونگیری ؒ اکابر علمائے دیوبند کو مومن کامل، خادم ملت، محافظ شریعت مانتے تھے۔ اس لئے احمد رضا خاں بریلوی کے نزدیک وہ اور ان کے بے شمار مریدین و متوسلین معاذ اللہ کافر و مرتد ہوئے۔

دوسری وجہ یہ سب کو معلوم ہے کہ فرقہ رضاخانیت، ندوہ اور اس کے ارکان و ممبران کو روز اول سے کافر کہتے ہیں جیسا کہ مولوی حشمت علی بالقابہ لکھتے ہیں کہ:۔

"اگر وہ ندوہ ..... کے ان حرکات و کلمات، کفر و ضلال کو معاذ اللہ حق و صحیح مانتے ہیں تو جو کفر کو حق مانے وہ خود کافر ہے۔"

(تجانب اہل السنۃ صفحہ ۴۱)

دار العلوم ندوۃ العلماء (لکھنؤ)

کے ارکان و ممبران کی تکفیر

ندوۃ العلماء لکھنؤ کا دار العلوم ایک مشہور اسلامی و مذہبی درس گاہ ہے۔ جس نے دین و علم دین کی ایک بیش بہا خدمت ادا کی ہے اور آج تک اسی دینی خدمت میں معروف ہے لیکن رضاخانیت کے مشہور اکابر کی آنکھوں میں اہل حق کی دینی خدمتوں کے پھول بھی کانٹے بن کر چبھتے ہیں تو براہ راست ندوے

کے بارے میں تکفیری فتویٰ ملاحظہ کیجئے۔ لکھتے ہیں:۔

"اگر وہ ندوۃ ۔۔۔۔ کے ان حرکات و کلمات، کفر و ضلال کو معاذ اللہ حق و صحیح مانتے ہیں تو جو کفر کو حق مانے وہ خود کافر ہے۔"

(تجانب اہل السنۃ صفحہ ۴۱۱)

"سنہ ۱۳۱۲ھ میں طائفہ ندوۃ نے اپنا سر نکالا اور اُن آیاتِ مبارکہ و احادیثِ کریمہ کو تحریفِ معنوی کر کے بد مذہبوں، لا مذہبوں، بد دینوں، بے دینوں کے ساتھ دوستی و مواخات و اتحاد و موالات پر ڈھالا۔" (تجانب اہل السنۃ صفحہ ۴۶۵)

"وصلحکلیہ نالیہ اپنے عقائد کفریہ قطعیہ، یقینیہ کی بنا پر بحکم شریعت قطعاً یقیناً اسلام سے خارج اور کفار مرتدین ہیں۔

(تجانب اہل السنۃ صفحہ ۴۵۳)

سیرت کمیٹی (بیٹی ضلع لاہور)

کے ارکان و متعلقین کی

تکفیر

ہندوستان کی تقسیم سے پہلے قاضی عبدالمجید قریشی نے سیرت کمیٹی کے نام سے ایک مرکزی انجمن بنائی جس کا صدر دفتر مقام بیٹی ضلع لاہور میں تھا۔ اس

کا واحد مقصد حضرت پیغمبر اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرتِ پاک کی تحریر و تقریر کے ذریعہ اشاعت کرنا اور مسلم و غیر مسلم ہر ایک کو اس سے روشناس اور واقف کار بنانا تھا۔ اسی مقصد کے پیشِ نظر ہندوستان کے ہر شہر و قصبہ و گاؤں میں سیرت کمیٹیاں بنیں اور اس کی نگرانی میں ہر جگہ سیرتی و میلادی جلسے منعقد ہوتے تھے اور ان میلادی جلسوں میں زیادہ تر رضاخانی مولوی ہی معہ اپنے سنہری لباسوں و چمکتے ہوئے جبّوں و رنگین پگڑیوں کے شریک ہو کر میلادی تقریریں کیا کرتے تھے اور نذرانے وصول کر کے رخصت ہو جاتے تھے، اور قاضی صاحب موصوف نے اسی مقصد کے پیشِ نظر ہفتہ وار اخبار "ایمان" بھی جاری کر رکھا تھا اور سیرتِ پاک کے متعدد عنوانوں پر مختلف زبانوں میں ہزارہا پمفلٹ و کتابیں بھی شائع کی تھیں۔ اگرچہ علمائے حق کو اس تحریک سیرت کی بعض چیزوں سے کچھ اختلاف تھا لیکن اس اختلاف کا نتیجہ سیرت کمیٹی اور اس کے ارکان کی تکفیر نہ تھی اور نہ ہی ہو سکتی تھی۔ لیکن رضاخانیوں کا ایک ایسا تکفیری فرقہ ہے جس کا ہر ایک اختلاف تکفیری ہی پر ختم ہوتا ہے چنانچہ اس فرقہ کے ایک نامور مولوی حشمت علی بالقابہ جو حسن اتفاق سے اپنے احمد رضا خاں بریلوی کے مظہر ہونے کی وجہ سے کریلا اور نیم چڑھا بن گئے ہیں۔ آپ نے سیرت کمیٹی کی تردید بلکہ تکفیر پر ایک مستقل کتاب "راز سیرت کمیٹی" نامی تصنیف کر ڈالی۔ کتاب مذکور از اوّل تا آخر سب و شتم لعن طعن، تکفیر و تفسیق کا ایک ناہموار مجموعہ ہے اور اس میں تکفیری گالیوں، تفسیقی بدگوئیوں کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔ چنانچہ سب سے پہلے ان ہی کے لفظوں میں اس کا تعارف ملاحظہ کیجئے لکھتے ہیں:۔

"سیرت کمیٹی درحقیقت خباثت کمیٹی اور حسبِ فرمان شریعتِ مطہرہ

ضلالت کمیٹی اور بحکم قرآنِ عظیم لعنت کمیٹی اور بلحاظ نتیجہ رات کمیٹی اور بعد التحقیق اپنے چہیتے ماں باپ خلافت کمیٹی و ندوۃ کی لاڈلی بیٹی ہے۔ راز سیرت کمیٹی مطبوعہ سلطانی پریس بمبئی صفحہ ۲ جس سیرت کمیٹی کا سنگِ بنیاد یہ کفر و ارتداد، دہریت و الحاد، کفار و مشرکین و منافقین و مرتدین کے ساتھ گھال میل اور اتحاد ہے۔ اس کی تمام تر کارروائیاں مخالفِ شریعت و منافی اسلام ہی ہوں گی۔ سیرت کمیٹی کے اسی بنیاد کفر و ارتداد و زندقہ و الحاد کا نتیجہ ہے کہ اس کمیٹی کی طرف سے جو متعدد رسائل شائع ہوئے ان میں بکثرت کفر و ضلالت واقع ہوئے۔

(کتاب مذکور صفحہ ۷)

سیرت کمیٹی مجمع مبتدعین و فجار اور ندوہ مرتدین و ملحدین و کفار دینداروں کو بے دین بنانا کفر و اسلام کا فرق اٹھانا۔ راز سیرت کمیٹی صفحہ ۵۴

یقیناً یہ ایسا کھلا ہوا کفر صریح ہے کہ جو اس کے قائل کے کافر و مرتد ہونے میں اس کے اس قول بد تر از بول پر یقینی اطلاع پانے کے بعد بھی شک و شبہ کرے وہ بھی یقینی کافر و مرتد اور بے توبہ مرا تو مستحق نار ابد و لائقِ لعنت سرمد ہے۔

اس کے علاوہ تمام کتاب کفر و ارتداد کی کشیدہ کاریوں سے رنگین ہے۔ آخر میں مسلمانوں کو سیرت کمیٹی کی شرکت سے اس طرح ممانعت کی ہے:۔

"بحکم شریعتِ مطہرہ مسلمانوں کو سیرت کمیٹی میں شامل ہونا اور اس کا ممبر ہونا حرام، حرام، حرام"

(راز سیرت کمیٹی صفحہ ۵۵)

جولوگ سیرت کے اقوال کفریہ، قطعیہ، یقینیہ پر اطلاع یقینی حاصل کر لینے کے بعد بھی ان کے قائلین کو کافر و مرتد کہنے میں توقف کرے یا ان کے کافر ہونے میں شک رکھتے ہیں وہ تو خود بحکم شریعت مطہرہ کافر و مرتد ہیں اور جو لوگ ان اقوالِ کفریہ کے قائلین کو کافر و مرتد جانتے ہیں مگر پھر بھی سیرت کمیٹی میں شامل اس کے ممبروں میں داخل ہیں۔ وہ لوگ بحکم شریعت مطہرہ اشد ترین فسق و فجار مستحق غضب جبار، مورد قہر و قہار سزا اور عذاب نار ہیں۔ صفحہ ۵۶

اس کے علاوہ تجانب اہل السنۃ کے صفحہ نمبر ۵۹ - ۶۲ میں بھی سیرت کمیٹی کی تکفیر کو واضح کیا گیا۔ رضاخانیت کے اس نامور سرغنہ کے تکفیری فتویٰ کا یہ لازمی نتیجہ ہوگا کہ ہندوستان میں جتنی سیرت کمیٹیاں بنائی گئیں، اور اس کی نگرانی میں میلاد شریف و سیرت پاک کے جتنے جلسے منعقد ہوئے اور اس میں جس قدر مسلمانوں نے شرکت کی یا اس کی امداد و اعانت کی ہے رضاخانیت کے اس تکفیر اعظم کے نزدیک سب کے سب کافر مرتد ہو گئے۔ العیاذ باللہ۔

کرکٹ کا میچ دیکھنے والے مسلمان کافر ہیں؟

بریلوی مذہب میں ہندوستان اور پاکستان کے درمیان کرکٹ میچ دیکھنے والے دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ مفتی مختار احمد گجراتی بریلوی نے فتویٰ دے دیا۔

سیالکوٹ۔ ۵ر اکتوبر۔ (اپ پ) جمعیت علمائے پاکستان کے ممتاز لیڈر اور جامع مسجد کے خطیب مفتی مختار احمد گجراتی نے

ہندوستان اور پاکستان کے درمیان کرکٹ میچ دیکھنے والوں کو دائرہ اسلام سے خارج قرار دیا ہے۔ انہوں نے فتویٰ دیا ہے کہ جو شخص ہندوستان اور پاکستان کے درمیان کرکٹ میچ دیکھتا ہے اسے دائرۂ اسلام سے خارج سمجھا جائے۔

(روزنامہ "امروز" ۵ اکتوبر ۱۹۷۸ء۔ لاہور)

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہٖ محمدٍ وّعلیٰ اٰلہٖ واصحٰبہٖ اجمعین

حقیر

خاکپائے اہلسنت وجماعت اولیائے کرام

محدثین دیوبند سعید احمد قادری

بمقام مہتہ جھیڈو تحصیل چشتیاں ضلع بہاولنگر

بریلوی بیت المال کھلا ہے

صدقہ دو خیرات بھی دے دو گھر کے اخراجات بھی دے دو
جن سے کفر کی توپ چلائیں ایسے کچھ آلات بھی دے دو
بریلوی بیت المال کھلا ہے

جلنے کو کچھ بالن دے دو کھانے کو کچھ سالن دے دو
شرک کی کھیتی خوب پکائیں ایسی ڈھونڈ کے مالن دے دو
بریلوی بیت المال کھلا ہے

ننھے منّے ان کے بوٹی دے دو بچ جائے جو روٹی دے دو
سردی سے یہ جان بچائیں کوئی پرانی کوٹی دے دو
بریلوی بیت المال کھلا ہے

ملّا کو نذرانے دے دو مُلّانی کو دانے دے دو
اپنے پیٹ کی آگ بجھائیں للّٰہ دو دو آنے دے دو
بریلوی بیت المال کھلا ہے

ٹھنڈا میٹھا پانی دے دو حلوہ اور بریانی دے دو
مُردوں کو یہ غسل کرائیں تولیہ صابن دانی دے دو
بریلوی بیت المال کھلا ہے

ختم کے ان کو نان بھی دے دو مُردے کی بُنیان بھی دے دو
کتھا چونا ڈال کے وافر سانچی والا پان بھی دے دو
بریلوی بیت المال کھلا ہے

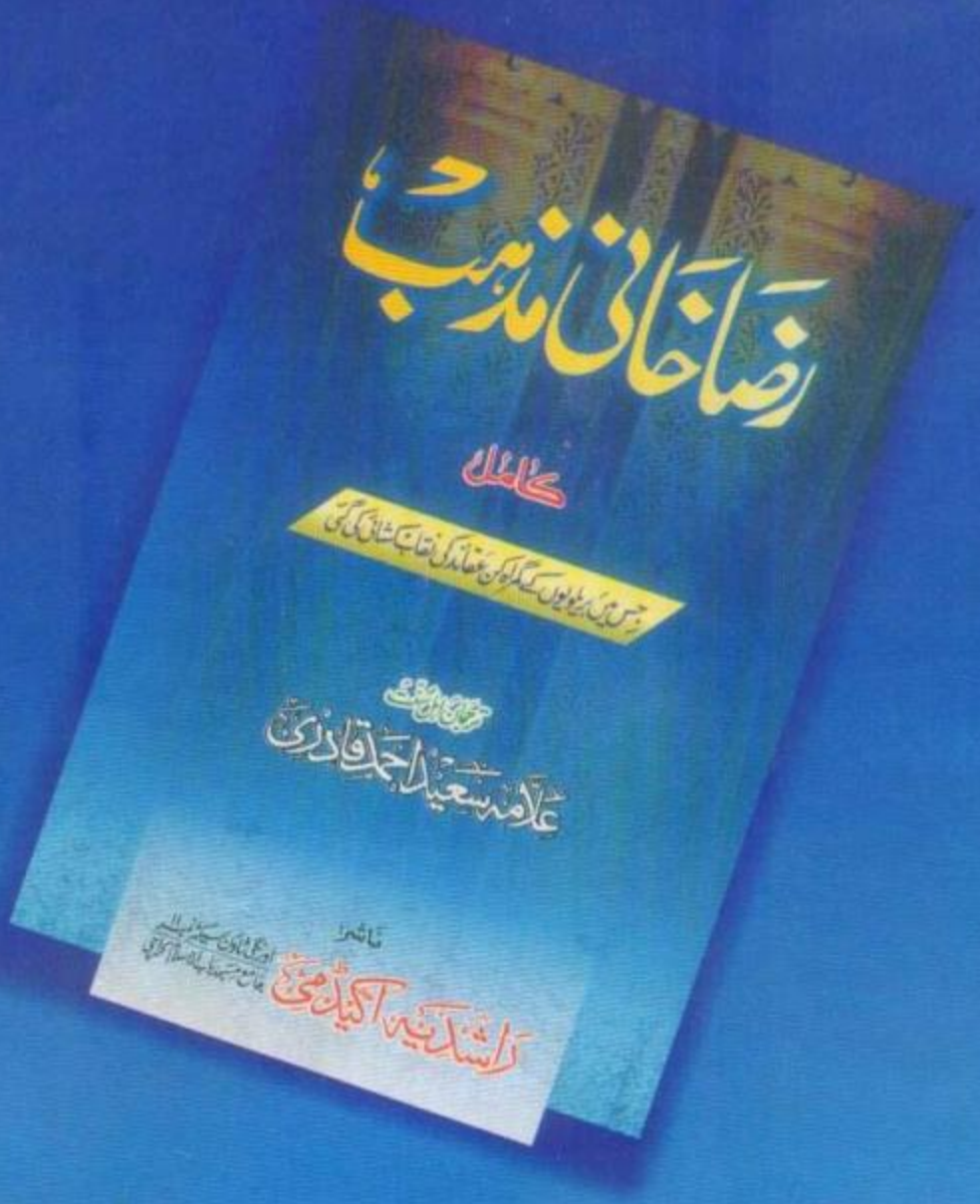

ناشر:

راشدیہ اکیڈمی

اورنگی ٹاؤن سیکٹر نمبر ۱۱
جامع مسجد باب الاسلام کراچی